

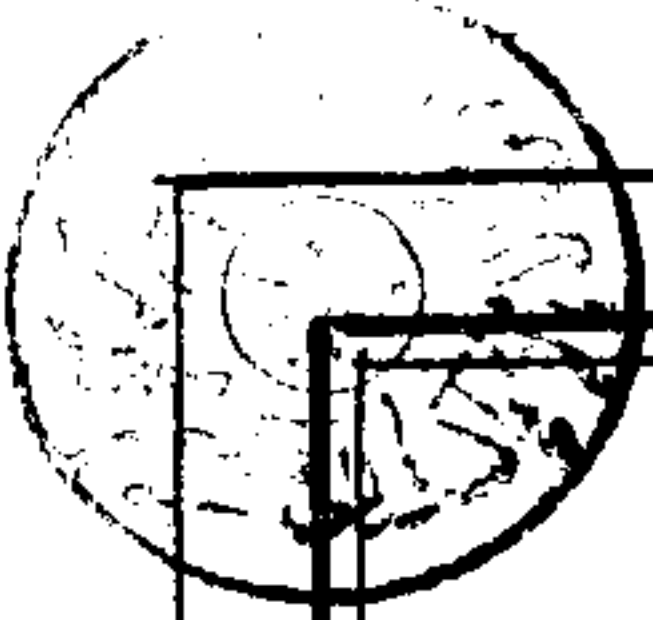
**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ



•





فہرست مضامین

کلیات حضرت امیر حسن سجزی دہلوی

- ۱- تمہید از عیون ارجہ اجایا سرہاراجہ بہادرین السلطنۃ بالقاء
- ۲- حاورن ان کا زمانہ از مولوی مسعود علی صنا محوی۔ بی اے (علیگ) ۱ تا ۱۰۶
- ۳- ضمیر دیباچہ " " " " ۱۰۷ تا ۱۱۳
- ۴- غزلیات حضرت امیر حسن سجزی دہلوی ۱ تا ۳۹۹
- ۵- رباعیا و تنفرقات " " " " ۴۰۰ تا ۴۲۲
- ۶- قصائد " " " " ۴۲۳ تا ۵۵۹
- ۷- ثنویات " " " " ۵۵۹ تا ۶۲۲

39064



راجہ راجا یان سرمہا راجہ بہا ک ر کشور پر شاد یومین اساطندہ
 سید یعقوب بزعی بی مے مسعود علی معوی بی مے
 مرزا نظام شاہ بہت تیمور لہن
 ملا حظہ ہو ضمیر ک پیدا چا صفا ہوا و ۱۰۹

مجلس الشورى

٤

مجلس الشورى
البحرين
٢٠٠٧

تہہید چکد خامرہ شامہ عالیجناب راجہ راجایان ہمارا مین اسلطنہ
 کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ صدام سرکار

جید آباد کن نام اقبالہ و جلالہ

مست توام ازباده و جام آزادوم صید توام ازوانہ و دام آزادوم
 مقصود من از کعبہ و بتخانہ توتی نونہ من ازین ہر دو مقام آزادوم
 بندہ آزاد نشا و نے آنکھ کھول کر اپنے ولی نعمتوں اور اپنے بزرگوں کی
 علم نوازی اور معارف پروری کے اکثر روح پرور سماں دیکھے اور بے شمار
 ہمت افزا داستانیں سنی ہیں اور ایسی فضا میں پرورش پائی ہے جو
 اہل دل اور ارباب علم و فضل کی عقیدت اور عظمت سے ملو تھی یہی وجہ
 ہے کہ وہ ابتداء سن شعور سے حضرات صوفیہ اور ارباب علم و فضل
 کا خواہ وہ کسی مذہب یا فرقہ کے ہوں دل و جان سے شیفتہ اور
 فریفتہ رہا ہے اور ان کی تعظیم و تکریم اور خدمت و عظمت جس طرح
 اور جس حد تک ہو سکے اپنے لیے سعادت دارین کا ذریعہ تصور کرتا ہے۔
 حضرت امیر حسن سجزی علیہ الرحمۃ سے عقیدت اور ارادتمندی کے
 چند در چند سلسلے موجود ہیں۔ ان کا گراں مایہ اور بنیاد یہ تصوف
 ان کی دلکش اور درو انگیز شاعری ان کا دکن کا توطن اور مذہن
 ان سب تعلقات نے مل جل کر ان کی ذات جمع الصفات اور ان کے

کلام بلاغت نظام سے ایک خاص انس اور ربط پیدا کر دیا ہے۔ ان کے
 دیوان جو امتدادِ زمانہ سے روز بروز کم یاب ہوتے جاتے ہیں۔ ذاتی کتب خانہ
 کے علاوہ دوست احباب کے کتب خانوں سے عاریتہ منگائے اور بعض نسخے
 خرید کر معائنہ کیے۔ مختلف نسخوں کو دیکھنے اور مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا
 کہ وہ سب ایک دوسرے سے مختلف اور نامتام ہیں۔ اب تک کوئی ایسا نسخہ
 نظر سے نہیں گزرا جو ان کے تمام موجودہ کلام پر حاوی ہو۔ علاوہ اس کے
 جتنے نسخے دیکھے گئے ان میں سے اکثر چند روز کے ہمان نظر آئے، بعضوں
 کی سیاہی اڑ رہی ہے، بعضوں کے کاغذ جواب دے رہے ہیں اور بعضوں
 کو کیڑے کھا رہے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر خیال آیا کہ اگر چند روز ان پر
 اسی طرح اور گزرے تو حضرت امیر حسن علیہ الرحمۃ کی تمام عمر کی
 جگر کاوی برباد ہو جائیگی اور ہندوستان کے ایک نام آور شاعر کا
 کلام صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جائیگا۔ اس خیال نے بے چین
 اور اس پر آمادہ کر دیا کہ جس طرح بن پڑے ان کا متفرق کلام جہاں تک
 دستیاب ہو سکے ایک جگہ جمع کر کے چھپو ادیا جائے تاکہ وہ ایک فریدتہ
 کے لیے غارتگر زمانہ کی دست برد سے محفوظ ہو جائے۔ اس کے لیے
 مصارف، اذتلاش و تالیف کی ضرورت تھی۔ اس کا پہلا جز اس خادم الشعرا
 کے ذمے رہا اور دوسرا جز مولوی مسعود علی محوی بی۔ اے (علیگ)
 سابق سیشن جج سرکار عالی نے جو فقیر شاد کے مخلص محبان قدیم سے ہیں
 براہِ علم دوستی اپنے ذمے لیا۔ پندرہ کہ دو ڈھائی سال کی لگاتار محنت

کے بعد یہ کلیات موجودہ شکل میں مرتب ہو کر چھپ گیا ہے اور ان علمی یادگاروں
میں سے ایک یادگار ہے جو ہمارے آقائے ولی نعمت اعلیٰ حضرت قدر قدرت
نواب میر عثمان علی خاں ادا م اللہ سلطنت کی مسیحا دی سے از سر نو زندہ
ہو رہی ہیں اور جن کی روشن خیالی اور علم پروری کی روشنی سے سر زمین
دکن کا ذرہ ذرہ منور ہوتا جاتا ہے۔ محوی صاحب نے خوب کہا ہے۔

از نسیر توجہ گیتی فروزاو
آراست ہم معاش ازاں ہم معاویک
شمع علوم زندگی از سر گرفتہ است
بنگر بیک کرشمہ دو کشور گرفتہ است

کشن پرشاد عفی اللہ عنہ
حیدرآباد دکن
۱۳۴۲ھ

مجلس
التعليم
بمحافظة
المنيا



امیر حسن

احصاء ان کا زمانہ

امیر حسن علاء ہجری کے حالات زندگی پر ہمارے دوسرے مشابیر شعرا کی طرح ایک حد تک گہرا پردہ پڑا ہوا ہے۔ تھوڑے بہت جو کچھ حالات معلوم ہوتے ہیں اُس کی وجہ بھی یہ ہے کہ وہ شعرائے عظام اور صوفیہ کرام کے طبقہ میں داخل ہیں اور اس لیے شعرا کے تذکرہ نویسوں اور سیر الاولیاء کے مولفوں کو ان کے متعلق کچھ نہ کچھ لکھنا پڑتا ہے اور بد قسمتی سے یہ دونوں گروہ اپنی اجمال نویسی میں مشہور اور معروف ہیں۔ امیر موصوف کی زندگی کا خاکہ ناظرین کے سامنے پیش کرنے کے لیے ہمیں اس سے بہتر کوئی اور تجویز نہیں معلوم ہوتی کہ پہلے ان معتبر مولفین کے اقتباسات جنہوں نے اس معاملہ میں قلم اٹھایا ہے خود ان کے الفاظ میں پیش کر دیں اور بعدہ جو کچھ ہمیں امیر حسن اور ان کے عہد اور معاصر بادشاہوں کے متعلق عرض کرنا ہے وہ عرض کریں۔

مولانا ضیاء الدین برنی صاحب تاریخ فیروز شاہی (جوشہ ہجری میں ختم ہوئی)

صرف امیر حسن کے معاصر بلکہ ان کے ہم صحبت اور ولی دوست ہیں اس لئے ہم انھیں کی تاریخ سے ابتداء کرتے ہیں، مولانا مہسوف سلطان علاء الدین خلجی کے عہد کے شعراء کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔

اقتباس (۱) ”عصرِ علائی شعرائے بودند کہ بعد از ایشاں بلکہ پیش از

”ایشاں چشم روزگار مثل ایشاں ندیدہ است لایتما۔ امیر خسرو.....“

”دوم شاعرے از شعرائے یگانہ در عصر علائی امیر حسن سخری بودہ است

”و اورا تالیفات نظم و نثر بسیار است و بسلا متی ترکیب و روانی سخن

”آیت بودہ است۔ و از بسکہ غزلہائے وجدانی در غایت روانی بیآ

”گفتہ است اورا سعدی ہندوستان خطاب شدہ بود۔ امیر حسن مذکور

”باوصاف و اخلاق مرضیہ متصف بودہ است۔ و بغزت خداوندان

”مکارم اخلاق کہ در لطائف و ظرائف و مجلسہا و استحضار اخبار

”سلاطین و اکابر و علمائے بزرگ دہلی و استقامت عقل و ذی وریست

”صوفیہ و لزوم قناعت و اعتماد پاکیزہ و خوش بودن و خوش گزراں

”بے اسباب دنیا و تجرد و تفرود از علایق دنیا بچوں او کسی را کمتر دیدہ ام

”و سالہا مرا با امیر خسرو و امیر حسن مذکور تردد و یگانگی بودہ است۔

”و نہ ایشاں بے صحبت من بتوانستہ بود نہ من توانستہ کہ مجالست

”ایشاں را گزراںم۔ و از محبت من میان ایشاں ہر دو استاد قرابتہ شد

”و در خانہائے یکدیگر آمد و شد کردن گرفتند۔ و از نہایت اعتقادے کہ

”امیر حسن بخدمت شیخ (سلطان المشایخ حضرت نظام الدین علیہ الرحمہ) داشت

”انچہ در مدت ارادت خود در مجالس شیخ شنیدہ است عین مفوظ شیخ در چند
 ”جلد جمع کردہ است و آنرا ”فوائد الفواد“ نام نہادہ۔ و این فوائد الفواد او
 ”دستور صادقان ارادت شدہ است و امیر حسن را نیز چند دیوان است
 ”و صحایف بہ نثر و مثنویات بسیار است و چنان شیریں مجلس و ظریف و
 ”خوشباش و مزاجدان و مؤدب و مہذب بود کہ مارا راتحتے دانے کہ
 ”بجاست او می شد از مجالست غیر او نیا فتم۔“

دوسرا اقتباس محمد مبارک العلوی الکرمانی المدعو بامیر خور و کی کتاب ”سیر الاولیاء“
 سے دیا جاتا ہے۔ امیر خور و اور ان کے والد اور زانا بھی سلطان المشایخ حضرت
 نظام الدین اولیا قدس سرہ کے معاصر اور مرید ہیں اور اس لحاظ سے مولانا ضیا الدین
 برنی کی طرح انہیں بھی امیر حسن سے ذاتی واقفیت کا موقع حاصل تھا۔ انہوں نے
 امیر موصوف کا ذکر اپنی لاجواب کتاب میں جا بجا کیا ہے۔ ایک جگہ تو مولانا
 ضیا الدین برنی کی وہ عبارت جسے ہم اوپر دے چکے ہیں سببہ نقل کر دی ہے
 دوسری جگہ حضرت سلطان المشایخ کے خلفاء کے ذکر میں فرماتے ہیں۔

اقتباس (۲) ”منہم۔ آں ملک الملوک فضلًا۔ آں بلطائف طسبح
 ”دلربا۔ یعنی امیر حسن علاء سجزی کہ غزلیات جگر سوز او از حقیق بہانے مانتا
 ”آتش محبت بیروں می آرد“ و اشعار دل پذیر اور اتھے بہانے سخن
 ”میرساند و لطائف روح افزائے او مایہ اہل ذوق است او سخن این بزرگ
 ”چاشنی شیخ سعدی دلرد، و بیتے دریں گفتہ است۔
 ”حسن گلے ز گلستان سعدی آوردہ آرزو کہ اہل معنی گلچین آں گلستان است“

”وایں بزرگ پیوستہ میان شعرا مکن و متجمل بود۔ و هیچ کس لطیفہ و نظمے
 ” بہ بدیہ بہتر از او نگفت۔ و بادشاہان و بادشاہ زادگان گوش بر سر پٹا
 ” اومی داشتند۔ و سترہمہ سعادتہا آں بود کہ در سلک بندگان حضرت
 ” سلطان المشایخ نسک شد۔ و بنظر خاص سلطان المشایخ مخصوص
 ” گشت۔ و قتیے این بزرگ بخدمت سلطان المشایخ آمدہ چند عزیزے
 ” حاضر بودند۔ سلطان المشایخ روئے بسوئے این بزرگ کرد و فرمود
 ” کہ این ساعت ذکر فضل و اشتم کہ تو در آمدی۔ و از مفوظات روح افزا
 ” سلطان المشایخ فوایدے بنوشت و عین تقریر سلطان المشایخ بقدر
 ” امکان رعایت کرد کہ امروز آں فوائد الفواد مقبول اہل دلاں عالم
 ” شدہ است و دستور عاشقان گشتہ و شرق و غرب عالم گرفتہ سلطان الشعراء
 ” امیر خسرو علیہ الرحمہ کرات گفتے کاشکے تلمیحت کتب کہ عمر در اں صرف کردہ ام
 ” برادر امیر حسن را بودے و مفوظات سلطان المشایخ کہ جمع کردہ ابست
 ” مرا بودے تا من ہاں در دنیا و آخرت فخر و مہابات کردے۔ و ایں بزرگ
 ” دریں عالم مجرور زیست۔ در آخر عمر در دیو گیر رفت و ہما بنجامدن یافت حرامتہ
 ” ہندوستان غلاموں، خلیجیوں اور تعلقوں کے ابتدائی دور حکومت تک
 ” علمی اور ادبی لحاظ سے ممتاز نظر آتا ہے۔ علماء، فضلا، شعراء، اور متصوفین کے
 ” طبقہ اور زمرہ میں سربر آوردہ ہستیاں موجود ہیں، مگر فیروز شاہ تغلق کے انتقال
 ” (سنہ ۱۲۹۰ ہجری) کے بعد سے تعلقوں کی سلطنت میں ضعف آنا شروع ہو گیا اور
 ” اس کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد تیموری طوفان نے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام

اسلامی دنیا کو تہ و بالا کر دیا۔ اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ ہر شخص بجائے خود لرزاں اور ترساں تھا علم و فن کی خدمت کرنے والا کون تھا۔ اور یہ درخت جو امن و اطمینان کی سر زمین اور قدردان پادشاہوں اور امیروں کے سایہ عاطفت میں پرورش پاتا ہے کس طرح سرسبز اور بار آور ہو سکتا تھا۔ نتیجہ یہ تھا کہ اس زمانہ کے بعد سے سلطنت تیموریہ کے قیام (۹۳۳ ہجری) تک ہندوستان اور خصوصاً شمالی ہندوستان کا علمی اور ادبی چہستان ویران اور سنسان نظر آتا ہے۔ نہ علمائے عظام کے حلقے ہیں اور نہ صوفیائے کرام کے جلسے۔ اگر کچھ لوگ کہیں ہیں بھی تو وہ قعر گنہامی میں پڑے ہیں۔ کوئی شخص ایسا نہیں جو انہیں اس قعر سے نکال کر روٹن کا عالم کرے۔ ایسے کس پرسی کے زمانہ میں بیچائے حسن کے حسن صورت اور پیرت کی داستان سنانے والا کہاں سے آئے۔ سلطنت مغلیہ کے قدم آتے ہی ہندوستان نے پھر ایک گونہ امن و امان کی صورت دیکھی اور اس کے علمی اور ادبی حین میں جو اہمیت تک خشک پڑا تھا پھر بہار کے آثار نظر آنے لگے۔ اور ان خوش و اہلیوں نے جو اس وقت تک دم بخود تھیں پھر چھپانا شروع کیا۔ ہمایون کے عہد میں حامد بن فضل الخاطب بہ جلال خاں و المعروف بہ شیخ جمالی نے جو بادشاہ کے مذا میں داخل اور مشہور شاعر صوفی، اور بڑے سیاح تھے اور اثنائے سیاحت میں مولانا عبدالرحمن جامی اور مولانا جلال الدین محمد دوانی سے ہم صحبت رہ چکے تھے سید العارفین لکھنوی کے اہل دل کی بھیلی ہوئی داستان از سر نو یاد دلانی۔ چونکہ میں اس زمانہ کے ایک رکن تھے اس لیے ان کا ذکر اگر مستقل عنوان سے نہیں تو ضمنی طور سے بغیر آئے نہیں رہ سکتا تھا چنانچہ وہ حضرت سلطان الشاہ نظام الدین اولیاء علیہ

کے حالات کے ضمن میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

اقتباس (۳)۔ "نقل است از مولانا شہاب الدین امام کہ روزے"

"حضرت ایشاں (حضرت سلطان المشائخ نظام الدین علیہ الرحمہ)"

"زیارت مزار مبارکہ کہ حضرت سلطان المشائخ شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس"

"رفتہ بودند من و خدمت مولانا بران الدین بر کاب ایشاں بودیم۔ بعد"

"زیارت حضرت شیخ را بر حوض شمسی گزر افتاد تا بر سر مزار بعضے بندگوارا"

"کہ بالائے آن حوض آسودہ اند فائزہ بخواند ناگاہ خواجہ طلاسین بجزی باجم"

"یاران خود در کنارہ حوض تشراب میخورد۔ و اورا با حضرت شیخ در مبادو حال"

"در بدایون اشنائی و صحبت بودہ است پیداکشت و این دو بیت بر زبان"

"راند۔"

"سالیہا باشد کہ ما ہم صحبتیم گز صحبتہا اثر بودے کجاست"

"زہد تاں فسق از دل ما کم نکرد نفس مایاں بہتر از زہد شاست"

"چوں حضرت شیخ این ابیات از او شنید بغور فرمود "در صحبت اثر است"

"این سخن در دل او چنان اثر کرد کہ فی الحال سر برہنہ تاخت و خود را"

"پسائے حضرت شیخ انداخت و تائب شد و بشرف ارادت مشرف"

"گشت۔ و این خواجہ حسن در آن وقت کہ توبہ کرد ہفتاد و سہ سالہ عمر"

"داشت و یکے از مقبولان و محبوبان حضرت شیخ شد..... و این غزل"

"بعد از توبہ در قلم آورده است کہ مقطع آن اینست۔"

"اے حسن توبہ آنگہے کردی کہ ترا قوت گناہ نمسازد"

اس کے بعد کا زمانہ ہندوستان کے علمی اور ادبی عروج کا زمانہ ہے جس میں بیشک تذکرے اور تاریخیں لکھی گئیں۔ ان میں سے بعض کا انتخاب ہم اور دینا چاہتے ہیں۔ اکبر کے معاصر مورخین میں سے محمد قاسم فرشتہ نے اپنی تاریخ ہند کے اخیر میں بعض صوفیہ کرام کا ذکر کیا ہے۔ سلطان المشایخ نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ اور حضرت امیر خسرو کے حالات کے ضمن میں کئی جگہ امیر حسن کا بھی ذکر آ گیا ہے۔ ایک جگہ تو تقریباً وہی عبارت نقل کر دی ہے جو شیخ جامی نے سیر العارفین میں لکھی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ تو ب کے وقت خواجہ امیر حسن کی عمر بجائے تہتر سال کے پچاس سال سے زائد بتائی ہے۔ دوسری جگہ جو کچھ لکھا ہے وہ یہ ہے۔

اقتباس (۱۲)۔ ”روزے شیخ نظام الدین اولیا با اصحاب خود از بازار میگزشت
 ”و امیر خسرو کہ در عنفوان جوانی بود نیز ہمراہ بود۔ خواجہ حسن شاعر کہ
 ”حسن جمال وافر و فضل و دانش کامل داشت در دکان خبازے
 ”نشستہ بود۔ چوں چشم امیر خسرو بروے افتاد منظرے دید زیبا
 ”و حرکات موزوں و دلربا، مرغ دلش گرفتار گشتہ نزدیک دکان
 ”رفتہ پرسید نان چگونہ میفروشی۔ حسن گفت نان در پلہ ترا زومی نہم
 ”و خریدار را میفرومایم کہ زر در پلہ دیگر گزارد۔ ہر گاہ زر گراں تر آید
 ”مشتری را را ہی می نایم۔ امیر خسرو گفت اگر مشتری مفلس باشد
 ”مصلحت چیست گفت درو و نیاز ہم عوض زری ستانم۔ امیر
 ”از حسن کلام خواجہ حسن حیران ماندہ کیفیت حال بہ شیخ (حضرت
 ”نظام الدین اولیا) عرض کرد۔ و خواجہ حسن را نیز درو طلب و اینک گشتہ“

”دوران زدوی ترک دکان کردہ۔ اگرچہ آل وقت مرید شیخ نشد اما بیشتر
 ”از اول بکسب علوم و کمالات ظاہری مشغول گشتہ بنامانقاہ شیخ مردود
 ”گردید و میان او و امیر خسرو الفت تمام بهم رسید۔ ہر دو نوکری شاہنشاہ
 ”محمد سلطان خاں شہید بن بادشاہ غیاث الدین بلبن وقت حکومت
 ”مندان اختیار نمودند امیر خسرو مصحف دار شدہ و خواجہ حسن
 ”دوات دار گردید۔ و چون محمد سلطان خاں شہید بدلی می آمد
 ”ہر دو عزیز از خدمت شہزادہ فراغ می یافتند اکثر اوقات مہلذت شیخ
 ”بہر می بروند۔ و رفتہ رفتہ عاشقی و معشوقی ایشان شہرت یافتہ بجائے
 ”رسید کہ صاحب غرضان بعض شہزادہ رسانیدند کہ ہمہ خلق ایشان را
 ”بزبان گرفتہ از اہل طامت میدانند قابل خدمت نزدیک نیند۔
 ”امیر خسرو دوران وقت غزلے کہ مطلعش این است گفت
 ”زین دل خود کام کارین برائی کشید خسرو افزان دن ہمیں بار آور
 ”بعده محمد سلطان خاں شہید از روی مصلحت خواجہ حسن را از
 ”مصاحبت و اختلاط امیر خسرو منع فرمود۔ اما چون سرزشتہ محبت
 ”میان ایشان استحکام داشت براں منع سودے بہتر تب نشد۔
 ”واہل غرض باز این معنی محمد سلطان خاں شہید عرض کردند۔ و دریں
 ”کرت محمد سلطان اعراضی شدہ تا زیانہ چند بر خواجہ حسن زد۔ و خواجہ حسن
 ”چوں از انجا بیرون آمد راست بنجانہ امیر خسرو رفت۔ و محمد سلطان
 ”شہید ہاندم این خبر رسید تعجب نمود و یکے از حضار مجلس کہ حقیقت حال

”مطلع بود معروض داشت که محبت مجازی ایشان بزور حقیقت آراسته شد است“
 ”و جمال حال اینها بہ پرده عنفت و صلاح پیراستہ - محمد سلطان خان شہید“
 ”کس فرستادہ امیر خسرو را طلب نموده پرسید کہ محبت شما از شائبہ ہوا مبرا“
 ”است یا نہ - او جواب داد کہ دونی از میان ما رخت برستہ - محمد سلطان خان“
 ”شہید گواہ طلبید - امیر خسرو دست از آستین بر آورده گفت -“
 ”مصرع - گواہ عاشق صادق در آستین باشد پس محمد سلطان خان شہید“
 ”دید کہ اثر تازیانہ بر ہماں موضع کہ بر خواجہ حسن رسیدہ بود بردست امیر خسرو“
 ”ظاہر است پس سکوت اختیار نمود - و امیر خسرو فی الفور این باعی خواند -“

” عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست “

” تا کرد مرا تہی و پُر کرد ز دوست “

” اجزائے وجودم ہمہ سگی دوست گرفت “

” نامیست مرا بر من باقی ہمہ دوست “

عہد چہانگیری کے تصنیفات میں مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب
 ”اخبار الاخبار“ (سنہ ہجری) مشہور و معروف ہے اور علامہ مولف نے ایک حد
 تک آیات کی تنقید فرمائی ہے جس سے اس سے قبل کی اکثر تالیفات بالکل معرا
 نظر آتی ہیں۔ علامہ موصوف نے امیر حسن کا ذکر ایک مستقل عنوان میں کیا ہے۔ جو کچھ وہ
 تحریر فرماتے ہیں وہ حسب ذیل ہے۔

”اقتباس (۵)۔“ امیر حسن بن علاء بھری دہلوی۔ اور در میان فضلائے عصر
 ”عزت و مکلفے دیگر بود و در میان مریدان شیخ نظام الدین بقربت و عنایت“

”شیخ امتیازے داشت و در حسن معاشرت و صفائے سریرت و سائر صفات“
 ”حمیدہ یگانہ عصر بود، و باوصاف تصوف موصوف۔ اور ابمیر خسرو
 تقدم گویند ہست اگرچہ ہر دو مصاحب و معاصر یکدیگر بودند، اور اقصایہ است“
 ”در مع سلطان غیاث الدین بلبن و در کلام امیر خسرو در مع این سلطان
 کثر چیزے تو اں یافت۔ و اکثر اشعار امیر خسرو در زمان سلطان غیاث الدین
 بلبن در مع خان شہید است کہ پسر اوست و حاکم طمان بود و امیر خسرو
 در ملازمت او مے بود۔ و این خان شہید التماس قدم شیخ مصلح الدین
 سعدی شیرازی از شیراز نموده، شیخ التماس اورا بندول نماشتہ فرمود“
 ”پیر شدیم و میل سیر ہندوستان نامہ۔ و آنکہ در باب ملاقات امیر خسرو
 با شیخ سعدی سخنان گویند اصلے ندارد۔ و میر حسن را کتابے است مسی
 بقوائد الفواد در آنجا موقوفات شیخ راجع کردہ در غایت متانت الفاظ
 و لطافت معانی، آن کتاب در میان خلفاء و مریدان شیخ نظام الدین
 دستورے است۔ گویند کہ امیر خسرو گفتے کاشکے تمام تصنیفات کن
 بنام میر حسن بودے و این کتاب از من بودے و این سخن ناشی از
 غایت محبتے است کہ امیر خسرو را نسبت بہ پیر خود بود.....“
 ”.....“
 ”مولد و منشا امیر حسن مقام دہلی است و در مدت حیات خود مجرولہ
 زیست و در آخر عمر در دیوگیر رفت و ہما نجا مدفن یافت روضہ او
 ہمدرا نجا است رحمہ اللہ علیہ وفات او در سنہ..... است“

اس کے بعد جس قدر تذکرے اولیا یا شعراء کے لکھے گئے ان میں یہی واقعات اکت پٹ کے لکھے جاتے رہے جو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ اور اس لحاظ سے ناقابل توجہ ہیں۔ البتہ عبدالرزاق المخاطب بہ شاہ نواز خاں کا تذکرہ الشعراء موسوم بہ "پہارستان" جس میں قابل مؤلف نے ایک حد تک تنقید اور تقریظ سے کام لیا ہے۔ اس قابل ہے کہ اس کے اقتباس کے بعد یہ سلسلہ ختم کر دیا جائے۔ جو کچھ انہوں نے تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے۔

اقتباس (۶)۔ خواجہ حسن دہلوی لقب وے نجم الدین بن علاء سجزی است "مولد و متائے او در دہلی است۔ میان فضلاء عصر عزتے و مکلانے داشت و در مریدان شیخ (نظام الدین علیہ الرحمہ) نیز بالتفات خاص مخصوص بود و بحسن معاملات و صفائے سریرت و سایر صفات حسنہ یگانہ زمانہ بودہ۔ انچہ گویند در ابتدائے حال خواجہ کہ حسن و جمال وافر و فضل و دانش کامل داشت بروکان خبازے نشست۔ روزے سلطان المشایخ باصحاب خود ازاں راہ میگذشت۔ امیر خسرو کہ در غنچان شباب بود چنین حسن دل را دیدہ شیفٹہ گردید و نزدیک دکان رفتہ پرسید کہ نان چگونہ میفروشی۔ حسن گفت نان در پلہ ترازومے ہم و خریدار را میفرمایم کہ زر در پلہ دیگر گزارو۔ ہر گاہ زر گراں بر آید مشتری را راہی مینمایم۔ امیر خسرو گفت اگر خریدار مفلس باشد مصلحت چیست گفت درد و نیاز عوض مینمایم۔ امیر خسرو از حسن کلام حسن حیران ماند۔ و کیفیت حال شیخ عرض نمود۔ بحسب اتفاق در ان زودی

”حسن ترک دکان کر وہ بیشتر از اول بحسب کمالات صوری اشتغال نمود“
 ”اگرچہ در اس وقت بخدمت شیخ مرید نشد، اما آمد و رفت میکرد۔“
 ”این حکایت از اکاذیب است۔ شیخ (عبدالحق) در اخبار الاخیار“
 ”آوردہ کہ بقیاس چنان درے آید کہ امیر حسن را نسبت با میر خسرو“
 ”تقدم گونہ باشد، چه امیر حسن را در مدح غیاث الدین بلبن تصادمغرا است“
 ”و از امیر خسرو در مدح سلطان موصوف کمتر چیزے تو اس یافت، اگرچہ“
 ”ہر دو معاصر و مصاحب یکدیگر بودند۔ چوں میانہ وے و امیر خسرو“
 ”الغنت و محبت تمام ہم رسیدہ بود ہر دو زوری سلطان محمد بن غیاث اللہ“
 ”اختیار نمودہ بملتان رفتند۔ امیر خسرو بمصحف داری شہزادہ و خواجہ حسن“
 ”بدوات داری اختصاص یافتند۔ و بعد از شہادت شاہزادہ بدلی آمدند“
 ”و امیر خسرو در مرثیہ و نثرے نوشتہ و بیاراں دہلی فرستادہ۔ گویند خواجہ حسن“
 ”وقتیکہ شش از پنجہ متجاوز بود بر حوض شمس بلجے بہ تجرع مشغول بود۔“
 ”ناگاہ سلطان المشایخ ازاں راہ میگذشت۔ خواجہ اس دو بیت خواند“
 ”سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم گرز صحبتہا اثر بودے کجا است
 ”ز بدتاں فسق از دل ما کم نکرود فسق ما یں بہتر از ز بدشما است
 ”شیخ فرمود صحبت را اثر است انشاء اللہ تعالیٰ روزی باد۔“
 ”چوں وقت انقباہ رسیدہ بود فوراً بیائے شیخ افتادہ از جمیع مناہی“
 ”توبہ نمود و مرید گشت و غزلے در سلاک نظر کشید کہ مقطع اش این است“
 ”اے حسن توبہ آنکسے کردی کہ ترا طافت گناہ نماز“

عہ بظاہر کتابت کی غلطی ہے یہاں بجائے خسرو کے حسن ہونا چاہیے۔

”کتاب فوائد الفواد کہ مشتمل بر احوال واقوال شیخ است تصنیف اوست“
 ”در غایت متانت انفاظ و لطافت معانی۔ گویند امیر خسرو کفتمے کا شیکے“

”تمام تصانیف من بنام حسن بودے و این کتاب از من۔ و این سخن“
 ”از غایت محبتے است کہ نسبت پیر داشت۔ در شعر بسیار معتقد شیخ سعدی“

”بودہ و ہمیشہ تلاش آن روش میکرد چنانکہ خود گوید

حسن گلے گلستان سعدی آورده است

کہ اہل معنی گل چین از اہل گلستانند

”لہذا اور اسعدی ہندوستان می گفتہ اند و مولانا عبد الرحمن جامی“

”در بہارستان آورده کہ خواجہ حسن را در غزل طرز خاص است اکثر فہمہا“

”تنگ و رویت ہائے غریب اختیار نموده لاجرم از اجتماع آہنہا“

”شعروے اگرچہ در بادوی الرائے آسان ہی نہاید اما در گفتن دشوار است بنا بر“

”اشعاروے را سہل ممتنع گفتہ اند۔ صاحب تاریخ فیروز شاہی آورده“

”کہ من کسے را در لطافت و سلامت عقل و تہذیب اخلاق مثل خواجہ حسن“

”نذیرہ ام سلاطین و افضیا بویے توجہ خاص داشتند۔ در آخر عمر وقتیکہ“

”سلطان محمد تغلق شاہ دہلی را خراب نموده دیوگیر دکن را پائے تخت“

”خو قرار وادہ موسوم بدولت آباد ساخت وے نیز بدانجا شافت“

”و در ہماں اوان بدر الجناں منزل گزیہ مخدوم اولیا“ تاریخ است۔“

”در اجارہ الاصفیا سال رحلت سزہ بقصدوسی و ہفت نوشتہ کہ“

”یک سال از اں تاریخ کم است و در بالا گھاٹ دولت آباد کہ اکثر“

”شلیخ چشت مثل شاہ منجب الدین معروف بہ زری زرنخش و برادرش“
 ”شاہ برہان الدین غریب و شیخ زین الدین قدس اللہ سرار ہم درانجا آسودہ“
 ”مدون گروید و دریاں دیار مشہور بہ حسن شیرگشتہ۔ اشعار خواجہ مشہور است“

ان اقتباسات کے بعد ہم عنوانات مندرجہ حاشیہ سے مختصراً بحث کرنا چاہتے ہیں۔

امیر حسن اور انکے والد کا نام | بعض موفین نے حسن کا نام جلال الدین بھی لکھا ہے مگر اجماع اسی پر ہے کہ ان کا نام نجم الدین حسن تھا، اسی کا آخری جز لے کر خود انہوں نے یا ان کے اساتذہ نے ان کا تخلص قرار دیا اور وہ ان کے حسن انتخاب اور حسن نیت سے ایسا چمکا کہ صدیوں گزر جانے اور زمانے کے سیکڑوں طپے کھانے کے بعد بھی فارسی کی ادبی دنیا میں ابھی تک نہایت آب و تاب کے ساتھ روشن ہے۔
 ذائد العواد کے دیباچہ میں انہوں نے خود اپنے آپ کو ”حسن علاء سجری“ لکھا ہے۔ یہاں غور طلب یہ امر ہے کہ ”علا“ سے کیا مراد ہے۔ اور دوسرا لفظ ”سجری“ ہے جیسا کہ عوام میں مشہور ہے یا ”سجری“ ہے۔ مولانا شاہ عبدالحق صاحب اخبار الاخبار اور شاہ نواز خاں صاحب تذکرہ بہار تیلان نے ”علا“ کو ان کے والد کا نام قرار دے کر اس بحث کو مختصر کر دیا ہے، لیکن اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ لفظ علاء الدین یا کسی دوسرے لفظ کا امالہ یا اختصار ہے یا ان کا نام صرف اسی قدر تھا۔ اسپرنگر جس نے اووہ کے کتب خانہ شاہی کی کتابوں کی فہرست نہایت محنت سے مرتب کی ہے، ان کے والد کا نام صاف طور سے

علاء الدین لکھا ہے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے پاس اس کی کوئی سند بھی تھی یا محض "علا" کو علاء الدین کا اختصار سمجھ کر ایسا لکھ دیا ہے۔ یہ امر کہ اس سے سلطان علاء الدین خلجی سے انتساب مقصود ہے جس کے زمانہ میں انہیں ایک حد تک عروج ہوا بظاہر قرین قیاس نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس بادشاہ کی دوسری انتسابی اشیاء کی طرح وہ بھی لفظ "علائی" سے ظاہر کیا جاتا کہ محض لفظ "علا" سے۔

دولت آباد جو مالک محروسہ سرکار آصفیہ حیدرآباد وکن کا ایک مشہور قصبہ اور امیر حسن کا مدفن ہے وہاں کے عوام الناس میں وہ "حسن شیر" کے نام سے مشہور ہیں۔ ایک غزل میں وہ خود بھی فرماتے ہیں۔

شیر دل خواندن حسن را، لطف بود
نے سگ خود خواں کہ جاہ دیگر است

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا اپنے مخصوص اور چہیتے مریدوں کو بعض اوقات بعض پیار کے ناموں سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ امیر خسرو کو "ترک اللہ" فرماتے تھے۔ امیر موصوف خود ایک شعر میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

برزباننت چون خطاب بندہ ترک اللہ رفت
دست ترک اللہ گیرو ہم بہ التہش سپار

مکن ہے کہ امیر حسن کو بھی سلطان المشائخ نے کسی وقت ان کے ترک و تجرد کی بنا پر "شیر دل" فرمایا ہو جیسا کہ ان کے شعر مذکورہ بالا سے مترشح ہوتا ہے۔

اور وہ مختصر ہو کر صرف شیر رکھ گیا ہو، لیکن زیادہ تر رجحان اسی طرف معلوم ہوتا ہے کہ عوام الناس نے لفظ "شاعر" کو بگاڑ کر "شیر" کر دیا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کی صحبت میں کئی بزرگ تھے جو حسن کے نام سے موسوم تھے۔ ان میں تمیز کرنے کے لیے ہر شخص کے نام کے ساتھ اس کی صفت بڑھا دیا جاتی تھی۔ مثلاً ایک حسن شاعر کہلاتے تھے دوسرے حسن قوال کے نام سے مشہور تھے۔ یہ قوال سلطان المشائخ کے پسندیدہ اور مقبول قوالوں میں تھے اور اس قافلہ میں شریک تھے جسے دہلی چھڑوا کر قسمت دولت آباد کھینچ لائی تھی۔ اور اس لیے ان امتیازی الفاظ کا قایم رکھنا اور زیادہ ضروری ہو گیا ہوگا۔

لفظ "سنجری" کے متعلق ہمارا خیال ہے کہ کاتبوں کی غلطی سے اس لفظ نے یہ صورت اختیار کر لی ہے، ورنہ فی الحقیقت وہ "سجری" ہے، جو "سگری" کی معرب شکل ہے "فوائد النواد" جو انہی سال قبل دہلی کے فخر المطابع میں چھپی ہے اور جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے اس میں صاف طور سے حسن علا سگری لکھا ہے۔ ہندوستان کے شرفاء کے خاندانوں کی تاریخوں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اور بیشتر خاندان عرب سے نکل کر ایران، افغانستان اور دوسرے قریب جوار کے ممالک میں آباد ہوئے اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً ہندوستان آتے رہے ہیں۔ ایسے خاندان شاذ ہی ہونگے جو براہ راست عرب سے آکر ہندوستان میں آباد ہوئے ہوں۔ اس بنا پر قوی قیاس یہی ہے کہ حسن کا خاندان بھی عرب سے نکل کر پہلے سیستان یا سجستان میں آکر آباد ہوا اور اس کے بعد ہندوستان آیا۔ اس لحاظ سے انہیں "سنجری" نہیں بلکہ "سجری" کہنا صحیح ہوگا۔ اس قیاس کی تائید

اس سے بھی ہوتی ہے کہ دینائے اسلام میں کوئی شہر یا قصبہ "سنجر" کے نام سے موسوم نہیں ہے۔ سنجر البتہ ایک شہر ہے جس کی نسبت "صاحب معجم البلدان" لکھتے ہیں کہ وہ جزیرہ (عراق عرب) کا ایک مشہور اور آباد شہر ہے۔ موصل سے تین روز کی مسافت پر ایک بلند پہاڑ کے دامن میں واقع ہے..... یہ شہر اکثر اہل علم و ادب اور شعراء کا مولد اور مسکن رہا ہے۔ بخارا کے ہمارے زمانہ میں اسحاق بن یحییٰ بن منصور شاعر ہیں جو بہائے بخاری کے خطاب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ اگر حسن کے خاندان کا تعلق اس شہر سے ہوتا تو وہ بھی وہاں کے دوسرے باشندوں کی طرح "سنجری" نہیں بلکہ "بخاری" کہلاتے۔ "صاحب معجم البلدان" سینستان یا سجستان کے متعلق جو کچھ لکھتے ہیں وہ بھی سن لیجئے :-

"سجستان یا سینستان" اقلیم سوم میں واقع ہے۔ اس کا صد مقام زرخ ہے جو ہرات سے جانب جنوب انٹی فرخ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ گستانی حصہ ہے جس میں بجز کے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ وہاں کے باشندے مشہور بادشاہوں اور بہادر ہوتے ہیں۔ رستم میں کاربنے والا تھا۔ وہاں کے اہل علم جو مشہور ہوئے ہیں مثلاً ابو احمد خلف، ابی بکر اشافعی، علیج عبد اللہ بن سلیمان وغیرہ وہ سب سجری کہلاتے ہیں۔ اب حدیث ایک صورت باقی رہ جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ امیر حسن کے خاندان کا کوئی تعلق سلطنت بخارا سے نہیں ہے بلکہ اس نام کے کسی دوسرے شخص سے ہوا اور اس نسبت سے اس خاندان کے لوگ اپنے آپ کو "سنجری" لکھتے ہوں۔ لیکن اس کا پتہ تاریخ سے چلتا ہے اور نہیں انہوں نے اپنی کسی نظم یا نثر میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اس لیے جب تک مزید اختلاف نہ ہو انہیں "سنجری" ہی کہنا مناسب ہوگا۔

امیر حسن کا مولد و منشا | تمام تذکرہ نویسوں نے ان کا مولد دہلی بتایا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ انہوں نے خاقانی کے قصیدہ پر ایک قصیدہ لکھا ہے۔ "مجرأ داشتہ و مینا داشتہ" جس میں اپنی نسبت فرماتے ہیں :-

پروردہ فضل ایزدش ارشاد غیبی مرشدش

بودہ بدایوں مولدش دہلی است منشا داشتہ

پورا قصیدہ کلیات میں موجود ہے جو ملاحظہ فرمایا جاسکتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کا مولد دہلی نہیں بلکہ بدایوں تھا۔ بدایوں اس زمانہ میں قبتہ الاسلام کہلاتا تھا اور ایک صوبہ کا صدر مقام اور مہتمم باشان شہر تھا۔ یہ بتانا کہ ان کے والد وہاں کے مستقل باشندے تھے، یا کسی کاروبار کے سلسلے میں وہاں مقیم تھے اور امیر حسن کس عمر تک وہاں رہے، بغیر کسی مزید مواد کے محال ہے۔ شیخ جمال نے اپنی کتاب میر العارفین میں یہ فقرہ لکھا ہے۔

خواجہ علاء سجزی با جمع یاران خود در کنارہ حوض شراب میخورد و اورا با حضرت شیخ (حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ) در مبد ر حال در بدایوں آشنائی و صحبت بودہ است پیدگشت :-

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حسن بدایوں میں اتنی عمر تک رہے کہ ان پر بدایوں میں حضرت شیخ سے آشنائی اور ہم صحبتی کا اطلاق ہو سکتا ہے، لیکن یہ بالکل لغو ہے۔ حضرت سلطان المشائخ ۶۳۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور (۱۱۶) سال کی عمر یعنی ۱۲۹۹ ہجری میں دہلی تشریف لے آئے۔ اس سے دو تین سال بعد امیر حسن پیدا ہوئے جیسا کہ ہم آگے چل کر ثابت کرینگے۔ پس حسن کا مبداء

حال میں بدایون میں حضرت شیخ سے آشنا اور ہم صحبت ہونا صحیح نہیں ہو سکتا۔ یہ واقعہ بھی شراب خواری کے واقعہ کی طرح جس سے ہم آئندہ بحث کریں گے بے بنیاد معلوم ہوتا ہے۔ وہی میں ان کا نشوونما ہونا مسلم ہے جیسا کہ خود ان کے بیان سے ظاہر ہے۔

سال پیدائش امیر خسرو | امیر حسن کا سال پیدائش کسی تذکرہ یا کتاب میں سے عسر کا مقابلہ نہیں ملتا۔ ہمارے اکثر تذکرہ نویس حضرات اسے ایک غیر ضروری امر خیال فرماتے رہے ہیں حالانکہ کسی شخص کی سیرۃ یا تذکرہ میں اس کا ظاہر کرنا لازم اور ضروری ہے۔ ہم نے اس بارہ میں جو کاوش کی تھی وہ بھی قابل ذکر ہے۔ ہمارا سلسلہ استدلال اس طرح تھا کہ امیر حسن حضرت نظام الدین اولیا کے ملفوظات موسومہ "فوائد الفواد" میں جو سنہ ہجری سے شروع ہوتی ہے تحریر فرماتے ہیں کہ ایک سال قبل جب سے میں مرید ہوا میں نے شیخ کے ملفوظات لکھنے شروع کیے ہیں۔ اس سے بلا شک شبہ مرید اور تائب ہونے کا سال سنہ ہجری قرار پاتا ہے شاہ نواز خاں صاحب تذکرہ "بہارستان" جو ہماری رائے میں تمام متاخر تذکرہ نویسوں میں سب سے زیادہ معتبر اور مستند ہیں مرید ہونے کے وقت ان کی عمر ۵۶ سال اور وفات کی تاریخ "مذہب الاولیا یعنی سنہ ہجری قرار دیتے ہیں" کو یا سنہ ہجری یعنی مرید ہونے کے بعد سنہ ہجری تک امیر موسومہ "فوائد الفواد" بقید حیات ہے۔ اس حساب سے ان کی عمر $۳۲ + ۵۶ = ۸۸$ سال ہو گئی ہے۔ اتنا معلوم ہو جانے کے بعد ان کے سال پیدائش کا دریافت کر لینا چاہئے ان کا اگر ۸۸ کا عدد ۷۲۰ سے منہا کر دیا جائے تو سال پیدائش سنہ ۱۱۸۸ آتا ہے۔ لیکن ہمارے اس حساب میں دو سال کی کمی رہ گئی تھی جیسا کہ ہمیں بعد کو معلوم ہوا۔

انڈیا آفس کے کتب خانہ کی فہرست کتب فارسی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے، امیر حسن کے دیوان کا جو قلمی نسخہ وہاں موجود ہے اس کا دیباچہ خود انہوں نے نثر میں لکھا ہے، جس میں منجملہ دوسرے امور کے تحریر فرماتے ہیں کہ "سائے ہجری میں جبکہ میری عمر ۶۳ سال کی تھی میں نے یہ دیوان مرتب کیا۔ اس حساب سے ۶۳ کے عدد کو ۱۵ سے خارج کر دیا جائے تو سائے ہجری مطابق سائے ۱۲۵۴ء نکل آتا ہے جو ان کی پیدائش کا صحیح سال ہے۔ حضرت امیر خسرو کا سال پیدائش مسلم طرز سے سائے ہجری ہے، جیسا کہ وہ خود ایک قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

کنوں کہ شصت و ہشتاد و چار شد تاریخ
مرازیسی و سہ آمد نوید سی و چہار

یعنی سائے ہجری میں میرا چونتیسواں سال شروع ہوتا ہے۔ اس لیے مولانا شیخ عبدالحق صاحب اخبار الاخبار کا یہ فرمانا کہ "امیر حسن را بر امیر خسرو گونہ تقدم است" (ملاحظہ ہو انتخاب نشان ۵) صحیح نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت حال یہ ہے بلحاظ عمر امیر حسن، امیر خسرو سے ایک سال چھوٹے تھے۔ شیخ صاحب جس دلیل سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ بھی صحیح نہیں ہے شیخ صاحب کا استدلال یہ ہے کہ "امیر حسن کے قصیدے نجات الدین بلبن کی تعریف میں ہیں مگر امیر خسرو کے کلام میں انکا کہیں پتا نہیں چلتا۔ شیخ صاحب کا یہ استدلال مختلف وجوہ سے کمزور اور محل نظر ہے۔"

اول تو محض کسی بادشاہ کی مدح نہ کرنے سے لازمی طور سے عمر یا زمانہ کا تخمینہ یا اندازہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ امر آسانی ممکن ہے کہ دو شاعر ایک ہی وقت اور زمانہ میں

ہوں اور ایک نے بادشاہ وقت کی مدح میں قصائد لکھے ہوں اور دوسرے نے نہ لکھے ہوں۔ محض تقدم اور تاخر کا معیار یہ نہیں قرار پاسکتا۔

دوسرے یہ کہ امیر حسن کے جتنے کلیات ہماری نظر سے گذرے اور جن کی تعداد نو دس سے کم نہیں اور جن میں سے اکثر مختلف شاہی کتب خانوں کے نسخے تھے ان میں سے کسی ایک نسخہ میں بھی غیاث الدین بلبن کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں پایا گیا نہ بحیثیت سلطان ناصر الدین کے وزیر اور مختار کل کے اور نہ بحیثیت بادشاہ کے۔

تیسرے۔ اور سب سے اہم امر یہ ہے کہ غیاث بلبن ۶۶۲ ہجری میں بادشاہ ہوا۔ اس وقت امیر خسرو کی عمر تقریباً ۱۳ سال اور امیر حسن کی تقریباً ۱۲ سال کی تھی۔ امیر حسن اپنے اس دیوان کے دیباچہ میں جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں، تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے تیرہ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اس لیے یہ کس طرح ممکن ہے کہ انھوں نے ۶۶۲ ہجری سے پہلے جبکہ غیاث الدین بلبن صرف الغ خاں کے خطاب سے یاد کیا جاتا تھا اس کی مدح میں کچھ لکھا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ امیر حسن کے دیوان میں بھی جو ہماری نظر سے گزرے ہیں بجز سلطان علاء الدین اور اس کے خاندان کے کسی پادشاہ یا امیر کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں ہے۔ خود ان کے مرتبہ کلیات میں بھی جو انڈیا آفس میں ہے، غیاث الدین بلبن کی مدح میں کوئی قصیدہ نہیں پایا گیا۔

مولانا شیخ عبدالحق ان لوگوں میں نہیں ہیں جن کی نسبت یہ گمان کیا جائے کہ انہوں نے بغیر کسی بنیاد کے یوں ہی ایک لغوات لکھ دی ہوگی۔ اس خلسہ کو دور کرنے اور اس معنی کو حل کرنے کے لیے ہمیں بہت زحمت اٹھانی پڑی۔ مختلف تاریخوں اور تذکروں کی ورق گردانی کے بعد جو بات سمجھ میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ "الغ خاں"

کے خطاب نے مولانا موصوف کو غلطی میں ڈال دیا ہے۔ سلطان ناصر الدین محمود جو سلطان شمس الدین التمش کا چھوٹا بیٹا تھا۔ ۶۲۲ھ ہجری م ۱۲۲۴ء میں اپنے بھتیجے سلطان علاء الدین مسعود کی جگہ پادشاہ ہوا۔ ناصر الدین ہندوستان کے ان مسلمان بادشاہوں میں تھا جن کی زندگی خلفائے راشدین کی زندگی کا نمونہ تھی۔ شجاع، عابد، زاهد اور بچہ خداترس تھا۔ تخت نشینی کے دن اس نے ملک غیاث الدین بلبن کو جو سلطان شمس الدین التمش کے "بندگان چیل گانی" میں اور اس کا داماد تھا اور مختلف پادشاہوں کے زمانہ میں بازاوار خاصہ، میر شکرار اور امیر حاجب رہ چکا تھا اپنا وزیر بنایا اور خان اعظم "الغ خان" کا خطاب دیکر تمام سلطنت کا کاروبار اس کے سپرد کر دیا۔ سلطان ناصر الدین کی بیس سالہ حکومت میں تمام سلطنت کا نظم و نسق اسی کے ہاتھ میں تھا اور وہی مختار کل تھا۔ اور عام طور سے "الغ خان" کے خطاب سے پکارا جاتا تھا۔ سلطان ناصر الدین کی وفات کے بعد خود پادشاہ ہوا۔ غیاث الدین بلبن کے پوتے سلطان معز الدین کی سہ سالہ پادشاہی کے بعد "خاندان غلامان" کا خاتمہ ہو گیا۔ اور خلجیوں کا ستارہ اقبال چمکا۔ ان میں پہلا پادشاہ سلطان جلال الدین خلجی تھا۔ اسے فریبہ اور دغا سے اس کے بھتیجے اور داماد علاء الدین نے مار ڈالا۔ علاء الدین نے ۶۹۵ھ ہجری میں ملک کو دوسرے دعویداروں سے پاک و صاف کر کے سر سلطنت پر قدم رکھا اور اپنے چھوٹے بھائی الماس بیگ کو جس کا جلال الدین کے قتل میں بڑا حصہ تھا "الغ خان" کا خطاب دیا۔ اسے سلطنت کے انتظام میں بڑا دخل تھا۔ اسی لحاظ سے بیچارے شعرا کو اس کی خوشامد بھی کرنی پڑتی تھی۔ یہی خطاب ہے جس سے مولانا شیخ عبدالحق کو غلط فہمی واقع ہوئی۔ امیر حسن کے متعدد قصائد اور

قطعات اسی "الغ خان" یعنی الماس بیگ کی مدح میں ہیں نہ کہ غیاث الدین بلبن کی مدح میں۔ اس دعوے کی تائید میں بجز اس کے کوئی چارہ نہیں کہ "الغ خان" کی مدح کے چند اشعار پیش کر دیے جائیں جس سے یہ معاملہ صاف ہو جائے۔ پہلی نظم حجامیر حسن کے دیوان میں "الغ خان" کی مدح میں ملتی ہے وہ اس طرح شروع ہوتی ہے۔

مدار ملک کشور گیر عالم معراجی "الغ خان" معظم

گرامی گوہر الماس کوکب ورا نصر من اللہ نقش خاتم

"الماس" کا لفظ صاف طور سے "الماس بیگ" کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

معراجی والد نیا "الغ خان" زمان اور کہ دارا اور زانیدازل از لامکاں دولت

فلک سر بردارین خانہ می والد چومی داند کہ ہرگز سر نہ چید زیں مبارک خاندان دولت

"خانہ" اور "خاندان" دونوں الفاظ بتا رہے ہیں کہ شاعر کا ممدوح یعنی

"الغ خان" اور بادشاہ وقت دونوں ایک ہی خاندان کے ارکان تھے۔ کیفیت اگر

پائی جاتی تھی تو علاء الدین اور الماس بیگ میں پائی جاتی تھی۔ سلطان ناصر الدین

اور غیاث الدین بلبن کو رشتہ دار ہوں مگر نسلاً ایک خاندان کے ارکان نہ تھے۔

تیسرا انتخاب اور زیادہ صحیح اور صاف ہے۔

خلق و رسایہ اقبال الغ خانی باد سایہ دولت شد بر سر شہ ازانی باد

شہ ز تاریخ ازل ثانی اسکندر شد شاہ اقبال تو تا حشر ہر زمانہ باد

اس میں "ثانی اسکندر" کے الفاظ اس خطاب کی طرف اشارہ کرتے ہیں

جو سلطان علاء الدین نے متواتر کامیابیوں کے نشہ سے مست ہو کر اپنے لیے

منفر کیا تھا اگر مزید ثبوت کی ضرورت رہ گئی ہو تو یہاں اشعار ملاحظہ ہوں۔

بزور بازواں عالم کشادی
مقرر بر تو ہر چہ از بازوت نجات
ازیں اقبال بر خوردار بادنی
الغ خان معظم بازوئے راست
دو چشم ملک ملک از ہر دور روشن
حضرت خان مبارک شمع گلشن
حضرت خان اور مبارک خاں سلطان علاء الدین کے بیٹے تھے۔ ان کے
علاوہ اور بہت سے اشعار ہیں جو صاف بتا رہے ہیں کہ امیر حسن کا مدوح
"الغ خان" الماس بیگ تھا نہ کہ غیاث الدین بلبن اور مولانا شیخ عبدالحق صاحب
جس نتیجہ پر پہنچے ہیں وہ غلط ہے۔

نسب و مذہب | ہمارے کرم اور معظم دوست مولانا مہوی عبدالقادر صاحب مدنی
یہ سنکر بہت خوش ہوئے تھے کہ امیر حسن کا مولد بدایون تھا اور فرمایا تھا کہ
ان کا نسب معلوم ہو جائے تو شاید ہم لوگ اس کا پتا چلا سکیں کہ آیا ان کا
خاندان وہاں کا باشندہ تھا یا ان کے بزرگ بہ سلسلہ ملازمت و غیر وہاں مقیم تھے
جویندہ یا بندہ ان کے کلیات کو بظرافہ معان دیکھنے سے بعض اشعار ایسے مل گئے جن میں
انہوں نے اپنے نسب کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ایک فخریہ قطعہ میں جس سے ظاہر
ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کے اعتراض کا جواب ہے۔ فرماتے ہیں۔

بکراما یہ از چومن ابرسیت
از سخن آہم از تواضع خاک
بہترین دُر و کہترین مطرم
لاجرم مہربان و مہرورم
چون شنید آبداری گہرم
زیر دُر منکر اندوزیں خدرم
لعن این در سخن کنند مباد
ضرب شاں چیت یک شبہ پیرم

چار ماور کشت و ہفت پدر
 دست در شاخ من زندا مباد
 من زیک ماور زیک پدرم
 کہ بہ بیج کے رسد تہرم
 در دنیا سرائے بولہبیت
 خانہ بولہب چہ جائے قرار
 قرشی الاصل ہاشمی نسبم
 کز ہوایش برآمد این شجرم

اس سے ان کا ہاشمی النسب ہونا ظاہر ہے۔ امید ہے کہ جناب مولانا عبدالقدیر سنا
 بدایون کے سادات کے شجرے ملاحظہ فرما کر اس مسئلہ پر کوئی مزید روشنی ڈال سکیں گے
 ان کا زمانہ ان کا کلام ان کی صحبت اور ان کی ارادت صاف بتا رہی
 کہ وہ صوفی اور حنفی المذہب تھے۔

تعلیم | سلطان غیاث الدین بلبن کا عہد جو ۶۶۲ھ بمطابق ۱۲۶۶ء سے
 شروع ہو کر ۶۸۶ھ بمطابق ۱۲۸۶ء میں ختم ہوتا ہے، امیر حسن اور امیر خسرو دونوں
 کی تحصیل علم کا زمانہ تھا۔ امیر خسرو کی تعلیم کے متعلق باوجود خود ان کی کتابوں
 اور باوجود ان کے حالات سے طبقہ شعراء اور صوفیہ کو اس قدر کھپی کے آج تک
 یہ نہ معلوم ہو سکا کہ انہوں نے کیا کیا علوم پڑھے اور کن کن استادوں سے پڑھے تھے تو
 بیچارے حسن سے بستہ زبان اور بقا بلبن نے دوست امیر خسرو کے غیر معروف شخص کی
 تعلیم کے متعلق یہ بتانا کہ ان کی تعلیم میں کن کن بزرگوں نے حصہ لیا اور وہ کس تک
 تھی تقریباً محال ہے۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ یہ زمانہ علمی اور ادبی ترقی کے عاظ
 سے ایک غیر معمولی زمانہ تھا۔ غیاث الدین بلبن کی خوش قسمتی اور اقبال مندی تھی
 کہ اس کے عہد حکومت میں ایشیا کے تیس چالیس ایسے حکمران جنہیں تاریخی مغللوں کے

قیامت خیز طوفان نے اپنے ممالک سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا دہلی میں مقیم اور اس کی دربار کی زیبائش اور رونق تھے۔ لیکن ان سب کی تعظیم و تکریم میں بحد مبالغہ کرتا تھا اور سب کے لیے معقول و طائف مقرر کر رکھے تھے۔ ان میں سے بعض حکمران خود ذی علم تھے اور اکثروں کے ساتھ ایسے لوگ تھے جس کا شمار علما، اور فضلا، میں ہوتا تھا۔ انہوں نے خود دہلی کے اہل فضل و کمال کے ساتھ ملکر ایک ایسا علمی مجمع قائم کر دیا تھا جس کی نظیر طینی مشکل تھی۔ مولانا ضیاء الدین برنی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ”اس عصر کو خیر الا عصار کہیں تو کچھ بیجا نہیں کیونکہ وہ بڑے بڑے معتبر سادات مشہور علماء اور ذمی ہمت امراء کی ذات بابرکات سے مزین تھا۔ سادات میں قطب الدین شیخ الاسلام شہر (جد بزرگوار قاضیان بدایون) اور سید نجمت الدین و سید جلال الدین پسر سید مبارک و سید عزیز و سید معین الدین سامانہ و سادات کر دین و سادات عظام کھیل و سادات جہیر و سادات بیانہ و سادات بدایون وغیرہ صحت اور بزرگی حسب میں ندیم المثال تھے۔ طبقہ علما اور صوفیہ میں مولانا برہان الدین لمخ مولانا برہان الدین بزاز، مولانا نجم الدین دمشقی شاگرد مولانا فخر الدین رازی، مولانا سراج الدین سجزی، مولانا شرف الدین دیوباجی، صدر جہاں منہاج الدین حرجانی، قاضی رفیع الدین کازرونی، قاضی شمس الدین مزاحمی و قاضی رکن الدین سامانہ سے بزرگ شریک تھے۔“

اس علمی فضا اور اس ماحول میں امیر حسن، امیر خسرو اور شاہزادہ سلطان محمد (جس کے حالات سے ہم آئندہ بحث کریں گے) نے پرورش اور تعلیم پائی تھی۔ گو ہم امیر حسن کے اساتذہ کے نام اور ان کی تحصیل علم کی حد نہ بتا سکیں مگر جو کچھ ان کی

تصنیفات اور تالیفات سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ فارسی کی نظم و نثر پر وہ بدرجہا
 قدرت رکھتے تھے فارسی اس زمانہ کے مسلمانوں کی تقریباً مادری زبان تھی۔ عربی میں
 اگرچہ ان کی کوئی معتد بہ نظم یا نثر ہماری نظر سے نہیں گذری مگر جس طرح وہ عربی کے
 فقرے جا بجا اپنے کلام میں استعمال کرتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں عربی
 زبان پر بھی عبور تھا۔ میرے والد مرحوم مولانا احمد علی سابق سررشتہ دار کشتری
 و رزیدنسی دہلی صاحب "قصر عارفان" جو سلاسل اور حالات صوفیہ میں نمایاں
 کتاب ہے تحریر فرماتے ہیں کہ امیر حسن کی "قواعد النحو" نحو عربی میں ایک مشہور
 اور معروف کتاب تھی۔ اس سے ان کی عربی دانی کا مزید ثبوت ملتا ہے۔ مولانا
 ضیاء برنی ان کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ انہیں اخبار سلاطین و اکابر علمائے بزرگ
 دہلی کے حالات سے بڑی واقفیت تھی جس کے معنی یہ ہوئے کہ انہیں تاریخ پر بھی نظر
 تھی اس سے زیادہ ان کی تعلیم کے متعلق ہم کوئی روشنی نہیں ڈال سکتے۔

امیر حسن اور امیر خسرو | اقتباس نشان (۴) ملاحظہ فرمائیے تو آپ کو معلوم ہوگا
 کی ملاقات | کہ صاحب "تاریخ فرشتہ" کی روایت کے مطابق ایک

حضرت سلطان المشایخ مع اپنے ساتھیوں کے بازار سے گزر رہے تھے۔ امیر خسرو کی جوانی
 کا زمانہ تھا وہ بھی ہمراہ تھے۔ خواجہ حسن شاعر جو بڑے صاحب حسن جمال تھے ایک دن فوش
 کی دکان پر بیٹھے تھے امیر خسرو انکا حسن جمال دیکھ کر فریفتہ ہو گئے دکان کے پاس جا کر جیسا
 روٹی کس انداز سے جیتے ہو۔ حسن نے کہا کہ ترازو کے ایک پائے میں روٹی اٹھانا ہو
 اور خریدار سے کہتا ہوں کہ دوسرے پائے میں نقد لگتے ہیں جب نقد کا پلڑا جھکاتا
 ہے تو خریدار کو چلتا کر دیتا ہوں۔ امیر خسرو نے کہا اگر خریدار نادار ہو تو کیا کرتے ہو

کہا نقد کی جگہ درد و نیاز بھی تسبول کر لیتا ہوں۔ امیر خسرو خواجہ حسن کا یہ انداز بیان اور حسن کلام سن کر حیران رہ گئے اور یہ کُل کیفیت شیخ کی خدمت میں عرض کی۔ ادھر حسن کو دردِ طلب و امنگیں ہوا، اسی زمانہ میں دکان بند کر کے عام اور کمالات ظاہری کے حصول میں کوشش کرنے لگے اگرچہ اس وقت مرید نہیں ہوئے مگر شیخ کی خانقاہ میں آنے جانے لگے اور ان میں اور امیر خسرو میں گہری دوستی ہو گئی۔

بہا تک ہم واقف ہیں اس افسانہ کو سب سے پہلے ابو القاسم فرشتہ ہی نے شروع کیا اور وہ ایسا عام ہو گیا کہ اس سے ہمارے زمانہ نے ایسے اصحاب ہی جن سے تنقید کی بہت کچھ امید ہو سکتی تھی نہ بچ سکے۔ شاہ نواز خاں صاحب تذکرہ بہارت نے البتہ اس حکایت کو "اکاذیب" میں شمار کیا ہے لیکن اس کے وجود نہیں بتائے ہمیں اس معاملہ میں شاہ نواز خاں کی رائے سے پورا اتفاق ہے اور اس کے جو وجود ہمارے ذہن میں آتے ہیں وہ عرض کرتے ہیں۔

اول۔ فرشتہ نے مطلق یہ نہیں بتایا کہ اسے یہ حکایت کہاں سے ملی اور اس کے پاس اس کی صحت کی کیا سند ہے۔ یہ صحیح ہے کہ فارسی مورخ اور تذکرہ نویس اور خصوصاً سیر الاولیاء کے مؤلفین ماخذ یا سلسلہ روایت کی مطلق پروا نہیں کرتے مگر ان کی اس عادت کی بناء پر ان کی ہر لکھی ہوئی حکایت قابل اعتبار نہیں تصور ہو سکتی۔

دوسرے۔ یہ حکایت ایسی دلچسپ ہے کہ اگر اس کی کوئی حقیقت ہوئی تو مولانا ضیاء الدین برنی اور امیر خور و جنھوں نے امیر حسن کے چشم دید حالات لکھے ہیں کبھی اسے چھوڑ نہ سکتے تھے۔ امیر خور نے سیر الاولیاء میں حضرت سلطان المشائخ کی کرامتوں کا

ایک عنوان قائم کیا ہے اگر فی الحقیقت اس روایت کی کوئی تحقیقت ہوتی تو امیر خور و ضرور کا ذکر کرتے۔ ایک نان پز کے دل میں ایک نگاہ سے دروطلب کا پید اکر دینا کیا کم کرامت ہو سکتی ہے۔

تیسرے۔ اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر حسن اور امیر خسرو میں ملاقات کا یہ پہلا موقع تھا۔ حالانکہ مولانا ضیاء الدین برنی جو ان دونوں حضرات کے معاصر اور ہم صحبت دوست تھے فرماتے ہیں کہ ان دونوں استادوں میں میل جول اور آمد و رفت اور دوستی کا سبب میں ہوا ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ باہم تعارف کا سبب مولانا ضیاء الدین تھے نہ کہ وہ بازاری ملاقات جس کا ذکر فرشتہ کرتا ہے۔ چوتھے۔ امیر حسن کے حسن و جمال کا تذکرہ کسی معاصر مورخ نے نہیں کیا۔ اگر ایسا ہوتا تو ان میں سے کوئی شخص ضرور اس کی طرف اشارہ کرتا جیسا کہ ان کے حسن اخلاق، عمدہ عادات یا ترک و تجرد کا ذکر کیا گیا ہے۔

پانچویں۔ فرشتہ نے یہ حکایت جن الفاظ میں کی ہے، اس سے خود اس کی خامی اور عدم صداقت کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ”خواجہ حسن“ ”دکان حجاز سے نشست بود“ اس سے ہرگز یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ وہ ”نان فوشی“ کہتے تھے اور جب وہ نان فروش نہ تھے تو امیر خسرو کا ان سے مرنا بھی یہ سوال کرنا کہ ”نان چکوہ میفروشی“ کس قدر بے موقع خطرات ہندیب اور غیرتین خیالی ہے۔

چھٹے۔ مولانا صاحب نے حضرت نفا مالدین اولیا، علیہ الرحمہ کے مریدوں کے اقوال و احوال سے واقف میں اور جس کی شہادت مختلف

کتابوں سے ملتی ہے وہ ایک نکتہ کے لیے بھی یہ باور کرنے کے واسطے آمادہ نہ ہونگے کہ سلطان المشایخ مع اپنے خاص مریدوں کے بازار سے گذر رہے ہوں اور ان میں کوئی بھی اس کی جرأت کر سکے کہ ایک نوجوان لڑکے کو نان پانی کی دکان پر بیٹھا دیکھ کر اس سے چہل اور مذاق کرنے کے لیے حضرت کا ساتھ چھوڑ کر چلا جائے۔ اور وہ بھی امیر خستہ سے مرید جو ابتداء سے ارادت سے آخر دم تک سلطان المشایخ کے شمع جمال کے پروانے تھے اور خلوت و جلوت میں سایہ کی طرح ساتھ رہتے تھے۔ ان مریدوں اور معتقدوں کی ارادت اور ان کا ادب ان ابتدائی عربوں سے بالکل مختلف تھا جو حضرت سرور کائنات کو کھڑا چھوڑ کر خرید و فروخت کرنے اور کھیل تماشیاں دیکھنے کے لیے چلے جاتے تھے جس کی طرف کلام پاک میں ان الفاظ سے اشارہ فرمایا گیا۔

وَإِذَا سَرَّازٍ بِتِجَارَةٍ أَوْ لَهْوًا مِنَ الْفُضُولِ إِلَيْهَا وَتَرَكَ مَوْكًا قَائِمًا۔ ان وجوہ سے ہم فرشتہ کی اس روایت کو بھی اس کی دوسری روایت تازیانہ کی طرح جس سے ہم آگے بحث کریں گے بالکل نہل اور لغو سمجھتے ہیں۔

ملازمت | غیاث الدین بلبن کی اولاد میں سلطان محمد اس کا بڑا بیٹا ان لوگوں میں ہے جنہیں تاریخ کبھی نہیں بھلا سکتی۔ اس نے جس آب و ہوا میں پرورش پائی تھی اسکا ذکر قبل ازیں ہو چکا ہے وہ خود غیاث الدین اور عظیم و نسل کا والدادہ تھا۔ پادشاہ اسے جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ ۱۲۶۸ء میں غیاث الدین بلبن کا چچا زاد بھائی شیر خاں جو سلطنت کا رکن اعظم اور سلطان کا گورنر تھا فوت ہو گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ہندوستان تاتاری مغلوں کا جولانگاہ بنا ہوا تھا۔ ان کی روک تھام کے لیے سرحد پر ایسے شخص کی ضرورت تھی جو جری، شجاع، مدبر اور قابل اعتبار ہو۔

سلطان بلبن نے تمام امور پر غور کر کے بالآخر شہزادہ سلطان محمد کو اس خدمت کے لیے منتخب کیا اور اسے "قاآن الملک" کا خطاب اور ولیعہدی کا چتر و تاج دیکر کثیر اتباع اور بہت سی فوج کے ساتھ ملتان روانہ کیا۔ سلطان محمد نے ملتان پہنچ کر سرحد کا انتظام شروع کیا۔ مغلوں کی ایک کثیر جماعت کو قتل کیا اور بہت سے اقطاع ان کے ہاتھ سے نکال لیے۔

سلطان محمد کا قاعدہ تھا کہ ہر دو سرے تیسرے سال اپنے باپ کی زیارت اور قدیم بوسہ کے لیے ملتان سے دہلی آتا رہتا تھا۔ ۱۳۷۸ء ہجری کے دورہ میں وہ امیر خسرو اور امیر حسن کو جو اس وقت شاعری اور نام آوری کی اُفق پر روشن ستاروں کی طرح چمکنے لگے تھے، علی الترتیب مصحف داری اور دوات داری کی معزز خدمات پر مامور کر کے اپنے ساتھ لے گیا یہ لوگ پانچ سال یعنی ۱۳۷۸ء ہجری سے ۱۳۸۲ء ہجری تک سلطان محمد کے ساتھ رہے اس شہزادہ کے عادات اور اطوار کے متعلق مولانا ضیاء الدین برنی جو اس شہزادہ کے معاصر اور دربار رس گوگو سے ہم صحبت تھے جو کچھ لکھتے ہیں وہ بھی قابل ذکر ہے۔ ان کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ "یہ شہزادہ سجد مودب اور ہندب تھا اس کی صحبت ہمیشہ دانشمندیوں، معتبروں، فاضلوں اور بہر مندوں سے مملو رہتی تھی اور اس میں شاہنامہ دیوان سنائی دیوان خاقانی خمسہ نظامی پڑھے جلتے تھے اور ان پر بحثیں ہوتی تھیں اور امیر خسرو اور امیر حسن اس کے دربار کے ملازم تھے ان لوگوں نے پانچ سال ملتان میں رہ کر اس شہزادہ کی خدمت کی ہے اسکے مذاکی حیثیت سے تنخواہیں اور انعامات پانے ہیں۔ اس شہزادہ کی دانشمندی اندازہ کی ہو سکتا ہے کہ اس نے چند صحبتوں میں ان دو شاعروں کے لطائف و فضائل

اور معشوقی اور حسن کو کوڑوں سے پٹوانے کا افسانہ بھی فرشتہ کی نان پزی یا نان فروشی کی روایت کی طرح بالکل بے سرو پا نظر آتا ہے۔ اہل ہوس کے وہ تعلقات جن پر لوگوں کو نکتہ چینی اور طامست کا موقع ملتا ہے عموماً زیادہ عمر والوں کی طرف سے کم عمری کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یہاں یہ معاملہ مطلق نہیں دونوں حضرات تقریباً مساوی العمر تھے۔ اور سلطان محمد کی ملازمت میں داخل ہونے کے وقت تقریباً ۲۷، ۲۸ سال کے تھے۔ دونوں کے ڈاڑھی بونچھیں نکل آئی ہوگی۔ پڑھے لکھے معزز خدمتوں پر مامور تھے۔ محمد سلطان کا جس کی تہذیب اور متانت کا حال آپ سن چکے ہیں ان حضرات کے باہمی تعلقات کو قابل طامست و سرزنش باور کر کے امیر خسرو سے نہ ملنے کا حکم دینا اور امیر حسن کے نہ ماننے پر انہیں کوڑوں سے پٹوانا اور ان کوڑوں کے نشانات کا امیر خسرو کے ہاتھ پر نمایاں ہونا ایسے امور میں جنہیں کوئی ذہنی عقل انسان ماننے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا۔ اگر فرشتہ نے ان دونوں حضرات کی عمروں ان کے علم و فضل، تعلیم و تربیت اور سلطان محمد کے عادات و اطوار اور تہذیب و اخلاق پر تھوڑا سا بھی غور کیا ہوتا تو یہ لغو اور بھل روایت اس کی تاریخ میں جگہ نہ پاسکتی تھی۔

شہزادہ سلطان محمد کی اس علمی اور ادبی مجلس کو قائم ہونے چودہ پندرہ سال (از ۹۹۹ تا ۱۰۰۳) بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ زمانہ نے اپنے قاعدہ کے مطابق کروٹ لی۔ اور چشم زدن میں اس پر لطف اور دلچسپی صحت کو درہم و برہم کر دیا۔ سلطان محمد نے جو شکستیں اتاریوں کو وفاق و قنادی تھیں ان کا داغ ان کے دلوں پر تھا۔ سبب انہوں نے بلانو کا پوتا ایران کا فرمانروا ہوا

تو تیمو خاں نامی ایک جنگیز خانی امیر جو افغانستان کا حاکم تھا لوٹ مار اور اپنے قوم کے
 دامن سے شکستوں کی بنیادی کا داغ مٹانے کے لیے بیس ہزار سواروں کے ساتھ
 دیپال پور اور لاہور کے علاقہ جات پر حملہ آور ہوا اور انہیں تاخت و تاراج کرتا ہوا
 سلطان کی طرف بڑھا۔ سلطان محمد نے نہایت جرات اور مردانگی سے اس کا مقابلہ
 کیا اور ایک گھمان لڑائی کے بعد اسے شکست دیدی۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ
 تاتاریوں کی اس شکست کے بعد شہزادہ سلطان محمد اپنی فوج کے پانسو فتح مند
 سپاہیوں کے ساتھ ایک تالاب کے کنارے نہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک
 تاتاری مغل جو دو ہزار سواروں کو لیے کہیں میں بیٹھا تھا باہر نکل آیا اور اس
 موقع کو غنیمت سمجھ کر اس مختصر اور باخدا جماعت پر حملہ آور ہوا۔ کچھ لوگ نماز
 ختم کر چکے کچھ لوگ نماز میں تھے۔ یہ ناگہانی حملہ بھی سلطان محمد کو حواس باختہ
 نہ کر سکا وہ سنبھلا اور اپنی مختصر جمعیت کو مرتب کر کے تاتاریوں کے حملوں کا
 جواب دینے لگا۔ اور اس نے کئی مرتبہ غنیم کے پروں کو توڑ دیا۔ مگر امیر حسن نے
 جو طمان میں موجود اور غالباً اس معرکہ میں شریک تھے اپنے مرثیہ میں نماز کے واقعہ
 کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے وہ اپنے مرثیہ میں لکھتے ہیں کہ

”عزات اسلام از لوک ترک و خلیج و معارف ہندوستان و سائر سپاہیہ
 نماز گاہ معرکہ ازاں جیت کہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاد را باصلوٰۃ نسبت
 فرمود کہ رجنا من الجہاد الا صغریٰ الجہاد الا کبر“ تکبیر گویان دست بر آوردند
 ”عجب نہیں کہ نماز گاہ معرکہ“ کے الفاظ نے بعد کے مورخین کو اس روایت
 کے بنالینے پر مائل کیا ہو۔ امیر خسرو کے مرثیوں میں اور مولانا ضیاء الدین بنی کی تاریخ میں

کہیں نسا کے واقعہ کا ذکر نہیں ہے اگر اس کی کوئی حقیقت ہوتی تو ایسے مضمون کو نہ امیر حسن چھوڑ سکتے تھے اور نہ امیر خسرو۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس معرکہ میں جو صبح سے شام تک قائم رہا ایک تیر سلطان محمد کے سینہ پر ایسا لگا کہ وہ اس سے جانبر نہ ہو سکا اور اس طرح اس ہو نہار اور بے مثل شہزادہ کا عین شہنا میں خاتمہ ہو گیا۔ اسی واقعہ کی بناء پر سلطان محمد تاربخوں اور تذکروں میں "خان شہید" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس معرکہ میں خان شہید کے ساتھ دہلی کی فوج کے بہت سے سپاہی مارے گئے اور بہت سے لوگوں کو تاتاری گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس معرکہ میں امیر خسرو کا شریک اور ان کا ایک منزل کے ہاتھ پڑ جانا اور دو سال کے بعد اس کی قید سے رہا ہو کر دہلی پہنچنا مسلم ہے، لیکن امیر حسن کے متعلق ہمیں اب تک کوئی ایسا مواد نہیں ملا جس بنا پر ہم یہ کہہ سکیں کہ وہ بھی قطعاً شریک معرکہ اور گرفتاری اور قید میں امیر خسرو کے ساتھی تھے۔ ہمارے کرم استاد مولانا شبلی مرحوم نے "حیات خسرو" میں ایک فقرہ تحریر فرمایا ہے جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ حسن کو بھی تاتاری گرفتار کر کے بلخ لے گئے تھے۔ وہ فقرہ یہ ہے کہ "امیر صاحب اور خواجہ حسن دہلوی بھی اس معرکہ میں شریک تھے چنانچہ تاتاری ان کو گرفتار کر کے بلخ لے گئے۔ اگر مولانا مرحوم کا مقصد دونوں حضرات کی گرفتاری سے ہے تو غالباً مولانا نے موصوف نے کسی سند کی بنیاد پر ایسا تحریر فرمایا ہوگا جس سے ہم ناواقف ہیں۔ امیر خسرو نے اپنی گرفتاری کا ذکر بعض نظموں میں کیا ہے مگر حسن کے کلام میں کہیں اس کی طرف اشارہ نہیں پایا جاتا۔ اس حادثہ جانکاہ سے مسلمانوں کو مختلف حیثیتوں سے سخت صدمہ

اٹھانا پڑا۔ اس پر امیر خسرو نے نظم میں اور امیر حسن نے نثر میں نوحہ خوانی کی ہے۔ امیر خسرو کے ترکیب بند کے ہر بند کے پانچ پانچ شعر اور امیر حسن کی نثر تمامہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

ترکیب بند امیر خسرو

واقع است این یا بلا از آسماں آمدید مجلس یاراں پریشاں شد چو برگ گل زبا بسکہ آب چشم خلقے شد رواں از چار سو خواستم تا ز آتش دل برزباں آرم سخن جمع شد سیارہ در چشم مگر طوفاں شود	آفتت این یا قیامت در جہاں آمدید برگ ریزے گوئی اندر بوستاں آمدید بیخ آب دیگر اندر مولتاں آمدید صد زبان آتشیم در دلاں آمدید چوں برج آبی انجم را قراں آمدید
--	--

من نحو اہم جز ہاں جمعیت این کے شود
خود محالست این بنات النعش پروں کے شود

تا چہ طالع بد کہ شاہ از مولتاں شکر کشید پول خبر کردندش از دشمن بدان قوت کہ شدت انچہ حاضر بود شکر شکرے دیگر نجست آپنجاں رنگیں کھم اسال خال خوشاں او دریں تدبیر و آگہ نہ کہ تقدیر فلک	تیغ کافر کش برائے کشتن کافر کشید بے محابا خشم در سر کرد و رایت بر کشید زانکہ رستم را شاید منت لشکر کشید کز زمین باید شفق را گونہ احر کشید صفحہ تدبیر را خط مشیت در کشید
---	---

آں چہ ساعت بد کہ کافر بر سر شکر رسید

<p>جوق جوق از آب گذشتند و تا کہ در رسید</p>	
<p>باد پیا بر کافران خاکسارا نگینختن زلزلہ در عالم از سیر سوارا نگینختن شعلہ آتش ز تیغ آبدار ا نگینختن ملک گیری را فرس خورشیدوارا نگینختن آفتاب اندر تیمم زان غبارا نگینختن</p>	<p>جنگ شد دیدی و برگردوں غبارا نگینختن غلغلہ در انجم از جوش سپاہ انداختن ضربت مردانہ در پہلوئے نامردان زون دیوبندی را علم جمشیدوار افراختن آسماں اندر تضرع زان فرغ برداشتن</p>
<p>اندران وقتے کہ فرق از مرد تا نا مرد بود اے بسا کس را کہ بہا خشک روزا زرد بود</p>	
<p>زرد شد خورشید چون خجر بہ خجر بافتند آسمانے بر سر خورشید لشکر بافتند گلستان شد دست پر اسپر اسپر بافتند ہمچو صورتہا کہ در دیبا سے اخضر بافتند کز فلک آں نطع را بر شکل دیگر بافتند</p>	<p>روز را تہاری کی آمد چوں بہم بر بافتند روز نزدیک فرود رفتن شدہ از زم تیغ آبگوں شد خاک چوں جوشن بجوشن دوختند کشتگان افتادہ در صحراے از اطراف سر خواست شدہ تا نطع نصرت گستر دلیکن چہ سو</p>
<p>یک زمان شمشیر فغانش نیا سود از قتال از زوال روز تا شب اندران روز زوال</p>	
<p>یا بسوئے تشنگان موج زوریاتی دوید در گلوش موج می زو خزان بالائی دوید</p>	<p>یارب آں خون بود کاندروئے صحرا می دید کشتہ اندر خاک جاں میکند و بر خود می طپید</p>

<p>گرچہ خون گبر و مومن ہر دو یکجائی دوید میدوانیداشتہب اقبال را نامی دوید فتح ہر چند از ملا عین جانب نامی دوید</p>	<p>ایں بدونخ برد آب آن بخت برد جو شاہ لشکر کش بترتیب صف و آئین جنگ پائے پس می برد گردوں بو گرفته فتح را</p>
<p>کافر اندر انتظار شب کہ تا بیرون شود ناگہاں میزان مارا پلہ دیگر گوں شود</p>	
<p>دیو آتش در جہاں میزد شہاب افتادہ بو روز باقی بو و چیزے کا قباب افتادہ بو او محمد بد کہ در آیش ماب افتادہ بو مومن اندر گل چو گوہر در خطاب افتادہ بو شیر در زنجیر و فیل اندر طاب افتادہ بو</p>	<p>تا چہ شب بود آن کہ از چرخ آفتاب افتادہ بو روز چوں باقی نبود آن آفتاب تحت را گر حسین کر بلا رارہ بہ بے آبی فتاد کافر اندر خون چو خورد پارگیں غلطید بود فعل ایں گرگ کہن بنگر کہ از دست سگاہ</p>
<p>بے فزع بود آن قیامت را معین بیدہ ام گر قیامت را نشان ایست پس من بیدہ ام</p>	
<p>مرکز اسلام را سرگشتہ چوں پر کار کرد سنگ را دیدی کہ کار لو لوی شہوار کرد عاقبت جان گرامی در سراپا کار کرد تا تو انا نیتھ نتواں کینہہ با قہار کرد پیل مست از نوک خارے صد فغان بار کرد</p>	<p>دایرات آسمانی گردش بر کار کرد ذره را دیدی کہ آب چشمہ خورشید بر با مغل ہر سال بہر دیں سر و کار پیش بو دست تقدیر است کہ غل ریزد و جان بڈ شیر زانیش موسی صد خروش صعب زد</p>

جمعہ بود و سلخ ذی حجہ کہ بود آں کارزار آخر ہشتاد و سہ آغاز ہشتاد و چہار	
ہر وہ بر روی آں فرخ تھا گریستند بس کہ اندر عہدا و ماہی و مرغ آسودہ بود خلق لہتاں مرد و زن مویہ کنان موکناں از فروش گریہ و بانگ دل شب کس نخفت ورازاں بند بلاناگہ اسیرے بازگشت	روز و شب بر سال آں اندک بقا گریستند ماہیاں و رآب مرغاں در ہوا گریستند کو کبوتر و سوسو و جاجبسا گریستند بس کہ در ہر خانہ اہل عزا گریستند روئے او دیدند ہر کس بے ریا گریستند
گریہ چنداں شد کہ موج دیدہ از جھول گزشت حال من ایں بود حال دیگران تا چوں گزشت	
دست مالہ پا خود از دندان کخم بازو کہ بود ہم سیاہے شد ز ہند و ہم سفیدی شد ز تر نیلگر را خود عروسے شد بخانہ بس کہ شد خبر ویاں را کہ پیشانی زوند و خون گریست بس کہ می کنند مو از فرق نازک سر سیر	یا پوشم جامہ زینیناے چوں مینو کہ بود بس کہ می پوشد کنوں ہم ترک ہم ہند کہ بود بر مثال نوح و عروسے در عزائے شو کہ بود زیرا بروسخ شد بالاتراز ابرو کہ بود شد ز آزار چہاں کندن تہ ہر مو کہ بود
موسے سر تا چنداں ہم زار و گریاں بر کخم ایں تن چوں موسے بارے از سر جاں بر کخم	
وہ کہ دل یکبارگی خوں شد برائے دوستاں	آہ اذناں جمعیت راحت فزائے دوستاں

<p>بسکہ خون بے بہا خوردہ است خاک از دوستاں خسروا ہر بار میگوئی فسہ خواہم درید جاں کہ صد جا پارہ شد از غم کجا باشد روا دوستاں رفتند از بہر کہ میگوئی سخن</p>	<p>واجب است از خاک حستن غل بہا دوستاں جامہ جاں تا بدامن در عزائے دوستاں پارہ را پارہ کردن از برائے دوستاں نختم مطلق کن سخن را از برائے دوستاں</p>
<p>یاد میکن رفتگانرا خاصہ در حال دعا کت برحمت یاد نمساید مگر ذال دعا</p>	
<p>یارب آن خورشید رحمت نور در جاں بادشاں بودشاں در روز میجا خان اعظم پیشوا تنگانے را کہ جاہنشاں نے آبی برقت بستگانے را کہ دشواری برایشاں دیر ماند وانچہ باقی ماندہ اند وزاں بلا باز آمدہ</p>	<p>جاں ز شفق از چہ خورشید تاباں بادشاں پیشوا سے بہت کفر دوس ہم خاں بادشاں بر سر از ابر کرم ہر خطہ باباں بادشاں یارب امید رہائی زود آساں بادشاں فضل یزداں بادشاں احسان سلطان بادشاں</p>
<p>چوں محمد رفت شد را عاقبت محمود باد کیقتبادش اسعد و کینخسروشن مسعود باد</p>	
<h2>مشرقیہ امیر حسن</h2>	
<p>دیر باز است تا پہر تمگر اگرچہ مدتے عقد موافقت می بندد و عہد مصادقت می پیوندد بری گردد و روزگار ناسازگار اگرچہ رسم رضامی بندد و وعدہ وفا می دہد و در میگذرد</p>	

آسمان شوخ چشم کہ مردک مردی اونچیں شہاست محبوب است اگرچہ اول چوں ستاں بے آنکھ بیج
 کرے باعث باشد چیرے می بخشد و لیکن آخر چوں طفلان بے آنکھ بیج خیانتے مانع آید
 از می ستاند عادات و مہود است زمانہ جانے ہمیں منوال چہ بتجارب و چہ بتسامع و
 شنیدہ آمدہ است کہ ہر کراچوں ماہ برآمدہ می بیند میخواند کہ روے کمال اور ابداغ
 نقصان سیاہ کند و ہر کراچوں ایر برسر آمدہ می یابد در ان می کوشد کہ جوہر اورا پارہ
 پارہ در اطراف آفاق پراگندہ کند و میں باغ حیرت و ہستان حسرت چنانکہ بیج
 گلے بے خار نرست بیج دے از خار خار نرست لے بہا سہنہ نرستہ کہ از خزاں آفت
 در مقام نظارت زرد است لے ماندہ دے بہا ہنہال نوحاست کہ از تند باد اجل در خاک
 زمین پہلو بہاودہ سے

درباد خزاں میں کہ چہ حد سدی کرد
 بر سر و جواں چہ نا جوانمردی کرد
 کیے از امثال این تمثیل واقعہ خسرو ماضی قاتان ملک غازیست انار شد بر ما
 و نقل با سخات میزانہ روز آدینہ سلخ ماہ ذی حوجہ سنہ ثلث و ثمانین و ستائیتہ (۶۸۳)
 کہ ماہ چوں مہر در دل کافر بیج جا پدید نبود آفتاب بمصاحبت لشکر اسلام تیغ زنا
 بر آمد و شہزادہ اعظم کہ آفتاب آسمان ملک بود نورانیت غزا در غرہ غزائے او
 لایح و جہد افراط جہاد در ضمیر نیرو ثابت پائے مبارک در رنگاب آورد شبانہ بر را
 مشکل کشائے غرضداشتند کہ ایتمہر با تمامی لشکر بسہ فرسنگی فرود آمدہ است چوں
 باداد شد بر غزیت کوچ از ان مقام بہضت فرمود و بیک فرسنگی آن ملائین پیش
 باز آمدہ بموضع مصاف در حدود باغ سر پر بر کرانہ آب لاہور اختیار کرد۔ چنانچہ
 متصل آب دیہی بزرگ بود آزا حصن حصین ساخت و صورت بست کہ چوں کفار

مقابل شوند ہر دو آب در عقب لشکر باشند تا ازین جگہ کے رو بفرار تو اند نہاد و نہ از اول
مخازیل ساقہ لشکر آفتے تو اند رسید و الحق آن اختیار از فایت خرم و نہایت
کار دانی ان خان جہاں ستاں بود اما چوں قضائے بد میرسد سر رشتہ ہمہ مصالح دستا
میرود و مسلک ہمہ تدبیرا از انتظام می شود

ہرگز از بخت بد رہ او فتد کار او در کام بد خواہ او فتد
بخت چوں دیوانہ از رہ گم شود عقل چوں شب کور در چاہ او فتد

قضا را آن روز ماہ و آفتاب کہ نسبت بہ لوک دارند نشانی ماہی آور بختہ بودند
و مریخ کہ در سرخروئی او ہمہ از خون اعیان مملکت است ہمہ از ترکش آن برج خدنگ
خدا لان طعانہ طغیان می کشاد خان جزا کمر را کہ اسدے بود از برج آبی خانہ خوف
و خرابی و دلائل فتن و محایل فتور بریں نوع ظاہر و باہر و رمز و اشارات جاہ القضاء
صاق القضاء در سیاق اوراق تحریر افتاد۔

القصدہ نیمروز است کہ سوار چرخ در ولایت نیمروز رسید و روز آن شاہ گیتی فروز
را وقت زوال نزدیک شد ناگاہ گروہی از سمت آن کفرہ پدید آمد خان غازی
ہماں زمان سوار شد و مثال داد کہ تمامی خیل و خدم و حاشیہ و چشم او بر قضیہ
أَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً صفیہ صد بار قوی تراز سد سکدر بر کشیدند بعد از
ترتیب میمنہ و ترکیب میسرہ بذات عالی صفات در قلب گاہ چوں در جمع گواہ
بہا و ایتاد و کفار تتار علیہم الخذلان و الخسران از آب بہا و عبرہ کردند و مقابل
صف اسلامیان در آمدند ازین وحشیان خرابی دوست بیابان زادہ پرانے بوم
بر سرانے شوم خود نہادہ و غزوات اسلام از لوک ترک و خلیج و معارف ہندوستان

وسایر سپاہی در نماز گاہ معرکہ ازاں جہت کہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاد را
 باصلوٰۃ نسبت فرمود کہ رجحنا من الجہاد الا صغیر الی الجہاد الا کبر تکبیر گویان
 دست بر آوردند و در اول حملہ چندین زبردستان را از جنسیل مغل زیر تیغ گزرا نیندند
 و نیزہ ٹوک در گاہ در اعضائے اعدا چنان می نشست کہ نیزہ وار از بالائے ہر یک خون
 برمیخاست و شست زکان خاص در تیرتا فتن چنان می بود کہ جامہ بود بر اہل تار
 تار تار می شد۔

در اول تک خدا گ شہت گشتند تار یاں ہمہ پست

خدا یگان شیر دل شمشیر زن با شمشیرے چوں عقیدت خود صاف از میان مصفا
 ہر بار کہ حملہ می آورد شمشیر گوی در اں حرب گاہ بر شمال آں شاہ می لرزید و ہمہ تن
 زباں شدہ باومی گفت کہ امروز دفع این ملامین بہ بندگان دولت حوالہ کن و نفس
 نفیس خود حرکت مفرائے کہ شمشیر دورویہ است تیغ اجل راز خمی بے محابا نتوان دانست
 کہ از تقدیر قادر بر کمال بگرد من از عین الکمال چشم می زغم۔

مرو تا خاک تو بر چشم بندم مکن کز چشم بد اندیشہ بندم
 فلک روئے چنان روشن ندیدہ است من از دیدہ بر آں آتش سپندم

آزمانے کہ در میدان سیر غزا و رسوم ہیجا با قامت میرسانید ہر یک از اسلحہ
 بزبان حال در مقال آمدہ نیزہ می گفت کہ شاہا امروز دست از من کوتاہ کن کہ زبان
 سنان من از بسیاری جدال و قتال کند شدہ و مراد روئے خصم مجال لمن نما ندہ
 مبادا کہ بر جہم و حرکت پریشان از من بظہور آید و تیری گفت اے عقد شرت تو
 عقدہ جو دابر کشادہ بقصد این فسدہ پیش مرو من خود در رفتن مہلکہ خاک بر سر

میکنم نباید تنگ چشم فلک کہ بر بام پنجم است و بر در خانہ ہشتم در گوشہ کمین از کمان
کشد و کین بر سبیل جسارت و جفا بر تو خدنگ خطار و اواں کند و کند می گفت کہ امروز
سر رشتہ تدبیر از دست تفکری باید داد کہ من ازین جنگ بے درنگ و زرم بے حزم
تو بر خود می پنجم ساعتی تو تفت کن کہ اسلام و اسلامیان چوں طناب بر بستہ
خیمہ نعم تواند اللہ انشد! این طائفہ رسم طناب اندازی را چندین طناب در

من بر غبٹ پیش تو سر بر طناب آورده ام
تو کند از زلف اندازی کند انداز من

فی الجملہ آل شاہ دیں پناہ کفر گاہ بہمہ قلب سپاہ بایں گروہ گمراہ از نیر و
آشام گاہ غزوے بے اجبار و اکراہ میگرد و غوغائے غالبان و غا و غلیان طابان
غزا گوش گیتی و اصماغ سما کر کردہ زبانہ ہائے آتش کہ از سر نیزہ غزا مغز
می خاست و زباں ہائے تیغ کہ در گذاردن پیغام اجل یک حرف خطا نمیکرد
در اں قیامت ہمہ بدیں آیہ رواں بود کہ یوم یفتر المرء من آخینہ پشت زمیں
چوں چشم پیران بصر بباد دادہ پر خوں و روئے آسمان چوں فرق پسران پدگشتہ گرد
آہن شمشیر چوں آتش چہ تابی اے پر

یا مراداغ یتیمی بر جگر خواہی نہاد

ہم درین این عنا و اثنائے این آشوب و بلانا گاہ تیرے از شست قناب بر بال آل
شہباز فضا نے غزا رسید و مرغ روح از نفس قالب آنحضرت بجانب گلشن
وروضہ رضوان نقل کرد انا لله و انا الیہ راجعون ہاں ان پشت دین محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم چوں دل یتیمان زار شکست رسد ملت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم

چو گورِ غریباں پست بیفتاد و اعتضاد وے کہ بازوے ملک را بود از دست بشد و اعتماد
کہ بیضہ اسلام داشت از جائے بر رفت راست وقت غروب آفتاب عمر آں شاہ
کہ آفتابش زرد شدہ بود بمغرب فنا فر رفت و گردوں بر شعار سوگواراں جامہ
در نیل زوہ و اشک سیارہ بر اطراف رخسارہ رواں گردیدن گرفت زحل برو
قضائے وفا و شہ طغزاکسوت سیاہ گردانید و از مرگ او براہل ہندوستان نوحہ
می کرد، و مشتری بر دریغ آں اندام گرد اندود قبائے خون آلود در اعہ چاک میکرد
و دستار بر خاک می زد، و مریخ کہ دست قوت او چوں چشم ترکان روئے معیشت
او چوں جعد زنگیاں تنگ و تاریک باد از تاسف آں خار خار کہ در دل خون نگینت
چوں حوت در پیش آفتاب و چوں حمل در قبضہ قصاب می طہید، و آفتاب از شرم آنکہ
چرا در دفع این حادثہ وقع این واقعہ نکوشید بر نیامد و در زمین فرو شد، و زہرہ چوں
دید کہ اجرام از چنگ ایام چہ زحمت یافتند زاد فی الطنبور نغمہ دف را ورق بگردانید
و سماع در پردہ دیگر آغاز کرد و بر وفات آں شاہ بندہ نواز خود بجائے ساز نالیدن
گرفت، و عطارد کہ در غزوات و فتوحات بر موافقت کاتب فتننا بہادر قلم می آورد
در آن نظم از سواد دوات خود روئے سیاہ می کرد و از اوراق دفتر خویش پیارین کاغذ
می پر داخت، و ماہ حالے در صورت ہلالے با قامت مستحی در آن قیامت زمین سر
بر دیوار و در افق میزد و عراتب مرا ثی نگاہ می داشت۔ نظم
روئے بنجاک می نہی وہ کہ نہیں سخوات
گر بشکار میروی جان مست خاک تو
خاک خوش بود جان بکناں سخوات
حق تعالی و تبارک۔ وح مطہر و مطہیب آں شاہزادہ غازی را بہراج علی

و مراتب والا برساناد و ددم جام الما مال تجلی جمال و جلال خویش بخشاد و ہر
شفقت و مرحمت و عاطفت و تربیت کہ در حق این شکستہ بکس داشت
سبب فرید درجات و محو خطیات او گرداناد۔ آمین یارب العالمین۔“

یہ نظم و نثر دونوں مدتوں اس زمانہ کے اہل علم کی صحبتوں میں پڑھی جاتی
اور مقتولین کے عزیزوں کو رلاتی رہی ہیں۔

امیر خسرو کی نظم خواجہ حسن کی نثر سے صاف اور واضح تر ہے۔ ہر زمانہ کا
ایک خاص طرزِ تحریر ہوتا ہے جس کی پابندی ایک حد تک ہر شخص کو کرنی پڑتی
ہے۔ امیر حسن کی نثر میں بجائے واقعات کے زیادہ تر زور عبارت آرائی پر
دیا گیا ہے جو اس زمانہ کے مذاق کے مطابق نہیں ہے۔ امیر حسن کی نظم کی صفائی
اور سادگی اور فوائد الفواد کی نثر کی روانی دیکھ کر یہی سمجھ میں آتا ہے کہ انہوں نے
یہ طرزِ تحریر اوائل عمر میں اختیار کیا تھا اور آگے چل کر اسے ترک کر دیا۔ سلطان محمد
کی شہادت اور اس کی علمی اور ادبی مجلس کے درہم برہم ہوجانے کے بعد ملتان میں
قیام کی کوئی وجہ نہ تھی۔ امیر خسرو اور امیر حسن دونوں دہلی چلے آئے۔ سلطان محمد
کے حادثہ نے سلطان غیاث الدین کو زندہ درگور کر دیا تھا، اگرچہ پادشاہ اپنی شکستہ
اور رنج و غم کو چھپانے کی بہت کوشش کرتا تھا مگر اندر ہی اندر اس غم میں گھلتا
جاتا تھا۔ دہلی پر مردہ دلی اور افسردگی کی ایک گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ یہ فضا
عموماً شعر و شاعری کے مناسب اور موافق نہیں ہوتی چنانچہ ملتان سے آکر امیر خسرو اپنے
وطن پیٹالی اور امیر حسن دہلی میں گوشہ نشین ہو گئے۔ سلطان محمد کے حادثہ پر
پورے تین سال بھی نہ گزرے تھے کہ سلطان غیاث الدین کا ۶۸۶ھ میں انتقال ہو گیا۔

اگرچہ سلطان غیاث الدین کی وصیت یہ تھی کہ اس کے بعد "خان شہید" کا بڑا بیٹا کینخسرو پادشاہ ہو، مگر امرائے دولت اور اعیان سلطنت نے سلطان کے دوسرے فرزند بغراخان کے بیٹے کیتباد کو جس کی عمر سترہ اٹھارہ سال کی تھی پادشاہ بنایا۔

یہ شہزادہ بقول مولانا ضیاء الدین برنی کے طبعاً سنجیدہ، خوش اخلاق اور خوبصورت تھا، شعر و سخن سے اسے مناسبت تھی۔ سلطان غیاث الدین بلبن نے اس کی تعلیم و تربیت کا بڑا اہتمام کیا تھا۔ رات دن استاد اتالیق اسے گھیرے رہتے تھے۔ شراب اور عورتوں کی صحبت سے سختی کے ساتھ روکا جاتا تھا۔ بعض طبیعتوں کا خاصہ ہوتا ہے کہ جن چیزوں سے جتنا زیادہ روکے جاتے ہیں اسی قدر اس کے دلدادہ اور فریفتہ ہوتے جاتے ہیں۔ کیتباد انہیں لوگوں میں تھا۔ ایک وسیع اور بنی بنائی سلطنت کا مالک ہو کر ایسا بدست اور سرشار ہوا، اور اس طرح عیش و عشرت میں پڑ گیا کہ اسے دین و دنیا کا ہوش نہ رہا۔ اس کے دیکھا دیکھی وہ امرائے دولت اور اعیان سلطنت جو اب تک سلطنت بلبنی کے در سے اس قسم کے جذبات کو روکے ہوئے تھے کھل کھیلے۔ اور ہر طرف خوبرویوں کے جگمگنے اور شراب و کباب کی صحبتیں قائم ہو گئیں۔ شہر میں ایسے جلسے خاطر خواہ نہ ہو سکتے تھے۔ اس لیے پادشاہ نے "لعل کو شک" چھوڑ کر "کیلو کھری" میں جتنا کے کنارے ایک عالی شان قصر اور باغ تیار کرایا اور اپنے مصاحبوں، خواصوں اور ملازمین کے ساتھ وہاں رہنا شروع کیا، اور تمام ملک کے چیدہ اور برگزیدہ مطرب اور تقویٰ و توبہ شکن شاہ آکر اس پرستان میں جمع ہو گئے۔ مسجدیں ویراں اور میخانے

آباد ہو گئے۔ اس عیش اور کامرانی میں جہانگیری اور جہانبانی کا کسے خیال تھا۔ ملک کا تمام نظم و نسق ملک نظام الدین نامے ایک امیر کے ہاتھ میں تھا۔ نظام الدین کا خسر اور چچا ملک الامراء فخر الدین دہلی کا کو تو ال اور اس کی بیوی پادشاہ کی منہ بولی ماں تھی۔ غرض کہ اندر باہر کل کا مختار ملک نظام الدین تھا۔ ملک نظام الدین کے متعلق مولانا ضیاء الدین برنی لکھتے ہیں کہ یہ شخص بڑا عالی ہمت، قدردان علم و ہنر، مردم شناس اور مخیر تھا۔ گردنیا کی طمع نے اسے اندھا اور بہرا کر دیا تھا۔ اور وہ اس وقت اس فکر میں تھا کہ کسی طرح معز الدین کا کام تمام کر کے خود پادشاہ ہو جائے۔ اس منصوبہ سے خاندان بلبنی کے ارکان اور اس خاندان کے ہوا خواہ منتشر و متفرق اور نسبت نابود کیے جا رہے تھے۔ کینخسرو خان شہید کا بڑا بیٹا جسے سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا سب اپنے ساتھیوں کے ملتان سے آتے ہوئے رہتک میں جانوروں کی طرح ذبح کر دیا گیا۔ خواجہ خلیفہ سانیک نام وزیر اور امرائے دولت کی ایک بڑی جماعت معزول، معطل اور منتشر ہو گئی۔ اس اثر اور قوت کے زمانہ میں ایسے لوگوں کے لیے جو "خان شہید" کے نمک خوار رہ چکے تھے اور اس کے خاندان کی ہوا خواہی کا دم بھرتے تھے کیا گنجائش تھی۔ امیر خسرو اور امیر حسن اسی زمرہ کے لوگوں میں تھے جن سے ملک نظام الدین کھٹکتا رہتا تھا۔ اس لیے معزلی دربار کے ابتدائی نقشہ میں یہ دونوں درخشاں تصویریں غائب ہیں۔ اس زمانہ میں امیر خسرو نے "خان جہاں" نامی ایک امیر کی ملازمت اختیار کر لی، اور امیر حسن بھی ممکن ہے کہ کسی امیر کے مصاحب ہو گئے ہوں۔ لیکن

وہ خود اس بارہ میں کچھ کہتے ہیں اور نہ کسی تاریخ یا تذکرہ سے اس کا پتا چلتا ہے۔
 سلطان معزالدین کی غفلت اور ملک نظام الدین کی بے اعتدالیوں اور
 امرائے ملک کی تباہی کا حال جب سلطان معزالدین کے باپ بغراخان کو جو
 پہلے لکھنوتی کا گورنر اور معزالدین کے بادشاہ ہوجانے کے بعد وہاں کا خود مختار
 فرمانروا ہو گیا تھا۔ معلوم ہوا تو وہ ایک طویل خط و کتابت کے بعد ایک کثیر جمعیت
 کے ساتھ بیٹے سے ملنے اور اسے سمجھانے کے لیے لکھنوتی سے چلا۔ قرار یہ پایا کہ
 باپ بیٹے اودھ میں آکر ملیں۔ اس قرارداد کے مطابق باپ اپنے خدیم اور حشم
 کے ساتھ اودھ پہنچ کر دریائے سر جو کے ایک کنارے پر اور بیٹا اپنے لاؤشکر
 کے ساتھ دوسرے کنارے پر خیمہ زن ہوا۔ طویل گفت و شنید اور قاصدوں کی
 آمد و رفت کے بعد یہ طے پایا کہ باپ دریا عبور کر کے بیٹے کی قیام گاہ میں آئے
 اور وہ تمام آداب اور مراسم بجالائے جو بادشاہ دہلی کے شایان شان ہیں۔
 باپ نے فطری محبت اور مصلحت وقت کے لحاظ سے یہ سب ذلتیں سہنا
 قبول کیا۔ بیٹے کا دربار نہایت تزک و احتشام اور شان و شوکت سے مرتب
 کیا گیا۔ بغراخان حسب قرارداد داخل کے دروازہ سے پایادہ سراپردہ میں داخل
 ہوا اور زمین بوس کے مختلف مقامات پر آداب بجالاتا ہوا بیٹے کے سامنے
 آیا۔ باپ کی یہ حالت دیکھ کر بیٹے سے نہ رہا گیا۔ بیٹا بے ہو کر تخت سے اتر اور
 باپ کے پاؤں پر سر رکھ دیا۔ یہی اسرار اور تپاک سے اسے تخت پر لایا اور
 خود زانوئے ادب نہ کر کے اس کے سامنے بیٹھا۔ چند روز بعد ہم ملاقاتوں اور مشورے
 سلسلے جاری رہے۔ بغراخان نے بیٹے کو ملک داری اور جہاں نمانی کے متعلق

بہت سی نصیحتیں کیں اور اشارۃً اور کنایۃً سمجھا دیا کہ ملک نظام الدین کا وجود اس کی سلامتی اور بقا کے لیے سخت مضر اور غفناک ہے۔ معز الدین چند روز باپ کی نصیحتوں کا پابند رہا۔ شراب و کباب اور رقص و سرود کے جلسے چند روز موقوف رہے مگر یہ کسبخت عاوت میں جب راسخ ہو جاتی ہیں تو اس کا چھوٹنا دشوار بلکہ محال ہو جاتا ہے۔ ذرا سی تحریک سے معز الدین کی توبہ ٹوٹ گئی اور پھر وہی پیش کی رہی اور عشرت کے دن لوٹ آئے۔ سلطان معز الدین نے اگرچہ چند ہی روز میں باپ کی سب نصیحتیں بے لادہی نہیں مگر باپ کی درو انگیز اور عبرت خیز ملاقات کی یاد تازہ تھی اور چاہتا تھا کہ اس کے تمام واقعات نظم کے پیرایہ میں آجائیں۔ ملک نظام الدین اگرچہ ابھی تک زندہ تھا مگر اس کا درباری اثر زائل ہو چکا تھا اس لیے لوگوں نے اس کلام کے لیے امیر خسرو کا نام لینے کی جرأت کی۔ ہمارا قیاس یہ ہے کہ امیر خسرو اس زمانہ میں خان جہاں کے ساتھ آدوہ ہی میں تھے اور وہ باپ بیٹے کے اتحاد اور مصالحت پر ایک قصیدہ بھی لکھ چکے تھے۔ جس کے چند اشعار یہ ہیں :-

زہے ملک خوش چوں دو سلطان کیے شد زہے حمد خوش چوں دو پیمان کیے شد
 پسر پادشاہے پدر نیز سلطان کنوں ملک میں چوں دو سلطان کیے شد
 معز الدین نے اس مشورہ کے مطابق امیر خسرو کو بلا کر یہ کام اُن کے سپرد کیا اور امیر موصوف نے چھ مہینے کے اندر مثنوی "قران السعدین" تمام کی۔ اس زمانہ میں امیر حسن کا کہیں پتا نہیں چلتا کہ وہ کہاں اور کس شغل میں تھے۔ بظاہر ان کا کوئی تعلق دربار شاہی کے شعرا یا ندما سے نہ تھا۔ خود امیر خسرو کا تعلق

مغزی دربار کے ساتھ ایک سال سے زیادہ نہیں رہا۔ کیونکہ ۱۸۸۸ء ہجری میں
 "قرآن السعید" کا کام ان کے سپرد ہوا اور ۱۸۹۶ء میں سلطان حسن الدین
 تین سال اور چند ماہ حکومت کر کے مر گیا۔ سلطان معز الدین کے مرنے کے بعد تین چار
 مہینے کے اندر ہی ترکوں کی ترکی تمام ہو گئی اور خلیجیوں کا ستارہ چمکا۔

خلیجیوں میں پہلا تاجدار سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلیجی ہوا۔ تخت نشینی
 کے وقت اس کی عمر (۷۰) سال کی تھی۔ یہ بادشاہ مکارم اخلاق، دینداری، جوانمردی،
 علم و بروباری، عدل گستری میں اپنا آپ ہی نظیر تھا۔ شعر و سخن کا قدردان اور خود بھی
 شعر کہتا تھا۔ صاحب "مغرب التاریخ" نے اس کے شعر نقل کیے ہیں۔

اے زلف پریشانت زولیدہ منجواہم واں روئے چو گلنارت تفسیدہ منجواہم
 بے پیر منت خواہم یک شب بکنار آئی ہاں بانگ بنداست ایر پوشیدہ منجواہم
 گوالیار کے محاصرہ کے زمانہ میں وہاں ایک عالیشان گنبد بنوایا تھا اور
 اس کے کنارے کے لیے خود یہ رباعی تصنیف کی تھی۔

مرا کہ قدم بر سر گردوں ساید از تودہ سنگ گل چہ قدر افزاید
 ایں سنگ شکستہ زان ہنادیم در باشد کہ دل شکستہ آساید
 یہ رباعی سعدی اور دوسرے درباری شعراء کو سنانی اور ان سے چاہا کہ اسکے
 عیب و صواب بیان کریں۔ درباری شعراء سے بجز تعریف اور توصیف کے
 اور کیا توقع ہو سکتی تھی۔ اس پر بادشاہ نے کہا کہ آپ لوگ میری خاطر سے
 ایسا کہتے ہیں۔ اس رباعی میں جو خامیاں رہ گئی ہیں انہیں میں خود ایک سری
 رباعی سے رفع کیے دیتا ہوں۔ اس کے بعد یہ رباعی کہی۔

باشد کہ دریں جاگز کس باشد کش خرقہ روانے چرخ اطلس باشد
 شاید کہ زمین قدم میبیش یک ذره بارسد ہاں بس باشد
 صاحب تاریخ "فیروز شاہی" لکھتے ہیں کہ "جلال الدین کی لطافت طبع اور
 شناخت ہنر کی اس سے بہتر اور روشن تر دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ اس نے امیر خسرو
 پر جو شعرائے اولیٰ و آخرین کے سر دفتر میں، اپنے عرض مالکی کے زمانہ میں
 خاص توجہ بندول کی تھی اور بارہ سو تنگہ جو ان کے والد کی موجب تھی ان پر
 جاری کر دی تھی اور خلعت گھوڑا اور انعام اپنی طرف سے دیا تھا، ان کے حال پر
 بیحد نوازش اور مہربانی اور عنایت کرتا تھا۔ بادشاہ ہونے پر انہیں اپنا مقرب اور
 نصف دار بنایا اور جو خلعت امراء عظام کے لیے مقرر تھا وہی امیر خسرو کے لیے
 مقرر کیا اور اسی بنا پر ان کے نام کے ساتھ امیر کا خطاب مستقل ہونے لگا۔ سلطان
 جلال الدین کے ہم صحبت اور ہم نشین اس زمانہ کے چیدہ اور منتخب لوگ تھے مثلاً
 ملک تاج الدین کوچی، ملک اعز الدین غوری، ملک قیر، ملک نصرت صباح
 ملک چپ، ملک کمال الدین ابو المعالی، ملک نصیر الدین کہرامی، ملک
 سعد الدین منطقی یہ لوگ طرافت و لطافت طبع میں مشہور روزگار تھے۔ لمبقتہ
 زمانہ میں تاج الدین عراقی، امیر خسرو، موید جاجرمی، پسر ابیک دعاگو، موید یو
 صد عالی، امیر ارسلان کلاہی، اختیار باغ اور تاج خلیب سے انشا پر واز
 دانشور، مورخ اور آداب داں لوگ شریک تھے۔ امیر خسرو روز نئی نئی
 غزلیں کہہ کر لاتے تھے، پادشاہ کو ان کے کلام کے ساتھ ایک قسم کی شیفتگی
 ہو گئی تھی وہ امیر موصوف کو بے شمار انعام اور اکرام دیتا تھا سلطان کے

دربار کے غزنخوان، باقی اور مطرب بھی ایسے ہی مشہور و معروف اور بے مثل لوگ تھے۔ غرضکہ سلطان جلال الدین کی صحبتیں ایسی پر لطف اور دلکش ہوتی تھیں کہ دنیا میں ان کی مثال کا ملنا مشکل تھا۔

اس دلکش اور لطف انگیز مرقع میں کہیں امیر حسن کی صورت نہیں نظر آتی اور نہ کہیں ان کا نام ملتا ہے۔ البتہ علامہ بدایونی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ "امیر خسرو سلطان معز الدین کے انتقال کے بعد سلطان جلال الدین کے منیشن ہوئے" شاہی قرآن ان کی تحویل میں رہتا تھا اور ہر سال ایک بھاری خلعت پاتے تھے۔ اسی طرح امیر حسن بھی اس کے مذہبوں میں داخل تھے۔ "علامہ موصوف نے امیر حسن کے مذا میں شریک ہونے کا واقعہ معلوم نہیں کہاں سے لیا ہے۔ فیما، الدین برنگ جو امیر حسن کے بے تکلف دوست اور بے حد مداح ہیں اور جنہوں نے سلطان جلال الدین کے سابقوں 'غزنخوانوں اور مطربوں کا نام بنام ذکر کیا ہے اپنے دلی دوست امیر حسن کے مذا میں شریک رہنے کے واقعہ کو کس طرح چھوڑ سکتے تھے؟ علاوہ اس کے ان کے کسی دیوان میں جلال الدین کی مدح میں ایک شعر بھی نہیں پایا جاتا" اس لیے ہمارا رجحان اسی طرف ہے کہ امیر حسن کو سلطان جلال الدین کے عہد میں بھی شاہی دربار تک پہنچنے کا موقع نہیں ملا اور ان کا تعلق بدستور لشکر شاہی سے رہا۔ ان کے اس تعلق کا پتا ان کی کتاب "نوائد الفواد" کے مختلف مقامات سے چلتا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ اب میں نے لشکر ہی میں رہنا شروع کر دیا ہے۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ آج میں آٹھ مہینے کی غیر حاضری کے بعد (حضرت سلطان المشائخ کی دولت پابوں

سے مشرف ہوا۔ غیر حاضری کا سبب یہ تھا کہ میں دیوگیر کے لشکر کو گیا ہوا تھا۔
 تیسری جگہ شمس دبیر کے ذکر میں کہتے ہیں کہ جس سال سلطان غیاث الدین کنہری
 گئے تھے میں بھی لشکر میں تھا اور شمس دبیر جو میرے قرا بتدار ہیں وہ بھی اسی لشکر
 میں تھے۔ میرا ان کا خشکی اور تری میں ساتھ رہنا کھانا پینا بھی ایک ساتھ تھا۔
 چوتھی جگہ شمس کی ایک صحبت میں لکھتے ہیں کہ میں نے خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت
 میں عرض کیا کہ جو شخص لشکر میں جاتا ہے اس کے دل میں یہ آتا ہے کہ اگر وہ
 فوت ہو جائے تو خدمتگار کو وصیت کر جائے کہ وہ اسے وہیں دفن کر دے
 نعش کو دور و دراز مقامات سے شہر میں لانا نہایت بیہودہ حرکت معلوم ہوتی
 ہے۔ اس پر ارشاد ہوا کہ یہی مناسب ہے۔ ایک جگہ اپنے افلاس کے
 ضمن میں فرماتے ہیں :-

اکنوں کہ وقت شکوی آمد چہ ساں روم

اسیم گرو، سلاح گرو، چار پاگرو

غرض کہ ان اقتباسات اور شاہی لشکر کے ساتھ جانے آنے سے یہ

قیاس ہوتا ہے کہ انہیں فوجی خدمات سے کوئی تعلق تھا خواہ وہ زمرہ اہل سیف میں ہو

یا اہل قلم میں۔ قییم زمانے پر منحصر نہیں ہے اس زمانہ میں بھی ہر فوج اور لشکر کے

ساتھ اہل قلم کی ایک جماعت کا رہنا لازم ہوتا ہے۔

سلطان جلال الدین کو علاء الدین اس کے داماد اور بھتیجے نے کراے

میں بلا کر نہایت بیرحمی اور دغا سے قتل کر دیا جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔

مولانا ضیاء الدین برنی نے علاء الدین کے جد کے دس عجائبات بیان کیے

ہیں۔ سوال جسے وہ "عجب العجائب" کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہ ہے کہ "بغیر علاء الدین کے ارادہ اور استتمام کے اس کے عہد حکومت میں ہر قوم کے بزرگ اور ہر علم کے استاد اور ہر مہتر کے ماہر اس قدر جمع ہو گئے تھے کہ دار الملک دہلی رشک بغداد غیرت مصر اور ہسپنطنیہ ہو گیا تھا مولانا نے موصوف نے اس زمانہ کے مشائخ، علماء، سادات و عظیمین، ماہران فن قرأت، ندام، مورخین، اطباء، منجمین اور سرود گویوں اور شعرا کا تفصیل ذکر کیا ہے۔ طبعہ شعرا میں پہلا نام امیر خسرو کا اور دوسرا نام امیر حسن صاحب تذکرہ ہذا کا ہے۔ اس کے بعد صدر الدین عالی فخر الدین قوچک شمس حمید الدین راجہ مولانا غارف، عبید حکیم، شہاب انصاری اور صدر بستی کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ ان میں سے ہر شخص کا نظم و نثر میں ایک خاص انداز اور مخصوص طرز تھا اور سب صاحب دیوان تھے۔ امیر خسرو سے شعرا اگر سلطان محمود غزنوی یا شہر سلجوقی کے عہد میں ہوتے تو معلوم نہیں ان کو کتنی جاگیریں ملتی اور کیا کیا عزت اور توقیر کی جاتی مگر سلطان علاء الدین ایسے نادر روزگار شعراء کو صرف ایک ہزار تنگہ موا جب "دیوان غرض" سے دیتا تھا اور ان کی کوئی خاص عزت یا احترام نہیں کرتا تھا۔ باوجود اس بے پروائی اور بے التفاتی کے خدائے تعالیٰ نے اس کے عہد کو ایسے عجیب روزگار استادوں اور نہر مندوں کی ذات سے مزین اور آراستہ فرمایا تھا۔ غرض کہ سلطان علاء الدین ہی کا عہد ایسا عہد ہے جس میں امیر حسن کو شاہی دربار سے تعلق رہا۔ ان کے دیوان میں اسی بادشاہ اور اس کے اعزہ کی مدح میں قصائد اور قطعات ملتے ہیں۔ کسی دوسرے بادشاہ کی

مرح میں ایک شعر بھی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ خود جا بجا اس کی طرف اشارہ کرتا
ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل اشعار سے ظاہر ہوگا۔

حسن را از غم و اندیشہ و رنج و محن بودے
زباں ساکت، قلم ساکن، معانی کم، سخن کمتر
کنوں مے بہمت از جاہ وجود و بذل عدل شد
سخن بسیار و فضل افزوں، و شعر آساں سخن از بر

حسن کہیں آستان کہف عصمت یافت در عالم
کمینہ مایح و کمتر سگ این آستان بادا

جان من بندہ حسن شاداں زجاں بخشی شاہ
حرز جان خویش کر دم مدح این مدگاہ را

بندہ حسن چو از کرم شاہ قائم است
اول دعائے شاہ کند پس دعائے خویش

حسن دور سخن بر پادشہ نوش کہ این معنی دریں دوراں تو دلہی

ایں روز خوش کہ دارم در دور شاہ حقا ہرگز شبے زمانہ نہ بود جسز بخندم

سلطان علاء الدین کہ باوا زحق نظر ہا سوئے او
 الحق ز چشم مرحمت دارد نظر ہا سوئے من
 چونانکہ من بندہ شدم در گاہ شاہنشاہ را
 گیتی غلام می شود ترک فلک ہندوئے من
 سلطان علاء الدین نے تقریباً اکیس سال حکومت کرنے کے بعد ۱۲۱۶ء میں
 انتقال کیا۔ اس کے انتقال سے سلطنت کا تمام نظم و نسق درہم برہم ہو گیا۔
 ملک کافر نے جس کا خطاب "ملک نائب" تھا اور جو سلطان علاء الدین کا بڑا
 معتد علیہ اور قوی ہو گیا تھا، امرائے دولت کو جمع کر کے علاء الدین کا ایک
 وصیت نامہ پیش کیا جس میں خضر خاں اپنے بڑے بیٹے کو ولیعہدی سے علیحدہ کرنے
 اور اس کی جگہ شہاب الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو جس کی عمر پانچ چھ سال کی تھی
 ولیعہد مقرر کرنا ذکر تھا۔ امرائے دولت نے کچھ اس جعلی وصیت نامے اور زیادہ تر
 ملک کافر کے اقتدار سے مرعوب ہو کر شہاب الدین کی بادشاہی قبول کی اس
 سے سلطنت کا تمام کاروبار ملک کافر کے ہاتھ میں آ گیا۔ ملک کافر اپنے چند
 اقتدار کو نہایت بری طرح اور سید ظالمانہ طریقہ سے کام میں لایا۔ خضر خاں کو
 جو گو ایار کے قلعہ میں علاء الدین کی زندگی میں محبوس تھا اندھا کر دیا اور خضر خاں
 کی ماں "ملکہ جہاں" کو قید کر دیا اور اس کا تمام زر و زیور چھین لیا۔ سلطان علاء الدین
 کے دوسرے بیٹے شادوی خاں کی جو نہایت خوبصورت نوجوان تھا اپنے حجام
 کے ذریعہ سے دونوں آنکھیں نکلوا لیں۔ صرف مبارک خاں تیسرا بیٹا رہ گیا۔
 اسے ایک حجرہ میں بند کر کے کچھ لوگ اس غرض سے بھیجے کہ اسے بھی اندھا کر دیں۔

شہزادہ ان لوگوں کو آتا دیکھ کر ان کا مقصد سمجھ گیا۔ اس کے گلے میں جواہرات کا ایک بیش بہا ہار تھا وہ ہار اس نے بڑھ کر ان لوگوں کے نذر کیا اور وہ احساناً انہیں یاد دلائے جو سلطان علاء الدین نے ان کے ساتھ کیے تھے۔ ان لوگوں کو رحم آگیا۔ اور وہ مبارک خاں کو اسی طرح چھوڑ کر چلے گئے۔ ملک کافور بقیہ خاندان اور امرائے علانی کی قلع قمع کی فکریں کر رہا تھا۔ اور اس سے فافل تھا کہ قضا وقت خود اس کی فکر میں ہے۔ پائیکوں کی ایک جماعت نے رات کے وقت ملک کافور کی خوابگاہ میں داخل ہو کر اس خواجہ سرا کا خاتمہ کر دیا اور صبح مبارک خاں کو قید سے نکال کر پہلے سلطان شہاب الدین کا نائب اور دو سال کے بعد بادشاہ بنا دیا۔ بادشاہ ہو کر اس نے اپنا خطاب سلطان قطب الدین قرار دیا۔ یہ دو سال کا زمانہ ایسے ہنگامے اور پریشانی کا تھا کہ اس میں کسی سے علم پرستی اور معارف کی کیا امید ہو سکتی تھی۔ البتہ سلطان قطب الدین کی تخت نشینی کے بعد ایک گونہ سکون کی صورت پیدا ہوئی۔ امیر خسرو نے اول ہی سال جلوس میں مشنوی "سپہر لکھ کر پیش کی اور سلطان قطب الدین نے حکم دیا کہ امیر موصوف کو ایک ہاتھی کے ہوزن روپیہ انعام میں دیا جائے جو اس وقت تک کسی بادشاہ نے نہیں دیا۔ اسی کے متعلق فرماتے ہیں۔

شہا، گنج بخشا، کرم گسٹرا
 معانی شناسا، سخن داورا
 چنیں بخشے کز تو جم پانستم
 در ایام پیشینہ کم پانستم
 کنوں لا باز سحر سنجے چوین
 بہ اندازہ بخشش آید سخن

ہاتھی کے ہوزن روپیہ دینے کے متعلق مختلف روایتیں مشہور ہیں اس زمانہ میں

ہاتھی کا وزن کر لینا ذرا بھی مشکل نہیں مگر اُس زمانہ میں یقیناً ایک مشکل مسئلہ ہوگا۔
 کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ اس طرح حل کیا گیا کہ ایک کشتی پر ہاتھی سوار کیا گیا اور اس کے وزن
 سے کشتی جتنی پانی کے اندر گئی اس پر نشان کر دیا گیا۔ اس کے بعد ہاتھی کو اتار کر
 اس پر روپے بار کیے گئے اور جب ان کے وزن سے کشتی اس خط کے برابر پانی
 کے اندر اتر گئی اس وقت یہ سمجھا گیا کہ روپے ہاتھی کے ہموزن ہو گئے۔
 سلطان قطب الدین ایک عیاش اور بے خبر حکمراں ثابت ہوا اس کے
 عہد میں وہ قواعد اور ضوابط جو سلطان علاء الدین نے اس قدر خوض و فکر اور
 خونِ جگر کھا کر بنائے اور نافذ کیے تھے وہ سب برطرف اور منسوخ ہو گئے۔ اس کی
 صحبت شاہدوں، مسخروں، اور بھانڈوں سے گرم رہتی تھی۔ خسرو خاں ایک
 بروار بچہ پر فریفتہ تھا اور اسے بڑھاتے بڑھاتے اس قدر بڑھایا کہ اپنا وزیر
 بنا لیا اور آخر کار نہایت ذلت اور خواری سے اسی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ امیر خسرو
 کو فیاضی کے جوش اور دولت کی مستی میں ایک مرتبہ کثیر انعام دیدینا اس کی
 علم دوستی یا معارف پروری کا نتیجہ نہ تھا۔ سلطان قطب الدین کے عہد حکومت
 اور خسرو خاں کی چند روزہ حکمرانی میں جو ۱۲۸۰ء سے لیکر ۱۲۸۱ء تک چلتی
 رہی۔ امیر حسن کا دہلی میں موجود رہنا ان کی کتاب فوائد الفواد سے ثابت ہوتا
 ہے جو ۱۲۸۰ء سے شروع ہو کر ۱۲۸۱ء کو ختم ہوتی ہے یہ زمانہ ہے جس میں وہ نہایت
 عقیدت اور محبت کے ساتھ حضرت سلطان المشائخ کے حاضر باش مریدوں کے زمرہ
 میں شریک اور درباری زندگی سے بالکل علیحدہ نظر آتے ہیں اگر ان کا کوئی تعلق دربار سے
 ہوتا تو وہ حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں اس طرح حاضر نہ ہو سکتے تھے کیونکہ

سلطان قطب الدین بقول مولانا ضیاء الدین برنی کے حضرت سلطان المشیح کا سخت دشمن تھا اور انہیں علانیہ برا بھلا کہتا تھا۔ بلکہ بارہا یہ کہہ چکا تھا کہ اگر کوئی شخص حضرت کا سر کاٹ کر لائیکا تو اسے ایک ہزار تنگہ زر انعام دیا جائیگا۔ تمام ملازمین دربار حضرت موصوف سے ملنے کے لیے عیاش پور جانے سے ممنوع تھے۔ قطب الدین اور خسرو خاں کے قتل کے بعد زمانہ نے اپنے معمول کے مطابق کروٹ بدلی اور خاندان علانی جس کی بنیاد خاک و خون پر قائم ہوئی تھی۔ بہت ہی تھوڑے زمانہ میں خاک و خون میں مل گیا۔ اور خلیجیوں کی جگہ زمانہ نے تعلقوں کو صاحب تاج و تخت بنا دیا۔ تعلقوں میں پہلا بادشاہ عیاش الدین تعلق ہوا۔ یہ بادشاہ نہایت منظم معتدل مزاج اور بڑا تجربہ کار تھا جیسا کہ امیر خسرو اس کی تعریف میں کہتے ہیں ۷

کارنے کرد جز بحالات علم و عقل ، گوئی کہ صد عمامہ زیر کلاہ داشت

اس نے بہت جلد ان تمام خرابیوں اور نقصوں کی اصلاح کرنی جو سلطان قطب الدین اور خسرو خاں کی بے اعتدالیوں سے انتظام مملکت میں پیدا ہو گئے تھے۔ دینے لینے میں بھی وہ اعتدال پسند تھا نہ رعایا سے زیادہ لیتا تھا اور نہ دوسروں کو زیادہ دیتا تھا۔ اس کی داد و دہش نہ اسراف اور تبذیر کی تعریف میں آسکتی تھی، اور نہ اس پر نخل اور اساک کا اطلاق ہو سکتا تھا۔ وہ ہر خوشی کے موقع مثلاً شاہزادوں کے تولد، ان کی دوسری تقریبوں، اور فتوحات ممالک پر دہلی کے تمام سربراہ اور وہ بزرگوں، عالموں، استادوں، مدرسوں، مذکور اور طلبہ کو شاہی دربار میں طلب کر کے ہر ایک کی حیثیت کے مطابق انعام

و اکرام دیتا تھا۔ اور جو گوشہ نشین اور آستانہ دار حاضر نہ ہو سکتے تھے ان کے پاس ان کا حصہ بھجوا دیتا تھا۔ عرض کر اس کے عہد حکومت میں ہندو مسلمان خاص و عام شہری اور لشکری سب بہ اطمینان تمام زندگی بسر کرتے تھے۔ سلطان غیاث الدین تغلق کو زمانہ نے زیادہ مہلت نہ دی چار سال چند ماہ حکومت کرنے کے بعد بنگالہ سے واپس ہوتے ہوئے اس کو شک میں ٹھہرا جو اس کے بیٹے سلطان محمد نے اس کے لیے بنوایا تھا۔ قرار دیا وہ یہ تھی کہ بادشاہ رات کو وہیں رہے اور صبح کو تعلق آباد میں داخل ہو جو بنگالہ کی فتح کی خوشی میں نہایت تزک و احتشام سے سجایا گیا تھا۔ بادشاہ نے اپنے تمام امراء دولت کے ساتھ وہیں کھانا کھایا۔ امراء وغیرہ ہاتھ دھونے کے لیے باہر گئے اتنے میں نو تعمیر مکان کی چھت گر پڑی اور بادشاہ پانچ چھ آدمیوں سمیت اس کے نیچے دبکر مر گیا۔ اور جو شہر جشنوں اور جلسوں کے لیے اس قدر اہتمام اور کوشش سے آراستہ پیرا سستہ کیا گیا تھا وہ چشم زدن میں ماتم کدہ بن گیا۔ سلطان غیاث الدین تغلق کو انتظام مملکت نے اتنی فرست دی کہ وہ علوم و فنون کی پرورش اور ترقی کی طرف توجہ کر سکے اس لیے اس کے عہد میں علماء، فضلاء، اور شعراء کی کوئی ممتاز حیثیت نظر نہیں آتی اور نہ اس طبقہ کے لوگوں کا اس کے عہد کی تاریخ میں کوئی تذکرہ ملتا ہے۔ اس زمانہ میں بیچارے امیر حسن کی بحیثیت شاعر کے کیا پریش ہو سکتی تھی۔

امیر حسن کے اخلاق و عادات | امیر حسن کے عادات اور مسائل کے معلوم ہوئے
اور دوسرے حالات | ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں بجز اس کے جو

مولانا ضیاء الدین برنی کی تاریخ یا خود ان کی کتاب "فوائد العباد" سے مستنبط ہوتا ہے

مولانا موصوف ان کی نسبت جو کچھ لکھتے ہیں اس کی تفصیل اس طرح کیجا سکتی ہے کہ امیر خسن کے اخلاق اور عقائد پاکیزہ تھے۔ وہ نہایت ذبیعتل اور پابند وضع لوگوں میں تھے ان کی زندگی صوفیانہ تھی اور باوجود تجرد اور تفرد اور اسباب دنیا نہ ہونے کے ہمیشہ قانع اور خوش و خرم اور مریخ و مریجان نظر آتے تھے۔ علم مجلس میں طاق اور علما اور فضلاء دہلی اور سلاطین ماضیہ کے حالات سے خوب واقف تھے۔ ان کی قناعت اور ان کے پاس اسباب دنیا نہ ہونے کی تصدیق تو خود ان کے اشعار سے ہوتی ہے جو جا بجا بے اختیار ان کے قلم سے نکل گئے ہیں۔

صیاد مرا یکے بیاموز دولت بکدام دام گیسرند

حدیث مفلسی من کہ قیست حد و قیاست

بجلا شہر رسید و بشاہ ما کہ رساند

گر حسن افلاس می ورزد مریخ مایہ عاشق تہیدستی بود

حسن ہر چند مفلس شد زیادت گنج دادد در او بارش چہ نی بینی اقبال تومی بازو

مائییم یک قباشدہ آن یک قبا گرو در دست چرخ خانہ پہانے سرا گرو

انوں کہ وقت لشکری آمد چہ ساں دم اسپم گرو سلاح گرو چار پا گرو

کس نیست تا کہ کوزہ آبے دہد مرا شادی گرو طلیح گرو زیر کا گرو

یک خانہ پر کتاب کنوں کاغذے نامد حجت گرو قبالہ گرو ماجرا گرو

حالم ز بینوائی کنوں چیاں شدہ بر خلق می ہم چو حسن خویش را گرو

یہ شاعر کے غلاموں کے نام ہیں۔

جماعت کا پتا اس سے چلتا ہے کہ ان کی مدت زندگی میں کئی خاندان حکمراں ہوئے اور بعض بادشاہ ان میں شعر و سخن کے دلدادہ اور فدائی تھے مگر وہ ان سب درباروں سے علیحدہ رہے۔ سلطان علاء الدین ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے زمانہ میں معلوم نہیں کس طرح ان کا بے لوث دامن بادشاہوں کی بیجا مداحی کی گرد سے لوث ہو گیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو انکا شمار ان محدود سے چند شعراء میں ہوتا جو ہمیشہ اس گردنالت سے دامن بچا کر چلے ہیں۔ امیر خسرو نے باوجود تمام سسر بادشاہوں کی مداحی کرنے کے سچ کہا ہے۔

از گھستن مدح دل بمیرد شعر ارچہ تر و نضج باشد
گردوز نفس چراغ مردہ گر خود نفس مسیح باشد

امیر حسن کے دوست احباب ہمیشہ ان کو ترغیب دیتے اور تخریص کرتے رہے کہ آپ کو جدوجہد کر کے اپنی معاش میں ترقی کی فکر کرنی چاہیے مگر انہوں نے مطلق اس کی طرف توجہ نہیں کی جیسا کہ ان کے بعض اشعار سے ظاہر ہوتا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

چند گونی کہ دو دولتیاں لازم گیر ہم دریں محنت و محنت کدہ بگزار مرا

حضرت سلطان المشایخ کی بیعت سے پہلے اتنا ضرور مستنبط ہوتا ہے کہ ان کی زندگی ایک حد تک آزادانہ اور لاابالی تھی "فوائد النواد" کی پہلی ہی صحبت میں حضرت سلطان المشایخ نے غالباً انہیں کے استفسار پر تائب اور مستقی کے متعلق ایک تقریر فرمائی ہے اور یہ بتایا ہے کہ مستقی وہ ہے جس نے تمام عمر شراب نہ پی ہو اور کوئی گناہ نہ کیا ہو اور تائب وہ ہے جس نے سب کچھ کیا ہو اور بعدہ توبہ

کر لی ہو۔ مرتبہ میں دونوں مساوی ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے
 "التائب من الذنب کمن لا ذنب له" دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ استغاثت
 توبہ کا ذکر آیا ارشاد ہوا کہ جب کوئی شخص شراب سے توبہ کرتا ہے تو اس کے
 ہم نوالہ اور ہم پیالہ اس کو پھر شراب کی طرف مائل کرتے ہیں اور تڑپیں
 دلاتے ہیں اور یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ اس کے دل میں تھوڑی بہت
 شراب کی خواہش باقی ہوتی ہے اگر دل پورے طور سے صاف ہو جاتا ہے تو
 پھر کوئی ہم نشین اس کی توبہ کا مزاجم نہیں ہو سکتا۔ اور یہی صدق توبہ کی دلیل
 علاوہ اس کے جا بجا اپنے اشعار میں توبہ کا ذکر کرتے اور اپنی گذشتہ زندگی پر ہاتھ
 کرتے نظر آتے ہیں جیسا کہ اشعار مندرجہ ذیل سے ظاہر ہو گا۔

یک سر ہو دولت سفید نشد بیچ مو برتنت سیاہ نامد
 اے حسن توبہ آنگھے کردی کہ ترا طاقت گناہ نامد

اے جوانی ہمہ در حشو سر آوردہ حسن
 وقت تقبیل حواشی بساط پیوست
 جزیہ کاری نکر دی تا سیاہت بود موی
 چون سفید شد کنون بعد از سیاہی رنگ نیست
 چون حسن آنکہ از گنہ در گذشت آں منم
 آنکہ گناہ بندگان در گزارند آں تویی
 بسیار خطا کردی باز آے حسن کنوں
 روے بزمیں آور اور ویشی درویشاں

زراں ندیمہا کہ میگردے پشتیاں شد حسن آری آخر از پشیمانی بود حرف ندیم
 یہ سب کچھ سہی مگر ان کا دوستوں کے ایک مجمع کے ساتھ "حوض شمسی" پر ٹھیکر علائقہ
 شراب پینا جیسا کہ شیخ جمالی لکھتے ہیں (ملاحظہ ہو اقتباس نشان ۳) ہرگز قرین فیاض
 نہیں ہے جیسا کہ ہم آئندہ چل کر دکھائیں گے۔ یہ امر یقینی ہے کہ بیعت کرنے کے
 بعد ان کی زندگی اسلامی نقطہ نظر سے قابل رشک ہو گئی تھی ایک جگہ خود کہتے ہیں۔

حسن ارچہ کج نہادے کلہ کر شمر بر

ہر تو بندد اکنوں کمر امید واری

"فوائد الفواد" پڑھیے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ کس سختی کے ساتھ نہ صرف
 فرائض اور سنن بلکہ تہجد، نوافل، اوراد و وظائف کے پابند تھے اور ان کی
 زندگی بعینہ ایسی تھی جیسی ایک اہل اللہ اور حضرت سلطان المشائخ کے ایک
 با اعتماد مخصوص مرید کی ہونی چاہیے۔ شیخ جمالی نے اگرچہ اپنی روایت کو
 مولانا شہاب الدین امام کی طرف منسوب کیا ہے جو بڑے پایہ کے بزرگ اور
 حضرت سلطان المشائخ کے مخصوص مریدوں اور خلفاء میں تھے مگر یہ نہیں بتایا
 کہ یہ روایت انہیں کہاں سے ملی اور جب تک یہ نہ معلوم ہو اور وہ روایت
 روایت کے معیار پر ٹھیک نہ اترے اس کا باور کرنا کسی قدر مشکل ہے۔ یہ امور
 مسلم ہیں کہ امیر حسن شہرہ میں مرید اور تائب ہوئے اور یہ سلطان علاء الدین
 کی حکمرانی کا زمانہ تھا۔ اگر شیخ جمالی کا بیان تسلیم کر لیا جائے تو یہ سمجھنا چاہیے
 کہ یہ شراب نوشی کا واقعہ بھی شہرہ کا ہے۔ لیکن تاریخ فیروز شاہی سے
 معلوم ہوتا ہے کہ علاء الدین نے ۶۹۹ھ میں قلعہ رستنبھور کا محاصرہ کیا۔

اثنائے محاصرہ میں اسے ملک کی چند بغاوتوں کی اطلاع ملی اگرچہ یہ بغاوتیں آسانی
 فرما ہو گئیں مگر علاء الدین کو دانشمند اور دور بین مدبرین کی طرح اس کا فکر و دستگیر
 ہوا کہ آئندہ اس قسم کی بغاوتوں کا قطعی انسداد ہو جانا چاہیے۔ بادشاہ دن بھر محاصرہ کے
 انتظامات میں مصروف رہتا تھا اور راتوں کو اپنے مشہور صاحب الرائے ملازمین
 کے ساتھ اس بارہ میں مشورہ کرتا تھا۔ ہمینوں کی بحث مباحثوں کے بعد بغاوتوں کے
 چار اسباب قرار پائے۔ اول بادشاہ کا رعایا کے نیک و بد سے ناواقف ہونا۔ دوسرے
 علانیہ شراب خواری جس سے سلطنت کا کوئی راز چھپ نہیں سکتا۔ تیسرے
 اعیان سلطنت اور امراء کی باہم رشتہ داری۔ چوتھے زر و مال کی فراوانی۔ پلوشا
 نے ان چاروں امور کے متعلق قواعد اور ضوابط مقرر کیے ہیں اس موقع پر بحث صرف
 انسداد شراب نوشی سے ہے اس لیے اسی کا انتظام مختصراً بیان کریں گے۔ علاء الدین
 اگرچہ ابتداءً خود شراب پیتا اور جلسے کو مانتا تھا مگر اس تجویز کے پختہ ہو جانے کے بعد
 اس نے بذریعہ اعلان شاہی شراب اور بھنگ وغیرہ کی خرید و فروخت قطعاً
 ممنوع کر دی اور شہر کے تمام مشہور شرابیوں اور بھنگڑوں کو خارج البلد کر دیا اور
 جو کثیر حاصل اس ذریعہ سے ملتا تھا اس سے دستکش ہو گیا۔ مخلص اور سچے
 مصالحین کی طرح اس نے اپنے گھر سے اصلاح شروع کی اپنے مجلس خاص کا تمام
 سامان شراب نوشی جو قیمتی صینی اور بلور کا تھا چکنا چور کر دیا۔ اور جتنے قرابے عمدہ عمدہ
 شرابوں کے تھے وہ سب بیرون شہر بھیج کر اُندھلوا دیے جس سے راستوں میں کچھڑ ہو گئی
 اور شہر کے دروازوں پر چوکیدار اور نقیب مقرر کر دیے کہ چوری چھپے بھی شراب
 شہر میں نہ آنے پائے۔ جو لوگ ان احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے وہ مارے جیتے۔

اور قید کر دیے جاتے تھے۔ جب قید خانوں میں جگہ نہ رہی تو بادشاہ نے بڑے کنوئیں کھدوائے جن میں مجرمین ڈال دیے جاتے تھے۔ علاوہ اس کے اس زمانہ میں قاضی کمال الدین صدر جہاں اور قاضی جلال حاکم شرع تھے جو اس قسم کے غیر مشروع حرکات کے انسداد میں ضرورت سے زیادہ سخت تھے۔ کیا ان حالات میں کوئی شخص یہ باور کر سکتا ہے کہ امیر حسن ایک مجمع کے ساتھ سرِ راہ بیٹھے ہوئے علانیہ شراب پی رہے ہونگے؟ شیخ جمالی کے بیان کا دوسرا جز یعنی امیر حسن اور حضرت سلطان المشائخ کا ابتدائی زمانہ میں بدایون میں صحت ہونا بھی محض لغو ہے۔ یہ صحیح ہے کہ دونوں حضرات کا مسقط الراس بدایون حضرت سلطان المشائخ مسلم طور سے ۱۲۲۲ھ میں پیدا ہوئے اور سولہ سال کی عمر میں مع اپنی والدہ ماجدہ کے دہلی تشریف لے آئے جیسا کہ خود حضرت ہونو کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے "بعد ازاں چوں شانزده سالہ شدم عزیمت دہلی شد" جو امیر خرد و صاحب "سیر الاولیاء" نے نقل کیے ہیں۔ اس طور پر حضرت سلطان المشائخ کا دہلی تشریف لانا ۱۲۲۹ھ میں قرار پاتا ہے۔ امیر حسن کا سال پیدائش ۱۲۵۲ھ ہجری ہے جس وقت حضرت سلطان المشائخ ترک وطن نہ بنا کر دہلی تشریف لائے ہیں اس وقت تک امیر حسن عالم وجود میں بھی نہ آئے تھے بدایون میں ان کی ہم صحبتی کجا۔ بیعت کے وقت امیر حسن کی عمر ۳ سال کی ہونا بھی غلط ہے ۱۲۵۲ھ میں مرید اور ۱۲۵۲ھ میں پیدا ہوئے اس لیے بیعت کے وقت ہی عمر ۵۲ سال کی تھی۔ امیر حسن کا پہلی ملاقات پر معتقد اور مرید ہو جانا بھی تمام دوسری روایتوں کے خلاف ہے۔ امیر خرد نے سیر الاولیاء میں حضرت سلطان المشائخ

کی کرامتوں کا ایک باب قائم کیا ہے اگر فی الحقیقت امیر حسن بقول شیخ جمالی مجلس شہزادہ سے اٹھکر سروپا برہنہ دوڑ کر حضرت کے قدموں پر گرے اور تائب ہو گئے ہوتے تو ایسی اہم اور بین کرامت کو امیر خرد کس طرح ترک کر سکتے تھے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ امیر خسرو اور مولانا ضیاء الدین برنی کے ساتھ مرید ہونے سے قبل حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں آتے جلتے رہے ہیں اور اس کے بعد بیعت کی ہے۔ غرض کہ شیخ جمالی کے بیان کا کوئی جز بھی تنقید میں صحیح نہیں ٹھہرتا۔ امیر حسن کی تنگی معاش کی شکایت خود آپ ان کی زبان سے سُن چکے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ بالکل مفلس نادار اور محتاج تھے۔ اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ تبسی انکے ہم چشموں اور ہمسروں کی مالی حالت تھی ویسی فارغ البالی انہیں نہ تھی ورنہ فوائد الفواد کی ۲۳ ربیع الآخر ۱۰۱۰ء کی صحبت کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں سے انہیں تنخواہ ملتی تھی۔ اس تاریخ کے واقعات میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں اس ہفتہ میں تنخواہ میں توقف ہو جانے کی وجہ سے پریشان اور دلتنگ تھا۔ خواجہ ذکرائیہ بالخیر نے یہ حال معلوم کر کے ایک برہمن کی حکایت بیان فرمائی کہ وہ ایک شہر میں رہتا تھا اور بڑا مالدار تھا اس شہر کے حاکم نے اس پر مصادرو کر کے اس کا تمام مال و اسباب چھین لیا۔ جس سے وہ بالکل مفلس اور نادار ہو گیا۔ ایک روز برہمن مذکور کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں اس کا ایک دوست ملا۔ اس نے حال دریافت کیا۔ برہمن نے کہا بہت اچھا ہے اس کے دوست نے کہا کہ ہمارا جہاں رہا تمام مال تو چھین گیا ہے حال اچھا کیا ہے۔ برہمن نے جواب دیا کہ میرا جینو تو نہیں چھینا ہے۔ یہ حکایت بیان

فرما کر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس تقریر کی تقریب تمہاری سمجھ میں آئی۔ میں نے عرض کیا کہ اس حکایت سے بندہ کا دل قوی ہو گیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ بیان میرے تسکین قلب کے لیے ارشاد ہوا تھا اور اس کا منشاء یہ تھا کہ توقف موجب اور اسباب دنیا نہ ہونے کی وجہ سے مجھے بچ و افسوس نہ کرنا چاہیے اگر تمام دنیا ہاتھ سے نکل جائے تب بھی کچھ پروا نہیں صرف حق کی محبت کا قائم رہنا کافی ہے۔ پھر ۲۹۔ رجب ۱۳۱۳ء کی صحبت میں تقریباً تین سال چند ماہ کے بعد لکھتے ہیں کہ آج دولت قدمبوسی حاصل ہوئی میری تنخواہ جو بند ہو گئی تھی وہ مجھے مل گئی۔ اس کی اطلاع میں نے عرض کی۔ اثنائے گفتگو میں ارشاد ہوا کہ کاموں میں استقلال اور ثبات کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ تنخواہ پاتے تھے اور اگر یہ تنخواہ سرکار سے تھی جیسا کہ قیاس چاہتا ہے تو عمد علانی کے دوسرے شعرا کی طرح اس کی مقدار ایک ہزار تنگہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ تنگہ کے متعلق ہم نے کوئی خاص تحقیق نہیں کی ہے لغت میں اس کے معنی سکڑ مروج کے بتائے جاتے ہیں خواہ وہ چاندی کا ہو یا سونے کا۔ عام طور سے دیکھا یہ جاتا ہے کہ قدیم تاریخوں میں جہاں محض لفظ تنگہ کا استعمال ہوتا ہے اس سے مراد سکڑ تقریباً ہوتا ہے اور جہاں اس کے خلاف مقصود ہوتا ہے وہاں تنگہ کے بعد طلانی کی تصریح کر دی جاتی ہے۔ ہندوستان کے ابتدائی شاہی خاندانوں کے تنگے مختلف وزن اور لازمی طور سے مختلف ^{تعمیرات} رہے ہیں۔ راجہ درگا پرشاد سندیلوی اپنی کتاب گلستان ہند میں لکھتے ہیں کہ عام طور سے علاء الدین کے عہد کا تنگہ تقریباً ہندوستان کے انگریزی روپے

کے برابر ہوتا تھا۔ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان علاء الدین اپنے دربار کے شعرا کو ایک ہزار تنگہ واجب دیتا تھا۔ مولانا ضیاء الدین برنی نے یہ امر سلطان علاء الدین کی ناقدروانی کے ضمن میں بیان کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ موجب سے ماہوار نہیں بلکہ سالیانہ مراد ہے۔ اگر ماہانہ ہوتا تو اس زمانہ کے لحاظ سے جبکہ اعلیٰ سے اعلیٰ گھوڑے کی قیمت ایک سو تیس تنگہ سے زیادہ نہ ہو سکتی تھی اور دو چیتل یعنی آٹھ پائی کو ایک سیر مصری ملتی تھی۔ ایک ہزار تنگہ ماہوار جو قابلیت خرید کے لحاظ سے اس وقت کے دس ہزار سے بھی زائد ہوتے ہیں۔ مولانا ضیاء الدین کو کسی شکایت کا موقع نہ تھا۔ بظاہر قیاس یہی ہے کہ یہ موجب سالانہ تھی اور اس حساب سے امیر حسن اور امیر خسرو اور دوسرے شعراء کو تقریباً ۸۴ تنگے ماہانہ ملنے تھے جو اس زمانہ کے لحاظ سے معمولی طور سے بسر برد کیلئے کافی تھے چنانچہ فوائد الفواد کے بعض مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر حسن ایک متوسط حال شخص کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے یہاں نوکر چاکر غلام لونڈیاں تھیں۔ ملیح نامی ایک غلام کو انہوں نے حضرت سلطان المشائخ کے موجب میں آزاد کر دیا تھا۔ ۱۲ شعبان ۷۸۸ھ کی صحبت میں لکھتے ہیں کہ خواجہ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم صدقہ نظر دیتے ہو؟ بندہ نے بطریق استغنام عرض کیا کہ کیا میرے اوپر اس کا ادا کرنا واجب ہے۔ ارشاد ہوا کہ اگر نصاب کامل ہو اور وہ لابدی ضروریات سے زائد ہو اس سے لباس اور گھوڑا وغیرہ خارج ہے اگر نقد رقم پاس ہو تو ضرور دینا چاہیے۔ بندہ نے عرض کیا کہ نقد رقم تو نہیں رہتی۔ اسپر کچھ ارشاد نہ ہوا۔ مگر یہ فرمایا کہ اس وقت میرے پاس بہت کچھ ہی

جس زمانہ میں میں بالکل تنگ دست تھا، اس زمانہ میں بھی یہ حدیث سنکر کہ روزوں کا انحصار صدقہ فطر پر ہے۔ قرض وام کر کے صدقہ فطر دیا کرتا تھا۔ یہ سنکر بندہ قدبوس ہوا اور عرض کی کہ بندہ آئندہ سے صدقہ فطر دیا کریگا۔ ارشاد ہوا کہ یہ صدقہ اپنی اور اپنے غلاموں اور چھوٹے بچوں کی طرف سے دیا کرو۔ اس کے بعد بندہ نے عرض کیا کہ جب ہم لوگ دیوگیر میں تھے تو میرے آزاد خد متگا ملیج نے ایک چھوکری پانچ تنگہ کو خریدی تھی جب لشکر وہاں سے چلنے لگا تو چھوکری کے مال باپ دس تنگے لیکر آئے اور نہایت عجز و انحرار سے التجا کی کہ دس تنگے لے کر چھوکری اس کو واپس کر دیجائے۔ چھوکری کے مال باپ کے رونے پٹنے کا میرے دل پر بہت اثر ہوا میں نے ملیج سے کہا کہ نو نے پانچ تنگے میں یہ چھوکری خریدی ہے دس تنگے میں میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ ملیج راضی ہو گیا اور میں نے دس تنگے میں اسے لیکر آزاد کر دیا۔ خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے بہت اچھا کیا۔ فوائد الفواد سے اسی طرح کے بہت سے اقتباسات پیش کیے جاسکتے ہیں جن سے مترشح ہوتا ہے کہ امیر حسن متوسط حال شرفا کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے تجرد اور تجرید کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے اس سے صرف یہ سمجھنا چاہیے کہ انہوں نے اہل و عیال کا جھگڑا اپنے ذمہ نہیں لگایا اور نہ ان کی کتاب فوائد الفواد سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بڑے کنبہ والے تھے۔ شمس دبیر کے ساتھ جو سلطان غیاث الدین بلبن کے بیٹے کا معتد ہو گیا تھا ان کی قرابت نفی اور ان کے دو بھتیجیوں میر حنیو اور شمس الدین کا ذکر اکثر جملہ آیا ہے۔ یہ دونوں بھائی بھی حضرت سلطان المشایخ کے مرید اور سید معتقد تھے۔ شمس الدین کے متعلق

صاحب سیر الاولیاء لکھتے ہیں کہ وہ سلطان المشایخ کے قدامیوں میں تھے اور جب
جماعت خانہ میں موجود ہوتے تھے تو جب تک حضرت سلطان المشایخ کا جمال مبارک
نہ دیکھ لیتے تھے تحریمہ نماز نہ باندھتے تھے۔ اس طرف اشارہ کر کے امیر حسن کہتے ہیں

در اثنائے نماز اے جاں نظر بر قامت دارم
مگر از قامت خوبت تسبول افتد نماز من

اس کے علاوہ فوائد الفوائد سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے خاندان کے اکثر بچوں کو
تسمیہ خوانی اور پھونک ڈولوانے کے لیے حضرت سلطان المشایخ کی خدمت میں
لایا کرتے تھے۔

امیر حسن کی شاعری | مسلمانوں سے پہلے ایران میں جو شاعری تھی اس کا کوئی

صحیح اور قابل اطمینان نمونہ اب تک دستیاب نہیں ہوا ہے۔ فتح اسلام کے بعد
مسلمانوں نے فارسی زبان میں جو شاعری شروع کی وہ بالکل عربوں کے طریقہ
پر تھی۔ عرب زیادہ تر قصائد کہتے تھے۔ اس لیے اہل فارس بھی ایک زمانہ تک قصائد

ہی کہتے اور اسی میں اپنا زور طبیعت دکھاتے رہے۔ رفتہ رفتہ یہ حالت بدلی

اور بعض شعراء غزلیں بھی کہنے لگے، گران کی غزلیں سیدی سادی اور کھی بھیکلی

ہوتی تھیں۔ سعدی علیہ الرحمہ نے غزل کا رنگ بدلا، اور ایک حد تک جذبات

واردات اور معاملات بیان کر کے غزل کے افسردہ اور مردہ قالب میں ایک

نئی روح پھونک دی۔ اور اس نازک صنف شعر کو جدید تراش خراش اور نئے

جوڑ توڑوں سے ایسا درست کیا کہ اس کا رتبہ کئی درجے بلند اور برتر ہو گیا

اگرچہ ابھی اس فن کے بادشاہ یعنی خواجہ حافظ اور دوسرے زعماء یعنی صفائی

نظیری، عرفی، کلیم، طالب اور صائب کے آنے میں مدتوں کا وقفہ تھا۔ غرض کہ
امیر خسرو اور امیر حسن کے زمانہ میں شیخ سعدی علیہ الرحمہ ہی کا رنگ سب سے
زیادہ کامل اور مقبول سمجھا جاتا تھا۔ اور غزل میں ہر شخص اسی کی پیروی کرنا
چاہتا تھا۔ امیر حسن تو درکنار امیر خسرو سے بالکمال شخص فرماتے ہیں۔

خسرو سمرست اندر ساغر معنی بریخت
"شیرہ از خمخانہ مستی کہ در شیراز بود"

امیر حسن نے تو شیخ کے اتباع کو اس حد تک پہنچا دیا تھا کہ انہیں ان کے
معاصر "سعدی ہند" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ وہ خود بھی جا بجا اس کی طرف
اشارہ کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

در خم معنی حسن را شیرہ نور بخت عشق
"شیرہ از خمخانہ مستی کہ در شیراز بود"
از نظم حسن نوشت دیباچہ عشق آری
جلد سخنش وارد شیرازہ شیرازی

حسن گلے ز گلستان سعدی آوردہ کہ اہل معنی گلچین آں گلستان است

گر بنوشی دروے از خم خانہ دروای حسن
واد معنی از مے سعدی شیرازی دہی

امیر حسن کے کلام کے متعلق ان کے معاصرین اور متاخرین نے جو رائے قائم کی ہے
اور خود ان کا جو دعویٰ ہے پہلے اسے سن لیجئے اس کے بعد ان کا کلام ملاحظہ فرما کر
خود جو رائے قائم ہو سکتی ہو قائم فرمائیے۔

۱۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اخیر صحیح درحقیقت امیر خسرو کا ہے یا امیر حسن کا یہی حال اس شعر کا ہے۔
۲۔ یہ قوم راست راہنہ دینے و قبلا کا ہے۔ ۳۔ ما قبل راست کہ ایم برہمت کی کلام ہے۔
۴۔ خود دونوں حضرات کے یہاں موجود ہے۔

(۱) امیر خسرو جو امیر حسن کے دوست اور معاصر ہیں ایک غزل کے مقلع
میں فرماتے ہیں

خسروا شعر تو اسرار حدیث است مگر

کز سخنہائے تو ام بوائے حسن می آید

اگر یہ کنایہ فی الحقیقت امیر حسن کی طرف ہے تو اس سے امیر خسرو کی اس رائے
کا اندازہ ہوتا ہے جو وہ امیر حسن کے کلام کے متعلق رکھتے تھے۔

(۲) ان کے دوسرے معاصرین مولانا ضیاء الدین برنی اور امیر خسرو ان کے
کلام کے متعلق جو کچھ رائے رکھتے ہیں وہ اقتباسات نشان او ۲ سے ظاہر ہے
مولانا فرماتے ہیں کہ ان کی نظم و نثر صحت ترکیب اور روانی سخن میں بے مثل
ہے اور چونکہ ان کی غزلیں وجدانی اور رواں ہوتی ہیں اس لیے وہ سعدی بندوستان
کہلاتے ہیں ان کی جگہ سوز غزلیں عاشقوں کے دلوں کے چہماق سے محبت کی آگ
نکالتی ہیں اور ان کے دلپیر اشعار سے سخنوروں کے دل راحت پاتے ہیں۔ اور
ان کے روح افزا لطائف سے اہل ذوق لطف اٹھاتے ہیں ان کے کلام میں
سعدی کے کلام کی چاشنی پائی جاتی ہے۔

(۳) دولت شاہ سمرقندی اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ "حسن کا دیوان اس زمانہ
(نویں صدی ہجری) میں عزیز و مکرم ہے اور جو لوگ سخن سننا پسند ہیں انہیں خواجہ محبوب
کے کلام کے ساتھ حسن اعتقاد اور بید التفات ہے۔ چونکہ ان کا کلام خواص و عوام
میں بہت مشہور اور معروف ہے اس لیے صرف ایک غزل لکھی جاتی ہے مہ
ساقیامے وہ کہ ابرے خاست از خاور سپید سرور امر سبز شد صد برگ را چا و سپید

اکثر فضلا نے اس غزل کا جواب لکھا ہے مگر کسی کی غزل ان کی غزل کو نہیں پہنچتی۔
 (۴) مولانا عبدالرحمن جامی بہارستان میں لکھتے ہیں کہ خواجہ حسن نے غزل گوئی میں
 ایک خاص طرز اختیار کیا تھا۔ اکثر تنگ قافیوں اور غیر معمولی ردیفوں میں شعر کہتے تھے
 ان کا کلام اگرچہ بظاہر آسان معلوم ہوتا ہے مگر ایسا کلام کہنا سخت دشوار ہوتا ہے
 اسی وجہ سے ان کے اشعار سہل متمنع کہے جاتے ہیں۔

(۵) ملک الشعراء فیضی کا قول تھا کہ ”امیر حسن آنے وارد کہ عاشق اُس تواند شد
 اگرچہ امیر خسرو یوسف زمان بود“ ایک فخریہ قطعہ میں لکھتے ہیں۔

وگر از علم من سخن طیبی برز با تم جہاں جہاں سخن است
 وگر از پیر من نظر جوئی روح فیاض خسرو حسن است
 (۶) ہلالی ایک غزل کے مطلع میں لکھتے ہیں۔

ہلالی از کمال شعر وارد منصب شاہی

کہ سوز خسروست و ناز کہیہائے حسن باو

(۷) مولانا شبلی مرحوم شعر العجم میں تحریر فرماتے ہیں کہ حسن کا صنف
 غزل پر خاص احسان ہے۔ ان کے اشعار سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ جو
 سوز و گداز اور جذبہ و اثر ان کے کلام میں موجود ہے۔ وہ ان کے کشتہ محبت
 (امیر خسرو) میں بھی نہیں۔ خود اپنے کلام کے متعلق جو خیالات انہوں نے جا بجا
 ظاہر کیے ہیں گو وہ شاعرانہ انازا اور تغلی کے پیرایہ میں ہوں مگر قابلِ سزا ہیں اور ان
 سے ایک حد تک خود ان کی رائے کا پتا چلتا ہے۔

پر شد ز گل نظم ہم مشرق و ہم مغرب تو بوئے نی یابی آخر چہ ز کامت این

برنظم حسن ویدم شہرے شدہ دیوانہ زیرا کہ نمی یا بند این طرز بہ دیوانہا

این طرز شیوہ حسن است ورنہ پیش زین چندین شکر بعرصہ ہندوستانی نہ بو

بحسن نظم حسن یک زباں شد نہ ہمہ منش ہے نہ ستایم بیک زباں تہنا

ہندوئے چرخ زہر داد مرا ہمہ ہندوستاں پر از شکر کم

ہاں اے حسن از عالم تلخی چہ کشتی چنیدیں از گفتمہ شیرینت بارے شکر ارزاں شد

خاست بہد تو حسن از دو جہاں یگانہ ، ہم بد یہہ تر سخن ہم بدیج درفتاں
اپنی غزل کی برتری سے خوب واقف ہیں

ع شعر حسن شعرتیں ، خاصہ غزل سحر میں

آن بلبل کم کہ شہر پر آواز ہنست کز اوج گنگر فلک آواز میسکنم
ست سماع قول من آند اہل این دیا اینک ہاں طریق غزل ساز میسکنم

اے حسن بر آستین نظم خود نوکن طراز خاصہ این ساعت کہ طرز خاص پیدا کردہ

روز قیامت از حسن بچو شمار ہر کے عرض سخنواراں شود در صف شاں علم قوی

حسن رادر ہمہ حال آفریں گو کہ کرد اندر سخن سحر آفرینی

تو بحسن خستہ کن خاتم گویاے خود زانکہ براو میشود ختم سخن گستری
ان کی زندگی ہی میں ان کا کلام اس قدر مقبول ہو گیا تھا کہ کہا جاتا ہے کہ
حضرت سلطان المشایخ حالت ذوق و شوق میں قوالوں سے فرمایش کر کے
امیر حسن کی غزلیں سنتے تھے۔ امیر خورد اپنی کتاب سیر الاولیا میں لکھتے ہیں کہ
ایک مرتبہ امیر خسرو نے غیاث پورہ میں میرے والد کے مکان میں ایک دعوت
کی جس میں حضرت سلطان المشایخ اور شہر کے دوسرے مشایخ عظام شریک
تھے۔ پہلے قوال نے امیر حسن کی یہ غزل گائی۔

زہے تر کے کہ از جہائے ابرو کماں پیدا کند پنہاں زند تیر
بگوش مدعی کے جائے گیرد مزا میرے کہ ہست اندر مزا میرے
اس کے بعد امیر خسرو اپنی ایک غزل گانے کے لیے بیٹھے مگر مطلع پڑھ کر بند ہو گئے
اور سعدی علیہ الرحمہ کی یہ غزل شروع کی ہے

معدت ہمہ شوخی و دلبری آموخت

جفا و نار و عتاب و شکر می آموخت

لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ جب آپ اپنی غزل شروع کرتے ہیں تو
ایک یا دو شعر پڑھ کر بند ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ معنی کا اس قدر هجوم ہوتا ہے کہ
میں حیران ہو کر رہ جاتا ہوں۔ اور آگے نہیں چل سکتا۔ امیر حسن کا دیوان
ان کی زندگی ہی میں شایع ہو گیا تھا۔ اور وہ اس قدر وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا

تھا کہ لوگ اسے سبقاً سبقاً استادوں سے پڑھتے تھے۔ چنانچہ امیر خور واپنی نسبت لکھتے ہیں کہ انھوں نے حسن کا دیوان قاضی شرف الدین نامی ایک بزرگ سے پڑھا تھا ایک شاعر کی زندگی میں اس کے کلام کی اس قدر وقت ایک بڑی کامیابی ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ حسن کے مخالف اور معاند نہ تھے۔ کوئی زمانہ ایسے لوگوں سے خالی نہیں رہا ہے۔ امیر حسن کی نظموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی کچھ فرومایہ لوگ ایسے موجود تھے جو دوسروں کا کلام اپنی طرف منسوب کر کے حسن کا مقابلہ اور ان کے کلام پر اعتراض کرتے تھے۔ جن کے متعلق فرماتے تھے۔

از سخن دزدی نیار و شد کسے صاحب سخن دیوگر انگشتی دزد و سلیمان کے شود
از فضول حاسداں فضل حسن مخفی نامد آفتاب اندر پر خاش پناہاں کے شود

شعراء کے کلام کی تنقید کا آج کل یہ طریقہ عام طور سے رائج ہو گیا ہے کہ اس کا منتخب کلام پیش کر کے ایک رائے قائم کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ طریقہ بالکل اطمینان کے قابل نہیں متصور ہو سکتا۔ کیونکہ کوئی شاعر دنیا میں ایسا نہیں جس کے کلام میں بلند اور پست نہ ہو۔ اس لیے اگر ناقد چاہے تو ہر کا بلند اور منتخب کلام پیش کر کے اُسے فن کی اعلیٰ کرسی پر بٹھا سکتا ہے اور اگر وہ چاہے تو اس کے سرسری اور پست اشعار سامنے لا کر اُسے کمال کی کرسی سے کئی درجے نیچے لاسکتا ہے۔ کسی شاعر کے حسن و قبح اور کمال و نیر کمال کا اندازہ کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ اس کا کلام بغور پڑھا اور جانچا جائے یہ حذر کہ اس زمانہ میں روز افزوں مشاغل اور تمدنی کاروبار سے کہ اتنی فرصت ہے کہ وہ کل کلام کو رائے قائم کرنے کے لیے پڑھے ہمارے

نزدیک قابلِ قبول نہیں ہو سکتا جس میں اتنی فرصت یا قابلیت نہ ہو اسے 'بقول ہمارے ایک دوست کے' مطلق یہ حق نہیں ہے کہ وہ کوئی رائے قائم کرے۔
امیر حسن کے کلام کو سرسری طور سے بھی دیکھیے تو مفصلہ ذیل خصوصیات صاف طور سے نظر آتے ہیں۔

(۱) ان کی غزلوں میں درد، سوز و گداز، اور جذبات پوری طور سے موجود ہیں جو غزل کی جان ہیں۔

(۲) ان کی زبان شیریں، رواں، نرم اور لطیف ہے۔ ان کی ہر غزل میں ایک آدھ شعر تیر ہوتا ہے جو دل سے نکلتا ہے اور دل ہی میں جا کر بیٹھتا ہے۔

(۳) مضامین صاف، ترکیبیں سلجھی ہوئی ہوتی ہیں۔ مضامین کے لیے زبان اور محاورہ میں فرق نہیں آنے دیتے۔

(۴) باوجود صوفی ہونے کے ان کے کلام میں صوفیانہ رنگ کم اور عاشقانہ رنگ غالب ہے، جو اس زمانہ کی خصوصیت ہے۔ اس زمانہ میں صوفیائے کرام جو "ہمہ اورت" کے قائل تھے وہ بھی اس مسئلہ کے علانیہ اظہار سے اجتناب کرتے تھے۔ اور یہی وہ مادہ ہے جس سے بیشتر شعر پر تصوف کا رنگ چڑھتا اور چمکتا ہے۔

(۵) اکثر غزلوں میں صرف قوافی پر اکتفا کرتے ہیں اور روایف کا سہارا نہیں لیتے اور باوجود اس کے غزل سنبھال لیجاتے ہیں جو ان کے کمال قادر الکلامی کی دلیل ہے۔

(۶) اکثر مشکل اور تنگ قافیے اختیار کرتے ہیں اور متداولہ بحر رویت اور قافیوں سے بچتے ہیں۔ ان کے دیوان میں ایسی غزلیں کم ہیں جو متقدمین یا معاصرین کی غزلوں کی بجور اور توانی میں ہوں۔

(۷) مختصر گوئی میں انہیں خاص ملکہ ہے شعر میں ایک لفظ ایسا لے آتے ہیں جو پورے ایک جملہ کے مساوی ہوتا ہے۔ ذیل کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

زاشک حسن حسن راتالب رسید طوفاں

اے دستگیر عاشق دستے بگیر ورنہ اور سیلاب اشک غرق میثوم و میمیرم

باحسن گفتی چہ سرا عاشق شدی

صد جوابت این سوالت راوے (از راہ ادب جواب گفتن نمی توانم)

عقل گوید از چہ دیدی روے گندم کون

آدم آنجا با بلغزید است مسکین آدمی (آدمی بیچارہ را چہ یارا کہ نہ لغزد)

مرد نمی تاہمہ دل خون نمی

لاف محبت چہ زنی چوں نمی (مرد ہمہ دل خون نمی)

بیار خطا کردی باز آئے حسن کنوں

روئے بز میں آور درویشی درویشاں (بطفیل درویشی درویشاں)

اسی طرح کے بیسیوں اشعار ہیں۔

(۸) نزد اور شطرنج کے اصطلاحات بکثرت استعمال کرتے ہیں جیسے

تحت شاہیست کہ بریل ہند فرزین بند رخ دریں عرصہ منہ بیدق این شاہ نہ

شاہ انجم بر باط آسماں خانہ خانہ از رخت بگریختہ

بیل بند عشق شد بر عرصہ دل استوار شاہ رخ بنما کہ اتست از غزلے شاہ شاہ
 نرد عشقت پاک می بازم و لے رسم از انکہ کعبتین چشم غلطانی مرا بازی دہی۔ وغیرہ
 بعض غزلیں از سر تا پا شطرنج کے اصطلاحات سے مملو ہیں۔ دیکھو غزل ۲۲، صفحہ ۲۵۶
 (۹) بعض غزلوں میں ایک خاص لفظ کا التزام کر لیتے ہیں اور کل غزل اسی التزام
 کے ساتھ تمام کرتے ہیں دیکھو غزل ۸۹، صفحہ ۳۸۷۔ جس میں لفظ "شتر" کا التزام
 کیا ہے۔ بعض حضرات نے شتر اور حجرہ اور بعض نے شتر اور مو کا التزام کیا ہے
 انہیں کی سنت ادا فرمائی ہے۔

(۱۰) اپنے معاصرین سے زیادہ ایسی ترکیبیں اور الفاظ استعمال کرتے ہیں جو
 اس زمانہ میں متروک ہیں۔ مثلاً

گفتی چو من بر من چوں شاد نمی آئی من غمزدہ عشقم چوں شاد نمی آیم
 "چوں" بمعنی "زیر" کے استعمال ہوا ہے۔

زود تو آورد حسن قصہ رجز و بکیسی تو بکمال مرحمت بیکس عاجزش ماں
 "ماں" بمعنی "گزار"

اں سرورواں گشت ہی ناظم از ایرا چون بلبل از اں سرورواں دور شد م باز
 "از ایرا" = "ازیں جہت یا بدیں سبب"

عشقت رسید ملک دل گرفت شامند شاہ عقلم فضولی می نمود از شغل کیسوں کر
 "کیسوں" بجائے "کیسو" کے یا "ہر مہ" بجائے "ہمہ" یا "جزکہ"

بجائے "جز" یا "فرمودگی" بجائے "پسندیدہ" کے۔ ان کے کلام میں
 ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جنہیں بلحاظ طوالت ہم یہاں درج نہیں کر سکتے۔

(۱۱) لفظی رعایتوں کا ضرورت سے زیادہ خیال کرتے ہیں جس سے اکثر حالتوں

میں شعر اپنے پایہ سے گر جاتا ہے۔

گنغم زباغ وصل تو بوئے بن رسد آواز از در تو بر آمد کہ آرنیست

مرا با خاتم ہمت فلک فیروزہ آمد بدیاں فیروزہ در صف صفا پیوستہ فیوزم

بکشائے رخ فرخ و دج دہن تنگ ہرے بخریاں کن و ہرے بگدا بخش

تو بہر وصال گل زنی پر مازیر پر سراق بالیم

صبر از برم بخت چو آہو بصید گاہ آن شہسوار سخت کماں را خبر کنید

رعایت لفظی کی مثالوں سے ان کا دیوان بھرا پڑا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ الفاظ

کے تلفظ سے جو رعایت پیدا ہوتی ہے اس سے بھی کام لیتے ہیں۔

کو پیک تاپیامے از ما بگل رساند کا نذر غم عزیزاں تا چند خوار بودن

(۱۲) ان کے قصائد کو بجز دو ایک قصائد کے قصیدہ کہنا ہی صحیح نہیں

معلوم ہوتا۔ قصائد کے جو حدود اساتذہ قدیم مقرر کر گئے تھے اور جو شان و شوکت

اور طمطراق ان کے لیے ضرور ہے اس سے ان کے قصائد بالکل معرا ہیں۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ غزلوں میں چند اشعار مدوح کی تعریف میں بڑھا دیے گئے

ہیں اور عجب نہیں کہ ایسا ہی ہوا ہو۔

(۱۳) ثنویاں جس قدر میں صاف اور قصائد سے زیادہ ترجستہ ہیں۔

(۱۴) قطعات اور رباعیات اول تو بہت کم ہیں اور جو ہیں ان میں کوئی

خاص بات قابل لحاظ نہیں نظر آتی۔

کاپیاں اور پروف دیکھنے میں ہیں ان کے جو اشعار پند آئے انہیں

ہم لکھتے گئے تھے جو نذر ناظرین کیے جاتے ہیں۔

منتخب اشعار

دل شد و صبر است پا اندر رکاب
گفتی کہ چرا حیدائی از من
گفتی کہ بخواب اندر مہاں شو مت یک شب
در عصات بچنیں روئے کشادہ اندر آئے
از حسن این چه سوالت کہ محبوب تو کیت
فلق گویند دل از صبر بجا آور باز
باز این دلم بسوئے دل آرام می رود
طرف سرو کار است با وعدہ معشوق
دوسہ بار با تو گفتیم کہ مرا بیچ بستان
تلخ کردم جہانیاں را خواب
اے حسن یار گر خطائے کرد
گفتی کہ چرا حال دل خویش نگوئی
صبر من بیگانہ تر شد چون تو بر گشتی ز من
زلف از رویت نیسگر دو جدا
یارب منجی برساں تا پیر سمش
زلف تو شفیع محشرم باد

رو کہ سلطان رفت و لشکر میرود
این از فلک است از حسن نیست
اما تو کجا آئی چون خواب نمی آید
تا بدعا بدل شود و عوی داد خواہ تو
این سخن را چه جوابت تو ہم میدانی
اے دل از صبر نشانے وہ اگر جائے نیست
از دام حبت باز سوے دام میرود
صابر نتوان بود و تقاضا نتوان کرد
نشد اتفاق شاید کہ باین بہا اگر انم
زاں دعا ما کہ مستجاب نہ بود
ہم شکایت از او صواب نہ بود
من خود کنم آغاز بیایاں کہ رساند
آشنا ہر کہ کہ برگردد چہ غم بیگانہ را
کافراں را نیست از آتش نجات
کاں آفتاب شب روم از آسمان کسیت
ہر چند کہ نامہ ام سیاہ است

یار یاری کسند اگر خواهد
 سنگ بر روئے خود زن آتشی در زخمت خویش
 دوش چشم ہمہ کس درمہ تو حیراں بود
 آب مژہ ما گزراں شد ز سرما
 مرا بزور گرفتگی بمرحمت بگزار
 یار آوارگی ہی خواہد
 ما گناہے نکرده ایم ولے
 دلم ربودی و نواختی ہزار افسوس
 روزم تو بر فروز شیم راتو نور بخش
 جاں پیش کشم چو تو در آئی
 ہرچہ بغمز میکشی دندہ ہی کنی لب
 حسن دعائے تو کر مستجاب نیست مرغ
 مصلحت نیست کہ پنہم دی لے خواجہ حکیم
 فراق روئے تو بسیار شد چہ چارہ کنم
 گرفتہم اینکہ بہ بندم زباں ز نالیدن
 پشمت او گفتم جوانی کن
 دل نہادیم بہ ہر حکم کہ از تقدیر است
 اینست بزرگ نعمتی صبر بحالت بلا
 واقعد از تیر زنی بر جگر ہم ہر بارے

قصہ من ہنوز بزاگر است
 اے حسن این سنت دیوانگان حال است
 چاشنی خم بروئے کسے باوے بہت
 نیلو مثل است اینکہ ہم از است کہ بر ما
 کہ پادشاہ بے صید را گرفت گزشت
 رفتن حج بہانہ افتادہ است
 خوئے بدر بہانہ بسیار است
 چنانکہ دلبریت بہت دلنوازی نیست
 این کار نیست کارمہ آفتاب نیست
 در خلوت دوست جاں نگیخند
 چشم تو جو میکند لعل تو داد میدہد
 ترا زبان دگر و دل دگر دعا چہ کند
 ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند
 مگر لباس جیاتے کہ بہت پارہ کنم
 پییدن دل بیچارہ را چہ چارہ کنم
 کہ مانیز روزے جوان بودیم
 ترک تدبیر پسندیدہ تریں تدبیر است
 دام بلا قبول کن چوں زودہ دم ولا
 از جگر بر کشم و باز بہت تو دہم

اے حسن گردل تو بشکند از شکر عنیم
 گردیدن خود حسد ام داری
 مجنوں لباس عقل و دین در عشق لیلے چاک زد
 عمرے حسن ملازم اصحاب درد بود
 بردل یار حسن بود فراموش گشته
 گفتی حسن چرا نہ کنی توبہ از شراب
 مرد نئی تا ہمہ دل خون نئی
 چوں شود عالم دریں سیلاب غم
 گرت روم بغداد عمر دوستان تو باد

خون شد دل دیوانہ ام زلفت بازی ہچیناں

آخر رسید افسانہ ام شب را درازی ہچیناں
 بازم این ساعت ازاں روئے نکو یاد آمد
 گل بچندید و مرا خندہ او یاد آمد
 بارخ خوے کردہ بر بام آمدی
 چوں گل نو خاستہ باراں زدہ
 شمعہ عشقت چه خواهد از دم
 خیمہ اندر وہ ویراں زدہ
 مدعی گرنشد از شوق در آتش چه کند
 ہمیزم او ہمہ تر بود کجا در گیسرد
 رفتن باد صبا آمدن گل چه کنم
 من ترا دانم ازین ہا بے آیند و روند
 طیب علم ندارد درد نصرت عشق
 چه سود مند بود شربتے کہ او فرمود
 تا چند حسن عشق شراب و غم شاہ
 باز آ کہ ز پیراں نہ پسند جوانی
 و صل تو لطیفہ خدائی
 ہجر تو علامت قیامت

واری تو زخم تیغ روان ما سر شک خون
 روز غم تو مر مرا زار شکست گوشکن
 روزے میان ما تو ایں ماجرا رود
 من ز شکستگی خوشم گر تو شکستہ پروری
 قبل ازین بیان ہو چکا ہے کہ امیر حسن سعدی علیہ الرحمہ کے اتباع پختہ
 کرتے رہے ہیں۔ اس امر کے جانچنے کے لیے کہ انہیں اس اتباع میں کہاں تک
 کامیابی ہوئی ہم ان دونوں حضرات کی چند ہم طرح اور ہم قافیہ عنبر لیں
 پہلو پہلو نقل کریں گے۔

امیر حسن

سعدی

۱۔ آں روئے میں کہ حسن پوشیدہ ماہ را
 ۱۔ اے برفراز سرو بر آوردہ ماہ را
 ۲۔ من سرور اقباشنیدم کمر کہ بت
 ۲۔ بر ماہ کج نہادہ بشوخی کلاہ را
 ۳۔ برفرق آفتاب ندیدم کلاہ را
 ۳۔ دل مے بری ز ما بگو ای قند خویش
 ۴۔ گرسورتے چنیں بقیامت در آورد
 ۴۔ مابندہ ایم آں دو رخ ہجو ماہ را
 ۵۔ بادوستان خویش نگہ میکند چنانکہ
 ۵۔ اے روئے تو تمام چوہ در صفت
 ۶۔ عاشق ہزار عذر بگوید گناہ را
 ۶۔ اطراف مہ رقم زدہ خط سیاہ را
 ۷۔ سعدی حدیث مستی و فریاد عاشقی
 ۷۔ بندہ حسن ز خط خوشت نسخہ کند
 ۸۔ دیگر گمن کہ عیب بود خافتاہ را
 ۸۔ ہر کہ کہ عرضداشت کند پادشاہ را
 ۹۔ وقتے دل سودانی میرفت بہ بتاہنا
 ۹۔ اے غمزہ خوزیرت تاراج بر جاہنا
 ۱۰۔ عیش و طرب آردے بر لالہ وریجاہنا
 ۱۰۔ کفر سر زلف تو غارتگر ایماہنا

بر شخونہ عشق تو ہر روز ہی بسیم
 در کشتن مسکیناں از خط تو فرما ہنا
 اے ز گس نورستہ این نوع رواداری
 من خستہ ہر خاکے تو خفتہ بست ہنا
 ماروے نہاں کردی مہر و بہاں کہ دیم
 عاشق تو خوش باشد بلبل گلستا ہنا
 بسیار ہی گویند از حورو و قصور آو
 اے آنکہ تو اں داری بے تو حکیم ہنا
 اے نقش بدیع تو آرائش ہر ایوان
 در نقش تو حیرانم چون نقشش بیا ہنا
 مانا کہ منجم را معلوم شد از اشکم
 کا سال در احکامش منجم ہمہ بار ہنا
 بر نظم حسن دیدم شہرے شدہ دیوان
 زیرا کہ نبی بایند این طرز بدیوان ہنا

کہ نعرہ زوے بلبل کہ جامہ دیدے گل
 آیا تو اقامت از یاد برفت آہنا
 تا عہد پہ تو بستم عہد ہمہ بشکستم
 بعد از تو روا باشد نقص ہمہ پیا ہنا
 تا خار غم عشقت آویختہ در دامن
 کو یہ نظری باشد رفتن بگلستا ہنا
 آں را کہ چیں دروے از پائے در انداز
 باید کہ فرو شوید دست از ہمہ در ہنا
 اگر در طلبت رنجے مارا برسد شاید
 چون عشق حرم باشد سہل است بیا ہنا
 ہر کو نظرے وارد بیا رکھاں ابرو
 باید کہ سپر باشد پیش ہمہ پکا ہنا
 گویند گو سعدی چندیں ز غم عشقت
 میگویم و بعد از من گویند بدور ہنا

دیگر

دل بہ دلہ عاقبت تسلیم کروم اے سلیم
 تا بروں داوم علم از عالم امید نسیم
 در گاہ ہمت در دیش تا ایک ترک ہست
 ترک جنت خوشترست ہر چہ در جنت نسیم

باد گلہوئے سحر خوشے وزد خیر اے ندیم
 بسکہ خواہد رفت بر بالکے خاک نسیم
 اے کہ در دنیا زفتی بر صراط مستقیم
 در قیامت بر صراط جائے تلویش اے نسیم

قلب رے اندوہ نستاند در بازار حشر
 خالصے باید کہ از آتش بروں آید سلیم
 غیبت از بیگانہ پوشیدہ است می بیند نصیر
 نعلت از ہمایہ نہانست میداند علیم
 نفس پروردن خلاف رائے ہر عاقل بود
 طفل خرمادوست دارد صبر فرماید حکیم
 آنکہ جاں بخشید و روزی داد و چندین لطف کرد
 ہم بخشاید چو شتے استخوان بیند مریم
 سعدیا بسیار گفتن عمر ضایع کردن است
 وقت عذراوردن است استغفر اللہ العظیم
 ہم انہیں تین غزلوں پر جو ہم نے دو نو حضرات کے دیوانوں سے بلا کسی غلط
 لحاظ کے منتخب کر لی ہیں اکتفا کرتے ہیں۔ جس قدر کلام یہاں درج ہوا ہے اس کے
 ظاہر ہے کہ پرواز خیال بندش، روانی، سلاست اور سادگی میں امیر حسن شیخ کا پورے
 طور سے اتباع کرتے ہیں اور انہیں سعدی ہند کا جو خطاب دیا گیا ہے وہ غلط نہیں ہے،
 شیخ کی تقلید کہو یا زمانہ کا رنگ۔ امیر حسن نے ہزلیات میں بھی ایک نظم لکھی ہے جو
 صفحہ ۹۰ کا بیات ہذا پر درج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرید اور تائب ہونے سے
 قبل کی ہے۔ اسی طرح ہم ان کی اور اون کے دوست امیر خسرو کی بھی چار غزلیں
 جو ان کے دیوانوں سے سرسری طور سے لے لی گئی ہیں پہلو بہ پہلو نقل کرتے ہیں
 تاکہ اس صنف شعر میں دونوں کے کلام کا اندازہ کیا جاسکے۔

یافتہ امجد شد ہم بچے عشق دوست
 انچہ در امجد میخواندم صراط مستقیم
 در گلوے قمریاں از شوق طوے کردہ اند
 تو ہماں خط مینی و عارف نوائے یا کریم
 آب حضرت اندر دہن شربت چہ آری زانے طیب
 آسماں زیر قدم طالع چہ مینی اسے حکیم
 وقت سعدی خوش خوش مسکیت بعد زہر چہ گفت
 وقت عذراوردن است استغفر اللہ العظیم
 زان ندیمہا کہ میکرے پشیمان شد حسن
 آرے آخر از پشیمانی بود حرف ندیم

امیر خسرو

شہا بروز آمد بے کزدل نہادی یاد را
 جاغم ز تن آمدیرون بچے نہ دادی یاد را
 شد بازوئے ہجرت قوی در کشتن بیچارگان
 چنداں قصاص افزوں کن عادت شو جلاورا
 ایکہ میگوئی کہ وقتے لوح صبرت باو برد
 ساہا شد تا فراموش کردہ ام آں باورا
 این ہمہ خونناہ کا شام ہے زیر روزید
 بہتریں روزے خلل اندازد این بنیاد را
 چند کریم چون سید رومی عشقم از قہمت
 آب کے شستن تواند داغ مادر زاد را
 تا بسوئے گفت شیریں ست دل خارا کوہ
 کندان از ناخن چو گل چیدین بود فراد را
 نوک ترگان تو در دل ماند خسرو را چنانکہ
 در رگ میار نشتر بشکند فصّاد را

دیگر

باز دل گم گشت در کوشش من دیوانہ را
 از کجا کردم نگہ آں شکل قلائمانہ را
 گاہ گاہ لے باد کا نجاہت می افتد لزر

امیر حسن

دی سوئے سر و لالہ رخ پیغام داوم باورا
 بنوشته خط بندگی آں سوکسن آزاد را
 تا پیش او افتد گرا نیاک ز چشم درفتاں
 در ہا ذخیرہ میکنم از بہر پیش افتاد را
 مجنوں لباس عقل و دیں در عشق لیلی چاکزد
 پند پر مانع نشد رسوائے مادر زاد را
 مینخواستم کزد دست دل امروز فریادے کنم
 گریہ گرہ شد در گلورہ بستہ شد فریاد را
 دی بعد فرض با مداد از دور دیم رد او
 من در غزل خواندن شدم زخمہ فتاد اورا
 ہر کس ہے دارد و لے چہ سود کز خون زل
 بوسہ بخشہ و میرسد تیشہ زون فراد را
 گر عمر نیست لے حسن در پایے خواب صرف کن
 چندیں چہ کنگن مینرئی دیوار ہے بنیاد را

باز نو کردم ز سر عیدے و میخانہ را
 ساقیانختے بدہاں آفت فرزانہ را
 باز د زنجیر زلف شاہداں آو بخیم

زاشتایان کہن یاد سے وہ آں بیگانہ را
 عمر گزشت و حدیث دروا آخر نشد
 شب باختر شد کنوں کوتہ کنم افسانہ را
 شعلہ گو در جاں بگیرد سینہ گوز آتش بوز
 شمع زینہانیت کو رحمت کند پروانہ را
 جاں ز نظارہ خراب نازا وز اندازہ پیش
 ماہوئے مست و ساقی پردہ پیمانہ را
 حاجتم نبود کہ فرمانی بترک نام و ننگ
 زانکہ رسوائی نیاموزد کہ دیوانہ را
 خسروست و سوز دل و ز ذوق عالم بخبر
 مرغ آتشخوارہ کے لذت شناسد دانہ را
 چل کنم بس می نیامم این دل دیوانہ را
 یار بہ داند ز سر گردانی عشاق خویش
 شمع بہ روشن کند جان بازی پروانہ را
 جاں چو جائے عشق او شد عقل را گنم پرو
 در حریم محرم او چوں کنم بیگانہ را
 ماہ من از بصیرت کا نذر کلبہ ام نالی شے
 یا مگر از گنج روزی نیست این ویرانہ را
 در دلم صد گونہ غوغا نیست گر مہاں شوی
 از حضورت کعبہ می سازم من این بتخانہ را
 دل چورفت از تو نصیحت با کہ گوی اے حسن
 مرغ چوں جست از نفس دیگر چہ ریزی دانہ را

دیگر

یارے کہ از جدائی او ہم گماں نبود
 ماہیست بے ویم کہ شبہ درمیاں نبود
 بیگانہ وار از سر ما سایہ برگرفت
 ما را ز آشنائی آں این گماں نبود
 گل آمد و باغ رسیدند بلبلان
 واں مرغ رفتہ را ہوس آشیاں نبود
 اسال رونق گل تر آ پنجاں نبود
 بے سرو و گل بد بیہ بلبل رواں نبود
 گلزار بود مجلس و قول مغنیاں
 بر قول صوفیاں ہمہ خود بود آں نبود
 ای کارواں گل پس لے رسید لیک
 ماہے کہ در دست دریں کارواں نبود

دانش چوں گزاشت حق صحبت قدم
گیرم کہ دست هیچ کشت در غناں نمود
جانم بجا و من نیم از زندگان از آنکہ
ز بود و جلہ زندگی من بجاں نمود
رفتم بوبے صحبت یاراں بسوئے باغ
گئی بیباغ زان ہمہ گلہا نشان نمود
خسرو اگر گل تو ز گلزار شد منال
دانی کہ بیچکہ چمنے سخن از نمود
دیگر

گرچہ از محفل دل و دیدہ و جاں بر خیزم
حاش شد کہ من از شوق فلاں بر خیزم
یکز ماں پیش من اے جاں جہانم بنشین
تا بیاں خوشدلی از جاں ز جہاں بر خیزم
ہو ہم مہت کہ پیش تو دے بنشینم
وز سر ہرچہ بگونی پس از اں بر خیزم
مردم دیدہ مرا بہر تو در خل بنشانند
من برویت نگرم وز سر جاں بر خیزم
تا تو اں گشتم از اں گوہ کہ نتوانم خاست
در مرا دست گیری تو رواں بر خیزم
چیت مطلوب تو تا از سر آں بر خیزم
در بجاں حکم کنی از سر جاں بر خیزم
اندریں رستہ دکا نیست مرا از طاعت
گر نہ سووائے تو باشد زد کاں بر خیزم
یک جہاں طعمہ ز ندیم کہ نشینی بیکار
گر تو دستے بد ہی از دو جہاں بر خیزم
بے تو از دنیا و عقبی چو نخیزد چیزے
تو بیا تا ہم ازیں وہم از اں بر خیزم
سوئے گور من اگر بگری اے سرورواں
سر تو بنگرم از دور و رواں بر خیزم

از پس حشر کہ از گور بر انگیزیم
 ہم ز بہر تو بہر سو نگراں بر خیزم
 خسروم آخر و پسند کہ ہر دم با تو
 شادماں شینم و با آد و فغاں بر خیزم
 اگر از زمزم عشق تو در نغمہ صوم
 نیم بانگے سشنوم رقص کماں بر خیزم
 دوسے از درو بنہ بر سر من بندہ حسن
 تا ازیں زہد فروشی زباں بر خیزم
 ممکن ہے کہ غزل کے میدان میں امیر حسن اپنے دوست امیر خسرو کے دوش
 بدوش چل سکتے ہوں بلکہ بعض خصوصیات میں ان سے دو قدم آگے ہوں۔ لیکن
 قصاید، مثنوی اور دوسرے اصناف شعر اور عام طباعی اور پرگوئی میں سچ یہ ہے
 کہ وہ امیر خسرو کو نہیں پہنچ سکتے جس کا اقرار وہ خود کرتے ہیں اور جس خوبوتی
 سے یہ اقرار کرتے ہیں وہ دیکھنے کے قابل ہے۔

خسرو از رہ کرم و سپذیر انچہ من بندہ حسن می گویم
 سخنم چوں سخن خسرو نیست سخن این ست کہ من می گویم
 انصاف اور محبت کا زائد تھا، امیر خسرو باوجود ان تمام کمالات کے جو فطرت نے
 ان کی ذات جمع الصفات میں جمع کر دیے تھے، اپنے دوست امیر حسن کے کلام
 کی خوبیوں سے منکر نہ تھے۔ ایک غزل کے مقطع میں کہتے ہیں۔

خسرو اشعر تو امیر حدیث است گر کہ سخنہائے تو ام بونے حسن می آید
 اگرچہ امیر خسرو کا معیار سخن اس قدر بلند تھا کہ وہ اپنے زمانہ کی شاعری کو
 زیادہ وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ قطعہ
 کس دریں روز گار نتواں یافت کہ سخن بانس روغ میگوید
 بہر کہ گوید کہ راست میگوید راست گویم دروغ میگوید

مہ تقریباً نصف صدی گزر جانے کے بعد پرہ از خیال اور طرز ادا میں جو تبدیلی ہوئی اس کے لیے ملاحظہ ہو ملاحظہ کی غزل جو

امیر حسن کم گو شعراء میں ہیں جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں سے
 رسم حسن ہمیشہ چو کم گفتن آدہ ست زیں بیشتر مجال نداد این قصیدہ را
 ان کے اس ویباچہ سے جو انڈیا آفس کے نسخہ میں خود ان کا لکھا ہوا ہے معلوم ہوتا
 ہے کہ انہوں نے تیرہ سال کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا اور پچاس برس تک نظم اور
 نثر لکھتے رہے (۶۳) سال کی عمر تک جو کچھ انہوں نے کہا اور قابل اشاعت سمجھا
 وہ ۱۵۰۰ میں بمقام دہلی شایع کیا جس میں دس ہزار ابیات بتائے جاتے
 ہیں یہ کلیات ان کے انتقال سے ۲۳ سال قبل کا ہے۔ اس ۲۳ سال کی
 مدت میں انہوں نے جو کچھ کہا اس کی نسبت یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ وہ مروجہ
 اور موجودہ دیوانوں میں ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس قدر ہے۔ اس کا پتا اسی
 چل سکتا ہے جبکہ انڈیا آفس کے نسخہ کا مقابلہ موجودہ دیوانوں سے کیا جائے
 ظاہری قیاس یہ ہے کہ آخر زمانہ میں انہوں نے جو کچھ کہا اس نے موجودہ دیوانوں میں
 بہت کم جگہ پائی۔ یہ مسلم ہے کہ حضرت سلطان المشایخ علیہ الرحمہ اور
 امیر خسرو کا انتقال ان کی زندگی میں ہوا مگر حضرت سلطان المشایخ اور
 امیر خسرو کا کوئی مرثیہ یا نوحہ ان کے موجودہ دیوانوں میں نہیں پایا جاتا جس سے
 قیاس مذکورہ بالا کی ایک درجہ تک تائید ہوتی ہے۔

امیر حسن نے اپنے اشعار میں جن کا ذکر کیا ہے وہ حسان، خاقانی، رشید و طوطا
 سعدی، خسرو اور حسینی ہیں۔ موطر الذکر حضرات کے سوائے جن کا ہم کوئی پتا
 نہ چلا سکے باقی حضرات طبقہ شعرائے عرب و عجم کے مشہور اور معروف ارکان ہیں۔
 اودھ کے شاہی کتب خانہ کے نسخہ میں غزلوں کے (۵۳۳۰) اور قصائد

کے (۲۹۰) اور رباعیات کے (۲۰۷) جلد (۶۰۲۷) ابیات بتائے گئے ہیں۔ شاد ایڈیشن یعنی نسخہ ہذا میں غزلوں کے (۵۴۹۹) اور قصائد کے (۲۱۳۶) رباعیات کے (۲۵۸) اور مثنویات کے تقریباً (۱۲۰۰) ابیات ہیں۔

شمالی ہندوستان کا حال ہمیں معلوم نہیں مگر حیدرآباد میں حقیقی غزلیں عام طور سے حسن کے نام سے قوالی میں گائی جاتی ہیں اور جنہیں حضرات صوفیہ امیر حسن کے افسانہ کی بناء پر بڑے ذوق و شوق سے سنتے اور وجد کرتے ہیں وہ امیر حسن کی نہیں بلکہ منشی غلام حسین صاحب نامی ایک صاحب کی ہیں جو حسن تخلص کرتے تھے۔ اور ملتان کے رہنے والے تھے، ان کا دیوان سنہ ۱۳۲۷ ہجری میں سراج المطابع جہلم میں طبع ہوا تھا۔ منشی غلام حسین مرحوم صوفی منش، مستعد اور صحیح المذاق شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ عراقی کی ایک مشہور غزل ہے جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے۔

شراب عشق کا ندر جام کرود، ز چشم مست ساقی وام کرود

چوراز خوشین کرود خود فاش عراقی را چرا بد نام کرود

اگرچہ وہ عراقی کے دیوان مطبوعہ مطبعہ نو لکھنؤ میں نہیں پائی جاتی۔ اسی پر امیر حسن اور منشی غلام حسین مرحوم نے غزلیں لکھی ہیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

غزل امیر حسن

بتاں کز زلفِ مشکیں وام کرود جہا نے زیر سر مورام کرود

ہتھوی نام نسیکو بردہ بودم نکو رویاں مرا بد نام کرود

بہشتے گشت صحن خانہ امروز گرا ایشاں گذر بر بام کرود

من از اخلص میخواندم دعائے وزاں سو ختم بر دشنام کرود

غم نوشیں لبوں زان شنگاں پر
کہ دیا ہائے خوں آتسام کردند
ملا یک دیگے اندر طعن ایشاں
بر آوردند لیسکن خام کردند
حسن راجا مہ جاں چاک از ان
کہ دُرد و روش اندر کام کردند

غزل منشی غلام حسین مرحوم

شراب درد کا نذر جام کردند
نصیب عاشق بدنام کردند
گرہ کز طرہ لیلے کشاوند
دل مجنوں اسیر دام کردند
قنار روزیکہ نقش در بر بست
سوئے منصور زان پیغام کردند
قدر عنائے آل سر و دلار آئے
قیامت بود قامت نام کردند
ثنائے زلف و رخسار تو ایماہ
ملا یک ورد صبح و شام کردند
ہلال عید مجسم کہ ناگاہ
اشارت بر لب آں بام کردند
حسن آہ و فغان و گریہ و سوز
ز عشقم این مہ انعام کردند

یہی حال اس غزل کا ہے جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے۔

دل کند سجدہ بایں طرز خرامیدن تو
دیدہ صد شکر بجا آرد ازین دیدن تو
اے حسن بوسہ بپائش ز دنت بے ادبی
پائے نازک نشود رنجہ ز بوسیدن تو

جس طرح ضیائے آفتاب میں ستاروں کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے اسی طرح
نام آور شعاعوں کے سامنے گم نام شاعر چند روز میں بے پتا ہو جاتے ہیں اگرچہ
منشی غلام حسین مرحوم و مغفور شاعری کے آسمان پر ایک روشن ستارے کی طرح
چمکنے کے مستحق تھے۔ مگر امیر حسن کی نام آوری کے آفتاب نے انہیں چمکنے نہ دیا
اور جو کچھ ان کی بصناعت بازار شہرت میں آئی وہ سب امیر حسن کے نام سے

کی۔ بعینہ ہی حال ان لوگوں کے کلام کا ہوا جنہوں نے سعدی اور حافظ سے مشہور استادوں کے تخلصوں پر دست درازی کی تھی۔

امیر حسن کی تالیفات و تصنیفات کلیات کے علاوہ جو غزلیات قصائد اور تنویات پر مشتمل ہے ان کی سب سے زیادہ مشہور اور معروف تصنیف "فوائد الغواد" ہے۔

اس کا آغاز شعبان ۱۰۲۲ھ سے ہوتا ہے اور شعبان ۱۰۲۲ھ کو ختم ہوتی ہے

اس پندرہ سال کی مدت میں جتنی مرتبہ مولف کو حضرت سلطان المشایخ کی خدمت

حاضری کا اتفاق ہوا اور اس بابرکت صحبت میں جو گفت و شنید ہوئی اسے

مختصر اور مؤثر طریقہ سے قلمبند کرتے گئے ہیں عبارت صاف اور رواں ہے اور

جو روایں اور حکایتیں حضرت سلطان المشایخ کی زبانی لکھی ہیں وہ دلچسپ

اور نتیجہ خیز ہیں۔ ان کی یہی تالیف ہے جس کی نسبت امیر خسرو فرماتے تھے

کہ کاش میری تمام کتابیں میرے بھائی حسن کے نام ہوتیں اور ان کی یہ

تالیف میرے نام ہوتی۔ اس میں شک نہیں کہ اس کہنے کی وجہ بقول مولانا

شاہ عبدالحق کے وہ ارادت اور محبت تھی جو امیر خسرو کو اپنے پیر حضرت

محبوب الہی سے تھی۔ ورنہ امیر خسرو کی مجموعی تصنیفات کے مقابلہ میں "فوائد الغواد"

کو کیا وزن ہو سکتا ہے۔ حضرت سلطان المشایخ کے دو طفولت افضل الغواد

اور راحت المجین امیر خسرو کی طرف منسوب ہیں۔ صاحب میرالاولیاء کے

بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو اور امیر حسن کے علاوہ بعض دوسرے

حضرات مثلاً خواجہ محمد مولانا بدر الدین اسحاق کے فرزند نے جو حضرت

فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ کے نواسوں میں تھے اور خواجہ عزیز الدین صوفی نے

بھی حضرت سلطان المشائخ کے ملفوظات جمع کیے تھے جو علی الترتیب انوار البجالیس اور تھمہ الابرار و کرامت الاخیار کے نام سے موسوم تھے، لیکن جو شہرت اور قبولیت فوائد الفواد کو ہوئی وہ ملفوظات میں سے کسی ملفوظ کو نصیب نہیں ہوئی۔ فوائد الفواد کی تالیف کا زمانہ سخت سیاسی ہنگاموں اور عظیم الشان ملکی تغیرات کا زمانہ تھا۔ اسی عرض مدت میں سلطان علاء الدین خلجی نے اپنے بیٹے خضر خاں کو ولیعہدی سے معزول کیا۔ سلطان علاء الدین کا انتقال ہوا، ملک کافر نے جسے علاء الدین نے سیاہ و سفید کا مالک کر رکھا تھا، علاء الدین کے بیچ سالہ بیٹے شہاب الدین عمر کو پادشاہ بنایا اور اس کے بڑے بھائیوں خضر خاں اور شادی خاں کی آنکھیں نکلوائیں۔ ملک کافر مارا گیا۔ قطب الدین مبارک شاہ پادشاہ ہوا۔ خسرو خاں کافر نعمت نے اسے قتل کیا اور خود پادشاہ بنا۔ غیاث الدین تغلق نے کس کافر نعمت بر وار بچہ کو مار کر سلطنت حاصل کی۔ یہ سب ہنگامے اور شورشیں ہوتی رہیں مگر حضرت سلطان المشائخ کے دائرہ صحبت میں نہ اسکا ذکر ہے اور نہ فکر۔ یہ جماعت اپنے ذوق و شوق اور ذکر و شغل میں ایسی محو ہے کہ یہی نہیں معلوم ہوتا کہ وہ اس عہد اور دنیا میں ہے جس میں یہ تہلکے مچے ہوئے ہیں۔ تمام فوائد الفواد پڑھ جائے کہیں ان واقعات کا کنایتہ یا اشارہ بھی ذکر نہیں ملے گا جو کمال کیسوی کی دلیل ہے۔

”فوائد الفواد“ تصوف کے دلچسپ نکات اور حکایات اور حضرت

سلطان المشائخ کے برگزیدہ اقوال کا بہترین مجموعہ ہے اس مجموعہ پر علاوہ سلطان المشائخ کے حالات با برکات کے خود امیر حسن کے حالات پر بھی ایک گونہ روشنی پڑتی ہے

۲۸ رمضان المبارک سنہ ۱۸۵۷ء کی صبح میں لکھتے ہیں کہ آج دولت پاؤس
 ماہل ہوئی۔ خواجہ ذکرا اللہ بالآخر سب عادت کو نئے پر تشریف فرما تھے۔ دروازہ کے
 پاس بیٹری تھی جب میں زمین بوس ہوا ارشاد ہوا کہ وہیں بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ دروازہ
 کا ایک پٹ ہر بار ہوا سے بند ہو جاتا تھا۔ میں نے اس پٹ کو ایک ہاتھ سے مضبوط
 پکڑ لیا تاکہ بند نہ ہونے پائے۔ تھوڑی دیر کے بعد میری طرف دیکھا کہ میں پٹ پکڑے
 بیٹا ہوں ارشاد ہوا کہ پٹ کیوں نہیں چھوڑتے میں نے سر زمین پر رک کر عرض کیا کہ
 میں نے یہ دروازہ پکڑا ہے۔ تبسم ہو کر فرمایا کہ تم نے یہ دروازہ پکڑا ہے اور مضبوط
 پکڑا ہے، شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہر درے دہر سرے
 می باشند یک درگیرید و محکم گیرید۔ بعد ازاں ارشاد ہوا کہ ایک دیوانہ صبح کے
 وقت ایک دروازہ پر کھڑا تھا دروازہ کھلا اور اس میں سے بہت سے آدمی
 نکلے ایک دہانے طرف دوسرا بائیں طرف ایک منہ کے سامنے چل دیا۔ دیوانہ
 نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ لوگ پریشان اور مختلف راستے اختیار کرتے ہیں اسی جگہ
 سے کہیں نہیں پہنچتے اگر سب مل کر ایک راستہ پر چلیں تو منزل مقصود کو پہنچ جائیں
 اسی طرح کی بیسیوں نصیحت آمیز حکایتیں درج کی ہیں جس نے فوائد الفوائد کو خاندان
 نظامیہ چشتیہ کا دستور العمل اور رفتار نامہ بنا دیا ہے۔

امیر حسن کے پورے حین | امیر حسن کے مدد و حین میں سب سے زیادہ با وقعت اور

قابل عزت حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ ہیں۔ اگرچہ
 حضرت موصوف کی شان میں زیادہ اشعار نہیں پائے جاتے مگر جس طرح نظم و نثر
 میں ان کا ذکر کیا ہے اس سے امیر حسن کی دلچسپی اور ارادت اور حقیقی عقیدت مترشح

ہوتی ہے۔ حضرت سلطان المشائخ کے حالات اور ان کی مقدس زندگی اور عالم
محبوبیت کے ذکر کا نہ یہ موقع ہے اور نہ اس کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کیونکہ
مسلمانوں میں شاید ہی کچھ لوگ ایسے ملیں جو اس ذات بابرکات اور اس کے
فیوض سے ناواقف ہوں۔ امیر خسرو نے خوب فرمایا ہے

قطب عالم نظام ملتوں کا قتاب کمال شدخ او

وز جنید و ز اشبلی و معروف یاد گار سیت ذات فرخ او

حضرت سلطان المشائخ کی مجلس ایک ایسی مجلس تھی جو علماء و فضلاء اور متصوفین
سے ملو تھی۔ اس مجلس کے جس رکن پر نظر پڑتی ہے وہ بجائے خود ایک کامل
فرد نظر آتا ہے۔ طبقہ علماء اور صوفیہ میں قاضی محمدی الدین کاشانی، مولانا
وجہ الدین پاپلی، مولانا فصیح الدین، خواجہ کریم الدین سمرقندی، قاضی شرف الدین
فیروز گہی، مولانا بہاء الدین، شیخ مبارک گوپاموی، مولانا نظام الدین شیرازی،
مولانا بدر الدین تولہ، مولانا شمس الدین سجی، شیخ نصیر الدین محمود اودھی، مولانا
علاء الدین نیلی، مولانا ضیاء الدین برنی حاضر رہتے تھے۔ طبقہ شعراء میں سے
اس مجلس میں زانوئے ادب تہ کرنے والے امیر خسرو اور امیر حسن سے لوگ تھے
امیر حسن جا بجا اپنے اشعار میں اپنے پیر کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

پیش تو ہر فضل کہ خواغم خطا است اصل ہمہ نظم نظام است و بس

ولہ

ہر کہ رویت نگر و کے نگر و سبزہ گل اہل فردوس چہ محتاج تمنائے دگر
باتو صد سال اگر باشم و چیزے نشوم بہ از انم کہ بہ ہر چیز شوم جائے دگر

گفتیم پنج بیت بیادت جو پنج گنج ما خود حسن نہ ایم سلام نظام
 سماع کے جواز اور غیر جواز کی بحث جو حضرت قطب الدین بختیار کالی کے
 زمانہ سے شروع ہوئی تھی۔ اس کا سلسلہ حضرت سلطان المشایخ کے زمانہ تک جاری
 تھا۔ امیر حسن نے اپنے کلام میں مختلف جگہ اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مدعیوں گرشند مسنکر رقص و سماع مابسماع است رقص کنناں میرویم
 سبب رقص گواہی من ارشندوند من ازیں ذوق کیے رقص دگر خواہم کرد

خلق آفاق شعبہ زوراند ما گرفتار نغمہ زیریم

مصلحاں می کشندان از طعن ماز شوق سماع میمیریم

مطرباں را بخانہ نتواں برد خانہ در کوئے مطرباں گیریم

سماع کے متعلق ایک مرتبہ حضرت سلطان المشایخ کے مواجہ میں جو گفتگو ہوئی
 تھی اسی کو نظم فرمادیا ہے۔

بنجیل نرپے حرمت گزر کند ز سماع کہ خوب گفت نخیل این لطیفہ زری
 کہ گر عدال بود ہم شنید نتواند ازاں قبل کہ نداد کرامت کرے
 نہ صدق بود در و کز سر و گیر ذوق نہ آں کرم کہ بہ مطرب بخت اورے

امیر حسن کا دوسرا مدوح سلطان علاء الدین خلجی اور اسکا بھائی الماس بیگ
 المخاطب بہ الغ خاں اور علاء الدین کے بیٹے خضر خاں، شاہی خاں، مبارک خاں وغیرو
 ہیں۔ علاء الدین اپنے چچا اور خسر سلطان جلال الدین خلجی سے نیک بہاد اور نیکدل
 بادشاہ کو نہایت دغا اور بے رحمی سے قتل کر کے بادشاہ ہوا۔ مگر اس کا عہد
 فتوحات اور حسن انتظام اور آئین طرازی کے لحاظ سے ایک ممتاز عہد سمجھا جاتا ہے۔

اس سلطان اور اس کے اراکین خاندان کے سوائے کسی اور پادشاہ کی تعریف امیر حسن سے ثابت نہیں جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ شہزادوں میں سب سے زیادہ اور عزیز مدوح خضر خاں معلوم ہوتا ہے جو ایک زمانہ تک ولیعہد بھی رہا ہے اور حضرت سلطان المشائخ کا مرید اور معتقد ہونے سے خواجہ تاش بھی تھا اس کے غسلِ صحت کے ایک موقع پر لکھتے ہیں۔

زآبجیواں شست ستر شہزادہ دوراں بے ازپے سر شستن خضر آبجیواں واجببت
اس کے یہاں رک کا پیدا ہوا اس کی تہنیت بادشاہ کو دیتے ہیں۔

بباغ دولت او خضر ساں نہالے خاست وزاں نہال نہالے دگر بیار آمد
امیر حسن کا دیو لگیر جانا | دارا شکوہ اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ

حضرت سلطان المشائخ کے مریدوں میں چار حضرات فاضل اور کامل ہوئے
امیر خسرو، شیخ نصیر الدین چراغ دہلی، شیخ برہان الدین غریب، اور شیخ حسن دہلی
..... حضرت شیخ نے دین اسلام کے رواج اور ہدایت کے لیے شیخ
برہان الدین غریب کو برہان پور اور دولت آباد جانے کا حکم دیا، اور
شیخ حسن دہلی کو مع اپنے دوسرے مریدوں کے ان کے ساتھ کر دیا۔ یہ

روایت بھی محل نظر ہے۔ یہ مسلم ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نے بھی
اپنے سلسلے کے دوسرے بزرگوں کی طرح اپنے بعض خلفاء کو خلقِ مشائخ
کی ہدایت کے لیے ہندوستان کے بعض شہروں میں جا کر رہنے کا حکم
فرمایا ہے، چنانچہ سیر الاولیاء کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت
موصوف کے ایما سے شیخزادہ کمال الدین مالوہ اور شیخزادہ عزیز الدین

جو حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر کے خاندان سے تھے۔ دیوگیر احمد مولانا دہلوی
چندیری میں جا کر رہے۔ صاحب سیرالاولیاء نے جو حضرت برہان الدین غریب
کے معاصر ہیں، حضرت موصوف کے حالات تفصیل لکھے ہیں مگر انہیں دیوگیر
بھیجے جانے کا مطلق ذکر نہیں کیا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں "بعد از نقل سلطان المشائخ
مولانا برہان الدین غریب چند سال در حیات بود، دست بیعت بخلق میداؤ
چوں در دیوگیر رفت بر حمت حق پیوست" اگر وہ حسب ایمانے حضرت
سلطان المشائخ دیوگیر بھیجے گئے ہوتے تو صاحب سیرالاولیاء ضرور اس کا
ذکر کرتے۔ علاوہ اس کے حضرت برہان الدین غریب اگرچہ حضرت
سلطان المشائخ کے قدیم مرید تھے مگر فرقہ خلافت انہیں سید خاموش عم
امیر خوردا اور حضرت سلطان المشائخ کے خدام مبشر اور اقبال کی کوشش
اور سعی سے حضرت سلطان المشائخ کے وصال کے بہت قریب زمانہ
میں ملا۔ جب حضرت برہان الدین غریب کا دیوگیر بھیجا جانا ثابت نہیں تو امیر حسن
کو ان کے ساتھ کر دینا کس طرح صحیح تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ امیر حسن کا ۱۲۲۲ھ
تک دہلی میں موجود رہنا خود ان کی کتاب فوائد الفواد سے ظاہر ہے۔
قیاس غالب یہی ہے جیسا کہ صاحب منتخب التواریخ بدایونی لکھتے ہیں کہ امیر حسن
اور حضرت برہان الدین غریب دہلی کے دوسرے باشندوں کے ساتھ
سلطان محمد تغلق کے عہد حکومت میں دیوگیر (دولت آباد) تشریف لائے
اور اُس وقت حضرت سلطان المشائخ کا وصال ہو چکا تھا۔ سلطان محمد تغلق
جو اپنے باپ غیاث الدین تغلق کے دفعۃ انتقال کے بعد پادشاہ ہوا دنیا کے

عجیب و غریب انسانوں میں تھا۔ اس کی سخاوت، داد و دہش، ہمت، علم پروری، معارف نوازی، کی کوئی حد تھی اور نہ اس کی سیاست اور خوزیری کی کوئی انتہا۔ خود نماز روزے کا پابند، مشہور خطیب، خوشنویس، شاعر، دبیر، فلسفی اور طیب تھا۔ حافظہ ایسا قوی پایا تھا کہ جو بات ایک مرتبہ سن لیتا وہ تمام عمر نہ بھولتا تھا۔ ان اوصاف اور خوبیوں کے ساتھ اس کے بعض افعال اور اطوار ایسے تھے جن سے اس پر جنون کا شبہ کرنا بیجا نہ تھا۔ منجملہ اس کی مجنونانہ کارروائیوں کے ایک دہلی کی تباہی اور بربادی تھی۔ بادشاہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ تمام ہندوستان کا بادشاہ ہے اس لیے اس کا دارالسلطنت ایسے مقام پر ہونا چاہیے جسے اطراف مملکت سے وہی نسبت ہو جو مرکز کو دائرہ سے ہوتی ہے۔ تاکہ ضرورت کے وقت ہر حصہ ملک کی خرابیوں کا بجلت تدارک ہو سکے۔ اس مقصد کے لیے کسی نے اوجین اور کسی نے دیوگیر تجویز کیا۔ دیوگیر بادشاہ کو پسند تھا اور آخر انتخاب کا وقعہ اسی کے نام نکلا۔ سلطان محمد تغلق سے دیوانہ کے لیے اتنا کافی تھا ۱۲۷۴ء میں فوراً احکام صادر ہوئے کہ دہلی کے تمام باشندے چھوٹے بڑے و منسب و شریف، امیر و غریب دہلی چھوڑ کر دیوگیر جا کر آباد ہوں جسے اب دولت آباد کا خطاب حطا کیا گیا تھا۔ جو لوگ پشتاپشت اور صدیوں سے دہلی میں رہتے اور اطلاق اور جائدادوں کے مالک تھے۔ ان کے لیے یہ حکم قیامت تھا، مگر حکم حاکم مرگ منجابات سبکو تعمیل کرنی پڑی۔ اس زمانہ کی کسٹمن منزلیں اور دور دراز راستے، لاکھوں آدمیوں کے چھپش میں جس طرح

لے ہوئے ہونگے اس کا اندازہ کرنا بھی اس وقت دشوار ہے۔ سیکڑوں خاندان
برباد اور تباہ ہو گئے۔ ہزاروں آدمی راستہ میں مر گئے اور اگر موقع ملا تو دوسرے
ملکوں کو چلے گئے جو لوگ دولت آباد پہنچے انہوں نے ناموافقیت آبی ہو اور چالیس
دن کے سفر کے مصائب سے بجائے شہر کے وہاں کے قبرستانوں کو آباد کیا۔
امیر حسن تمام عمر مجرد اور اہل غیباں کے بارے سبکدوش رہے۔ حضرت
سلطان المشائخ ان کے پیر و مرشد اور امیر حسرو ان کے دوست کا انتقال
۱۲۵۰ء میں ہو چکا تھا۔ اگرچہ دہلی کی یہ دو بڑی دل بستگیاں ختم ہو چکی
تھیں تاہم وہ دولت آباد پہنچ کر دہلی کی یاد سے غافل نہ تھے جیسا کہ ان کے
بعض اشعار سے ظاہر ہوتا ہے۔

میرں کزنے فرقت چکوئے مخمور زدوست دور تو اں ولے نہ چنداں دور
کجاست حضرت دہلی و خوب رو یا نش کیے بہشت دروں بروں او پر حور
اگرچہ غیبیے افتاد بر طریق مجاز ولے بر اہل محبت محقق است حضور
ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ
مبادا بیچ کس از دوستان حنین کہ منم بکام دشمن و از جملہ دوستان تنہا
زد و بجرخ خراب ز دور حادثہ زار ز اہل بیت غریب و ز خانماں تنہا
سفر گزیدہ ہمہ مردمان و من غافل چو خضہ کہ بماند ز ہمراہاں تنہا
ایک دوسری غزل میں فرماتے ہیں کہ

حسن بکوئے عدم گم شدن دیارانت بگو نشان حنین گم شدہ کجا جویند
دہلی کی تباہی کی طرف کس خوبصورت پیرایہ میں اشارہ کرتے ہیں۔

آخر نہ ترسید اولم آل شختہ خونریز آہ
شہرے کہ پار آباد بود امسال ویراں از چہ شد

سلطان محمد تغلق کی اسی قسم کی سو، تدبیروں سے ملک میں ہر طرف بغاوتوں
کے شعلے بھڑک اٹھے۔ جن کے فرو کرنے کے لیے لشکروں اور فوجوں کے
بھرتی کی ضرورت ہوتی تھی اور اس کے لیے شمال ہندوستان ہی کا میدان
موزوں تھا۔ اس غرض سے پادشاہ کو دہلی آنا پڑا۔ دہلی اور اس کے
قرب جوار کے قصبے ویران اور سنسان پڑے تھے۔ اور وہ شہر جو چند روز پیشتر
بغداد اور قاہرہ کا ہمسر اور مد مقابل تھا اس وقت دام و دو کا مسکن
اور مامن بن گیا تھا۔ یہ سماں دیکھ کر پادشاہ کے دل میں حنا جانے کیا کیا
خیال پیدا ہوئے ہونگے اور اپنی اس نامعقول حرکت پر کتنی ندامت
ہونی ہوگی۔ اس کا علم ہونا تو مشکل ہے مگر اتنا مسلم ہے کہ جو رعایا جبراً
دولت آباد لیجا کر آباد کی گئی اُسے اجازت ہوگئی کہ جو چاہے دہلی واپس
جائے اور جو چاہے دولت آباد میں رہے۔ اس حکم نے دونوں شہروں
کو بے رونق کر دیا۔ کچھ لوگ دہلی آکر از سر نو آباد ہوئے۔ کچھ لوگ
وہیں رہ گئے۔ امیر حسن اور حضرت برہان الدین غریب اور حضرات
صوفیہ کی ایک بڑی جماعت وہیں رہی۔ جن کے مرقدوں سے اس
وقت دولت آباد کے گرد و نواح کے ویرانے آباد ہیں۔ امیر حسن
تقریباً دس گیارہ سال دولت آباد میں زندہ رکھ کر اسی سرزمین کے
پیوند ہو گئے۔ کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَ اللَّهِ۔ ایک غزل میں

خود کہتے ہیں سے

بچرخ بریں میکنی تکیہ وایم ندانی کہ چرخ بریں ہم نماذ
 چہ مونس ہے گیری از ہر قرینے کہ مونس نیاید قریں ہم نماذ
 اگر بزر و مرد کج گوئے کم داں سخن دان باریک میں ہم نماذ
 سخن را اگر چند سحر آفریند سر انجام سحر آفریں ہم نماذ
 ہمیں نالہ ماند بکس حسن را بترسم از اں روز کس میں ہم نماذ
 یہ دن ۳۸ یا ۳۹ میں آگیا۔ اور گلشن سخنوری کا ایک بولتا ہوا بلبل خاموش
 ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

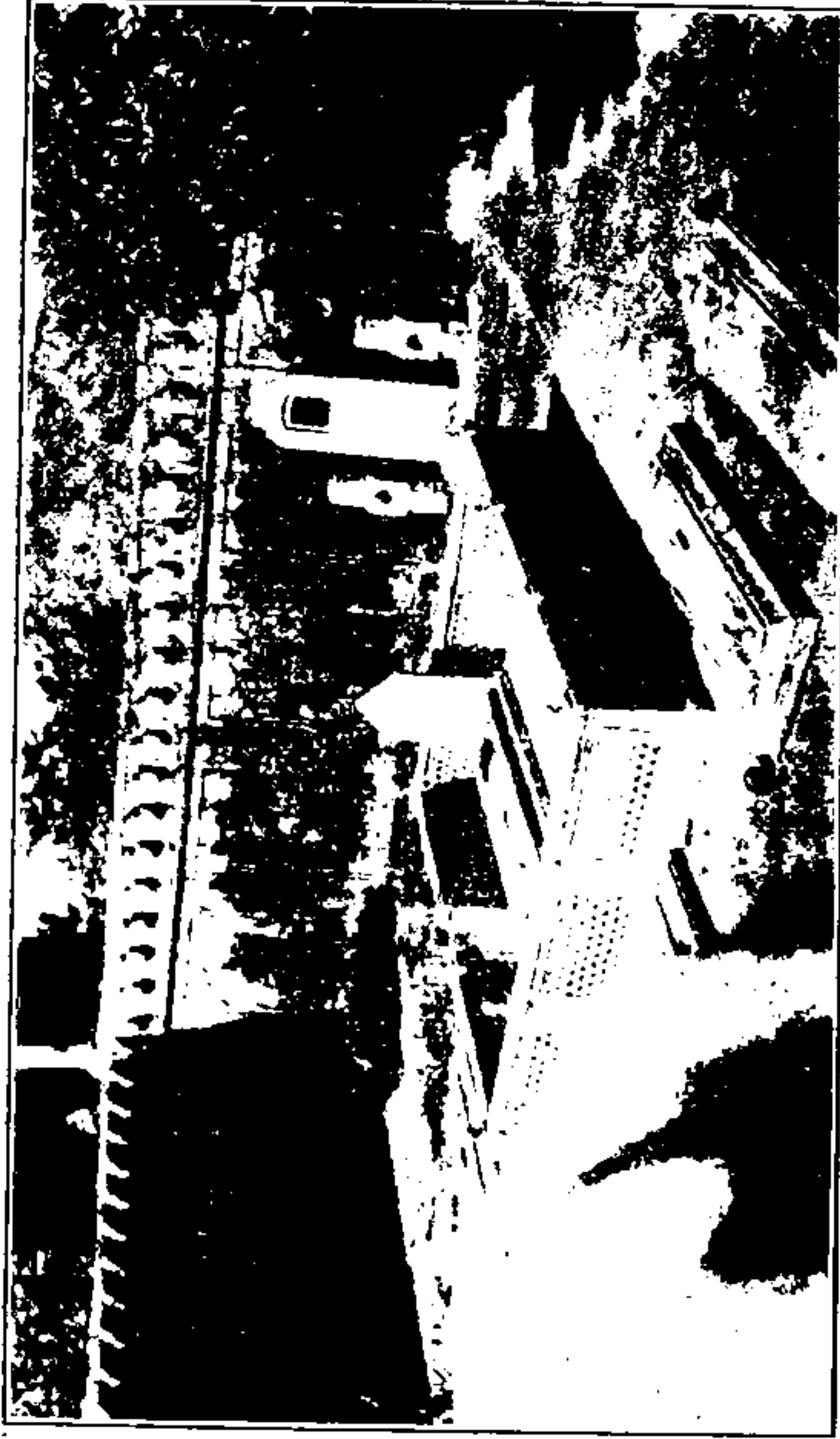
مسعود علی محوی۔ بی۔ اے (علیگ)

، سابق شنج سرکار آصفیہ

حیدرآباد دکن ۱۳۵۱ء۔ ۱۹۳۳ء

اس کے طبع ہو جانے کے بعد جو مزید حالات حضرت امیر حسن کے ہمیں معلوم
 ہوئے ہیں وہ ضمیمہ دیباچہ میں ملاحظہ ہوں۔

مسعود علی



نقشہ مز آ و حضرت امیر حسن علیہ الرحمہ واقع خاند آباد ضلع اورنگ آباد
ملک سدر وسد سر کار آ سفید حیدر و آباد دکن





ضمیمہ سبب

پٹر اکیڈمی راجہ راجایان راجہ سرکشن پرنٹس اور ہمارا راجہ بہادر میں السلطنت
کے سی۔ سی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ اے۔ ای، صدر اعظم باب حکومت سرکار آصفیہ حیدرآباد کن
المخلص پرنٹس اور کے نام نامی اور اسم گرامی اور ان کی علمی خدمات سے ہندوستان کی
ادبی دنیا میں کون ایسا شخص ہے جو واقف نہیں۔ آپ کی علمی اور خصوصاً ادبی خدمات
کا اگر مجھ بھی ذکر کیا جائے تو بجائے خود ایک کتاب ہو جائے۔ یہ کتاب اگر
کبھی مرتب ہوئی تو اس کے تین بڑے عنوان ہونگے۔ اول آپ کی قلمی امداد
دوسری لسانی امداد تیسری مالی امداد۔

قلمی امداد میں آپ کی تمام تصنیفات اور تالیفات نظم و نثر داخل ہیں۔
اگرچہ آپ انگریزی، عربی، فارسی، اردو، ہندی، تلنگی اور مرہٹی زبانوں سے
واقف ہیں اور ان میں بلا تکلف گفتگو فرما سکتے ہیں مگر شعر زیادہ تر فارسی، اردو
یا ہندی میں فرماتے ہیں۔ کلام کا ایک مخصوص نچتہ اور بافرہ صوفیانہ رنگ ہے
جس عجلت اور تیزی سے آپ شعر کہہ سکتے ہیں فی الحقیقت حیرت انگیز ہے اور جب
تک کسی شخص کو ذاتی تجربہ نہ ہو وہ اس کے باور کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہو سکتا
ایسے شخص کے لیے نثر لکھنا کیا مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصنیفات

میں مختلف ناول، ڈراما، سفر و سیاحت نامے اور عروض و قوافی پر رسالے شامل ہیں۔

نسائی امداد سے میرا مقصد وہ ترغیب و تخریب اور دل افزائی ہے جس نے بیسیوں ہونہار ہمتیوں اور نوجوانوں کو ادبی میدان میں قدم رکھنے کی جرأت دلائی اور بیسیوں افسردہ خاطر شعراء کی کبھی ہونی طبیعتوں کو اپنی محبت آمیز تعریف اور توصیف سے ابھارا اور اس ادبی مشغلے سے غافل نہیں ہونے دیا۔ آپ کی مالی امداد سے بیسیوں ایسے مولف مصنف ناظم اور ناشر گنواہے جاسکتے ہیں جنہیں اپنے علمی اور ادبی مشاغل جاری رکھنے کا موقع ملا اور جن کا کلام محض آپ کی مالی امداد کی وجہ سے دنیا سے مفقود ہو جانے سے بچ گیا۔

اسی اخیر زمرہ میں امیر حسن علیہ الرحمہ بھی شریک ہیں۔ جب عالیجناب سر بہارا جعہ بہادر نے انکے کلیات کے طبع فرمانے کا ارادہ فرمایا تو مجھ سے اس کی تالیف اور ترتیب کے لیے ارشاد ہوا۔ کچھ عالیجناب ممدوح کا ارشاد کچھ ذاتی شوق دونوں نے مل ملا کر بلا لحاظ ان وقتوں اور مشکلوں کے جو اس کام میں پیش آنے والی تھیں مجھے اس ذمہ داری کے قبول کرنے پر مجبور کر دیا۔

سب سے پہلا کام مختلف دیوانوں کو جمع کرنا اور ایک دیوان کو اصل قرار دیکر دوسرے دیوانوں سے اس کی تکمیل کرانا تھا۔ یہ کام کچھ آسان نہ تھا۔ اس کے لیے تمام دیوانوں پر نظر ڈالنی پڑتی تھی اور جو جو غزلیں یا نظمیں اصل دیوان میں موجود نہ ہوتی تھیں وہ دوسرے دیوانوں سے نقل کر کے اس میں شریک کرانی جاتی تھیں۔ اسی کام نے تقریباً پورا ایک سال لے لیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ

اگر اس کام میں میرے نوجوان دوست سید محمد تقیوب - بی اے (نظام کالج) مدرس مدرسہ چادرگھاٹ کی مدد نہ شریک ہوتی تو یہ کام اتنی مدت میں بھی تمام نہ ہو سکتا تھا ان تمام مراتب کے طے ہوجانے کے بعد کارپردازان مطبع سے سابقہ تھا جن حضرات کو ان بزرگوں سے سابقہ پڑا ہے وہی ان دل خوں کن محنتوں اور جگر خراش تکلیفوں کا اندازہ کر سکتے ہیں جو اس سابقہ میں جھیلنی پڑتی ہیں۔ کلیات کے طبع ہوجانے کے بعد ان کی تفصیل اور توضیح بیکار ہے۔

سفینہ جب کہ کنارے پہ لگا غالب خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کیجے کلیات کے ابتدائی حصہ کے پروف اور کاپیاں ہیں تنہا دکھیں، اخیر حصے کی کاپیاں اور پروف دیکھنے میں میرزا نظام شاہ صاحب بسبب تموری نے مدد فرمائی مگر باوجود ان کی اس مدد کے کتابت کی بہت سے غلطیاں رہ گئیں اور ایک طویل اغلاط نامہ لگانا پڑا، اگرچہ وہ زیادہ تر نقطوں کی غلطیوں پر مشتمل ہے بطور کلیات کے چالیس پچاس نسخوں میں ان غلطیوں کی اصلاح کرا دی گئی ہے مگر تمام نسخوں میں یہ عمل مشکل تھا جو حضرات اپنے نسخہ کو صحیح رکھنا چاہیں وہ ان غلطیوں کی خود اصلاح فرما سکتے ہیں۔ چونکہ یہ کلیات مختلف دیوانوں سے نقل کیا گیا ہے اس لیے پانچ سات غزلیں ایسی ہیں جو کاتبوں کی سہو نظری سے مکر ہو گئی ہیں۔ کاپیاں صحت کے لیے جزاً جزاً وصول ہوتی تھیں اور خود غزلوں کے الفاظ اور تعداد اشعار بھی بدلے ہوئے تھے اس لیے اس غلطی کی اصلاح مشکل تھی۔ امیر حسن کے جتنے دیوانوں سے اس کلیات کی ترتیب میں مدد لی گئی ان میں سے مفصلہ ذیل دیوان قابل ذکر ہیں (۱) نمود عالیجناب سر بہاراجہ بہادر کے کتب خانہ کا نسخہ جو خوش خط

چھوٹی تقطیع پر لکھا ہوا ہے۔ صفحات (۲۲۲) کاغذ کشمیری جدول کے سوائے کوئی اور نقش و نگار نہیں ہے۔ کاتب نے اپنا نام درویش حسن لکھا ہے۔ مگر نہ سال کتابت ہے اور نہ کاتب کا کوئی اور پتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ابتدائی نسخہ ہو۔ اس کا آغاز

روز ہاشد کجا شدی یارا آرزوئے تو میکشد مارا

اور خاتمہ

اے حسن مردانہ بر سخنی عشق دل بنہ کیں صاعقہ سخت اوفتاد

پر ہوا ہے۔

(۲) کتب خانہ آصفیہ کا نسخہ نمبری (۱۲۱۴۹)۔ یہ نسخہ نہایت درجہ مطلق اور

مذہب اور خوشخط ہے۔ تعداد صفحات (۲۵۵) کاغذ کشمیری۔ پہلے صفحہ پر نہایت عمدہ کام ہے۔ کاتب کا نام سلطان محمد ہے لیکن نہ سال کتابت درج ہے

اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کن کن کتب خانوں میں رہا ہے۔ جوہری اس پر

تھیں وہ ظالموں نے مٹا دی ہیں مگر اس کی ظاہری شکل و صورت پکار رہی ہے کہ وہ کسی شاہی کتب خانہ کا نسخہ ہے۔ اس میں کتابت کی بہت غلطیاں ہیں۔

(۳) یہ نسخہ بھی کتب خانہ آصفیہ کا نمبری ۲۹۰ ہے۔ اس کا کاتب

منعم الدین الاوحی سال کتابت ۹۰۹ ہجری، خط معمولی تقطیع چھوٹی ہے

اس کی مہریں بھی مٹا دی گئی ہیں۔ نمبر ۱ اور ۳ کا آغاز

اے حاکم جہان و جہاں و اوپر حکیم

محدث ہمہ بدایع و تو مبدع و تدیم

سے اور خاتمہ

لطف خدا کہ برہمہ واجب سلام تست

پر ہوتا ہے۔

(۴) عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں امیر حسن کے کئی دیوان ہیں مگر جو نسخہ نمبری (۵۹۹۶) ہمیں عنایت ہوا تھا اس کا حلیہ خود دیوان کے سرورق پر اس طرح درج ہے۔

دیوان حسن خاص ہمایون اشرف اقدس بخط شکستہ جلد کاغذی بابت عرض جمع کتاب خانہ عامہ شدہ بتاریخ ۳ ہر رمضان ۱۰۶۲ ہجری ۱۹ جم (۱۹) جزا قیمت ایک ہن۔

ایک مہر کی عبارت

سُلطان محمد شاہ غازی

دوسری مہر کی عبارت

ہوشدار خاں فدوی بادشاہ غازی
محمد فرخ سپہ سالار

ان کے علاوہ ایک عبارت بھی اوپر نیچے لکھی ہوئی ہے جو اگر درست کر کے پڑھی جائے تو یوں ہو سکتی ہے۔

ارادت خاں بہادر الخاطب بہ اقتدار خاں

اللہ

مالک بہ معنی

مالک بصورت

بن (۶) ارادت خاں بہادر المصطفیٰ بہ اقتدار خاں

اعنی

ہدایت ہو

اس نسخے کی ابتدا ذیل کے مصرع سے شروع ہوتی ہے۔

اے رقم راندہ برسپید و سیاہ

اس میں صرف غزلیات اور رباعیات ہیں۔ یہ ان تمام نسخوں میں جو ہمارے
زیر نظر ہے صحیح ترین نسخہ تھا۔ اس کا آخری حصہ ناقص ہے۔

(۵) یہ نسخہ بھی عالیجناب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ کا ہے بہت خوشخط
اور مصور ہے۔ کاتب کا نام پیر حسین الکاتب شیرازی اور سال کتابت ۹۲۳ھ
ہے۔ اس کے آخر میں ثنویات ہیں جن میں سے چند ثنویاں اس کلیات میں لی
گئی ہیں۔ چونکہ اس نسخہ کے متعلق صرف کتب خانہ میں معائنہ کی اجازت تھی
اس لیے مزید تفصیل نہیں دی جاسکی۔

دیباچہ کے صفحہ (۶۳) کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ وہاں ہم نے یہ لکھا ہے
کہ معلوم نہیں کہ امیر حسن کو کس طرح سلطان علاء الدین کے دربار میں پہنچے اور
اس کی مداحی کا موقع ملا۔ ان کی ایک ثنوی سے جو دیباچہ کے طبع ہو جانیکے
بعد ہاتھ لگی اس معاملہ پر روشنی پڑتی ہے

سلطان علاء الدین کے امراء اور سپہ سالاروں میں ملک نصرت جلیسری بڑے
پایہ کا شخص تھا۔ سلطان علاء الدین نے ۶۹۰ھ یعنی اپنے جلوس کے تیسرے سال ایک
لشکر الغ خاں اپنے بھائی اور ملک نصرت کی سرکردگی میں گجرات کی فتح کے لیے

روانہ کیا۔ اس مہم میں بڑی کامیابی ہوئی اور بے شمار مال غنیمت ملا جسے یہ دونوں سردار لیکر دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ قلعہ جالور کے قریب پہنچے تو "خمس غنائیم" کی طلب میں اہل لشکر پر اس قدر سختی کی کہ نو مسلم مغل جو لشکر میں بہ تعداد کثیر تھے بگڑ کر باغی ہو گئے اور یہ ارادہ کیا کہ سرداران فوج کو مار کر ان مطالبات سے نجات پائیں۔ اس منصوبہ کی پیش رفت میں باغیوں کی ایک جماعت ملک اعز الدین پر جو ملک نصرت کا بھائی اور غالباً "خمس غنائیم" کی تحصیل پر مامور تھا حملہ آور ہوئی اور اسے مار کر انغخاں کے خیمہ کی طرف چلی مگر اس کی حیات باقی تھی وہ بچا کر نکل گیا یہی ملک اعز الدین ہے جو امیر حسن کے حال پر سجد مہربان تھا۔ اور اسی کی بدولت انہیں دربار علانی کے شعرا میں داخل ہونے کا موقع ملا۔ جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔

ذکر تملطف ملک اعز الدین

کے کو نصرتے را شکر گوید	مزید روزگار خویش جوید
مرا ہم سے چوں نصرتے داد	باید کرد شکر نعمتیش یاد
یکے کز برج گردوش سنز و قصر	سر جملہ ملوک سرور عص
ستودہ سیرت و فرخندہ آئیں	کریم الخلق استحق اعز الدین
محمد اسم و رسمش جملہ محمود	وجودش خاص بہر خود موجود
چراغ دودہ اعظم تغا نحاں	ملک خواںچہ کش برمش فالت نحاں

ازاں چنداں ملوک نزل فرمانے ہمیں یک ذات او ما دست برجاے

بزرگا، کرماء عالی نژاد ادا
 کرم فرمودن خود خود بیندیش
 مرزاں ترف درباے خطرناک
 پس اندر صد دولت راہ داوی
 ز سلطان گنجم آوردی و تشریف
 منر ختم تو بگرفتی ز خفتن
 سرت در سروری پایندہ باوا
 خصوصاً در حق بیچارہ خویش
 تو آوردی بروں چوں گوہر پاک
 محل دست بوس شاہ داوی
 عطائے خود در انجا کردہ تضعیف
 من این را کے تو انم شکر گفتن

اس سے صاف ظاہر ہے کہ امیر حسن دربار علانی میں ملک اعز الدین کی دستگیری سے پہنچے تھے۔ اور اسی سے آپ کے فوجی تعلقات کی مزید تصدیق بھی ہوتی ہے کیونکہ خود ملک اعز الدین کا تعلق فوج شاہی سے تھا۔

اخیر میں ہم اپنے ان دوستوں کے شکر گزار ہیں جنہوں نے براہ علم دوستی ہمارا اس کام میں تھوڑا بہت ہاتھ بٹایا ہے، بعض احباب کی رائے تھی کہ اس دیا ہے اور ضمیمہ کا ترجمہ فارسی اور انگریزی میں کر کے شریک کلیات کر دینا چاہیے تاکہ اہل ایران اور یورپ کے مستشرقین بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں، لیکن اس وقت نہ اتنی فرصت ہے اور نہ اس کا موقع۔ ان سخت خانگی پریشانیوں میں جنہوں نے دل و دماغ کو معطل کر دیا تھا یہ جو کچھ ہو گیا وہی غنیمت ہے فقط

مسعود علی



رویت الف

<p>پہ پیزا کر دم ولے جاء القضا ضاق الفضا جانم بنفس ای سخی نفسم بزنجیر قضا ہرگز برابر کے نہم صدر و فدہ را با یک رضا از فضلت این جب کند در حمت این اوقفتنا زا بر کرم سیلے براں بر کرد ہائے ماضی چشم رضائے بر حسن حق عملی مرتضیٰ</p>	<p>یارب کیش خطا کرم بر نیات ماضی گرداوت سخی برفرق جانم ریحتی گروضہ سازی در رسم جاں در رضا تو دم شانے کہ علم بر زنجیر فضلت آنرا نشکند در ماندم از بار گراں لب خشک چو دامن تراں ہاچو حسین ام خستہ تن از جو رشتے شور من</p>
--	---



یارب ز فرط نیکی تو م نگہ دار از دوی
 خود بہترین حافظ توئی فاللہ خیر حافظا



بر ماہن کچ ہنس اوہ بشوخی کلاہ را

اسے بر فر از سرہ بر آوردہ ماہ را

<p>اے دوست راست کردہ چو آری گواہ را مابندہ ایم آن دو رخ سپو ماہ را اطراف در قسم زدہ خط سیاہ را</p>	<p>دل می بری ز با گواہی قد خویش گویند آفتاب پرستند یک گروه اے روئے تو تمام چو در ہم صفت</p>	
<p>۹</p>	<p>بندہ حسن ز خط خوشت نسخہ کند ہر گہ کہ عرض داشت کند بادشاہ را</p>	<p>۳</p>
<p>گل ریخت گنج ز بہرہ مرغزار ہا کز یک نسیم او شکفتہ بہار ہا گردِ پسین ز بہر چہ بندند خار ہا بنشانند انداز ہمہ جانب غبار ہا از زروسیم ساختہ انبیاں نثار ہا بکشائے قرابہ ککبشا و کار ہا شاہی چو او نیافتہ در روزگار ہا دین راز و ال دولت او شد مدار ہا</p>	<p>ساتی بیارے کہ چو ز گشت کار ہا آدب سار نو بدہ آن بادہ کہن خوبان اگر بدست رقیباں گردنہ اند وقت ہوا خوش است ہوا از مزاج صا شہ اتفاق جشن کند گویا کہ گل باغچہ داشت ہر ہر کارے کہ داشت گل سلطان علاقے دینی و دین آنکہ وز گاہ نامش محمد است محمد صفت بہین</p>	
<p>۵</p>	<p>چوں شرح بذل و ست بڑا ز حساب ہا سال تقابش باد فزول از شمار ہا</p>	<p>۴</p>
<p>در ہم فکندہ صد دل نامستقیم را یک صبح چہ روزند اوہ ازین سو نسیم را</p>	<p>اے باز تازہ داشتہ ناز قدیم را ہر روز کردہ در ہمہ آفاق گل نشان</p>	

از سیر مہر و ماہ کہ پرست حکیم را
تفسیر کرد آیت امیر دویم را
در سینہ نقش کردم الف لام میم را
آخر بر حمت نظرے این میم را

گر تو بروں خرامی با این چنین جمال
از سیر روئے و موئے تو امروز روزگار
من ہم ز قد و زلف و دیان تو این زبان
در خاک چند غلط در سر شک من

۴

ہاں اے حسن ز محبت عشقش جدا مشو
دولت شمار صحبت یار قدیم را

۵

یاری نباشد این کہ نہ پرست یار را
ایمنہ پیشش داشتہ عکس کار را
والی ظلم پیش فتاد این دیار را
روزی شکستہ توبہ پرستیزگار را
داغ بنہ کہ کار بسیار شد شکار را
خورد اسوزم کنوں یار و زگار را

اے درد ہا فرودہ دل دوستدار را
من منتظر کہ روئے مبارک بہنیت
دلہائے ما خراب شد از چشمست تو
ترکان غمناک تو بغوغا در آمدند
حد چون سگے نبود این عنایت
دارم دل پر آتش ز آشوب روزگار

۵

سکین حسن دل ماندست بے نصیب
با غم قرار دادہ دل بہت راز را

۶

جز عشق تو نیست در دل
ایت ز غم سر حال ما
تا کوئے تو گشت منزل ما

اے روئے تو ماہ محفل ما
ما عشق ترا بجان سریم
از خلد و نسیم بے نیازیم

از روئے تو شرم نیست مرا	کاید ہمہ شب مقابل ما	
۴	بیچارہ حسن ترانہاں گفت پیدا است کہ کیت قائل ما	۴
بہ پیش صورت خوب تو ماہ را چہ بقا شکست کو کبہ مہ زیک بر آمدنت توئی ضلالت و بس روز و شب طفیل تو اند دو چشم من دو گواہند عشق را تو بگو تو آمدی گل ولالہ بر تخت از شرم اگر بروئے تو جامے خورم گنہ گیری	بجنب خاک درت مال جاہ را چہ بقا چو آفتاب بروں تاخت ماہ را چہ بقا تو در باش سفید و سیاہ را چہ بقا بیک عنایت قاضی گواہ را چہ بقا بہشت آمدہ مشیت گیاہ را چہ بقا بہ پیش آیت رحمت گناہ را چہ بقا	
۵	بسخت از تف عشقت ہمہ جو حسن چو آتش آمد بیچارہ کاہ را چہ بقا	۸
دل در شمال تو گرفتار شد مرا بازم دو چشم در رہ تو چار شد مرا این زیستن بجز تو و شو ار شد مرا تا آخرم دروں دل افکار شد مرا	باز آکہ آرزوئے تو بسیار شد مرا بے تو نظر گماشتہ ام ہر چہ پار سوئے جان دادن از فراق تو آسان شو و لیک چندال بہ تیغ غمزه تو عشق باہم	
۶	یارا کسے بیچارہ گری یاریم نکرد باے حسن بنا کہ گری یار شد مرا	۹

بر سر شکر نگہبیاں کردہ مشکِ ناب را
پستہ می خواہم بدندان میگذرد عناب را
گر مسلمانے بستنی بوسہ زدو محراب را
آئے آخر شب ہمیں شیوہ بود قصاب را
لاجرم بے آشنا عاجز شد م غرقاب را
با پر رویان گلبود یو گلخن تاب را

ترک من ہیں اے از شب ساختہ ہمتاب را
از وہان او کہ دورست از لب دندان من
عین محرابت ابرویش سلیمان چہ شد
صبحدم آدخیال غمزہ اش جو غم ریخت
یار گر حاضر شدے چندیں رفتے سیل خو
من بدور راہ از کجا یا ہم کہ نبود نسبتے



عالمے را غرقہ می بینم بدریا تو طلب
تو کجایی حسن آن گوہر نایاب را



دل بروی جاں سوختی حدیثِ آخر نماز را
در ہر کھیں بنشانہ ترکان تیر انداز را
مستے کہ او قبلہ کن چوں ادبے طنائز را
حد کبوتر کے بود کونسی گیرد باز را
باز اہداں نسبت کمن این پیر شاہ باز را
باتو ہم آتش زخم این مجلس بے ساز را

چندیں چہ نماز آموختی آن غمزہ غماز را
ہر چند ہندے تو ام چوں زوم از علت
ہرگز نہ برسد از کسے کعبہ نشیناں را نشا
غالب نیاید عقل من بر عشق مہ ویان ملی
سچہ چہ دردستم دہی خرقہ چہ در پشم نہی
سازیکہ بولے معنی کردی ازین مجلس بول



ہاں اے حسن تازندہ دل نہ بزندان غمش
چارہ نباشد از نفس مرغان خوش آواز را



بر جان مادہ خستگان فرماں و اوں باد اترا

جاناں ز نقد جان من پیوند جان با و اترا

<p>اے خسروِ خوباں علم برآسماں بادا ترا تو پانچویں خواہی زحق یارب ہاں بادا ترا ماراے گہنہ بدہ دولت جواں بادا ترا رحمتے کن برجان من رحمت کجاں بادا ترا تو پاس داری اس نفس حق پاساں بادا ترا</p>	<p>چوں شاتخت چارین چشمت نہد سر بر زمین من از ہوا خواہی تو چیزے کہ بستم یا تم واد جوانی واد و بر غم این پس چ کہن ساتی دل و جانم توئی آن جام جان بخش تو کو یک پاس با ماے بخورے بندہ پاس من</p>	
<p>۶</p>	<p>ہاں اے حسن از یاد شہ جان حریفان تازہ کن مہرے بنہ برجان ماشہ مہربان بادا ترا</p>	<p>۱۲</p>
<p>زده زنگس شوخے ہزار تیر جفا بروں چو آئینہ با من ہمہ طریق صفا کہ تگران نشاندر وے شاں ز قفا در خدائے بندت حبابہ و کفی بغمزہ واریاست بوسہ وار شفا</p>	<p>کجا ستاں شہ ترکاں گرفتہ ترک وفا دروں چو شانہ بکنیم ہمہ بود مدد چناں ز غیرت رویش قفا خورد بتاں دل مرا اگر آوارہ شد ز خانہ صبر کشاد چشم و لبش در ولایت خوبی</p>	
<p>۷</p>	<p>حسن تو از طرفائی زیادہ گوئے مباحث بے فضول نبودت صر و نظرفا</p>	<p>۱۳</p>
<p>بنوشته خط بندگی آل سوسن آزاد را در ہا ذخیرہ سکیم از بہر پیش افتاد را پند پر مانع نشد رسوائے مادر زاد را</p>	<p>دی سوئے سر و لالہ رخ پیغام دادم باورا تا پیش اواقفہ مگر اینک ز چشم و رفتاں مجوں لباس عقل و دین در عشق سلی چاک زد</p>	

گریہ کرہ شد در گلورہ بستہ شد فریاد را من در غزل خواندن شمع رخسہ فتاد اور اورا بوسہ بخسرو می رسد تیشہ زون فریاد را	میخواتم کز دست دل امروز فریادے کنم وی بعد فرض بباد از دور دیدم روی او ہر کس ہے وار و ولے چہ سود کز خوان ازل
---	---

۵

گر عمر نیست اسے سن در پائے خوبان صدف کن
چندیں چہ گل میزنی دیوار بے بنیاد را

۱۲

جان بر لب آیم آختر سیاہ منم ترا با چشمن بستہ کہ من وارم کجا منم ترا روئے در انش فلک باہر خدا منم ترا یا کشدم بر سسہ کہے تو یا با منم ترا	من ز داغم تا چہ سازم حیلہ تا بینم ترا گر چہ من بسیاری خواہم کہ رویت بشکرم در دم در دست چون زبان کن در وقت توئی من نخواہم شد جدا از کوئے تو تا زندہ ام
---	--

۵

ترک خوبان سے گیری ہو جو سعدی کے حسن
عاقبت روزے فتادہ در طاعت منم ترا

۱۵

ہر سال گل رشک تو بدید جاہا از شمع سہ و آب ہوا و نور جاہا من ہر طرف نشہ ز دست تو فریاد ناہا بہر سوسے بادہ بجا سے عجاہا	اے نوشدہ بنام خوشت عشق نامہ ما چوں وصف حسن تو بکتابے نیامہ تو ز ہا نوشتہ ہر دم سخن من سوا ہی روز ز کوئے تو ز اہاں
--	--

۷

گر گاہ از تو کام و لے یافتمے حسن
خود کامی تو بگرد از جملہ کاہا

۱۶

<p>آرزوئے تومی کشد مارا باز کے ہم آں تہ اشارا دوست داری کنار دور یارا ہمچو دی رفتہ گیسر فردارا زیب داداں جمال زیبارا عقل کے دانہ این معمارا</p>	<p>روز ہاشد کجا شدی یارا روئے تو دیدہ راتما شائست زاں چو دریا کھنم کنار کہ نو دل بفر داحسہ می نہی امر نو صنع صانع نگر کہ برچہ صفت خط خوب تو مسطر از خط عشق</p>	
<p>۷</p>	<p>ہج یارے نکر و کار حسن یار این کار ہا توئی یارا</p>	<p>۱۷</p>
<p>صبر در سینہ نمی باید مرا خاطر آنجامے نیا ساید مرا گل بدین خار می آید مرا بے تو روئے گل نمی باید مرا یکدمت صد شادی افزاید مرا این غرض ارغسہ چو نکشاید مرا</p>	<p>از صبا بوئے تومی آید مرا گرچہ باغ آسایش ہر خاطر است تا بدیدم گلستان روئے تو گل چہ خواہم کرد چون روئے تو نیست گردم خون گشت چون غنچہ چہ شد الغرض تو لب چو گل کشا از انک</p>	
<p>۷</p>	<p>تا ہوا خواہ تو ام ہسچوں حسن گل صفت صبر گ می زاید مرا</p>	<p>۱۸</p>
<p>باد بہار بوئے شد بوئے بہار من کجا</p>	<p>چہرہ نگار کرد گل چہرہ یار من کجا</p>	

<p>روح زمیں بہر زماں از قلم قضا کنوں تا ختن جبارید از صفحہ صبح و بدم خوچمن از چہار پرانے زر جو غنچہ را شکر نو بہار را ساختہ برک یک بیک پار بیاع و اشم خوش دلیے بواجبی</p>	<p>جملہ نگار نقش شد نقش نگار من کجا ست رکاب یا سمن حسبت سوار من کجا دوش کلیمہ سیم زد و گنج حصار من کجا گل ہمہ عرض میدہد عارض یار من کجا دتر باغ نوشتہ است واجب پار من کجا</p>
---	---

<p>۱۹</p>	<p>دہر اگر بوقت گل گل رخ از حسن ستد اے فلک برفشہ و شش لاله غدار من کجا</p>	<p>۷</p>
-----------	--	----------

<p>دوروز شد کہ شدم ز آل مہ یگانہ جدا منم بنالہ زار از جدائی در دوست قبول کردے از چاہ جدا شدی از تن زیر غمزہ او کشتہ گشتہ میں شہرے زمانہ قصد بخوں می کند ستارہ بجاں چہ طالعست مرا کیں چنین کشدم زار</p>	<p>ہمہ نشاط انداز من بدیں بہانہ جدا چوزار نالہ مرغے ز آشیانہ جدا رواندا شتے سر ز آستانہ جدا کہ بہت آں سر پر کانش را نشانہ جدا غسم جدائی آل دلبر یگانہ جدا غمش جدا و ستارہ جدا زمانہ جدا</p>
--	---

<p>۲۰</p>	<p>یکے رعایت حال حسن کنید کہ ماند زیار دور ز دل پنجسبز خانہ جدا</p>	<p>۶</p>
-----------	---	----------

<p>نوبت زدند نوبت عیش است سابقا آخر رسید نوبت شب مجوبہ بہیں</p>	<p>عیشے بروئے خویش کن زود تر بیا تا نوبت کد ام حریفیت سابقا</p>
---	---

گرد و آفتاب بشد ز آفتاب مے
بے دور مے زمن نکشاید ققیئہ
خون قرابہ ریختہ شد ریختہ شود

در تیرہ شب بدور قح در فلک ضیا
گر بر سرم سپهر گرداند آسیا
خون کسے که خرقہ بسازد ز بوریا

۲۱

خرم نکشت جز که بگو کرد سرخ مے
طبع حسن که زر سخن راست کیمیا

۶

قد یاران خود آخزنشاسی یارا
لیلۃ القدر شود تیرہ شب از بے قدری
دوش ہر چند کہ بدول مرہ آب زوم
چند شب چشم من از گردیت نم کند
تا فتہ می شود از فرکلاہت خورشید
مکن امر و حساب غم آسان مکن

شب قدرست سلامی نفرستی مارا
سلامی کہ تو یاری کنی اشب یارا
کم نشد آتش شوق تو دل شیدا را
نہ عجب باشد اگر آب برودریارا
اے کہ از رشک کمزری شکنی جو زارا
وعدہ فردا کیامت شرم فردارا

۲۲

حسن نکشت چو رلب بروت لب نغمی
یعنی نکشت درازی مکن این حلوارا

۷

نیت امروز بسچ ہوش مرا
عقل مغلوب شد ہم از یک دور
خواجہ پندم چہ می وہی کہ گے
جامہ من بجام مے گردیست

پیر ترک دادہ اند دوش مرا
دور دیگر من اند ہوش مرا
آن طے رہا بنوہ گوش مرا
تو بیل کرم پوش مرا

<p>گرد و کان می فروشش مرا ہر دم از بانگ نوشش مرا</p>	<p>سُرمہ دیدہ خرد گشت ست شب چو دیوانہ کرد نوش لے</p>	
<p>۴</p>	<p>چہ دہم شرح جان خویش کہ کرد گفتہ ہائے حسن خموشش مرا</p>	<p>۲۳</p>
<p>ساقیا نختے بدہ آل آفتِ فرزانہ را چوں گنم بس می نیام این دیوانہ را شمع روشن کند جان بازی پروانہ را در ہم قدم محرم چوں گنم بیگانہ را یا لکر از گنج روزی نیست این میرانہ را از حضورت کعبہ میا زمین این بتخانہ را</p>	<p>باز نو کردم ز سر عہدے و میخانہ را باز ورز بجز زلف شاہاں او نختم یار بہ و اند ز سر گردانی عشاق خویش جاں چو جائے عشق او شد عقل گفتیم ماہ من از چہیت کاندہ کلہ ام نانی شبے در دلم صد گونہ غوغا نیست گرہاں شہی</p>	
<p>۱۱</p>	<p>دل چورفت از تو نصیحت بالگوئی حسن مرغ چو حبت از قفس دیگر پر زیری دانہ را</p>	<p>۲۴</p>
<p>کفر سیر زلف تو غارت گرا میا نہا در کشتن مسکیناں از خط تو فرما نہا من خستہ ہر خاکے تو خفتہ بہ بتا نہا آن گم شدگان را جو تشنہ بہ بیابا نہا عاشق بو خوش باشد بلبل بگلتا نہا لے آنکہ تو آن داری بے تو چکنم آہا</p>	<p>لے غمخیزت تاراج بر جا نہا بر شمنہ عشق تو ہر روز ہمی بسیم لے ز گس نورستاں نوع رواداری لے خضر چہ می نازی زان جوئے کہ داؤد تاروئے نہاں کردی مہرے بدہاں کوم بسیار ہی گویند از حور و قصور آوخ</p>	

اے خانہ چشم من از طلعت تو روشن
اے نقش بیخ تو آرایش ہر الوان
ہر گہ کہ چو تو سر دے از جیب برار و سر
مانا کہ منجم را معلوم شد از اشکم

یک مہ جو تو نادر دو افلاک بدور انہا
در نقش تو جہانم چون نقش بن یوانہا
چوں دامن گل بنی ہر سوئے گریبانہا
کا سال در احکامش منجم ہمہ بار انہا

۲۵

بزرگم حسن دیدم شہرے شدہ دیوانہ
زیرا کہ نمی یابند این طرز بدیوانہا

۷

باز مست عشق خود کردی من دیوانہ را
ترک دل گفتم چو میدام کہ ترک عشق تو
صبر من بگمان شد از من جو برقی بلے
کلبہ ام با توبہ از کاشانہ ہشتم بہشت
شانہ کہ کہ با سہر زلفت در آویزی کند
گفتیم دل را نصیحت کن نصیحتاے سخت

کاشی اندر زدی ہم رخت را ہم خاز را
ہر گز آبادان نخواہد داشت این برانہ را
اشنا ہر کہ کہ بر کرد و چہ غم بیگانہ را
کین پس نقش ہستی نیست آن کاشانہ را
اے آنجا ہا کرا باشد دوسر خورشانہ را
سنگ بر شیتہ نیارم زد من آن دیوانہ را

۲۶

گر حسن افسانہ شد از عشق چہمت ہم خوست
دوست میدارند خواب آلودگان افسانہ را

۷

اینک آمد باز آن شوخ بلا انگیز ما
باز تا تازہ کند ریشے کہ در دل داشتہ
زاں لب میگونش بر ما کاش افتد جرعه

چشم او غارت گریہ نگاہ بر میر ما
از لب شیریں نمک ننگخت شور انگیز ما
تا فروشوید ہمہ زہد نفاق آمیز ما

<p>خیز نو نو مشرودہ وہ زان غنچہ نوخیز ما صفیٰ مژگان است کردہ از پے خونریزا کان طناب عنبرین کافیت دست ویزا</p>	<p>خارجہ انش پوجا ہا خستہ کردے با صبح ہر زمان خمیرہ زند بر چارسوے عاشقان نیست یارم لشکری خمیرہ نسبت باید</p>	
<p>۴</p>	<p>دوش کیفیت اے حسن مایم تیغ غمزہ تیز چوں توانی برو جاں از پیش تیغ تیز ما</p>	<p>۲۷</p>
<p>در خون کشید اس دل محنت کشیدہ را صبر گریز پائے کہ عفتل رسیدہ را دل را با ایستامہ یا آب دیدہ را گل ز شاخ تازہ گل نور سیدہ را آن طفل چشم تر شدہ دامن دریدہ را مخرم ہنہ ندام یک آفریدہ را</p>	<p>عزم سفر شد آن صدم نور سیدہ را اول کرد اول عزم زین دودوستا دل از برم رواں شد و آیم زویدہ نیز اے باغبان ز درد دل بلبلاں تیر پرسی ز حال زنگس کاخ چہ وقتا سری کہ دارم از کریم آنسرد گار</p>	
<p>۴</p>	<p>رم حسن ہمیشہ چو کم گفتن آمدست زین پیشتر مجال ندا و این قصیدہ را</p>	<p>۲۸</p>
<p>لعل تو بختا وہ درے ہم فتح ہم تائید را تا از نلال ابروت شہت نماند عید را با آن ہمہ از مشک ز فطی بخش تا کید را تحقیق شہت یافتہ کے خوش کن تائید را</p>	<p>اے غزہ چوں ماہ نور رونق فرود عید را گر ماہ تو در پرودہ شد تو پرودہ از رخ بر کن گفتی کہ مرشد روے من دعویٰ مویہ کردہ طوق ہوائے بیکراں افکندہ از گردن برو</p>	

داشتہ بملک و لبری یک بت شریک نشد
در اعتقاد و عارفان محبت توئی توحید را
ہر خطبہ را ای خطیب ایجاز واجب دیدہ
امروز در ویش بہ میں اطناب وہ تجھید را

۷

انکو بہت سرکش دست از دو عالم بر کشد
گر دست مہجونی حسن پاپیش نہ بجزیرا

۲۹

اے روئے خوبت آیتِ حکم امید و بیم را
انتر شناس از بگردن و در خسارت گم
خطت مثال حسن شد با آنکہ خوش مہوش
در کام تو تنگ شکر در جام من خون بر
تو خواستی کہ ز طوق غم داغی نہی بر ما ولے
تا حارِ حُسنت دیدم ام با میم بلخ تو قرین
حکمے کہ می خواہی براں استادہ ام تسلیم را
پیش مرد و خورشید تو پارہ کند تقویم را
از خال مشکیں یک دو جانقط بنہ تقویم را
چہ تو اں کہ پیش از ما تو حکمے شدید تقسیم را
داغ تو بر ما باغ شد چوں آتش بر اہم را
ہر دم مگر میکنم در و در خود ما میم را

۷

امید میدار و حسن کا نذرہ تو جاں و ہر
ہم از طریق دوستی رنم امید و بیم را

۳۰

باز دل سوئے سفر می بنیم آن و لدار را
من کہ روئے یار خود خواہم یا غیارم چاکا
مردم چشم مرا از گریہ آفت ہار سید
بر دل زارم منہ اے ساریاں بار فراق
ہینک آن سالارِ خوباں در میان کار و
نیست از یاری کہ تنہا می گزار دیار را
سلسبیل آتش نماید تشنہ دیدار را
آرے افتخار سد اصحاب ہر یار بار را
بارکش مے میں براں اندازہ می نہ بار را
کیست کوناقہ بگیرد کارواں سالار را

<p>من بجارش خستہ دل او بخیبر از کار من</p>	<p>محرّمے باید کہ تدبیرے کند این کار را</p>	
<p>۳۱</p>	<p>بخت مقبل کو کہ در پیش حسن باز آورد آں بت دیر آشتی آں ماہ زو و آزار را</p>	<p>۴</p>
<p>با دنوروزی و گمرہ آب زد این کار را وقت شد اینک تماشاے گل و گلزار را باز بنگر آں پریشاں بستن دستار را روز جمیع کار بندایے خواجہ استغفار را جرعہ کو تا بشویم تخت پندار را چند زیر خرّیہاں دارم این زنار را</p>	<p>نوبہار آمد سلم نو کرد عشق یار را نیکو اں خندہ زناں چون گل گلزار آمد دیدہ بر جامہ گل بار ہا داغ شراب آخر این جمعیت امروز از نے مے خورد جاں ہے با دست چندین گل غلط پندارم ساقیا جامے بدہ تا دایم مستی بر دم</p>	
<p>۳۲</p>	<p>گر حسن بیرون دہد سمر رشتہ از سترے مختب صد بار در پا او فت خار را</p>	<p>۴</p>
<p>بن بخش جان خراب مرا بستان خود وہ کباب مرا ندانم کہ بستت خواب مرا بداں جان تو خاک آب مرا شکر مہر کردی جواب مرا دعا ہائے نامستجاب مرا</p>	<p>نظر کن دو چشم پر آب مرا دو چشم تو قصد و لم میکند ترا ہر دو ز گرس نسوں گرفتار صدیے بگو تا مدارے بود ز تو شربت وصل کردم سوال بشنام مستبول خود محو سخن</p>	

۳۳

حسن گفت خاکِ سگانت منم
بہر کس بخشش این خطاب مرا

۷

وے آبِ حیاتِ جاں آخر گزے بر ما
جز باد کہ می آرد از تو خبرے بر ما
بگزر چون سیم گل وقت سحرے بر ما
بفرست ز لعل خود اندک شکرے بر ما
از باغچہ رحمت بکشتای دے بر ما
حاکم نتواند شد جز تو دگرے بر ما

اے چشم و چراغِ دل آخر نظرے بر ما
گر نیم شبے ناگہ طالع ز نشوی چوں مس
جز صبح کہ می راند از مانفے با تو
صلواتے مراد ما بر ذوق نمی آید
راہِ دل ما دیدی بر بستہ بخار غم
گر باغ تو آرائی و رراع تو فسرانی

۳۴

خوش گفت حسن با تو اندر شب تنہائی
کائے چشم و چراغِ دل آخر نظرے بر ما

۷

گر بہم رفتند تو باسے بیا
حقہ رغیب ست پُر از کیمیا
خرقہ نکو ناید ست از بوریا
کردہ ام این تجربت از آسیا
دیدہ اعمی چہ کند تو تیا
تا ند مد از گل گورم گیا

دل شد و دنیا شد و دیں سا قیا
جام تو بر دست چو من مفلے
تا چوتہ رابہ نہ نشوی پاکِ دل
ہر چہ وہی باز از انت دہند
این دل گمہ شدہ نشید پند
باز کجا ایتد این آبِ چشم

اے حسن این زبچہ آوردہ

زہد دروں رخنہ و بیرون ریا

باز داغ نو بہا داندوہ عشقتش سببہ را
از دل نامہ سر بان او غبار کینہ را
راہ گم کر دم عنسہ نیراں مسجد آدینہ را
ایں سعادت میں کہ زیور می دہد آئینہ را

باز عشق دوست نو کرد اندہ دیرینہ را
چشم من طوقاں بر افشاند و فرزند بیچ
تا خلیب عشق او بر منبر جاں خطبہ کرد
آنکہ می بینی کہ او از آئینہ آراستہ رو

۷

از ازل جان حسن مست است آدبے
یار دیرینہ شناسد محبت دیرینہ را

۳۶

بر دفتر طاعت رقمے راندہ گنہ را
وانگاہ پو شیدہ بسزہ سپر چہ را
یکبار چنین کز منہ اے شوخ کلہ را
ہر روز پریشاں نتواں کرد سپہ را
داغ و گرا از رشک تو پیدا شدہ مہ را
عرضہ چسکنم پیش تو ایں روئے سبہ را

اے خط خوش از مشک تر آئینہ تر
افکنده دل ماہمہ در چاہ زرخداں
پیراہن یک شہرزد دست تو قباشد
ہر چند کہ زلف تو سپاہیست چہانگر
دیدم شب دوشینہ من ہر کہ نظر داشت
مہ وقت گرفتن رخ تو دید وہی گفت

۷

نگرفت حسن در تفت عشق تو قرارے
چہ جائے قرارستہ در آتش کدہ کہ را

۳۷

از آفتاب روئے خود چوں صبح خندان گنہ را

اے ماہِ خواباں کھنچے بر خوشیماں گنہ را

<p>در کج وقت روز و شب داؤد ساں نالیدم اگناز و گاہے غشوہ دہ بکٹسائے زلف پرگرہ افگند زلف کافرت اشکا لہما در دین من از زہد خشک خویشین ہستم براں اول قدم دارم دل آتش کدہ آخر خلیل من تویی</p>	<p>تخت صلت اے پری کیش سلیمان کن مرا لب بر لب من نہ بتا جاں کنن کن مرا یکبار ہماروئے خود از سر سماں کن مرا زان کو چست مست شدم و غلطان کن مرا بر من فرود آیدمے آتش گلتاں کن مرا</p>	
<p>۳۸</p>	<p>مسکین حسن مکیویت کائے وقت عشاق تو خوش اگر من ازیشان نیستم بارے ازیشان کن مرا</p>	<p>۶</p>
<p>آں سرو جو با سبزہ در آہنخت سمن را در توبہ چہ جہدم کنی اے زاہد مغرور ما این وطن از بہر بتاں ساختہ بودیم جاناں چو بیتاں شوی از عارض خوش خط موزہ بکن از پائے کہ پاتا پائے خاصست اے مدعیان در سر آں گیسوے و لبند</p>	<p>از جلوہ بر انداخت عروساں جمن را بارے تو ہمیں یک نظر آں توبہ شکن را ایٹاں چو سازند بسوزیم وطن را چون فتر گل بشکنی اوراق سمن را یک وصلہ بدست آرم پیوند کفن را دل چو کہ نہ بستید بہ بندید دہن را</p>	
<p>۳۹</p>	<p>فردا ہمہ تشریف کرامت سدا زدوست بے خانہ و جا بے سراپے چو حسن را</p>	<p>۶</p>
<p>اے در دولت ہمہ شکر با از ساغر عشق در رہ تو</p>	<p>روے تو نظارہ نظر را غلطیدہ بہ نیم جرہ کس را</p>	

رفتم بہ پناہ دین و تقویٰ
دردِ دلِ من ہمہ شنیدند
بائے زسگان خوشتن پرین
گفتی سرے نہ چو دل ہنادی

تیر تو گذشت از سپر ما
تو بے خبری ازین خبر ما
کاں بانگ چه بود در سر ما
این نیز نہیں بردگر ما

۴۰

از بے خطراں نیاید این کار
کار حسن است این خطر ما

۴

بر درد ما وقوف نباشد طبیب را
در دم ز حد گذشت بجاں اوفتاد کار
جانا زکاتِ حسن چه می داریم دریغ
زاں خط سحر پیشہ یک افسون نہر بند
گر جمیعہ بسجدا دینہ در روی
دل کزدت باندنی بایت بہشت

آہ از حبیب دست نگیر و حبیب را
خیزاے غلام و معذرتے کن طبیب را
یا خود نصیب نیست من در منصب را
بندیت تا بیت ہم چشم رقیب را
در ہر حدیث صد غلط افتد خطیب را
شہر کساں قرار نباشد غریب را

۴۱

بے تو حسن بہیچ وطن دل نمی دسد
بے گل جہاں خراب بود عند لب را

۴

اے کمر بستہ بے وفائی را
تا چہ غایت جفا کشیم آخر
وہ نے با بہت جدار روزے

بر طوف کردہ آشنائی را
غلیتے بہت بے وفائی را
آصفہا کنم جُدائی را

شہر زندانست روستائی را
معذرت گفت پارسائی را
بیاں فدا کرد روستائی را

عقل بگریخت از محلت عشق
ز اہدے کار دو لعل مسکوں دید
دل چرا نہ تہمت کہ پروانہ

۵

اے حسن ہم بیاں کہ بہت بدو
چسہ نواں کر دے نوائی را

۲۲

اے بلا انگیز ناگہ از کجا دیدم ترا
شکری گویم کہ بائے بے خطا دیدم ترا
یکزماں نشیں کہ بعد از ویرا دیدم ترا
سر و قہار است می گویم ترا دیدم ترا

بتلا شتم من بیچارہ تا دیدم ترا
خوب دیدم بے خطا ناوک زوی بر سینہ ام
نازیناں گرچہ میگرددی دل از دیدیم
ہر زماں گونی گرا دیدی کہ دیوانہ نشدی

۵

تسہر چہاں تونی خواہد سخن بو سے ز تو
برگدانی آدم چہیں باو کشہ دیدم ترا

۲۳

رہلیفت (پ)

بیت میں جمعیتاں جمع پریشاں را۔ طلب
آں جگر پالو دگان سینہ ریشاں را۔ طلب
عقل جس بیگانہ صرف اند خوشیاں را۔ طلب
بن تقلیدی رہا کن خوب کیشاں را۔ طلب

اے دل اہل دولت ایشاں ایشاں را۔ طلب
گرچہ خواہی درون بہتت رام رہے
عشق خویش تست می دانی تو ہم خوشی کن
یک خدنگ از کیش خواں خوشتر از صد بن تو

نہ ایک نئی نسخہ میں مطلع اس طرح ہے۔ سے ترک خواں می گزری بچوسہی حسن پو عاقبت ہر بے فائدہ رہا دیدم ترا۔

<p style="text-align: center;">۷</p>	<p>باز قوم مقبلان میں در لباس مدبراں اے حسن گر طالب اقبالی ایشان طلب</p>	<p style="text-align: center;">۲۴</p>
<p>تو دست در خمائی و من پائے در کرب یک دو شکیب کنندی کنم شکیب سرو سہی کہ بار نیارودہ ناروسیب مانند زانجاں ہرچہ چون خنک سر نشیب بر تو عزانتست براہریشہایت تیب خط کش بہر دو عالم بر حکم کرب تیب</p>	<p>باز اکہ بے تو یار نمی خواندم شکیب گر از بتان حور صفائے پری صفت در نازکی چونارون قامتت بود از پردہ چوں کمانچہ ابرو کشی برون اے دل اگر تو عاقبت اندیشی از غمش اگر حرفی از کتاب محبت گرفتند</p>	
<p style="text-align: center;">۷</p>	<p>بر طاعت حسن نشوم من ز نعت او داندوریا منی توانی دل فریب</p>	<p style="text-align: center;">۲۵</p>
<p>بندگی از تو است کہ اقطار تاب کوی او عنایتی نام سیرالما تاب جان دوست جہاں ازو ہے خراب نیم کش کردہ ز چشم نیم خواب بر عشیق ناب زد لولوب تاب دل لہو از دوست نیم خواب تاب</p>	<p>اینک اینک سے بیہوشی آئی روئے او آفاق را شمس لطف تاب چشم میگوشن کے لطف اردن تیر غمزہ در کہیں گاہ فریب گوہر کے جستم از درج لہش راست کامر وز اندر آمدی بچھو تاب</p>	
<p style="text-align: center;">اگم شد اندر پر تو رویش حسن</p>		

۳۶

چول ستارہ در شعاع آفتاب

۹

ماہ من دورے بگرداں از شراب
یک سبزناخن عنسیم ماکم نشد
خاکیاں رانیت از مے سیریت
ز خطاشد چون تو نزدیک منے
چشم گریانم کشادہ شد بتو
جانب من چون گذر کردی بلے
مجلس خاصت مائیم و توئی
لب بمای ده دل از مای ستاں

مست کن کز دست غم گشتم خراب
یک سرانگشتے فزوں ترده شراب
گوئی اندر ریگی می ریزند آب
ذکر غیرے دور باشد از صواب
در شمار من نبود این فتح باب
در خراب: ہا ہم افتد ماہ متاب
رہ نیابد اشب اندر چشم خراب
بہچنین از تو نمک وز ما کباب

۳۷

روزے از حکمت حسن کردن ستافت
تو ہم ازوے اشبے سر بر متاب

۷

چہ کرد با من و باروزگار من یارب
ہے چگونہ ہے کا شکار خواہم گفت
ہزار عاقل و دانا دین طریق بخشست
کنوں من می و عشوق ذوق و عشوق سماع
کہ گفتہ بد کہ مرا صبر و صفتست و صلاح
مے شبانہ بروئے چو صبح جانان خور

چہار روز فراق مہ چہار دہ شراب
ہیست صبح تقابلکہ آفتاب لقب
مرا ہم ار دل گم رہ ز دست شد چہ عجب
تو دانی و غم دین و رعایت مذہب
قدح بیار ز من و ان دروہما مطلب
کہ وقتن صبح اثر می کند شراب عنب

<p>۹</p>	<p>حسنِ حریفِ نزاری تو اندر میں سنی یکے عنانِ ارادت بکش بست ادب</p>	<p>۳۸</p>
<p>اے زپائے تو بدرِ کس رکاب بوسہ بر پابیت زخم یا بر رکاب بارکابی گو کہ گرد آور رکاب بخت می فرایدت از در رکاب تا مرصع گردو از گوہر رکاب کز توجان ماست پا اندر رکاب نیست نیساں تیغ تیز ہر رکاب تا رواں کر دے ازیں چاکر رکاب</p>	<p>ترک من بنشیں مکن پا در رکاب دست در جعدت زخم پا در کلاہ پائے گرد آرزو رکاب وے بخواہ بر رکابت روئے می مالم بسببیں چشم گریاں دارست زیر قدم بعد ازیں مائیم و دست اندر عنال ہر زماں لیسدر رکابت را حسن عاقبت عذرے عنان گیرش نشد</p>	
<p>۶</p>	<p>دستہائے او بریدہ کو گرفت در یکے بازو و در دیگر رکاب</p>	<p>۳۹</p>
<p>رویف (ت)</p>		
<p>دیدہ را گریبا تو کار افتاد دل غمناک چیت مرغ عاشق می شود پیرا ہن گل چاک چیت ابلقِ حسن از بزیر زین یوسف بود و بس عالمے گرد سمدت دست بر فراق چیت</p>		

ہمچیں گویند کاتش رہ ندار دور ہشت
 اے بہشت عاشقاں میں روئے آتشاک چسیت
 گزر رشکِ روئے تو مر رانشد پارہ بگر
 آں نشانیہائے خون بروہن افلاک چسیت
 مہرہ تریاک را بسیار عزت می نہند
 تو از اں لب مہر بجا مہرہ تریاک چسیت



گر حسن قدر غمت نشاخت اور اعفو کن
 پیش عفو کامل تو جرم مشت خاک چسیت



روئے خود را ماہ میخوانی کہ میگوید کہ نیست
 موئے خود را مشک میدانی کہ میگوید کہ نیست
 چوں رخ خود را بہشت عاشقاں کردی لقب
 برہمن سنبل چہ می شانی کہ می گوید کہ نیست
 ظلمت ظلمت زلف تو چہ مشکل اندراں
 روئے تو نور مسلمانانی کہ می گوید کہ نیست
 گر ترا من زرم دل خواغم کہ می گوید کہ ہست
 ورم را تو سخت جاں خوانی کہ میگوید کہ نیست
 جانم از خاک در تو آب جیواں یافتست
 آنکہ ہست اسکندر ثانی کہ می گوید کہ نیست

شہ علاء الدین کہی بینم زجاں بخششی او
برہم کس منت جانی کہ میگوید کہ نیست

۶

شاہِ صہ بندہ چو خاقان حق ہمیدانکہ هست
بندہ پیش صد چو خاقانی کہ میگوید کہ نیست

۵۱

سہ رفت در ہوائے تو ام در دہر رفت
پاشش گل فروشد یک پایہ ہر رفت
جاں داوہم جوئے تو جانے و گز رفت
خانہ زبج خون گل دید و در رفت
آن آتشے کہ دیدہ بدی از جگر رفت
آن مردم دو دیدہ ہنوز از نظر رفت

کارے کہ بود با تو مرا پیشتر رفت
دل خواست تا بام وصال تو رفت
عاشق کہ جان رفتہ بکوئے تو باز رفت
شب را خیال آمدہ در پیش چشم رفت
آمد مرہ بسینہ فر رفت و ہم چہاں
با آنکہ خون دل ز مرہ رفت سالہا

۷

عمرت ہم بکار بتاں رفتہ لے حسن
تا عمر تستہ کارشہ این جو تر رفت

۵۲

ہر کہ فاسق تر است یا زین است
آن ز نفس گناہر گارمن است
تا کہ بکشہ از گناہر گارمن است
تا کہ بکشہ از گناہر گارمن است
تا کہ بکشہ از گناہر گارمن است

یا بودن بنفس کارمن است
ہر چہ نقش گناہ می بینی
ہر چہ بر من زہر و گناہ
دل کہ با عصیت قرار گرفت
گرچہ کارم فسادش ہمہ روز

موج دریائے بے کنار من بہت

در کنار من آب دیدہ من

۵

بر خورد از امید خویش حسن
گر بگوئی امیدوار من است

۵۳

لعل لببت ہر سلیمانیت
گفتم و در بند پریشانیت
کفر گرفت این چه مسلمانیت
ہر چه گراں تر بن از انیت

اے کہ رخت نور مسلمانیت
زلف ترا راز دروں موبو
شہرے از اں زلف کہ ظلمت در او
بارگرا انت و سراق تو آہ

۹

خشم گرنے تر حسن عاقبت
عاقبت خشم پشیمانیت

۵۴

اہل انساں را نظیر شبہ تو فرزندیت
ہر چو لعل شکر افشانت بنات قندیت
زانکہ در ملک جہاں خربا تو امروندیت
اں دے کش ماہ روئے مثل تو ماندیت
ہرچ مجنونے ہیں ہمیں اسیر بندیت
اے دریغائیں دل مسکین مخر بندیت
ہرچکس لہ در جہاں این درو این او بندیت
ہرچوا و اندر جہاں مسعود و دلت بندیت

اے کہ در عالم نجوم بے مترمانندیت
سرو گل چون قامت رویت نزدیک درمن
دیگرے را چون گزیم بر تو آئے آرام جہاں
از سرود شادمانی و طرب بے بہرہ ماند
ہستم از بند دوزخین سلاسل دار تو
یک نفس گفتم کہ این شوریدہ را تسکین کنم
شاہ خوبانی نگارینا ترا ز سید از انکہ
ہر گرا شد دولت و صلت میسر یک زمان

<p>۹</p>	<p>آہ بچارہ حسن گزشت از پنج نهم بیچ آگاہی ز مشاواں کہ می نالندست</p>	<p>۵۵</p>
<p>تک تدبیر بسندست بہیں تدبیرست بام او خار گرفتست درش زنجیرست عمر آتش طفلیست کہ اندر سیرست ہر چہ این سوئے ہم است آنسوئے دیگر زیرست اثر راستی ضرب کہ اندر تیرست کہ ہاں یاد گناہ تو ترا تذکیرست گور کن شب آدینہ چہ دامنگیرست پنجہ مرگ بخوں پنجہ بیدانجیرست</p>	<p>دل بہادیم بہر حکم کہ در تقدیرست خانہ عاقبت امروز مسلم نشود عمر آنست کہ چل سال غم خوردن رفت در ساز نیست کہ زیر وزبیرش آہنگ است کجی مطلق از جزائے کماں چوں نبرد اے بتذکیر شستہ گنہت یاد آور ظالماں را نشود پند بزرگاں مانع سر نخوت چہ بر آوردہ اے سر و بلند</p>	
<p>۷</p>	<p>ایں جوانی ہمہ در حسو سر آوردہ حسن وقت تقبیل حواشی بساط پیرست</p>	<p>۵۶</p>
<p>عشق بہر جا کہ درے ہست برو کشادست مہر مہرست کہ بر سینہ ما بہادست ہمہ اسباب بلا بر دل ما آمادست حال افتادہ نداند گراں کافرادست ایں سیاہ روز ندانم کہ چہ طالع زادست خرقہ در باختہ ام داو پس سجادست</p>	<p>آنکہ او بردر عشاق سرے نہادست دوست و اغے کہ نہادست نمی دانی غمزہ چوں ناوک و ابرو چو کمان زلف کمنہ دوش قمری بفس قصہ در دم میخواند دل بدوران غمش بیچ شبے شاد نخت باز دستے بہ قمار عم او خواہم برد</p>	

۵۷

دل مسکین حسن آتش دگیت بلے
ایں ہمہ خوش درونست کہ بیرون دادست

۶

وہ چہ روزست ایں کہ برمن جور یار از حد گذشت
ناچشیدہ جرعه زان لب خمار از حد گذشت
پیش ازین ہر روز می نالیسدے از روزگار
جور او ہسچوں جھلے روزگار از حد گذشت
در و چنداں شد کہ دل را احتمال آن نماند
بارکش لا بد نسر و ماند چو بار از حد گذشت
ماہ رویا روز طہ بحیران تو مارا بکشت
ماہ نوبنائے زا برو کا انتظار از حد گذشت
چوں حساب رقعہ شطرنج غمائے ترا
ہیچ پایا نے ندیدم وین شمار از حد گذشت

۵۸

جیست جانہ بر دل خاں من چندیں غبار
آخراے ابر کرم رحمے غبار از حد گذشت

۷

دل بہ بیکبارگی از بار جھایت ریش است
طبع بد خوئے تو ہم بر سرے خوئے خویش است
شب ہجران بتر از روز قیامت گیسرند
بہترین روز مرا آن بتریں شب پیش است

ایں چہ کیش است کہ چون تیر فرستی بر من
شیخ ماندہ نشوی تا یکے اندر کیش است

دہدم درد ہے خیزد ازیں دل آرزے
ہوس نوش لباں پر گجان چو نیش است

دوستان حال دل بیش چہ پر سید از من
اینک آں خوں دو دیدہ اثر آن ریش است

گریباید گلے بشراب آلودہ

بمن آرید کہ آں خرقہ این درویش است

۱۱

اے حسن خلعت دردے کہ ترا است بدوش

کم بیند ار کہ از ملک دو عالم بیش است

۵۹

اپنیز ہزار پیرا من از غم قباشد است

بر چشمہ حیات بسے ماجرا شد است

در چشم روشنان فلک تو تیا شد است

امید ہاز کعبہ رویت روا شد است

اے میان شینہ بادہ صفا شد است

بہر رخنے کہ ہست بہ تباد ما شد است

گریہ است دہن تیریں کا آشا شد است

روز بد منست کہ بر من بلا شد است

تایک گرہ ز بند قبائے تو داشت است

تا لعل شکر نیت بجاں بخشا شد است

امروز خود غبار قردوم مبارکت

مقصود ہاز طوبی خطت برآمد است

شینہ درون سینہ گرفت بادہ را

یاراں بنائے عشرت کردند استوا

مادر دیا عشق غریب اوفتادہ ایم

نزدوست شکوہ است مرا نے زد شمن

گوئی کہ روز بد را ہم روز بد رسید
 حال حسرتی دل پرخوں چه پریم
 ورنہ چرا بصحبت من مبتلا شدی است
 ایک روز خود یاد بین تا چہا شدی است

۷

جاناں ترا گئے غم حال حسن نبود
 جم را چه غم کہ مورچہ زیر پا شدی است

۶۰

ساقی قدح کہ شب بکاہست
 غملم با مپید حسرتہ خاص
 اندر قدم تو خاک راہست
 اے عقل بگرد عشق کم گرد
 درویش نہ مرد باو شاہست
 جانناں ز در خودم چه رانی
 جان ہمہ را ہماں پناہست
 اے ترک عنان بقفل دادہ
 از تو بتو ام گریز گاہست
 زلف تو شفیق محشرم باد
 ہر چند کہ نامہ ام سیاہست

۶۰

تو قبلہ وقت شو حسن را
 ورنہ ہمہ طا عشق گناہست

۶۱

جائے کہ تویی اے مہمن جان من آنجاست
 بیچارہ دل پر غم و ویران من آنجاست
 من طیبلم اما ز گلستان رخت دور
 شاید کہ بنالم چو گلستان من آنجاست
 تو غم سفر کردہ و نا کردہ زمن یاد

لہ ربوہ از عقل

کاں عنسزده بکس حیرن من آنجاست
 گویند خراب سروساں شده تو
 من چون نشوم چوں سروساں من آنجاست
 من قصه بخون جگر خویش نوشتم
 آنجا برائے باد که سلطان من آنجاست
 از معے طیبیاں نرود درد دل من
 گورنج مینید که دران من آنجاست

۷

از یاد تو زنده است حسن ورنه بمرده
 میگفت که بیجان شدم و جان من آنجاست

۶۲

غائب نشوی که با تو کارست
 مارا همه وقت نوپهارست
 جاناں مگر از منت غبارست
 آن ترک مہنوز در خارست
 آن غم که زنت برقرارست
 اے جان من این چه روزگارست

ساقی دم صبح مشکبارست
 با بونے می و ہوائے رویت
 چشمت سوئے ما نمیشود باز
 از متے چشم تو خراستم
 ہر چند کہ بیعت سر از تو
 از خندے روزگار جاں رفت

۸

اے چارہ گر امید با تو
 بیچارہ حسن امیدوارست

۶۳

اے کاشتب ساریاں را اتفاق محکمت
 راتیں خود ایم دیدن این ماں سویش
 ہر دو کلمے کرو چشم چشمہ خونے روال
 داغما و ایم پر رونے دل از دستش
 رونے او دیدن مرے را تو اند بود وجہ
 آن خط خونیز بر رخسار خوشش گوینا
 دوستان گویند کا خردست پائے ہم نر

مردم سخم ز حال درد مند غافلست
 افتاب اندر حجاب کوہ مرہ در محکمت
 حال رفتن چوں بودین خود خوشتر است
 ز نگیان را داغ بر رویت را بردست
 عقدہ زلفش کشادن مشکل مشکلست
 محضر عالم بنزد بادشاہ عادت
 چوں کنم چوں دست زیر سنگ و پام دست

۶

نیر چوں پروانہ و آتش زن اندر رخت خویش
 اے حسن این سنت دیوانگان عاقلست

۶۳

ساقیامے وہ کہ مست آن یار من باز آمدست
 ز ہر چوں و رزم کہ آن توبہ شکن باز آمدست
 بادہ گلگون بدہ تا سوسے گل گشتے کنیم
 یار من چوں گل بگلگشت چمن باز آمدست
 راحت دل بود یا جاں بود الحق ہر چہ بود
 اینکے آن راحت بجاں و جان تن باز آمدست
 سجدہ ام واجب شد و جاں بازیم پروانہ وار
 قبلہ عشاق و ماہ اہلسن باز آمدست
 پڑھد با شیدا زخم کند و زخم تیر

سرو بعد انداز و ماہِ غمزه زن باز آمدست
 لے کہ در وسعت غلامانشن ہی بینی مرا
 نیک بختم من کہ بخت نیک من باز آمدست

۵

دوست بازے بود از دست حسن چشم کنوں
 صید کم ناید چو در دست حسن باز آمدست

۶۵

دیدہ روشن کن از بونے کے باو، مست
 شکرے از حلقہ کیسوں کے باو، مست
 سحرے از غمزه جادوئے کے باو، مست
 چاشنی خم ابروئے کے باو، مست

روئے گل میں صفت روئے کے باو، مست
 بعد ازین دست من زلف بنفشہ چکنم
 نظر از زکس تو می نتوانم برداشت
 دوش چشم ہمہ کس بر من تو تیراں بود

۷

خوش قنادست حسن با گل ولعت آئے
 رنگے از اشک تو دبوئے کے باو مست

۶۶

بے دیدن او چشم مرا نور بصر نیست
 من کشته آن چشم کہ بر ماشر نظر نیست
 داند کہ دعا ہائے مرا بیچ اثر نیست
 شب نیست کہ از روز دگر سوختہ تر نیست
 آئے ز خرابی حرفانش خبر نیست
 گفتا دگر سے زان بکچم جان دگر نیست

آن دیدہ کہ بر حال من بیچ نظر نیست
 از شربت وصلت ہمہ سیراب شدتند
 رنجاند و از ریخ دلم سپیح ترسد
 بیچارہ دلم شمع صفت در خم ہجران
 چندین چہ ہنجواب کند زکس مستت
 یک بوسہ ز دم برق مش جان ستدازن

۶۷

درباز حسن در رہ او یک دل صد جاں
بارے تو بریں باش اگر مست و گرنیست

۷

نہ از برائے خود از بہر جان ما آموخت
ز ہندوئے تو کہ ایں ترکی از گجا آموخت
زہے مسلم تو کت ہمہ خطا آموخت
شبے خیال ترا دید و آشنا آموخت
برفت و معجزہ خود لب ترا آموخت
نظر بروئے تو افگند و لضحی آموخت

فسون و فتنہ کہ چشم تو دل را آموخت
بر بخت خال تو خونہائے خلق در عجب ام
سبق تو بردہ از ہر ہمہ خطا کاراں
ہمیشہ غرق بخوں بود مردم چشم
کسے کہ لطف ز باش بردہ جاں میداد
دلہم ز زلف تو و ایل خواست یاد گرفت

۶۸

تو بہر ہمتی ہستی زانہی نیاید
قبول شاعت خود را ہمیں دعا آموخت

۷

مشفق ترا ز غم تو دگر نگما ز نیست
مارا ہوائے عشق کم از نو بہار نیست
شب نگزد کہ بردم ایں خار خار نیست
آوازے از در تو برآمد کہ بار نیست
در عہد نامہ من و تو ایں قرار نیست
لیکن بنائے عمر چہیں استوار نیست

مارا بجز تو در مجہ آفاق یا ر نیست
دامن چو گل مہر شک چولہ مثرہ چو بار
روزے بیدہ جنیم خاک رہ ترا
گفتم ز شاخ وصل تو بارے بار رسید
گفتی برو جوئے دگر کس قرار گیر
تا آسماں بر آورم ایوان آرزو

۶۹

ناز تو پیش باشد یا نالہ حسن
ایں ہر دو را کہ نام گرفتہ شمار نیست

۷

مراد کوئے عشقت خانہ ہست
رواں شوایں طرف سائے گنج خوبی
اگر یاران تو نظارہ خواہست
میان عقل و عشق اسلحہ تروا
نگروم گرد شمع وصل لیکن
سرم فردا و گنج خلوت خالص

ز درد درد تو پیمانہ ہست
نگویم کلبہ ویرانہ ہست
بگو در کوئے ماد یوانہ ہست
ز مارے باغبان افسانہ ہست
زدیوان غمست پیروانہ ہست
عوام حلق را کاشانہ ہست

۶۰

حسن جائے تو اندر چشم خود کرد
ہم اینجا باش خالی خانہ ہست

۶

اے میان مفلساں گنجی بھگیاں تو کیست
گر گلی مارا بشارت وہ کہ گلزارت کجاست
ہم تو با شیرینی لب شور بخشی یا نمک
چشم از عشق دو چشم کا فتنہ غوست آہ
خلق کوئے گفت گو اندر میاں افکنده ام
اے دل از سینہ کباب آوردی از دیدہ گلآ

آن مائے تو سہمہ آتا کجوان تو کیست
ورہشتی ہم اشارت دہ کہ نہروں تو کیست
اے تہانے برد خود خواندہ پنجان تو کیست
تا گرفتار دوزلف نام سلمان تو کیست
چوں چوکان بکشیدی میدان تو کیست
توئی کوئی و میدنم کہ ہمان تو کیست

۶۱

اے سخن باجین تو ہی داشتہ زبان
بہر کرا جا نیست مبد اند کہ جان تو کیست

۶

اے بند عشق مہیج ولے راکشا و نیست

شاداں مباد ہر کہ میں مژدہ شاد نیست

از دارو گیر عشق تباں اشک من نگر نے بانگ مرغ میثونم نے صدائے کوس بے زرم را چوں طس لبم من کہ روزگار گفتم شرم مستی یک بوسہ گفتہ اے نیکواں چه شد کہ نداید او من	چوں شکر گریختہ کش ایسا دنیست با این شب مراد مرا با ما دنیست یک روز بر مراد من نامرا دنیست کفنا کہ ہر چه گفتہ ام امر زیادنیست یا اندراں جہاں کہ نشاید دا دنیست
---	---

۷

رو از بلائے عشق چو می آبی اے حسن
من یاری از کہ جویم چوں اعتقاد نیست

۷۲

از تو مرا بوی و مثالے بس است گر شب من خواہے چوں روز عید خط چہ کشتی از پے خوں ریز مہی دست بفتہ اک تو نتوان زدن دستہ ریجاں حکیم از بہشت خندہ زناں ہر نفسے اندر آئے	وز زرخ رنگینت خیالے بس است از خم ابروت ہلا لے بس است بر لب چوں نوش تو خالے بس است صدق تعلق بدوالے بس است از سر کوئے تو سفالے بس است جلوہ گل از پئے سالے بس است
---	---

۵

از خود و از غیر منال اے حسن
فضل خداوند تعالے بس است

۷۳

بیاساقی ہنوز آہستگی حسیت مرا دہ ساعتہ پز انجناں وہ	کہ اینک گل بخندید ابر بگریست کہ نشا سم کہ وہ چندست یا نیست
---	---

تکو گفتند ازو بیچارہ ترکیبیت
نمیداند کہ این بیچارگی حبیبیت

بزرگان مست را بیچارہ گفتند
ولے ہشیار ازو بیچارہ تر زانک

۷

حسن گر سروری خواہی دیریں راہ
زیر پاسے مستان باید تریست

۷۲

بنائے زہر ویراں کردہ اوست
ہزاراں شخص بیجاں کردہ اوست
سہم آفاق حیراں کردہ اوست
ہمہ عالم پریشاں کردہ اوست
لبت گیرم کہ نہیاں کردہ اوست
دل صد پارہ تیراں کردہ اوست

بتم کا سلام حیراں کردہ اوست
اگر بیدل کند اراچہ نہ ایم
نہ من تنہا شد ہم حیراں رویش
سرگیو بختی می بروز انک
دلم کم شد دریں مجلس بجا رفت
من اندریش آن ترکم کہ ہر بار

۷

تکو کا فرس خوانی ہی خواں
حسرتی راتے مسلمان کردہ اوست

۷۵

خاک آں رہ مراحتیاج نہ ہست
کعبہ رہ روانت خاک درست
روشنم شد کہ عمر در گذرست
من چہ دانم ہشت پیش درست
شب پرہ ز آفتاب بخیرست

ہر کجا مرکب ترا گدیرست
جانے جبارو زندگان کعبیت
دی کہ این جاہتہ گذر افتاد
عالمے برد رہشتت روند
ما کجا نور طلعت تو کجا

ہم کریمیاں تسبول فرمایند
تحفہ اہل فقر ما حاضر ست

۴

حسن اینجا چہ می فشانے جاں
کہ نثارِ عظیم مختصر ست

۶

کہ زرش قبل خواباں خطا و چگل است
کا نچہ مینی ز سرش تا بقدم جلود است
سر و پیش قدش از راستی خود نجل است
چہ خبر دارد ازین لطیف در آب و گل است
بارگ دیدہ ہما نرگِ دل متصل است
وین نداند مگر آنکس کہ گرفتار دل است

یاد باین ترک بجا پیشہ ما از چگل است
اں بہاں لہ با خود بصفت نابید است
کسے از راستی خویش نبود ست نجل
آنکہ اندر سرش از آتش خود بادے
خون دل می چکد از دیدہ من در گریہ
دل گرفتار بلائیست کہ پایانش نیست

۵

حاشا لشکہ حسن دم زند از جور بتاں
ہر چہ آں تویم کنند از طرف ما بجل است

۷

از خط و لب مرد و بیجا دہ یافتت
وانکس کہ یافتت خدادادہ یافتت
شکرے بر آنکہ نعمت آمادہ یافتت
او قدر دل چہ داند افتادہ یافتت

خوبے کہ گنج نیگونی آمادہ یافتت
خوبی و چاہیش خدادادہ شہبہ است
این نعمت جمال کہ او دارد لے دریغ
افتادہ ماندہ بود ولم بردرش بخت

۴

خون حسن ہم بخورد از ناز و نوشش با
خونے کہ خوشگوار تر از بادہ یافتت

۷۸

ختم رسل صفات کمال محمد است طے اشارتے ز جمال محمد است یک پایہ ز جاہ و جلال محمد است موقوف ابروئے چو ہلال محمد است کس حرف خم گرفته چو دال محمد است جملہ نواہسا ز نوال محمد است	باغ بہشت وصف جمال محمد است نون و القلم ہدیہ از روح خلق او کرسی کہ بہت تخت فلک پایہ قدر او است آغاز عید شادی و اتمام صوم غم زال شد فلک ز تخت خاک اینچیں بلند ہست این نعم نوالہ از خوان او یکے
---	---

۷

آزاد شد دل حسن از بند ہر غمے
کو بندہ محمد و آل محمد است

۷۹

باتو خوش بنیم شبان شب است از شکر گل چنیم شبان شب است خلوتے بجز نیم شبان شب است گل بود بالینیم شبان شب است خندہات پریم شبان شب است قاب قوسین بنیم شبان شب است	روئے خوبت بنیم شبان شب است روزنا ز ہر فراقم داد و ہر صوفیانہ بردت از ہر دو کون دست لطفت خاتم از بستر بر رفت طلعت تو باہ من خواهد شدن اے خیال ابروت معسراج من
---	---

۶

با حسن گفتی شبے جان شب است
جان من بے نیم شبان شب است

۸۰

یہج خونے ز دسے خون گرفت	تُرک من ترک خونے بد گرفت
-------------------------	--------------------------

<p>یک بہ آموزی خرد نگر گرفت خود گرفت از کسے مدد نگر گرفت خانہ در منزل کج نگر گرفت کس نبودست کشش نزد نگر گرفت</p>	<p>ہم ہمال بدر ہے کہ رفتہ بماند آفتاب خوش مالک حسن کیست کو شہر بند عشق نگشت دی در آمد بعاوت ز دو گیر</p>	
<p>۷</p>	<p>حسن از خان و ماں دل برداشت در دل برگرفت بد نگر گرفت</p>	<p>۸۱</p>
<p>بند بندم بہ بندمی انداخت بر دل درد مند می انداخت تیرمی زد کمندی انداخت چندمی بست چند می انداخت از ستارہ سپند می انداخت زہری ریخت قند می انداخت</p>	<p>ترک من دی کند می انداخت ہر کجا درد ناک تر ز حسے در شکار آمدہ ز عنترہ وزلف کس چہ دانہ کز اں دو در یکدم او ہی رفت و مہ بر آتش ہر جزع و لعشش بدامن عشاق</p>	
<p>۸</p>	<p>مر حسن راز ناز بے حد خویش جاں بخت گزند می انداخت</p>	<p>۸۲</p>
<p>دل چہ باشد جاں فدائی نام اوست جادوئے اے کہ در بادام اوست گو نیایں دیدہ غرق و ام اوست</p>	<p>ترک دل بندم کہ دل در دام اوست دامنم از اشک پر عناب کرد تائب خویش دیدم غسل فام</p>	

۱۔ ہر سیلانی کہ سپید سیاہ باشد و گاہے از لفظ جزع چشم مراد دارند باعتبار سپیدی و سیاہی۔ مؤنث۔ ۲۔ غسل فام اوست۔

این همه خوں خوردنش در کام اوست
راحتی گریهست در دشنام اوست
بایه دولت ہمیں معینا م اوست

دیدنی آں منقار خوں آلود بکت
راحت جان گفتش دشنام داد
و ادبیغای کمنی کش مے شبے

۷

تا حسن راست معنی کرده اند
بہفت دریا جسر عہ از جام اوست

۸۳

خطہ خوبی بنام تو درست
تختہ با حفظی خود پاک شست
حسن خود از حلقہ در گونہان شست
خون خلقے را کمر بستہ چست
اگر نگیرد زلف تو این کار سست
کافرست آں کو رضای تو بخت

تُرک من ملکِ ملاحظتِ ملک تست
عقل من تا خطِ شیرین تو دید
حلقہ در گوشش کردی بہر حسن
وہ چہ خوش مے آئی و خوش میری
دل ازاں چاہ ز نخداں بر شتم
اگر رضایت در مسلمان کشتن است

۹

دانه شد اشک حسن ہم بر نداد
لے بسا دانه آب شسته نہ رست

۹۴

مزار و بیت و راسے ہر مراد سست
بروسے شادی افراے تو تاد سست
ہوزار ز زرتت این خود با مداد سست
گرت آن صحبت دیرینہ یاد سست

ز مے دلبر کہ دلہا از تو تاد سست
دلہم را اگر فلک در دو چشم افزود
دل یک شہر شد روزیت خوش باش
ممن نللم لے سسٹم چون زود سست

کہ خط سلم تو مبارک زود است
بدہ بادہ کہ بے آن عمر باد است
برو کا یام در بند کشاد است
دے بنشیں چہ جائے خیر باد است

خطا گنتم جفا و ظلم کن سلم
بس از دیری چو پیشم آمدستی
کلید شادی و قفل غم اینک
قرا بہ در سلام آورد ساقی

۹

حسن را جہد کن کہ غم رہد باز
کہ غم را روز و شب با او جہاد است

۸۵

نقش تو از کار گاہے دیگر است
کیش آن باہت ماہے دیگر است
رو کہ آن سر را کلاہے دیگر است
یا بخر عشقت گناہے دیگر است
زلف مشکیں کاں سپاہے دیگر است
ہر مظالم داد خواہے دیگر است
زینہاری را پناہے دیگر است
توشہ دیگر کن کہ راہے دیگر است

غزہ روئے تو ماہے دیگر است
خط مکش بر روئے کال حسن خوش
مہ چو جوزا از کمر بنداں تست
چند نوع در عقوبت داریم
گرچہ خود ترکان غمزت کیش اند
جو کمتر کن کہ از بیاد عشق
از تو جستم ہم تو جستم پناہ
عقل می ورزیدم اینجا عشق گفت

۵

شیر دل خواندن حسن را لطف بود
نے سگ خود خواں کہ جلیہے دیگر است

۸۶

مہر خم در زینہار لعل تست

گوہر جامہ نثار لعل تست

کاں یکے جزیہ گذار لعل تست چشمہ خضر آب دار لعل تست چوں کنم کاں یادگار لعل تست راست گویم شرمسار لعل تست این رسم امروز کار لعل تست	پیش لعل تو کہ باشد لعل کاں تا شکر شد چاشنی گیر لبست اشک خونیں را بیدہ جانم جوہر جاں کیسج جا پیدا نشد کیست کار و آنچه فت از عمر باز
---	--

۶

حقہ چشم حسن یا قوت بار
جملہ یا قوتش نثار لعل تست

۸۶

آیت عشق ترا نفسیر صیبت
ما و کنج صبر تا لقتدیر صیبت
دوستماں این کار را تدیر صیبت
گر نہ زارم نالہ چوں زیر صیبت
عمر را تجسیل میں تا خیر صیبت

باز در خود گم شد تدیر صیبت
عشق تو از ما چو بے ہمت دار بود
دشمنناں ہر سوئے در کار آمدند
اے صنم روزت نزارم می کنند
وصل و وعدہ کردی و عمرے گشت

۵

گر رضا ندہی کہ بوسم پاسے تو
اے حسن خاک درت نقسیر صیبت

۸۸

چراغ جان مرا جز وصال و غن نیست
چہ آتش سست کہ از وقت تو در من نیست
چہ بخت تیرہ چہ دانم چہ بود روشن نیست

شب فراق مرا بے رخ تو روشن نیست
دیں شبے کہ ہمہ آتش سست در ہمہ جا
برات را شب قسمت نهند قسمت ن

زنج شادی ہر قوم قسمتے بردند

منم کہ قسمت من تا کنوں معتین نصرت

۸

دراز ماندہ شب عید وصل نیتے کن
کہ بے تو ایں شب را قدریم سوزن نصرت

۸۹

گیسویے تو بندہ کشاوہ آئے شب عید را عس نصرت
ایں بیت را در خواب گفتہ بودم چوں روز شد در خاطر گشت کہ ایں بیت درو^{صف}
گیسویے ہمیشکار مصطفیٰ درست می آید شش بیت دیگر نظم کردم۔
ایں خوابہ بدو لقم ہوں نصرت
بے یاد تو مرغ را نوا سنے
من شمع شمع تو صبح شادی
آں پایہ ترا کہ عرش سالیست
حلوئے سپین انبیائی
گیسویے تو بندہ کشاوہ
ایں دولت بندگیت بس نصرت
بے نام تو صبح را نصرت
خز پیش تو مرد نم ہوں نصرت
چوں بوسہ دہم کہ دست من نصرت
ایں طرفہ ترا کہ پیش بس نصرت
آئے شب عید را عس نصرت

۹

بر بیکسی حسن بخشائے
آں ظالم نفس گرچہ کس نصرت

۹۰

جانے در نقد دریں قالب دست
گوئی کہ آفتابے در عقرب دست
جان من خطت جو خطت بر لب دست

آخط جان فزای تو گرد لب دست
روئے کشاوہ داری و خطے کشیدہ نیز
نے نے لب کا ہنس جاہنا فرود از لب

روز یکہ خوش رود کہ چہاں را شبک است
روئے من از سرشک پراز کوبک است
کزوے زبا ہما ہمہ در یارب است

رویت جہاں حسن خطت شب تو خود بگو
تا چشم من ز روئے چو خورشید شد ہی
در دل ز تاب عشق تو یارب چہ آتش

۶

تا غیب تو دید حسن در ضمیر او
از پیشہ مجھ صفت غیب آمد است

۹۱

عقلم از ستر صبوری غور است
پیشہ با بیل کجا در زور است
کہ از وجہ جہاں در شور است
نام غارت چہ سبب بر غور است
خانہ بے صحبت خواں گور است

عالمے از لب او در شور است
عقلم از عشق تو بر مے ناید
چاہ شیریں ز نخلدانش نگر
ہمہ دل چین سہ زلف تو برد
خمیہ بر طرف سپن خواہم زد

۷

در حضورت سخن بندہ حسن
دست جمشید و حدیث مور است

۹۲

تازہ نہا لیست کہ نو خاستت
بمچو گل اندر ہر نو خاستت
گرچہ صبادرتاک و پو ناستت
تا چہ نبات از لب جو خاستت
فستق ہمہ از رخ او خاستت

یار کہ صدیاری از نو خاستت
روئے خوش و بوئے خوش و خوئے خوش
خودتواں یافت چناں آب و گل
جوئے بہشتت و ہانش بہیں
گشت خطش فتنہ براں رخ بہیں

عہ بضم اول و ثانی بچول یعنی تہ باشد۔ مورف ک

راست قدش برصفت سروخت	چشم بدش دورنگو خاستت
----------------------	----------------------

۶

نادره حسن آمد و نادر تر آنک
بچو حسن نادره گو خاستت

۹۳

دوش ما بودیم تا سحر از حضور یار مست
گوش از گفتار مست دیده از دیدار مست
فکر مجلس ذکر ساقی دوست ساغر عشق
فہم مست و ہم مست است ادراک مست اسرار مست
جرعے ز آل نصیب کائنات آمد چہ شد
خوش مست و پیر مست و موز مست و مار مست
از نمے آن جرعه رست از صد سینہ صد نہال
ببخ مست و شاخ مست برگ مرست بار مست
شیر گیر این قدح بود مست منصور آنکہ شد
مرد مست بند مست رشتہ مست دار مست
خواست مطرب کاین سخن در چنگ گوید چون کند
قول مست صوت مست ز نغمہ مست و تار مست

۵

خاک آل جرعه شوائے بندہ حسن کز بونے او
طفل مست و پیر مست بندہ مست احرار مست

۹۴

انصاف میدہم کہ چوروئے توروئے نیست
گل در مزاج لطف چو تو نرم خوئے نیست
غنجہ بصد نقاب ہی پوشد از توروئے
واند کہ با توروئے نمودش روئے نیست
میگفت لاله ہست مرا رنگی از رخت
اورا مجال رنگ چہ باشد کہ بوئے نیست
صبح ارچہ ساخت از شب از روز دفترے
ہم نسخہ اش مقابل آں روئے و موئے نیست



خاک و دم غبار است سبچ در نیافت
سنگ آرزو دن افق و کار نبوسے نیست



بیشتر تو زید تو گونی کہ دو چندان آموخت
زلف تو گویہ خطا آموخت پریشاں آموخت
کافرے را پر غرض بود کہ قرآن آموخت
ہرگز این پیشہ در ایام تو نتوان آموخت
آں بہ غمزد بادوئے تو آساں آموخت
آں شکاری زون از تیر النخاں آموخت

ما خطت ریختن خون گلابی گریخت
شاد باشاں لب شیریں چہ خطا خوش دارد
مقری تویلب خونیں تو سے دید آخر
گفتیم دل بجدائی نہ و صبرے در پیش
سحر بانی کہ بدشواری از آں آموزند
غمزہ تست کہ خمتت شکایت زبش



حسن مروز تو سے دگر آموخت گر
دوش تو بالہ از مرغ سحر خواں آموخت



قوت گرفت قاعدہ دل ر بود نت کا ہش گرفت روز بروز از فرود نت بہ زانکہ روسیہ زیم از دور بود نت از شرم روئے می نتواند نمود نت چوں سوختیم باز نمک صیت نمود نت جز بر رسم نباشد تیغ از نمود نت	بنمائے روئے خود کہ بیک رو نمود نت ماہ نوی تو بر فلک نیگونی کہ بدر ہستیم نیست شد ز تو چوں مہ آفتاب گویند پشت این طرفست آفتاب را بر قہر من ہنوز بدنداں گزی لبست بہر دلم کنی ہمہ ز جسم زبان عجیب
---	--

۶

افسانہ شد حسن ز تو یاری ندید او
گر رنجبتے ہو د بفسانہ شود نت

۹۷

سرور آں قامتِ رعنای کجا مست
پایہ بالاتر شود بالاکجا مست
جنت الفردوس آں تما کجا مست
عبید را بستو پیر از حلوا کجا مست
آ پنجان در درمہ پیا کجا مست
این محل دل را بود مارا کجا مست

باغ را آں صورتِ زیبا کجا مست
سرور اگر چه ز نو خیزان باغ
روئے او ماہست ماہ عید نے
ماہ راحتہ پر از لولو کہ دید
شورش در یاد جوشش بر حقتست
دوشش دل در پائے زلفش جان فشاند

۷

کیمیائے وصل او بسچوں حسن
جستجوئے میسکنم اما کجا مست

۹۸

مشاک ختمن بو کہ تو داری نداشت

ماہ چیں رو کہ تو داری نداشت

لہ بستو۔ مرتجان سفاین کوچک را گویند۔ مولف

زانک چنان روک تو داری نداشت
 این خم ابرو که تو داری نداشت
 چشم چو آہو کہ تو داری نداشت
 حلقہ گیسو کہ تو داری نداشت
 سلسلہ ازمو کہ تو داری نداشت

تخت بصد پرده پوشید روی
 ماه نو اندر ہم روی فلک
 تہنیتی گو کہ بچندین جمال
 کعبہ کہ سر با ہم در طوق اوست
 گیسوئی او حلقہ از آہن است

۶

بیچ کسے شد حسن از خوئے تو
 بیچ کس این خو کہ تو داری نداشت

۹۹

سر تو اندازہ تفسیم نیست
 ہر کرا ہمرہ تو باشی بیم نیست
 این سعادت در ہم تقویم نیست
 نیز اعظم ہیں تعظیم نیست
 وجہ زریبہ انم کریم نیست
 حکم سلطان را بہ از تسلیم نیست

بندہ را تدبیر جز تسلیم نیست
 رہ اگر بر تیغ یا بر آتش است
 اخترم روشن شد از خاک درت
 نور رویت را بجلی خواند عقل
 در چراغ اشک خون از روی زرد
 چون کیم سلطان عشق ار حکم کرد

۹

نکتہ عشق از تو آموزد حسن
 گرچہ درس عشق را تعلیم نیست

۱۰۰

خط تو حضرت یا آب حیات
 سنگ دکان گیر و چوب اندر نبات

علت از کانت یا خود از نبات
 اگر بہ پیش لعل تو لافے زنند

سرگفت استاده ام در بند کیت
 اے رخ تو بر بساط آسماں
 طرہ از رویت نمی گردد جدا
 مشتبه کرد دست قبلہ چہند بار
 از دہانت نیم دشنام بخشش
 عارضت ہر سال بکشب در جہاں

راستی بر قول خود دارد ثبات
 شاہ انجم شد بچارم خانہ مات
 کافراں را نیست از آتش نجات
 طاق ابروئے تو ام عند الصلوات
 واجب آمد گنج خوبی را زکات
 دادہ وجہ روشنائی را برات

۱۰۱

گر تو وعده میکنی بر من وفا
 چوں حسن جان بخشمت بعد از وفات

۱۱

ساقیا آن جام جاں پرور کجاست
 راحت از بادہ طلب نے ز آسماں
 چرخ را در اصل چوں خلقت کجاست
 گردش این آسبیا نظارہ کن
 جریمہ کرد دست تو اقد بر زمین
 آن رکوع بلبلبہ با ذکر قل
 بویا پوشاں شما افسون خویش
 مدتی باشد کہ ما ہم صحبتیم
 ز ہمتاں فسق از دل ما کم نہ کرد
 ز اینچہ گفتی وہی گوئی ہمسوز

کردروں و از بروں کبیر صفاست
 وعدہائے آسماں پادر ہواست
 دور کج را فعل کج آید نہ راست
 جو بردانہ فروش از آسماں
 خاک او ہفت آسماں خون بہااست
 ز اں جوئے بہ کہ تسبیحش ریاست
 ہر چہ بیخوانید بر با بویاست
 گر بصحبت ہا اثر باشد کجاست
 فسق ما محکم تر از زہد شماست
 توبہ کن توبہ پذیرندہ خداست

<p>۹</p>	<p>۱۱۲</p>	<p>۱۱۲</p>
<p>سرم چوں زلف زیر پائے تو بہت تو زلف افشاندی اوزیں عقد بہت ولی میدارو ابروئے تو پوست بگو شیشہ ز طاق افتاد و شکست کنوں در بر ہمہ عالم تو اں لبست چو صبح آید نشاط از سر کندست گل اندر پیش و گلگون بادہ در دست میان صبح و ما کیفیتے بہت</p>	<p>منہ یارب سر زلف تو در دست بہ بند زلف تو جاں بود در ہم فلک در کار من یک عقدہ نارد ولم زا بروئے تو و اماندہ چوں شد چو سر در کردی اندر کلبہ ما تو چوں طالع شدی جاں تازہ تر شد چہ خوش وقتست وقت صبحکام زار روشن شود کیفیت صبح</p>	<p>۱۱۲</p>
<p>۱۰۳</p>	<p>۱۰۳</p>	<p>۱۰۳</p>
<p>۱۰۳</p>	<p>۱۰۳</p>	<p>۱۰۳</p>
<p>۱۰۳</p>	<p>۱۰۳</p>	<p>۱۰۳</p>

۱۰۴

نظم حسن چو دید فلک باز ماند و گفت
رخت غریب می نگرم از دکان کمیت

۷

مرا از زلف تو موئے بسند است
ز راحتها که هست اندر دوزلفت
چه لشکر میکشی بر قلب عشاق
ز غمزه جنگ ترکانه چہ آری
من ار روئے سلامت رانہ بینم
حسن گر طالب حبس المیتی

فضولی می کنم بوئے بسند است
دو عالم را سر موئے بسند است
صف مغلوب یا موئے بسند است
ہم از خال تو ہندوئے بسند است
سلامے از نکو روئے بسند است
ز خواہاں تا گیسوئے بسند است

۱۰۵

و گر محراب خواہی بہر طاعت
ازیشاں طاق ابروئے بسند است

۷

اندر غم تو ام سر و ساماں چہ حاجت
جانافذائے دوستی تست جان من
عشاق روئے تو تماشا نے روند
یک چشم ز لب تو دید عمر جاوداں
ہر کہ بتور سید رسیدش ہمہ مراد
خیزاے رقیب بر در خواہاں چہ شہتہ

چہل در دم از تو باشد در ماں چہ حاجت
عاشق بدست زندہ بود جاں چہ حاجت
مرغ بہشت را بگلستاں چہ حاجت
چندیں حدیث چشمہ حواں چہ حاجت
کشت رسیدہ را نم باراں چہ حاجت
در اے آساں را در باں چہ حاجت

۱۰۶

حاجت گد حسن در راحت رسان بست
امید کز درت برسد آل چہ حاجت

۷

مست تو بید لے کہ بجاں مستند تست
ہم سایہ را بگو کہ نہ ہنگام بند تست
اے شوخ این بلا زلب لوش کھند تست
بر ما ہر آنچه میرود از نقش بند تست
کاں لعل ہانہ در خور نعل سمند تست
آہستہ ترکہ گردن و پا در کند تست

ساقی بیار بادہ کہ جانم بہ بند تست
امروز ما و سایہ بسید و سماع و مے
عاشق ز دیدہ گریہ خویش کشاد باز
اے نقش خوب از تو شکایت نمی کنم
کردم نثار اشک و خجل ماندہ ام ہنوز
چندیں برائے حکم سیاست شتاب حسیت

۷

گفتی حسن بلند سخن شد روا بود
کاں عند لبیب عاشق سر و بلند تست

۱۰۶

واں سر و جو بہار جوانی بہار کمیت
تا امشب ایں مراد جہاں کنار کمیت
کیں لعل تر و لؤلؤ تازہ نثار کمیت
واں ترک شیر گیر کے شہسوار کمیت
بالے یکے پیرس کہ ایں کشتہ پار کمیت
اے مست ہمد ہم تو بگوئی کہ کار کمیت

اے نقش کار گاہ لطافت ز کار کمیت
مارا کنار اوست مراد از ہمہ جہاں
دید اشک من عنان نکشید و گفت ہم
مست آمدست و تانتن آوردہ بر دم
جانا بوقت کشتن از پرستہ زلفت
گفتی کدام سنگدل از عہد تو نگشت

۷

ز بہار بر حسن نکنی جو راے فلک
بر تو مقرر است کہ در زینہار کمیت

۱۰۸

چوں تو گل در ہر گلستان نیست

چہل جمال تو اسبچ بتان نیست

مہ کہ او نور می دهد چندان
ان چه زلفت و ظلم کردن او
تو بیا گردلم رود گو رو
خط کشیدی و من شدم عاشق
دوش دیوانہ چه خوش می گفت

در حضور رخ تو چندان نیست
ماہمہ میکشیم و پایاں نیست
رنج من از دست از جان نیست
راستی عشق مشک پنهان نیست
ہر کرا عشق نیست ایماں نیست

۱۰۹

اے حسن این چه می نویسی باز
قلم آہستہ دار فرماں نیست

۹

اے ز جام لب تہاں ہستی
دلکے داشتتم چو شیشہ صاف
چہرمت از ظلم زلف آگہ نیست
خال تو بر رخ جہاں انسروز
با تو این خال زلف گفتن نیست
تو ازاں عالمے کہ بر در تست
گرنہ بینند و رہ بیندست
غنچہ گیرم کہ رخ فرو پوشد

رفتم از دست گرنگیری دست
زلف میگوننت زور کرد و شکست
حال شب را خبر ندارد دست
ہندوئے آمد آفتاب پرست
روئے انصاف چند باید خست
سر ہجدہ ہزار عالم پست
گفت و گوی تو تا قیامت ہست
دہن بلبلاں کہ خواہد بست

۱۱۰

از حسن گر کس است خواہد حلق
او نخواہد مگر ترا پیوست

۹

سر خود در حساب نشردست

ہر کہ در عشق پانیشردست

موم کا تیش نیافت افسر دست گلستانِ حیات پڑم دست دست فریاد بر فلک بز دست خاصہ اکٹوں کہ مادرش مرد دست ان چہ دام فریب گستر دست ہم بریں یک سخن بیازر دست بازرگاں ہمیں قدر خرد دست	ہر کہ عشقش سوخت نا پختہ است بے نسیم شمالِ خوباں دل کہ صبرش زد دست بیرون شد نوحہ گر را کہ باز خوابد داشت ترک من ہیں کند نازک شاد دوشش گفتم کہ چندم آزاری بندہ را حد این عتاب بود
--	---

④

عاقبت سرفدا کند سنش
زانکہ مردانہ پا بیفشرد دست

③

اطراف گل از بنبرہ سیراب بسیار است روزے کہ کمر بندہ و خورشید بچوز است در فہم عطارہ نور کاں چہ است واللہ کہ ہنوزش سر و ویدہ باہا است ایں آتش دیوانہ ہم از خانہ ماخا است نیکو مثلست آنکہ ہم از ما است کہرا است	آن شوخ دبستان کہ گلستانِ بل است آن ترکِ خطا آورده کما ہیست گرفتہ خطے کہ بگرد دست خویش کشیست گر ویدہ مارا ز سر ما بدر آرد دیوانہ اوشد دل ماز و گنہے نیست مے بگذرد آب مژہ ماز سرما
--	---

⑨

بیار غزلھائے دل آسا است حسن را
آلے سخن سوختگاں جلد دل آسا است

⑪۲

دل در ہو کس تو درد مند است	گر مرتحتے کنی بسند است
----------------------------	------------------------

صدرہ بچہ دلم زدست
از زلف تو سرچو نہ تا بد
از شادی گردگشتن تو
کشتی بکر شہائے ابروت
بابندہ سخن چہ تلخ رانی
از سپیچو تو دل پسندایے
سردی تو ام زیاں ندر

آن زلف دراز پائے بندست
آن صیید کہ عاشق کندست
آن رقص نگر کہ در سپندست
اے ترک کمانت بس بندست
زاں غسل کہ خواجہ تاش قندست
آن پارسخ سر و ناپندست
سرمائے بہار سودمندست

۱۱۳

در ماندہ حسن چو پند نشید
این یک سخنش ہزار پندست

۶

آن شوخ بران عدہ کہ می داد نامدست
اے باد بگوش کہ نہ نامہ نہ نسیم
صد بار بگفتی کہ زیادوم نہ روی تو
در بردل من تا سخن آرد تو بگوش
بشکست خزان غم تو باغ وجودم

واند دل بیدا گر کشد او نامدست
گر پیک نداری چه شود باد نامدست
بد بختی من کاں سخت یاد نامدست
یک خانہ دران ناحیہ آباد نامدست
آن سرو کہ دیدہ بدی آزاد نامدست

۱۱۴

چوں عمر سر آمد حسن از عشق عملاں تبت
کہ گل چہ کند خانہ کہ بنیاد نامدست

۷

نگار من کہ جارا وفا گرفت گذشت

رہ تجر و رسم رضا گرفت و گذشت

گرفت کیسوںے خود پس گزارنت تا برین ہزار دل چو دلم دخت چشم او آل دم تا توئی کہ دورنگی دلت بیکبارہ رعوتے کہ مراد سراسر است ہم با تو مرا زور گرتی بر حمت بگذار	چس مکارہ روز سے جا گرفت گذشت کہ تیر غمزہ خود سوئے جا گرفت گذشت در دن سینہ طریق صفا گرفت گذشت بخواہم آید ویک روز پا گرفت گذشت کہ پادشاہ بے صید را گرفت گذشت
--	--

۷

دل ضعیف حسن را کزلفت تو بگرفت
گرفت و بست بزنجیر با گرفت گذشت

۱۱۵

گل امید مرا بوسے وفائے دگر گشت
در پیک خواستگان صدق و صفائے دگر گشت
مرون اندر نظر دوست بقائے دگر گشت
مرغ آل باغچہ را بانگ و نوائے دگر گشت
و مہدم در حق این سخن ختے رائے دگر گشت
زلف و ہم شدہ آشن باز بلائے دگر گشت

دوستاں در سرم امروز ہوائے دگر گشت
روشنائی دگر یانستم اندر دم صبح
اے تنک دل کہ تو از داؤن جان مہتری
از من تو سخن اہل حقیقت ناید
من خود آتش کدہ مخنستم و دلبر
خط مشکینش دل خوش شدہ را در ہم کرد

۷

چند سچی حسن از عقدہ زلف خواہاں
کس سر شستہ کہ جنبید ز جائے دگر گشت

۱۱۶

بار عشق تو گراں تر شد و باراں بار گشت
کہ ز نالیدن زارم ہمہ شب بیدار گشت

بازم از چشمہ این چشم کہ باراں بار گشت
در جدائی تو شرمندہ ہمایہ شدم

<p>گرچہ آبش زنی آتش من گلزار است ورنہ ہر تار ازین خرقہ من زناست طلبہ ہچو توئے از چو منے دشوار است ہر کہ در خلد رود عاقبتش دیدار است</p>	<p>بلا شوق تو ز داند من خاکی آتش بارضائے تو تو ان راہ ریاضت رفتن کششے از طرف رحمت خود کن روزی ہر کہ در کوئے تو شد عاقبتش خواہ بود</p>	
<p>۵</p>	<p>اندک اندک صفت حسن تو بر خواند حسن اندکے گر بہ پذیری تو ہماں بسیار است</p>	<p>۱۱۶</p>
<p>غوغائے فراقیاں بعبید است دور از ہمہ حاضران عید است قربانی را ہزار عید است ہر جا کہ قدم نہی صغید است</p>	<p>اے ماہ بیا کہ روز عید است عیدے کہ حضور تو نباشد قربانت شوم کہ بر در تو بر خاک رہت کتم تیرسم</p>	
<p>۶</p>	<p>گفتی کہ حسن موذیب آمد او خادم شیخ بوسید است</p>	<p>۱۱۸</p>
<p>محرم اسرار دل افروز نیست انچہ کہ دی داشتم امروز نیست عقل دین معسر کہ پیرز نیست نیست خدنگے کہ جگر دوز نیست خام بود ہسر کہ دو سوز نیست</p>	<p>دل کہ درو چاشنی سوز نیست حال صلاحیت صبرم پیرس غمزہ خواباں صفت حال می درد ترکش آں ترک جگر خوارہ را اے دل ناپختہ بعشقش بسوز</p>	

ابجد عشقش تو چہ دانی کہ چہیت عشق چو تیراں صبی آموز نیست

۶

دم مزین از صبح وصال کے حسن
چونکہ شبست را اثر روز نیست

۱۱۹

دل بداغِ یارِ من بہتر چو با من یار نیست
خوش دلی دارم کہ دروئے بجز غم و لدا نیست
بر درش با آنکہ نبود بار بارے بگذرم
کاشکے این بار خود گوید کہ بگذر بار نیست
گر زند ہر جانبے چوں آفت با ہم تیغ تیز
گو زن از جانب من ذرہ آزار نیست
بس خوشست این مجلس اریارم در آید خوشترست
آنکہ شیریں جوئے شد با جوئے شیریں کار نیست
تشنہ دیدار یارم چہند گوئی از بہشت
من نہ باشم در بہشتے کاندرو دیدار نیست
وصل مسیگوئی قدم از کوئے ہستی بازکش
کیا در حقت رغبت در بازار نیست

۷

انچہ من دارم درون سینہ از تر حسن
چوں بروں اندازمش کا اندازہ گفتار نیست

۱۲۰

نقش تو دریں دیدہ خونبار باہست

ہما دل بکند تو گرفتار باندست

اور نوبتِ خوبی تو یکبار با دست
 دامان من آویخته خار با دست
 سالیست کہ در خانہٴ خار با دست
 آتار نماں از من پندار با دست
 ہم ذوقِ نظر هست کہ سوفا با دست

عقلے کہ بہ نیک بد من داشت نصرت
 یاراں گلستان وصال تو رسیدند
 این خرقہ کہ بکروز بریں سوخته دیدی
 پنداشتہ بودم کہ زہرت اشے هست
 اگر مخلص جاہیست کہ تیریش بدل

۶

برگفت حسن رو تو ازین پیش کہ گویند
 گویندہ رواں گشتہ و گفتار با دست

۱۲۱

کفر سر زلف تو ایمان ماست
 دیدہ بدل گفت کہ سلطان ماست
 این ہمہ بیچاک تو بر جان ماست
 این نہ زخوی تو ز حرمان ماست
 روئے تو آخرنہ گلستان ماست
 این قدرے گوئے کہ فرمان ماست

لعل لب تو مدد جان ماست
 اے کہ کشیدی مژہ چوں دور باش
 جعد ہمہ پیچی و جاں می بری
 باہمہ آمیزش و با ماست ناز
 خوئے تو گیرم کہ ہمہ آشت
 اگر نہ مناسیم رخ ہمچو عید

۷

ہرچہ کہ هست آن حسن آن تست
 وہ تو نگونی کہ حسن آن ماست

۱۲۳

یعلو اللہ کہ مرادوش از غمت خواب آمدست
 خواب چوں آید کہ چشم غرق خواب آمدست

خواب را ظالم همه گویند افسانه است این
 چشم خواب آلود تو ظالم تراز خواب آمد دست
 هیچ کس را از نکور و پیاں نه بینی دل سپید
 گویا گوگرد و سحر است این که نایاب آمد دست
 دل با بروئے تو پیوست آن هم از دیوانگیست
 دور کن از خوں و ضو کرده بحراب آمد دست
 خوشتر از خط و پیراں شد سواد زلف تو
 خوش توان خواند ارچه در غایات المصاب آمد دست
 پیش تو خواهم شوم کال زلف را تا بے دهم
 زان مثل ترسم که در حق رسن تاب آمد دست

۵

برد عشقت کشاید بار معنیها حسن
 گرچه مصرعیت آن نیز اندرین باب آمد دست

۱۲۳

چه چاره سازم کت رسم چاره سازی نیست
 چنانکه دلبریت هست دلنوازی نیست
 وگرنه راه امیدم بدیں درازی نیست
 جز این سخن شنوی آن سخن نمازی نیست
 حقیقتت غم عاشقی مجازی نیست
 میان ما و شما عشق است باری نیست

ترا بکام دلم هیچ دلنوازی نیست
 دلم بر روی و نواختی هزار افسوس
 ہوائے زلف تو ام داشتت سرگرداں
 مرا چو قبل توئی در نماز گرازا
 طریق سهل مبیند از عشق بازمی را
 مگر تو ز رسیدت کال بزرگ گفت

۱۲۴

حسن چو در صفت عشق آمدی ز سر بر خیز
کہ بے سر سیت دریں راه سر فرازی نیست

۶

عاشق شودیدہ کار از سر گرفت
پدہ از روئے سلامت بر گرفت
عاقبت دیدم کہ ناگہ در گرفت
عشق خواباں پا بہ بالا گرفت
ایں یکے غرقہ شدان گوہر گرفت
بت رہا کردو در بت گرفت

ماہ سن چون طرہ از رخ بر گرفت
مطرب عشقش نوائے ساز کرد
آتشی در دل نہاں می داشتیم
عقل گرا با بر سر عالم نہاد
خوٹنہ زد ہر کس اندر بحر عشق
بت پرستی را ہدایت روئے داد

۱۲۵

در حسن ہم این صفت بینم کہ او
دل بادو دامن دلبر گرفت

۵

سلطان ہفت چرخ تہ عجبہ نوشت
اے ظلم پیشہ خار منہ بردہ ہشت
اے آنکہ خوب خوب پیش تو زشت زشت
بگذر بخت زار کہ زارست حال کشت

جانم فدات اے پری آدمی سرشت
رخ چون در ہشت برو خط چہ می کسی
گل را صفت کنم مرد و خود شیدا را
تخم امید کشتم و تو ابرو رستم

۱۲۶

بخت آں بود کہ بر دل نکیست بگذرد
یا در حسن شبے کہ نہد سر بہ نیم خشت

۹

خار خار غمت جگر خوارست

گر چہ روئے خوش تو گلزارست

یوسف من بہائی خویش بگوئے بوالعجب مذہبیت مذہب عشق نفسے میسز نم بد شواری دل بروی و بر شکستی نیز ما خطائے نکرده ایم و لے مست بازار حسن تو ہر روز ہا کہ شد حلقہ زلفن میگونت	کہ ہمہ عالمت خریدارست ہر کہ توبہ کند گنہگارست گلہ کردن ہم از تو دشوارست کار ما دل شکستگان راست خوئے بد را بہانہ بیارست تیز تر این چہ روز بازارست کعبہ ما دکان خمارست
---	--

۷

نالہا میسز کند حسن چہ کند
بلبلے در نفس گرفتارست

۱۲۷

صبح سعادتست دم از من دریغ داشت آں ابر رحمتی کہ نم از من دریغ داشت آں تیر غمزه را بدم از من دریغ داشت آں شہسوار من قدم از من دریغ داشت داغم نہاد و آں کرم از من دریغ داشت او یک نوازش تسلیم از من دریغ داشت	سرے کہ سایہ کرم از من دریغ داشت یارب ہمیشہ بر سر من پامیدار باد بکشاوتیر غمزه و لیکن نزد مرا گشتم ز فرق تا بقدم حلقہ چل رکاب گفتم سگ خودم خواں چوں داغ منہی من صدوائے زار کشیدم ز دل چو نے
---	---

۷

فالے ہمے ز دم من از روئے چوں حسن
فال حسن نگر کہ ہم از من دریغ داشت

۱۲۸

دل بروی و سامان کار پیدا نیست	کدام دل کہ زد دست غم تو شیدا نیست
-------------------------------	-----------------------------------

وگر نہ روح قدس مرد این مغانیت در آں دیار کہ فرمان تست غوغانیت مہنوز گرد شہنشاہ عشق پیدانیت درے ہمے طلبم کان، پیچ دیانیت کجا است جائے تو آنجا کہ جائے راجانیت	مگر تو حل کنی این مشکلات نامہ خود دلہم بیاد تو فارغ شد از غم کونین رید لشکر در و گرفت کشور جاں تمام عمر مرا صرف شد بغوا صی مراز جائے تو ہر جان شاں ہی پرسند
--	---

۶

حسن بکج دل عاشقانیت میجویذ
محل گنج بہفت است آشکارانیت

۱۲۹

باز گرد کوئے یار بے وفا خواہسیم گشت
او بلا سوزست و ما گرد بلا خواہسیم گشت
یار اگر چو گاں زند تا حال ما ابتر کند
ما چو گوئے وقف میدان رضا خواہسیم گشت
چند مدح مصلحاں گوئیم و تدرح مفداں
تو چہ پنداری کزینہا پار سا خواہسیم گشت
از نوائے عشق گریبانگے بما خواہدر رسید
تا قیامت ما بریں بانگ نوا خواہسیم گشت
دوش عہدے شد کہ اندر رقص ما گردیم بیش
مطر با یک صوت خوش بر گو کہ ما خواہسیم گشت
روز محشر گریبا طفاک طے خواہیم کرد

ذره وار از مہر خوبان در ہوا خواہیم گشت

۹

ہر چہ از معشوق تشریف جفا خواہیم یافت
چوں حسن از دیدہ مشغول دعا خواہیم گشت

۱۳۰

بادے ز عرصہ چمن از من دریغ داشت
وانگہ نسیم پیرین از من دریغ داشت
چوں او خیال خوشتر از من دریغ داشت
او در ہمہ محل سخن از من دریغ داشت
در چہ فرو شدم رسن از من دریغ داشت
آن ترک را کہ تا سخن از من دریغ داشت
آن بو و آئینہ سے من از من دریغ داشت
زبیر در دم و کفن از من دریغ داشت

ان گل کہ بوئے خویشتر از من دریغ داشت
یعقوب وار نرگس چشم سفید کرد
محض خیال باشد امید وصال یار
دیدار جنتش سخن بے محسل بود
اندر نظارہ ذقن و زلف عنبریں
من خود بطوع و رغبت خود میثوم امیر
بخشاد تیر غمزہ و لبکین نزد من
گفتم زبیر و اسن درد خودم پوش

۶

من عشق تا ہما شش فرستادم لے عجب
ویک قصیدہ حسن از من دریغ داشت

۱۳۱

میخودہ از ہمہ کشتی و فرست
کہ امر وزم ہوا سے ہوسے
ویک از زخم شاں سادبائے باغستان
مہوزاں بادہ اندر داغستان

بیا ساقی کہ گل ہمان باغستان
نشان توبہ از من کمتر کج جو سے
اگر چہ شستہ ام دل از بتاں پاک
اگر چہ خستہ ام از بادہ چوں باد

حدیث من حدیث کبک و غمت
بروغم سر بسریہ کلا غمت

نہ اہل خرقہ نہ اہل خرابات
چوبینی اندروغم پر طاؤس

۷

حسن دل راز قف درومی سوز
کہ آں شہبائے عاشق را چرا غمت

۱۳۲

چند با مادل گراں کردں اگر از سنگ نیست
چند ازین زخم زباں گر اتفاق جنگ نیست
نالہ ماد عنہم تو بگذرد از اوج چرخ
چرخ را با ہفت پر وہ حد این آہنگ نیست
عقل ما سر می ہند بر پائے عشقت چوں کند
مور مسکین را ز تعظیم سلیمان سنگ نیست
کعبہ وصل ارچہ ہست از ما بصد فرسنگ دور
گر تو پھرہ میثوی و اللہ کہ یک فرسنگ نیست
خیزتا با سبزہ دگل ذوق گیریم از سماع
غلغلے از نائے بلبل بس بود ارچنگ نیست
جز سیرکاری نکردی تا سیاہت بود مومے
چوں سپیدت شد کنوں بعد از پیدی رنگ نیست

۹

چند بینی اے حسن در گل رخان سبز خط
چوں نکو تر بینی آں آئینہ ہائے زنگ نیست

۱۳۳

<p>خرد رخت فضولی بار کرد دست کہ گل را صبح دم ہنسیار کرد دست مرا مرغ سحر بیدار کرد دست کہ با ما عسریہ بیار کرد دست ولے یک دو قدح در کار کرد دست ندانم از کجا افکار کرد دست خط خونریزہ با خود یار کرد دست کہ این شوخی نہ اول بار کرد دست</p>	<p>مے دوشینہ درین کار کرد دست بیاساتی مے گلگون پدید آر چه منت می نہد بر من مؤذن در آمد اینک آن مست ثبانیہ اگر چه دوش از می توبہ می کرد خصومت بادل افکار من داشت چه خونہاریزد آن لب خاصہ کنوں دلا چندیں چه نالی آخر ازوے</p>	
<p>۷</p>	<p>حسن منکر نیار و شد ز عشقت کہ پیش عالی اقرار کرد دست</p>	<p>۱۳۴</p>
<p>از حال دل بخیرت خیرے نیست چیزے کہ مرا با تو بود با گرے نیست زان رو کہ مرا جز در تو بیچ درے نیست کمتر من از جرمہ اگر بیشترے نیست جہلت حکیم تیر اجل را سپرے نیست بردل شدگان عیب گرفتنے نیست</p>	<p>اے دوست ترا بر سر و قدم گذرے نیست گفتی بگلستاں رو و در لالہ و گل میں اے من سگ کوے تو من سنگ بنایم زان می کہ لبت خورد نصیب من مسکین پر ہنیر میسر شد از زخم کہ زد عشق اے خواجہ عاقل تو دل خویش نگہ دا</p>	
<p>۷</p>	<p>سر در سر سوداے بتاں کرد حسن باز اے خاک براں سر کہ برود در سرے نیست</p>	<p>۱۳۵</p>

خط تو تا برات حسن بنوشت
 ز تو در غنچه پنهان شد گل آری
 ز روئے روشنت آتش جدا ماند
 نیاید صدمم از عاشقان صبر
 غیب گفت مصنمون دل خویش
 ششم از دولت او خوش گذشتت

گل نو پرده بر عارض فرومشت
 ز روئے خوب رو پنهان کند زشت
 از آنست این سیه روی در آنکشت
 نیاید هیچ وقت از لولیاں کشت
 یکے آن حرف نغمیں کرد بنوشت
 ز غم بستر بده زاندوہ بانشت

حسن خاک دست از دیده تر کرد
 مگر زان گل ہی در گور او خشت

۹

۱۳۶

غمت امروز غمگار منست
 گر ندارم ز محسوسان روزی
 ہر نفس پیراں دریدن صبح
 تا بخاشش نہ افگنی ز بہار
 چرخ در خون من کمری بست
 گرا سیرم کنی وگر بخشی
 گر تو یک روز در میان آئی
 ہمہ عالم اگر خسراں گیرد

عشق تو عیشش روزگار منست
 شب تاریک راز دار منست
 اثر ناہائے زار منست
 دل پر خون کہ یادگار منست
 چشم شوخ تو گفت کار منست
 اختیار تو اختیار منست
 ہمہ مقصود در کنار منست
 روئے خوبے تو نو بہار منست

گر حسن رانی کنی یاری
 وقت آخر جو کہ یار منست

۱۰

۱۳۷

برآب چشم ہا نظرے کن ازاں باہت	لے ترک تنہ رفتہ زبا یکرماں باہت
آخریکے نظارہ آب رواں باہت	رفتی وے نہ ایستد آب رواں چشم
یک شہر دست مینزدت برعماں باہت	لے بر ہلاک کردہ غمان و رکاب گرم
ورنج سر و خواہی در بوستاں باہت	خواہی کہ مہ بکاہد بر بام خود برآ
تو شمع عاشقانی و درکارشاں باہت	پر وانہ وار در قدمت او فوادہ ام
اگر ہست اتفاق دعا یکرماں باہت	لے آنکہ آمدی بسر کشتہ ہائے خویش



در کار دلبراں حسن از دیدہ دل بنہ
ور نیز کارے افتد باجاں بجباں باہت



زفتہ در دل سنگیں تو چہاست کہ نیست
بہر کردی و عموئے خدا گواست کہ نیست
جمال داری و ناز و کرشمہ چہ تو اں گفت
ز نیکوئی ہمہ ہست و ہمیں فاست کہ نیست
در تو کعبہ مقصود داد خواہانست
برائے آل ہمہ بازو برائے ماست کہ نیست
ہمہ غمت و ہمہ درد حاصل عشاق
ازیں متلع ویں قائل چہاست کہ نیست



کنوں کہ جائے گرفتی دروں جان حسن
ببین کہ داغ غم تو کد ام جاست کہ نیست



از روئے خوب خوئے مخالف غریب نیست
جاں می دهم در انده جانان و شاکرم
اوصاف عشق و معرفت از مدعی میرس
بلبل بباغ شد چه غم از پانگ باغبان
چندین چه می کنند ز نالیدم عجب
اصلاح طالع من و درمان در دمن

نرمی ز لمب سلسله موایل قریب نیست
کاں کز حبیب در گل باشد حبیب نیست
محبوب را ز هیچ چراغی نصیب نیست
گریار یار باشد نیم رقیب نیست
اگر گوہ از فراق بنالد عجب نیست
اندازه منجم و حد طیب نیست

۱۳۰

آواره شد دل حسن اندر هوای دوست
آوارگی ز حال غریباں غریب نیست

۷

کو دیده کز فراق رخ تو پر آب نیست
روزم تو بر فروز و ششم را تو نور بخش
اے محنتب تو خیمه بظلمت حسان زن
آں مینر باں که کاسه هیا همی کند
گفتی ترا چه سوز و چه شورست در سماع
بے حلقه کند سر زلف نیکواں

کو دل که در کشاکش عشقت خراب نیست
این کار تست کارم و آفتاب نیست
بگذر ز ما که مستی ما از شراب نیست
گویج لقمه خوش مزه ترا ز کباب نیست
این نال سوالهاست که آنرا جواب نیست
اگر کعبه میر ویم دعا مستجاب نیست

۱۳۱

هر دور که در خزان دل داری اے حسن
آنرا بسک کلک کشیدن صواب نیست

۷

دلبر مایگانہ افتاد است

شورے اندر زمانہ افتاد است

فقہ ما کہے برد در پیش اے سلامت گزین سپر کردار مؤذن اندر صلاے حی علی پار آوارگی ہستی خواہد چند گوی ز حسانہ کعبہ	اینکہ بر آستانہ افتادست تیر ما بر نشانہ افتادست صوفی اما شبانہ افتادست رقن حج بہانہ افتادست کار با خصم خانہ افتادست
--	---



یکے از بندگان اوست حسن

کہ زخوباں یگانہ افتادست



دل نعمت را ز کرہائے الہی دانست بتلائے کہ بد و داغ بلائے تو رسید جزخ و زلف ترا در دل خود نقش بست جان من بندگی روے ترا کرد اقرار اے رخت آفت شہر آمد و آشوب سپاہ بس نامدست کہ صحبت زمیاں بر خیزد	خاک پائے توبہ از افسر شاہی دانست آں بلا مملکت نامت شاہی دانست ہر کہ حرفے ز سپیدی و سیاہی دانست خط خوب تو بر لب دید و گوای دانست قصہ ما و تو شہری و سپاہی دانست قدر من بندہ بدال ورنہ بخوابی دانست
--	--



بحسن انچہ رسید از بد و از نیک ایام
نے ز تو نے ز خود از حکم الہی دانست



بامر زلف تو مارا سر و سوادے ہست دیدہ گرا ز رخ خوب تو ندید آسائش وصل ہر چند مجالست تمنائے ہست سینہ را از غم دیرینہ دل آسائے ہست

نگذاری کہ سرت گروم و پایت بوسم لب تو خواستم از غمزه زدی نیش آسے خلق گویند دولت راز کجا صبر آمد اے کہ نظاره دیوانہ نکردی ہرگز	آخر این کار مرا بیچ سرو پائے ہست ہر کجا فرض کنی خارے و خولے ہست اے دل از صبر نشانم وہ اگر جائے ہست قدمے رنج کن این سوسے کہ رسوائے ہست
---	--

۷

دبدم تیرہ کن روز حسن را امروز
آخر اندیشہ کن امروز کہ فرداے ہست

۱۲۲

اے کشیدہ چو یکے سرو سہی بالاراست قد خوبان جہاں است تراز قد تو نیست زاغ را گرچہ ہند کباب کہ رفتن کژ نازا بروے کژ خویش کجاں ساختہ اے کمر بستہ چو جزا و مژہ کردہ چو تیر فکر خال سیات می زرم اے جاں چہ کنم	راست بر شکل نئی لیک نئی با ما راست اے این خلعت غیبت بدل بالاراست نتواند کہ ہند پیش تو ہرگز پا راست من ہدف کردہ ام اندر دل خود سد جا راست گوئی آن تیر عطار و شد آن جزا راست چو بیازار نی آیدم این سودا راست
---	---

۷

بر حسن بیچ گے نرم ندیدم دل تو
وہ دل سخت تو دل نیست کہ سنگ خاراست

۱۲۵

شب گذشتہ مرا از غمت چناں بگذشت حدیث دروچہ گویم کہ شرح ممکن نیست بر آستین جناب بر مال بیش کہ کارو	کہ موج اشک من از اوج آسماں بگذشت در طبیب چہ پویم کہ کاراں بگذشت باستخواں برسید و نہ استخواں بگذشت
--	---

تو دیر ماں سبلاست کہ آں فلاں بگڈ دریغ عمر عسزیم کہ رائگاں بگڈ زکعبہ دور فتادیم و کارواں بگڈ	حکایت دل بیمار من چہ می پرسی نہ زیر پائے تو مردم نہ بر سر کویت بخدمتت نرسیدیم و عمر آخر شد
---	--

۹

حسن زحرف بلا خواست تاکہ در گزرو
ولیکن از خط تقدیر کے تو اں بگڈ

۱۳۶

غلط کر دم بہشت روزگار ست
مرا بانسیہ فزوا چہ کار ست
چہ غم چون پایہ عشق استوار ست
عس بیرون دزداندر حصار ست
مرا مستی و حاسد را خار ست
شکایت چون کنم او یار فار ست
کہ از خط سیاہش یادگار ست
نہ این گوازی برے آں سوار ست

چہ رویت آنکہ کوئی نو بہار ست
بنقدام روز با او در ہشتم
اگر ہر دو جہاں از پا در آیند
خرد معزول و عشق اندر تصرف
ہمہ عس از لب میگون معشوق
اگر قصدے کند زلف چو مارش
بو کسم نامہ خود روز محشر
گرم چو گال زند بر کسر بزل گو

۷

حسن از چشم شوخش گوشہ گیر
ہنوز آں ترک مست اندر شکار ست

۱۳۷

چوں حسرت من حسن تو ہر روز زیادت
بیمار نیمہ و چو تو آئی بے سیادت

لے چوں نہ نو آیتے از نور سعادت
گل برگ بریزد چو تو آئی بتماشا

گرمیل کند ز گس مست تو بہستان
 این عقل من و عشق تو دانی بچہ ماند
 از زخم تو نالیدن و مرہم طلبیدن
 روزے کہ تو در کشتن من دست بر آری

ما و لب میگوں تو نہ زہد و زہادت
 رو باہ کہ با شیر زند لاف جلادت
 نقصان ادب باشد وستی ارادت
 من سوے تو انگشت بر آرم بہنہادت

۱۲۸

اے اختر مقبل نظرے بر حسن انداز
 ویں جملہ نحوست بدیش کن بسعادت

۷

درد عشاق را دوا دگرست
 دل فدا کردم آں کجاں کش را
 یار یاری کند اگر خواہد
 در قیامت کہ حشر حشر تی بود
 ما بوئے نگار زندہ شدیم
 سا قبا صاف اگر نما نہ چہ شد

داغ معشوق راحت جگرست
 زخم تیرش سعادت سپرست
 قصہ ما ہنوز بر اگرست
 ہر کہ عاشق نبود او حشرست
 حشر ما خود قیامت دگرست
 درو پیش آرایں چہ در دوسرست

۱۲۹

دعویٰ زہد کردہ بود حسن
 سخن مدعی چہ معتبرست

۷

سر زلف تو تا بہ پیچیدست
 آن نہ زلفست روزگارست
 دل بگیوت چون رسن بازے

کار این مبتلا بہ پیچیدست
 کہ ز سرتا بپا بہ پیچیدست
 بکمند بلا بہ پیچیدست

گر دگر گنج از دبا به پیچیدست	طره گرد رخ تو پنداری
گردن صبر ما به پیچیدست	ترک من عشق سخت بازوے تو
ز بدچوں بویا به پیچیدست	باز کن فرش ناز کایں درویش

۶

خواست جگر ترا حسن بدعا
گر بے در دعا به پیچیدست

۱۵۰

دل که باز آورده بودم هم بد لبیر باز گشت
مرغ جانم هم بد اں سرو سمن بر باز گشت
گل بدعوائے رخس دامن کشاں آمد بلغ
از خجالت همچیناں باد امن تر باز گشت
گفت مشاط روم رویش بسیار ایم پد ماه
آفتابے دید بر بامے هم از در باز گشت
دوش سلطان خیالش در دیار مار سید
قلب ما بشکست منصور و مظفر باز گشت
اے طیب من کجا رستی یکے گرد دلم
باز گشته کن که آں بیمار از سر باز گشت
از لب میگویش یک جرعه بشناقاں رسید
زاهد صد ساله از سحره بساغر باز گشت

بینخبر آمد حسن یک شب بکوئے یار خویش

له ہم بیان در باز گشت ۷ بیچاره

۱۵۱

آستانش بوسہ داد و بیخبر تر باز گشت

۶

غم و اندیشہ ما بے تو کم نیست
دل پر خون و جان خستہ داریم
خرد با عشق خواباں بر نیاید
ترا دیدم دل از جاں بر گزفتم
دلا صبر از ستم بر کار می دار
اگر سرچوں قلم بر خط لیلی

گرت اندیشہ ما ہست غم نیست
بدار الملک عشق این جنس کم نیست
بے درویش مرد محتشم نیست
کہ عشق و عافیت ہر دو بہم نیست
رہ عشاق بے خار ستم نیست
ہند صد بار بر محبول ستم نیست

۱۵۲

حسن گنج سلامت گیر و بنشین
ترا اندازہ این رہت دم نیست

۵

تم کہ با دل من یار بو و از آن گزشت
جہان حسن بدال بے وفا تعالی شد
بوہ طعنہ گفتم جفا کن چون فلک
ز بخت خود گلہ باز ما نے کر دم

دل شکستہ بگشت ارچہ دلتاں گزشت
چوا و بگشت تو گوی ہمہ جہاں گزشت
ہمیں قدر کہ فلک گفتمش رواں گزشت
زمانہ نیز بخت من این زماں گزشت

۱۵۳

حسن مکر و کنوں کر دوستی کے
کہ دوست ہر چہ ترا وعدہ کرد ازاں گزشت

۱۱

عالم عشقت جہانے دیگر نست

آستان آسمانے دیگر نست

<p>عقل را از دفتر عشقت چه علم دوزخ اندر راه مشتاقان تو عالمی پر شد ز خاموشی من ہر گزم در باطن من جان بود عشق ابروے تو خون من بریخت با بلا ہائے تو عادت گرد نیست درد و راحت در جہاں بسیار بود جاں بدیں یک بیت دادستان کشتگان خنجر تسلیم را</p>	<p>آں ورقہا را نشانے دیگرست ہر شرارے بوتانے دیگرست بے زبانان را زبانی دیگرست خلق ظاہر را گمانے دیگرست وہ کہ آں تیر از گمانے دیگرست حافیت اندر جہانے دیگرست درد تو راحت رسانے دیگرست آئے آں گوہر زکانے دیگرست بہر زمان از غیب جانے دیگرست</p>
---	--

۷

اے حسن سودات رحمت میدہد
وہ کہ آں رخت از دکانے دیگرست

۱۵۴

باید کہ ازیں ہر دو تو باشی سلامت
فارورہ مالشکنند از سنگ سلامت
بر دیدہ ہم منت و بر خلق عزامت
ہرگز گنہ عشق نیاوردندامت
تا بر سر من سایہ کند روز قیامت
چوں قامت او دیدزباں ماند رقامت

نز تیغ بلا ترسم و نز تیر سلامت
اندیشہ مکن کزدل ما کشف شود راز
دردیدن رویت اگر منع کند خلق
تو بہ مطلب از من مسکین کہ در آفاق
در گور برم از سر کیسویے تو تارے
میگفت صلوات خوشے امروز مؤذن

ایں طرفہ طریقت کہ دیدیم حسن را

۱۵۵

می بگفت بہت د نظر و لاف کرامت

۵

ملاں کا سو وہ دل بے تو کسے ہست
 اللہ سارباں محسمل مراں تند
 ننالم گرچہ زارم می کشد یار
 اگرچہ در دلم رہ کر دی لے یار

اگر بے خان ماں خواہی بے ہست
 نگہ کن کر ضعیفاں و ابے ہست
 ہماں قاتل مرا یاری سے ہست
 چنین یکسر میا اینجا کسے ہست

۱۵۶

بیا دریاب اے ساقی حسن را
 کہ در جام مراد او خستے ہست

نہست روزے کان لب خونخوار او خونریز نیست
 فتنہ عشقش کم از خوفائے رستاخیز نیست
 نیست پایم را گریز از پیش چشم مست او
 با سرگیوش ہم سامان دست آویز نیست
 نسبت بالائے فغانش کمن با ایسچ سرو
 سرو را بالا خوشش است اما بلا انگیز نیست
 عشق بازاں دیگرند و عیش سازاں دیگرند
 انچه در فرہادی بینیم در پرویز نیست
 چند گونی از ہوائے نیکواں پرہیز کن
 ہرچہ بیماری عشق است اندراں پرہیز نیست

۷۸ عشق

از خدا امید می دارم که فردا روز حشر
دست من ندهند مکتوبے کہ عشق آمیز نیست

۷

تیغ جلا دی چه آری از پئے قتل حسن
بیچ تیغے چوں سر مژگان خوابا تیز نیست

۱۵۶

دل بہ او دادن ہمیں کار نیست
گر چه دل بردست دلدار نیست
داغ و دردت باغ و گلزار نیست
ایں ہم از بخت نگو نسا نیست
کال شغلے چشم خونبار نیست
باشداں شب روز بازار نیست

دلبرے دارم کہ غمخوار نیست
من بدل یرون چسرا رنجم ازو
گلرخا! بے تو نخواہم باغ و گل
چند زیر پیرہن گروی نہ سال
لعل خونین ترازاں دو ستم
گر ساگ کوئے خودم خوانی شبے

۷

گیسویت را یاد دادم از حسن
گفت حی داغم گرفتار نیست

۱۵۸

اگر چه پائے من از دست تو زیر گل است
ہنوز دست بدامان عهد متصل است
خلاف کردی و بد کردی و خطا کردی
بیا کہ ہر چه تو کردی ازین طرف بکل است
مرا کہ قبلہ جاغم توئی چہ کار آید

بتے کہ درختن و لعتے کہ در چگل است
 دل مرا بتو کارے فدا چہ تو اں کرد
 شنیدہ مثل مردماں کہ کار دل است
 دریں جہاں و دریاں با محبت تو خوشم
 ہوائے عشق بہر جا کہ ہست معتدل است
 اگر تو بر گل گورم گذر کنی روز سے
 ہوے خوں بشناسی کہ ایں کلام گل است

۷

حسن اگر چہ نکر دست در وفا تقصیر
 بدیں گناہ کہ بے تو ہے زید خجل است

۱۵۹

کو عناں تافتہ ویں سوختہ درد نہال است
 اینت ساقی زست و زلف مبارک فال است
 عجی نیست کہ یک فتنہ رویش خال است
 اندراں کوئی کہ سرٹے سرراں پمال است
 وہ کہ بیمار من امر وز بے بد حال است
 گر کے زندہ کند کار ہاں قتال است

دل بقرک یکے بستم و چندین سال است
 رخ چو بغداد بیاراستہ و زلف چو شام
 من اگر والہ آن حسن دلاویز شوم
 من کیم در ہمہ عالم کہ نہم پائے طلب
 نالہ زار کہ کرے دلم آں نیز گذشت
 ترک خونریز مرا کشت طیبیاں چلند

۷

در غمش جاں لب آمد چہ تو اں کرد حسن
 من یریں حال و زراں سوئے منو بہال است

۱۶۰

مشکے کہ کشتہ او بہہ ملک ختن نیست ہر گاہ کہ خند گل و لہا بکشا ید می گفت نگین سخن اندر دہن من بند دل دیوانہ مادر رسن زلف اے خواجہ منجم چه شد آخر خبرے ده برداشت ز من دست غمش پرده عصمت	سرے کہ رول کرد در اطراف چین نیست آن غنچہ از باغ بہشتست و من نیست در تنگی آن تنگ شکر حائے سخن نیست آن کسیت کہ دیوانہاں بند رسن نیست زاں اختر مسعود کہ در طالع من نیست دانست کہ این مردہ نر وار کفن نیست
---	---

۶

پیغام فرستاد کہ رو توبہ کن از عشق
گو بر دگرے حکم کن این کار حسن نیست

۱۶۱

دولت ما گل نکرد محنت خار از کجا یا ز من رخ تباقت گفت نیاز روست تازک من آخربدار غمزہ خوریز را لب طلبیدم ز تو زلف بر افتاندم گفتہ بدی با تو ام بہت غبار عجب	راحت مے ناپدید رخ خار از کجا وہ اگر آزار نیست مالہ دزار از کجا گر تونہ تیغ زن سینہ فگار از کجا مہرہ بگفت نامہ آفت مار از کجا آب جبار بلطف در تو غبار از کجا
---	---

۷

چشم حسن گرز بخت بر سر کئے تو خوں
بر دیوار تو نقش و نگار از کجا است

۱۶۲

ندانم چون شود اے دوست حال دوست دارا
مگر دولت کند یاری کہ یاد آید زیارانت

ازاں میگوں لب ت روزے نشد یک جرمہ ام روزی
 تو خونم نوش کردی نوشش بادا و گوارا نت
 جاجوئی اگر بینی جسم خرقہ پوشا تم
 دعا گویم اگر بینم میساں بادہ خوارا نت
 تو چوں غمزه زناں پیدا شوی بیچاره عقل و دین
 کہ حد این سپرمانیت دفع تیر بارانت
 کسے بودے کہ بر سر لشکر خسرو خبر بروے
 کہ اندر شہر شورے خواست از شیریں سوارانت
 تو لے شاہ بتاں گیسو بدستم وہ مگر باشتم
 بدیں درگہ کیے از جلد زنجیر وارانت

۵

حسن را در عنت یکدم نمی باشد قرار آری
 بریں رفتت پیوسته قرار از یقین قرارانت

۱۶۳

کندر موشش این دل صد پارہ کبابست
 شہرے کہ چنین مست نیابیش خرابست
 اندیشہ ہمینست کہ این رہ ہمہ آہست
 و انیم و نگوئیم کہ این را چہ جوابست
 بگذر کہ مصلائے مراداغ شرابست
 زین باغ بہشتی کہ ترازیر نقابست

اے شوخ ترا در لب شیریں چہ سرابست
 مستت بیا و لب میگون تو شہرے
 نندیشم اگر راہ بریں دیدہ گئی لیک
 گفتی ز بتاں سوختہ کیست کہ داند
 لے شیخ میا پہلوئے من در صف طا
 اے دوست گلے چند بدیں سوختگان بخش

۶

وانت کہ حسن بے تو نخواہد گل و گلبن
 بے روئے نکو دار چناں دار عذابست

۱۶۴

<p>اگر شیریں تویی شکر کدامت کہ می گوید کہ می خوردن حرامست من آن مر را کہ بر بالائے باست اگر تو روئے بنمائی تمامست طمع بر هر چه خواهم بست خاست ازاں حلوا خبر ده تا چہ نامست</p>	<p>لب شیرینت را شکر غلامست اگر ساقی تو خواهی بود مارا مہ نو بز فلک بینند خلق شب ہفتم کہ مہ نیمہ نماید برت چوں سیم و زلف تست چوں عود اگر ہماں بخوای صوفیاں را</p>
---	---

۵

عزیزان از حسن صحبت مجوسید
 شہار حلت کیند اور امتقامست

۱۶۵

باشمشیر غمت آوارہ نمیت
 عقل را ز حمت مدہ این کارہ نمیت
 اندریں غم جز غم غم خوارہ نمیت
 با سر پایان این نظارہ نمیت

کو دلے کردست تو صد پارہ نمیت
 سر عشقت از دل عشاق پرس
 خوار گشتم در غمت طرفہ ترانک
 آفتاب از کوہ جسلوہ می کند

۷

با حسن گوئی کہ بے من صبر کن
 صبر بے تو حد این بیچارہ نیست

۱۶۶

فسوں خوانی و خود نمائی نساخت
 دو بیگانہ را آشنائی نساخت
 قدح نوش را پارسانی نساخت

مراد در غمش پارسانی نساخت
 خرد منکر از عشق و عشق از خرد
 بیگیوں لبش حشرقہ در باختم

دل دین و جان پیش کش کر دیش	توانگر بید بے فوائی نساخت
چہ آرام لے دوستاں از طبیب	کہ آزرده رامومیائی نساخت
شکایت ز خورشید توجیہ نیست	اگر بوم را روشنائی نساخت

۷

بتر سبب از قتل خوباں حسن
گدا طبع را پادشائی نساخت

۱۶۶

گر پرده برکشائی از آن روئے چون بہشت
روشن شود بر اہل نظر حال خوب وزشت
تقدیر حق وجود تو چون خواست آسرد
صد جان و دل نہفتہ در آن آب گل سرشت
تا قامت تو شاخ گلت دید، با عنسباں
در باغ شد زریح بر افگند ہر چہ کشت
و اللہ اگر تو نہ دہم نہ نباشیم
گر سر بڑی مرا نہ ہم پایے در بہشت
رضواں اگر بہ سیند خشت درت کند
جملہ نگار خانہ سردوس خشت خشت
کاغذ گر یہ تر شد و خامہ ز آہ سوخت
شرح فراق خویش تو چوں تو اں نوشت

چندیں حسن برشتہ جاں دل چہ بستہ

۷

سہلست گریست چه شد مریش ز رشت

۱۶۸

در ہر گلے کہ بیند بروے غرامتست
 سوئی کہ عشق باز و صاحب کرامتست
 آن شب برابر روز قیامتست
 مہری ہنوز منتظر وقت قیامتست
 روز حساب حال کارش ندانتست
 دل گو خراب شو چو دلتاں سلا متست

چشمے کہ در نظارہ آن سر وقتست
 بروئے آب میروم از موج اشک خویش
 شب و خیال دوست نباشد پر برم
 من در نماز وقت خوش از یاد قیامتست
 ہر گونہ بر معاملہ عشق کار کرد
 دوش از خرابی دل تنگم خبر رسید

۷

باریست از ملائقیال بر دل حسن
 کاسے بجاں قنادہ چه جائے ملا متست

۱۶۹

بشرہ ہمسایہ حسن بد نیست
 رستہ پیرا من سمن بد نیست
 شہنہ زنگ بر ختن بد نیست
 ترسم ارچہ ولے رسن بد نیست
 بعلم اللہ کہ نزد من بد نیست
 چوں گوئی کہ ایں سخن بد نیست

از خطش سایہ بر سمن بد نیست
 آن نقشہ کہ خط خطاب و سیت
 خال بر عارضش نگہ کر دم
 دیدم آن زلف و آن زرخداں را
 ہر بدی کاہد از نگو رویاں
 من بیادبتاں نگو سخنم

۷

گر کس این نکت را خلافت کند
 اتفاق تو است حسن بد نیست

۱۰۷

جزمن کہ دید اینکہ بلائے فراق چسیت
 ہر دل کہ چوں چراغ نمی سوزد از فراق
 خواہم ز حق برآمد آن رشک آفتاب
 در کلبہ ام بس است ہماں صورت لطیف
 با آفتاب وصل چو حاصل نشد قرآن
 گرفتار ہستی تو ای یافت کام خویش

آسودہ را خبر چہ از انک اشتیاق چسیت
 اورا چہ روشنت کہ سوز فراق چسیت
 کہیں ہفت شمع باز درین ہفت طاقت چسیت
 چندیں ہزار نقش دیدیں نہ روان چسیت
 سیارہ دلم را این حست لوق چسیت
 ہاں لے غم فراق بگو اتفان چسیت

۶

خلقے غریقِ نعمت وصل اند لے حسن
 جزمن کہ داند اینکہ بلائے فراق چسیت

۱۴۱

دو داز درون سینہ بروں آمدن گرفت
 اینک ز نوک ہر مژہ خون آمدن گرفت
 موج از چہار سوئے دروں آمدن گرفت
 از دولت غم تو کنوں آمدن گرفت
 گفتم الف نویسم نوں آمدن گرفت

از لطف عشق شعلہ دروں آمدن گرفت
 کردم بے براں لب شیرینیت چشم سُرخ
 کشتی ما بشرط سلامت کجارسد
 ہرگز نیامدے بدل من خیال مرگ
 روزے برائے طبیعت تشبیہ قد خویش

۶

شب کا مدی شنیدن شعر حسن ز دور
 گفتم پری گریہ فسوں آمدن گرفت

۱۴۲

گرترا خشنی است در سر سر کشم پیش سنانت
 و رہجاں خوش میکنی دل جاں دہم بر آستانت

حال مسکیناں پیرسی زاہ مظالم بترکس
 وہ چہ حیلہ سازمے جاں بادل ناہربانت
 گر بزلقت دست بازم سرہے پیچد کند
 ورزلعت بوسہ خواہم تنگ می آید ولانت
 یک نسیم سنبلی تو بہر دو عالم زندہ کرد
 باش تا گلہائے دیگر بشکند از گلستان
 اے بوئے تو شکفتہ نو بہار آفرینش
 من ندیدم چوں تو باغے آفرین بر باغبانت

۷

گرچہ از ناز و رعونت چوں حسن بردست ہجر
 رایگانم می فروشی ہسم خریدارم بجان

۱۶۳

مشکے چو خط تو در ختن نیست
 بوئے تو بہیسیچ پیرمن نیست
 کارِ دگر سیت کارِ من نیست
 شیریں تر ازین سخن سخن نیست
 دیوانہ بدست خویشتن نیست
 مارا سربے تو زسیتن نیست

سرفے چو قد تو در چین نیست
 ہر پیرمنے کہ می درد گل
 برچوں تو کے دگر گزیدن
 وایم سخن از لب تو گویم
 از عر بدلے من چہ رنجی
 جاں پیش خیال تو فنا ندیم

۷

گفتی کہ پسر اجدانی از من
 این از فلکست از حسن نیست

۱۶۴

لے دلم را تا قیامت با تو پیمانے درست
 نیست از دست غمت در هیچ تن جانے درست
 گرز در بیروں خرامے این چنین دامن کشال
 خلاق مسکین را کجا ماند گر بیسانے درست
 گر کسے پر سد پیمانہ دارید از ملک جہاں
 یک دل صد پارہ داریم و پیمانے درست
 می شکستی زلف کافر کیش طالع پیشہ را
 آن شکستہ با کسے گذاشت ایمانے درست
 نہ اگر با خندہ شیرینت لافے زند
 در دہان او نہ مانم نیز دندانے درست
 ترک من تا تیر عنسزہ راست کرد از ہر طرف
 میکشتم پیوستہ من از سینہ پیکانے درست

۷

گر بر غبت بشنوی یک روز بیتے از حسن
 تخطہ آرد پیشش تو ہر روز دیوانے درست

۱۶۵

می وہ کہ در امید بازست
 در مذہب ما ہمیں نمازست
 او عاشق قصہ ایازست
 این کار بدست کار سازست

ساقی شب ماشب درازست
 رویت نگریم و سجدہ آریم
 شہنامہ چہ خواست کرد محسود
 با وصل تو ام ساخت کارے

از نماز نمی کنی ایمن روئے	رونے کہ تراست جائے نازست
از زلف و رخ تو عشرتم را	شمع روشن شب درازست

۶

باشیوه تست سرب ناز
تدبیر حسن همه نیازست

۱۶۶

اشکم ز تیغ عنعنہ خواباں رواں ترست
صبرم ز گنج وصل عزیزاں نہاں ترست
سپیل سرشک بارکنے ایستد وے
ہر روز این گلیم کہ دارم گراں ترست
جانا دل مرا بچہاں نیست خانہ
وہیں عقل خانہ سوختہ بے خان ماں ترست
گرد از مہ و ستارہ برآور کہ دمبدم
از طالعے کہ داسشتہ کامراں ترست
کہ گہ سلام خشک ز تو می رسید یار
امسال آن مزاج کہ دیدم چناں ترست
از چشم تو بزلف تو جستم پناہ لیک
بند وئے تو ز ترک تو تا ہسراں ترست

۴

اندر ہوائے عشق تو حال حسن نگر
او پیر می شود سخن او جواں ترست

۱۶۶

دینم ہے بری مگر این شیوہ دین تست
اٹل ہماں بنفشہ کہ بریا سہین تست
تو پھنیں فہما کہ در آستین تست

لے ترک بادہ نوش خورد جہ چین تست
ہر گل مرزا باغ رخت ہست صد بہا
ایں دل کہ ما بسا عد سہیت بستہ ہم



اے شاہ نیکو اس دل ما کے رسد بہا
جلہ خزی نہا چو بہر نگین تست



رویف ج

خطے چو مشک ترش میں بگرد صفحہ عاج
زللف تیرہ برائے گخت لیلۃ المعراج
تو برتن ہمہ سر باش بر سر ہمہ تاج
چو واقفی تو بجاحت چہ حاجت لجاج
کہ عشق با ختن قیس را کند تاراج
چو قصہ دادہ سلطان جماعت محتاج

اگر بدین آثار رحمتی محتاج
کنوں کہ ختم شدش برتباں نبوت جن
بیا کہ بے تو خرابیم چوں تن بے سر
بجست وجوے تمنا کنم غلو نکم
سپ کشیدن نوقل بلاں نمی آرزو
ستادہ ایم بریں در نظر بر جہت تو



سلامت از دل میں حسن چہ میجوی
نہ دیہ ماند نہ دہقان چہ واجت خراج



وعدہ ہائے تو چو زلف تو ز سرتا پا کج
ابرویت راست چو نونست بر و طغرائ کج

اے کہ پیوستہ بود ابروئے تو با ما کج
الف قد تو از قد الف راست تر بیت

اے قد خوب تو چوں دین مسلماناں راست دل چو برگشت زمین ہم من ازو برگشتم بنشیں میری حکم کر میسانہ بکن بے نیازی خدا کار ہمہ راست کند	طرہ کا فسرد تو ہیجو خط ترساج کج تیغ کج رانتواں کرد نیام الاج کج کعبتینی کہ نشست است بجنب ماج کج ورنہ از کوشش فرعون رود دریاج کج
--	--

۷

درہ عشق چو رخ راست رواند ہمہ
اے حسن تا تو چو فرزیں زروی آنجان کج

۱۸۰

ردیف د

بر یاد لب تو جام گیرند
بے آتش عشق خام گیرند
تازیں دو مرا کدام گیرند
بالائے ترا تم کام گیرند
دولت کدام دام گیرند
حاجت خواہاں لگام گیرند

آں قوم کہ مے حرام گیرند
گرسوخته نیت دروی آشام
عشاق تو مقبل اند و مردود
گر سر و دریں زمین زروید
صیاد مرا یکے بیاموز
رخش از در دل برون منفلن

۶

وصف ز حسن اگر پذیری
اورا ملک الکلام گیرند

۱۸۱

صفتش رایکے وہ می تو اں کرد

رخت را در صفت مرہ می تو اں کرد

ہما در منزل وصل آسے امشب
 نظیر تو توئی دین نکست امروز
 مرا از روئے تو روئے گانیست
 دعائے در رخ تومی توای گفت

حدیث ناز در رہ می توای کرد
 ز آئینت موبہ می توای کرد
 سپاس احمد شدہ می توای کرد
 نیازے در سحر گہ می توای کرد

۱۸۲

حسن را بر معانی شاہ کردند
 ز اقبال ملک شہ می توای کرد

۷

آن کبک شکر خندہ رفتار دگر دارد
 ہم سبزہ کشد بگل ہم مشک کشد بر
 جان و دل من دارند مہر تو چو جان تن
 درویش کمی ورز و مہر رخ گل رنگش
 مسکین و علم از لطف ایماں نبرد نام
 بر ذرہ کہ در عالم گشت خردارش

سروش بحر امیدن ہنجا دگر دارد
 خواباں ہمہ در کارند او کار دگر دارد
 کافر بود از جز تو دلدار دگر دارد
 در خانہ بہر کنجہ دینار دگر دارد
 گو در خم ہر موئے ز ناز دگر دارد
 آن یوسف عہدا بازار دگر دارد

۱۸۳

گفت ہمہ بشنید ہی حرفے ز حسن بشنو
 کال بلبل باغ تو گلزار دگر دارد

۷

مست ہیں کہ لبہا خوشتر ز نوش دارد
 از عشق بیہوش گشتم خراب مطلق
 تا خطا دوست بر رخ نام و آہ و نالہ

قصدے کہ درد اول بر عقل ہوش دارد
 این بادہ محبت یارب چہ جوش دارد
 تا بہت سبزہ گل بلبل خروش دارد

<p>تواند آنکہ خود را یکدم خموش دارد ہم شہر نئے نواں زد یا آنکہ گوش دارد باشہ برائے کشش منہب گوش دارد</p>	<p>ہم جنس خود چو طوطی در آئینہ پیند روئے چو شاہ انجم پوشند برف شبگون دل بر تو گنت فرد از ارش کشم جو کش</p>	
<p>۹</p>	<p>گم گو حسن ازیں پس اسرار خو پرویاں این درجہ میکشائی دیوار گوش دارد</p>	<p>۱۸۲</p>
<p>حدیث تو چو دافتد ورق بگردانند ہزار سال یکے از ہزار نتوانند تو دیر ماں کہ پچیرے بتو نمی مانند قلم شکستہ و در صورت تو حیرانند بغیر سورہ یوسف دگر نمی خوانند رخ تو دیدہ از ان گفتہا بشیمانند کساں کہ جامے از ان خورہ اند میدانند جماعتے کہ دو گویند نام سلیمانند</p>	<p>سخن وراں کہ حدیث سمن بران خوانند اگر شمال موزونت را کند صفت بتان چین و ہمہ چیز شاں نگہ کردم بروزگار تو صورتگران ہفت تسلیم بمکتبے کہ دروں میروی ہمہ طفلان اگر ملائکہ گفتند در بشر سخنے شراب حسن تو در جام وصف کے گنج من از جہاں بہ یکے شادم لے سلیمان</p>	
<p>۶</p>	<p>حسن گلے ز گلستان سعدی آورد دست کہ اہل معنی گل چین این گلستانند</p>	<p>۲۸۵</p>
<p>روح بخش روح پرور میسر خو صفت کشور کشور میسر</p>	<p>الوداع لے دل کہ دلبر میسر ماہ ساں منزل بمنزل رہ گرفت</p>	

در پیش وہم سبک رو رفتہ بود	اوز وہم من سبک تر میر
گر چو زر گویم سخن ہم سود نیست	چوں سخن امروز در ز میر
دل شد و صبرست پا اندر رکاب	رو کہ سلطان رفت لشکر میر

۵

در حسن بنگر کہ از حسن وفا
دل نہ و دنیال دل بر میرود

۱۸۶

الغٹارے دل کہ دل بر میرسد	ماہ اندک سال من در میرسد
بخت میخواندم ز روی دوستیش	بخت میں ناخواندہ بر سر میرسد
خود کہ می گوید کہ گل رفت اور سید	گر چو رفت اونکو تر میرسد
مہت ساغر کلہ بازار عشق	کلہ رنگیں کن کہ ساغر میرسد

۶

اے حسن بے وقت توبہ میسکنی
توبہ بشکن وقت گل در میرسد

۱۸۶

ماہ من کز مہر دل را دل نوازی میسکند
خال او ہند دست اما ترک تازی میسکند
غمزہ خونریز او باز چہ چشم دلست
ترک وانگہ مست و دیگر تیغ بازی میسکند
در کمر گاہش چہ کہ گی بردگیوش دست
تا چہ دستت آل کہ آنجا ہا درازی میسکند

لے بستہ ام لے زربار لے ایں کہ ہر روزے

میکنم جان پیشکش در بندگی او تمام
 گر بنیمے بوسہ ام بندہ نوازی میکند
 ترک من غازیست اما بس سماں کش فتاد
 آنچه کافرانشاید کرد غازی میکند
 یک نسیم طره اش تازه ترست از صد بہار
 چون صبا ہر سال بر گل برگ سازی میکند

۴

گر حسن در پاشی افتد زمانے چون زمیں
 آسماں سیرت ہمہ جا سرفرازی میکند

۱۸۸

سحر از روئے چو خورشید خود آراستہ بود
 عید میں کز جہت روزہ سحر خواستہ بود
 در شب پانزودہ دیدم قدم قدمے کاستہ بود

دوش آں ماہ بہنگام سحر خاستہ بود
 ماہ من عید بتانست مبارک عیدے
 مہ چو در چارودہ شب از رخ او تافتہ شد

۵

جز دم شکر و گردم نزنند بندہ حسن
 کہ پنچندیں شب از نیساں سحرے خواستہ بود

۱۸۹

کاں شوخ را بدل شدگان دل کشیدہ بود
 یا قطرہ ز ابر بہاری چکیبہ بود
 مینزد کہ در حایت ترکاں خزیدہ بود
 زلفیں را چہ گوئی سرا با بر بدہ بود

امروز صبح ماچہ مبارک دمیدہ بود
 آں سرد بود یا گل یا بلغ نو بہار
 خالش بزیر چشم چو ہندورہ ہمہ
 بہائے او نشاند خونہائے تازہ داشت

ناگہ طلوع کرو چو صبح از حجاب شب
من خواستہ ز خواب و بتم بر سر آمدہ

بختم خود این سعادت در خواب دیدہ بود
نوگشت این مثل کہہ اینجا رسیدہ بود

۱۹۰

القصہ در شمال خویش حسن بید
بہر قصہ کز لطافت خواباں شنیدہ بود

۷

مستے کہ می بیاد لب یار در کشد
فسقے کہ توبہ باشد پایان کار او
من خاک آن کسم کہ نہد سر بخط جام
جو رجاں کش قح عشق کش از آنک
میکن بہ تیغ عشق مرا سینہ تلخ تلخ
اے شہسوار حسن در آتما کہ چشم من

رخت وجود از تن آلودہ بر کشد
بہتر ز طاعتے کہ بہ پندار در کشد
بر جرم ساقیاں تسلیم نمود کشد
عشقت ازیں جہاں بجانے در کشد
آن شاخ گل بود کہ سر اندر سپر کشد
بہر نثار نعل ز لعل و گہر کشد

۱۹۱

کو نعل رخس تو کہ حسن بہر دوش چو داغ
در آتش دل افکند و بر جگر کشد

۷

دلہم قبلہ ہمیں روئے تو دارد
روا سیداری آہ سوزناکم
رسولت را بجاں گردن نہاوم
گراز عالم کسے پرسد جونی
مرا اندازہ عشق بتاں نیست

اگر بگزاریش زودر کہ آرد
چرا از آسہماں آتش نہاوم
اگر پینام با شجر گذارد
دلے دادست و جانے می سپارد
سکے پیشانی شیراں چہ خارم

سرے کہ روں کرو در اطراف چین نیست
 آن غنچه از باغ بهشتست دین نیست
 در تنگی آن تنگ شکر حای سخن نیست
 آن کسیت کہ دیوانہ آن بند زین نیست
 زان اختر مسعود کہ در طالع من نیست
 دانست کہ این مرده نمر وار کفن نیست

مشکے کہ کشید او بہ ملک سخن نیست
 ہر گاہ کہ خند و گل و لہا بکشا ید
 می گفت نگین سخن اندر دہن من
 بند و دل دیوانہ مادر رسن زلف
 لے خواہد منجم چہ شد آخر خبرے دہ
 برداشت ز من دست غمش پرودہ عصمت

۶

پیغام فرستاد کہ رو توبہ کن از عشق
 گو بر دگرے حکم کن این کار حسن نیست

۱۶۱

راحت مے ناپدید رنج خار از کجا است
 وہ اگر از از نیست نالہ زار از کجا است
 گر تونہ تیغ زن سینہ فگار از کجا است
 مہرہ بکت نامدہ آنت مار از کجا است
 آب جیہ بلطف در تو غبار از کجا است

دولت ما گل نکر و محنت خار از کجا است
 یار ز من رخ تباقت گفت نیاز ز کجا است
 ترک من آخر بدار غمزہ خونریزہ را
 لب طلبیدم ز تو زلف بر افتا ندیم
 گفتہ بدی با تو ام بہت غبارے عجب

۷

چشم حسن گزیر بخت بر سر کونے تو خوں
 بر رویار تو نفسن و نگار از کجا است

۱۶۲

ندانم چوں شود اے دوست حال دوست دارانت
 مگر دولت کند یاری کہ یاد آید زیارانت

ازاں میگوں بہت روزے نشد یک جڑہ ام روزی
 تو خونم نوش کردی نوشس بادا و گوارانت
 جنا جوئی اگر بینی بحسب خرقة پوشانم
 دعا گویم اگر بینم میساں بادہ خوارانت
 تو چوں غمزه زناں پیدا شوی بیچارہ عقل دیں
 کہ حد ایں سپر ہانیت دفع تیر بارانت
 کسے بودے کہ بر سر شکر خسرو خبر بردے
 کہ اندر شہر شورے خواست از شیریں سوارانت
 تو اے شاہ بتاں گیسو بدستم وہ مگر باشتم
 بدیں درگہ کیے از جلد زنجیر دارانت

۵

حسن را در عنت یکدم نمی باشد قرار آری
 بریں رفتست پیوستہ قرار از یقین قرارانت

۱۶۳

کندر موشش این دل صد پارہ کبابست
 شہرے کہ چنین مست نیابیش خرابست
 اندیشہ ہمینست کہ ایں رہ ہمہ آہست
 دانیم و نگوئیم کہ ایں را چہ جوابست
 بگذر کہ مصلائے مراداغ شرابست
 زیں باغ بہشتی کہ ترازیر تقابست

اے شوخ ترا در لب شیریں چہ سرت بست
 مستت بیا و لب میگون تو شہرے
 نندیشم اگر راہ بریں دیدہ کنی لبیک
 گفتی ز بتاں سوختہ کیست کہ داند
 اے شیخ میا پہلوئے من در صف طا
 اے دوست گلے چند بدیں سوختگان بخش

۶

واللہ کہ حسن بے تو نخواہد گل و گلبن
 بے روئے نکو دار چناں دار عذابست

۱۶۴

اگر شیریں تویی شکر کد امست کہ می گوید کہ می خوردن حرامست من آن مہ را کہ بر بالائے باست اگر توروئے بنمائی تماست طمع برہر چه خواہم بہت تماست ازاں حلوانجبرودہ تا چہرہ تماست	لب شیرینت را شکر خلا مست اگر ساقی تو خواہی بود مارا مہ نو بر فلک بیسند خلق شب ہفتم کہ مہ نیمہ نماید برت چوں سیم و زلف تست چوں عمد اگر ہماں بخواہی صوفسیاں را
--	---

۵

عزیزان از حسن صحبت مجوسید
شمار حلت کیندا اورا تماست

۱۶۵

یا بشمشیر غمت آوارہ نمیت عقل را ز حمت مدہ این کارہ نمیت اندریں غم جز غم غم خوارہ نمیت با سر پایان این نظارہ نمیت	کو دلے کزدست تو صد پارہ نمیت سر عشقت از دل عشاق پرس خوار گشتم در غمت طرفہ ترانک آفتاب از کوہ جسلوہ می کند
---	--

۷

با حسن گوئی کہ بے من صبر کن
صبر بے تو حد این بیچارہ نمیت

۱۶۶

فسوں خوانی و خود نمائی نساخت دو بیگانہ را آشنائی نساخت قدح نوش را پارسانی نساخت	مرا در غمش پارسانی نساخت خرد منکر از عشق و عشق از خرد بمیگوں لبش حشرقہ در باختم
---	---

دل دین و جان پیش کش کر دوش	تو انگر ہیں بے نوائی نساخت
چہ آرام سے دوستان از طبیب	کہ آزرده را مومیائی نساخت
شکایت ز خورشید توجیہ نیست	اگر بوم را و شنائی نساخت

۷

بتر سید از قتل خرابا حسن
گدا طبع را پادشائی نساخت

۱۶۶

گر پردہ بر کشائی ازالا روی چوں بہشت
روشن شود بر اہل نظر حال خوب وزشت
تقدیر حق وجود تو چوں خواست آفرید
صد جان و دل نہفتہ در آب گل سرشت
تاقامت تو شاخ گلت دید با عنباں
در باغ شد زریح بر افکند ہر چہ کشت
وانتاگر تو نہ دایمہ نہ باشیم
گر سر بڑی مرا نہ ہم پایے در بہشت
رضواں اگر بہ سیند خشت درت کند
جلہ نگار خانہ نہ دوس خشت خشت
کاغذ گر یہ تر شد و خامہ ز آہ سوخت
شرح فراق خویش تو چوں توں نوشت

چندیں حسن برشتہ جاں دل چہ بستہ

<p>۷</p>	<p>سہلست گرسٹ چو شد مریش نرشت</p>	<p>۱۶۸</p>
<p>در ہر گلے کہ بیند بروے غرامتت صوفی کہ عشق باز و صاحب کرامتت آن شب مرا برابر روز قیامتت مقرب منور منتظر وقت قیامتت روز حساب حال کارش ندامتت دل کو خراب شو چو دلتاں سلامتت</p>	<p>چشمے کہ در نظارہ آن سرو قامتت بر روئے آب میروم از موج اشک خولشت شب در خیال دوست نباشد برابرم من در نماز وقت خوش از یاد قیامتت ہر گونہ بر معالہ عشق کار کرد دوش از خرابی دل تنگم خبر رسید</p>	
<p>۷</p>	<p>بار سبت از ملائقیال بر دل حسن کاسے بجاں فوادہ چہ جائے ملامتت</p>	<p>۱۶۹</p>
<p>بہترہ ہمایا چہ حسن بد نیست سخت پیر امن ممن بد نیست شعبہ رنگ بر ختن بد نیست ترسم ارچہ ولے رسن بد نیست یعلمو اللہ کہ نزد من بد نیست چوں جگونی کہ این سخن بد نیست</p>	<p>از خطش سایہ بر من بد نیست آن منقشہ کہ خط خطاب و سبت خال بر عارضش نگہ کر دم دیدم آن زلف و آن زرخداں را ہر بدی کا پید از نکو رویاں من بیاد بتاں نکو سخنم</p>	
<p>۷</p>	<p>گر کس این نکت را خلافت کند الفاق تو اسے حسن بد نیست</p>	<p>۱۰۶</p>

جزمن کہ دید اینکہ بلائے فراق چسیت
 ہر دل کہ چوں چراغ غمی سوزد از فراق
 خواہم ز عرق برآمد آں رشک آفتاب
 در کلبہ ام بس است ہماں صومرت لطیف
 با آفتاب وصل چو حاصل نشد قرآن
 اگر فرصتے دہی تو اوں یافت کام خویش

آسودہ را خبر چرا زانکہ اشتیاق چسیت
 اورا چرا روشنت کہ سوز فراق چسیت
 کیس ہفت شمع باز دریں ہفت طاقت چسیت
 چندیں ہزار نقش دیدیں نہ رواقت چسیت
 سیارہ دلم را این حست لوق چسیت
 ہاں اے غم فراق بگو اتفان چسیت

۱۵۱

خلقے عرق نعمت وصل انداے حسن
 جزمن کہ داند اینکہ بلائے فراق چسیت

۶

از لطف عشق شعلہ دروں آمدن گرفت
 کردم بے براں لب شیرینیت چشم سرخ
 کشتی ما بشرط سلامت کجا رسد
 ہرگز نیامدے بدل من خیال مرگ
 روزے برائے طہیت تشبیہ قد خویش

دو داز درون سینہ بروں آمدن گرفت
 اینک ز نوک ہر قرہ خون آمدن گرفت
 موج از چہار سوئے دروں آمدن گرفت
 از دولت غم تو کموں آمدن گرفت
 گفتم الف نویسم نوں آمدن گرفت

۱۵۲

شب کا مدی شنیدن شعر حسن زدور
 گفتم پری مگر بفسوں آمدن گرفت

۶

گرترا خشنے است در سر سر کشم پیش سنانت
 ورجاں خوش میکنی دل جاں دہم برآتانت

حال سکیںاں پیرسی زاہ منظر لوماں بترکس
 وہ چہ حیلہ سازمے جاں بادل ناہربانت
 گرزلفت دست بازم سرہے پیچہ کند
 ورزلعلت بوسہ خواہم تنگ می آید دمانت
 یک نسیم سنبیل تو ہر دو عالم زندہ کرد
 باش تا گلہائے دیگر بشکند از گلستانت
 اے بوئے تو شکفتہ نو بہار آفرینش
 من ندیدم چون تو باغے آفریں بر باغبانت

۷

گرچہ از ناز و رعونت چوں حسن بردست ہجر
 رایگانم می فروشی ہسم خریدارم بجانت

۱۴۳

مشکے چو خطِ تو در ختن نیست
 بوئے تو بایسج پیرہن نیست
 کارِ دگر لیت کارِ من نیست
 شیریں تر ازین سخن سخن نیست
 دیوانہ بدست خویشتن نیست
 مارا سربے تو ز لیتن نیست

سروے چو قد تو در چمن نیست
 ہر پیرہنہ کی می درد گل
 برچوں تو کسے دگر گزیدن
 دایم سخن از لب تو گویم
 از عر بدلے من چہ رنجی
 جاں پیش خیال تو فنا ندیم

۷

گفتنی کہ چہ سرا جدائی از من
 این از فلکست از حسن نیست

۱۴۴

لے دلم راتا قیامت با تو پیمانے درست
 نیست از دست غمت در میچ تن جانے درست
 گرز و بیروں خرامے این چنین دامن کشال
 خلق مسکین را کجا ماند گر سبب آنے درست
 گر کسے پر سد چھا و ارید از ملک جہاں
 یک بل صد پارہ و اریم و پیمانے درست
 ہا شکستی زلف کا فر کیش ظالم پیشہ را
 آن شکستہ با کسے نگذاشت ایمانے درست
 مارا گر با خندہ شیرینت لانے زند
 در وہان او نہ مانم نیز و ندانے درست
 ترک من تاثیر عن سزہ راست کرد از ہر طرف
 میکشتم پیوستہ من از سینہ پیکانے درست

۷

گر بر غبت بشتوی یک روز بیتے از حسن
 تھخہ آرد پیش تو ہر روز دیوانے درست

۱۷۵

می وہ کہ در امید باز ست
 در مذہب ما ہمیں ناز ست
 او عاشق قصہ ایاز ست
 این کار بدست کار ساز ست

ساقی شب ماشب دراز ست
 رویت نگریم و سجدہ آریم
 شہنامہ چہ خواہ کرد محمد سمود
 با وصل تو ام نساخت کارے

از نماز نمی گزینی بمن روئے	روئے که تراست جائے نماز است
از لطف و رخ تو عشرتم را	شمع روشن شب دراز است

۷

باشیوه تست سر بر نماز
تدبیر حسن همه نیاز است

۱۶۶

اشکم ز تیغ عشق سوزان خوبان رواں تر است
صبرم ز گنج وصل عزیزاں نہاں تر است
سپل سرشک بارگنہ ایستد وے
ہر روز این گلیم کہ دارم گراں تر است
جانا دل مرا بجاں نیست خانہ
وہ عقل خانہ سوختہ بے خان ماں تر است
گرد از مہ و ستارہ بر آور کہ دمبدم
از طلوع کہ داسشتہ کامراں تر است
کہ گہ سلام خشک ز تو می رسید یار
امسال آن مزاج کہ دیدم چناں تر است
از چشم تو بزلت تو جستم پناہ لیک
بند وئے تو ز ترک تو ناہسراں تر است

۲

اندر ہوائے عشق تو حال حسن نگر
او پیری نشود سخن او جواں تر است

۱۶۷

دینم ہے بری مگر این شیوہ دین تست
اول ہماں بنفشہ کہ بریا سین تست
تو پھنیں نھما کہ در آستین تست

لے ترک بادہ نوش خورد جہ چین تست
ہر گل مرزا باغ رخت ہست صد بہا
این دل کہ ما بسا عد سمیت بستہ ایم

۷

اے شاہ نیکو اس دل ما کے رسد با
جلد خزی نہا چو بہر نگین تست

۱۶۸

ردیف ج

خطے چو مشک ترش میں بگرد صفحہ عاج
زلف تیو برا یگخت لیلۃ المعراج
تو برتن ہمہ سر باش بر سر ہمہ تاج
چو واقفی تو بجا جت چہ حاجت بلج
کہ عشق با ختن قدیس را کند تاراج
چو قصہ دادہ سلطان جماعت محتاج

اگر بدین آثار رحمتی محتاج
کنوں کہ ختم شدش برتباں نبوت حسن
بیا کہ بے تو خرابیم چوں تن بے سر
بجست وجوے تمنا کنم غلو نکم
سپ کشیدن نوقل بلاں نمی آرزو
ستادہ ایم بریں در نظر بر جمت تو

۷

سلامت از دل دیں حسن چہ میجوی
نہ دیر ماند نہ دہقان چہ حاجت خراج

۱۶۹

وعدہ ہائے تو چو زلف تو ز سر تا پا کج
ابرویت راست چو نونست بر و طغرائ کج

اے کہ پیوستہ بود ابروئے تو با ما کج
الف قد تو از قد الف راست تریت

<p>طرہ کا فسر تو ہیچو خط ترساج کج تیخ کج رانتواں کرد نیام الاج کج کعتینی کثشت است بجنب ماج کج ورنہ از کوشش فرعون رود دریاج کج</p>	<p>اے قد خوب تو چوں دین مسلماناں راست دل چو برگشت ز من ہم من ازو برگشتم بنشیں میر منی حکم کر میسانہ بکن بے نیازی خدا کار ہمہ راست کند</p>	
<p>۷</p>	<p>در رہ عشق چو رخ راست رواند ہمہ اے حسن تا تو چو فرزین زوی آنجان کج</p>	<p>۱۸۰</p>
<h2>رویف د</h2>		
<p>بر یاد لب تو جام گیرند بے آتش عشق خام گیرند تازیں دو مرا کدام گیرند بالائے ترا تم کام گیرند دولت کدام دام گیرند حاجت خواہاں لگام گیرند</p>	<p>آں قوم کے حرام گیرند گرسوختہ نیست دروی آشام عشاق تو مقبل اند و مردود گر سر و دریں زمین زوید صیاد مرا یکے بیاموز رخش از در دل برون مینگین</p>	
<p>۶</p>	<p>وصف ز حسن اگر پذیری اورا ملک الکلام گیرند</p>	<p>۱۸۱</p>
<p>صفتش رایکے دہ می تو اں کرد</p>	<p>رخت را در صفت مرہ می تو اں کرد</p>	

<p>حدیث ناز در رہ می تو اں کرد ز آئینہ موجہ می تو اں کرد سپاس احمد تہ می تو اں کرد نیازے در سحر گہ می تو اں کرد</p>	<p>ہما در منزل وصل آسے امشب نظیر تو توئی ویں نکتہ امروز مرا از روئے تو روئے گاہ نیست دغلے در رخ توئی تو اں گفت</p>	
<p>۷</p>	<p>حسن را بر معانی شاہ کردند ز اقبال ملک شہ می تو اں کرد</p>	<p>۱۸۲</p>
<p>سروش بحر امین ہنجاہ دگر دارد نویاں ہمہ در کارند او کار دگر دارد کافر بود از جز تو دلدار دگر دارد در خانہ بہر کنجے دینار دگر دارد گو در خم ہر موئے ز ناز دگر دارد آں یوسف ہمدما بازار دگر دارد</p>	<p>آں کبک شکر خندہ رفتار دگر دارد ہم سبزہ کشد ہر گل ہم مشک کشد ہر جان و دل من دارند بہر تو چو جان تن درویش کمی و رز و ہر رخ گل زنگش مسکین وطم از زلفش ایماں نہر و دم ہر ذرہ کہ در عالم گشتت خریدارش</p>	
<p>۷</p>	<p>گفت ہمہ بشنید ہی حرفے ز حسن بشنو کاں بلبل باغ تو گلزار دگر دارد</p>	<p>۱۸۳</p>
<p>قصدے کہ در اول بر عقل ہوش دارد ایں باوہ محبت یارب چہ جوش دارد تاہست سبزہ و گل بلبل خروش دارد</p>	<p>سرت میں کہ لبہا خوشتر ز نوش دارد از عشق چشم مستش گشتم خراب مطلق تاخط اوست بر رخ نام و آہ و نال</p>	

تواند آنکہ خود را یکدم خموش دارد ہم شہر خے توان زد با آنکہ گوش دارد باشد برائے کشتن شب نکوش دارد	ہم جنس خود چو طوطی در آئینہ پیند روئے چو شاہ انجم پوشند زلف شبگون دل بر تو گنت فردا زارش کشم بگو کش
--	---

۹

کم گو حسن ازیں پس اسرار خوبریاں
این درچہ میکشانی دیوار گوش دارد

۱۸۲

حدیث تو چو در افتد ورق بگردانند ہزار سال یکے از ہزار ستوانند تو دیر ماں کہ پتیر بہ بتو نمی مانند قلم شکستہ و در صورت تو حیرانند بغیر سورہ یوسف دیگر نمی خوانند رخ تو دیدہ از آن گتہا پشیمانند کساں کہ جامع از آن خورہ اند میدانند جامعے کہ دو گویند نامسلمانند	سخن وراں کہ حدیث سمن بران خوانند اگر شمال موزونت را کنند صفت بتان چین و ہمہ چیز شاں نگہ کردم بروزگار تو صورتگران ہفت تسلیم بمکتبے کہ دروں میروئی ہمہ طفلان اگر ملائکہ گفتند در بشر سخنے شراب حسن تو در جام وصف کے گنج من از جہاں بہ یکے شادم اے سلیمان
---	---

۶

حسن گلستان سعدی آور دست
کہ اہل معنی گل چین این گلستانند

۲۸۵

روح بخش و روح پرور مسرور خور صفت کشور کشور مسرور	الوداع اے دل کہ دلبر مسرور ماہ ساں منزل بمنزل رہ گرفت
---	--

در پیش وہم سبک رو رفتہ بود	اوز وہم من سبک تر میر
گرچہ زر گویم سخن ہم سود نیست	چوں سخن امروز در زر میر
دل شد و صبرست پا اندر رکاب	رو کہ سلطان رفت شکر میر

۵

در حسن بنگر کہ از حسن وفا
دل نہ و دنیال دل بر میرود

۱۸۶

النتار اے دل کہ دل بر میرسد	ماہ اندک سال من در میرسد
بخت میخواندم ز روے دوستیش	بخت میں ناخواندہ بر سر میرسد
خود کہ می گوید کہ گل رفت اور سید	گرچہ رفت اونکو تر میرسد
مہت ساغر کلہ بازار عشق	کلہ رنگیں کن کہ ساغر میرسد

۴

اے حسن بے وقت توبہ میسکنی
توبہ بشکن وقت گل در میرسد

۱۸۶

ماہ من کز مہر دل را دل نوازی میکند
خال او ہندوست اما ترک تازی میکند
غزہ خونریز او باز چہ چشم دست
ترک وانگہ مست و دیگر تیغ بازی میکند
در کمر گاہ شمشیر چہ کہ می برد گیشوش دست
تا چہ دستت آں کہ آنجا ہا درازی میکند

لے بستہ ام لے زربار لے ایں کہ ہر روزے

میکنم جان پیشکش در بندگی او تمام
 گر بر نیچے بوسہ ام بندہ نوازی میکند
 ترک من غازیست اما بس سماں کش فتاد
 آنچه کافرانشاید کرد غازی میکند
 یک نسیم طره اش تازہ ترست از صد بہار
 چون صبا ہر سال بر گل برگ سازی میکند

۴

گر حسن در پاش می افتد زلمے چون زمیں
 آسماں سیرت ہمہ جا سرفرازی میکند

۱۸۸

سحر از روئے چو خورشید خود آراستہ بود
 عید میں کز جہت روزہ سحر خواستہ بود
 در شب پانزودہ دیدم قدرے کاستہ بود

دوش آں ماہ بہنگام سحر خاستہ بود
 ماہ من عید بتانست مبارک عید کے
 مہ چو در چارودہ شب از رخ او تافتہ شد

۵

جز دم شکر و گردم نزن بندہ حسن
 کہ پنچندیں شب از نیساں سحرے خواستہ بود

۱۸۹

کاں شوخ را بدل شدگان دل کشیدہ بود
 یا قطرہ زاہر بہاری چکیدہ بود
 مینزد کہ در حایت ترکان خزیدہ بود
 زلفیں را چہ گوئی سر با بریدہ بود

امروز صبح ماچہ مبارک دمیدہ بود
 آں سرد بود یا گل یا باغ نو بہار
 خالشی بزیر چشم چو ہندورہ ہمہ
 بہائے او نشانہ خونہائے تازہ داشت

ناگہ طلوع کرو چو صبح از حجاب شب
من خواستہ ز خواب و بتم بر سر آمدہ

بختم خود این معادبت در خواب فیدہ بود
نوگشت این مثل کہ مہ اینجا رسیدہ بود

۱۹۰

القصہ در شمائل خویش حسن بید
ہر قصہ کہ لطافت خواباں شنیدہ بود

۵

مستے کہ می بیاد لب یار در کشد
فستقے کہ توبہ باشد پایان کار او
من خاک آن کسم کہ ہند سر بخط جام
جو رہاں کش قح عشق کش از آنک
میکن بہ تیغ عشق مرا سینہ تلخ تلخ
اے شہسوار حسن در آتا کہ چشم من

رخت وجود از تن آلودہ بر کشد
بہتر ز طاعتے کہ بہ پندار در کشد
بر جرم ساقباں تسلیم نمود کشد
عشقت ازین جہاں بجانے دگر کشد
آن شاخ گل بود کہ سر اندر سپر کشد
بہر نثار نعل تو نعل و گہر کشد

۱۹۱

کو نعل رخس تو کہ حسن ہر دوش چو داغ
در آتش دل افکند و بر جگر کشد

۵

دلم قبلہ ہمیں روئے تو دارو
روا سیداری آہ سوزنا کم
رسولت را بجاں گردن نہادم
گراز عالم کسے پرسد جگونی
مرا اندازہ عشق بتاں نیست

اگر بگزارشش زودر کہ آرد
چرا از آسماں آتش نبارد
اگر پینام با خنجر گذارد
دلے دادست و جانے می سپارد
سگے پیشانی شیراں چرخاورد

ذره وار از ہر خوباں درخواہیم گشت

۹

ہرچہ از معشوق تشریف جفا خواہیم یافت
چوں حسن از دیدہ مشغول دعا خواہیم گشت

۱۳۰

بادے ز عرصہ چمن از من در بیخ داشت
وانگہ نسیم پیرین از من در بیخ داشت
چوں او خیال بخوشن از من در بیخ داشت
او در ہمہ محل سخن از من در بیخ داشت
درچہ فرو شدم رسن از من در بیخ داشت
آن ترک را کہ تا سخن از من در بیخ داشت
آں بود آرزوی من از من در بیخ داشت
زین درد مردم کفن از من در بیخ داشت

ان گل کہ بوئے خوشن از من در بیخ داشت
یعقوب وار ز گس چشم سفید کرد
محض خیال باشد امید وصال یار
دیدار حبتش سخن بے محسول بود
اندر نظارہ ذفن و زلف عنبریں
من خود بطوع و رغبت خود می شوم اسیر
بخشا تیر غمزہ و لیکن نزد من
گفتم ز بر دامن درد خودم پوش

۶

من عشق تا ہما شس فرستادم اے عجب
او یک قصیدہ حسن از من در بیخ داشت

۱۳۱

میمدہ کز ہمہ شغلم فراغت
کہ امر وزم ہوائے جوئے باغت
ولیک از زخم شاں صد جائے باغت
مہوزاں بادا اندر دماغت

بیا ساقی کہ گل بہمان باغت
نشان توبہ از من کمتر ک جوئے
اگرچہ شستہ ام دل ازبتاں پاک
اگرچہ خستہ ام از بادہ چوں باد

نہ اہل خرقہ نہ اہل خرابات
چو بینی اندر و غم پر طاؤس

حدیث من حدیث کبک ز غمت
برو غم سر بسر پر کلا غمت

۱۳۲

حسن دل راز قف و دومی سوز
کہ آل شہائے عاشق را چرا غمت

۷

چند با ماد دل گراں کردش اگر از سنگ نیست
چند ازین زخم زباں گرا اتفاق جنگ نیست
نالہ ماد عینم تو بگذرد از اوج چرخ
چرخ را با ہفت پر وہ حد این آہنگ نیست
عقل ما سرفی ہند بر پائے عشقت چون کند
مور مسکین راز تعظیم سلیمان سنگ نیست
کعبہ وصل ارچہ ہست از ما بصد فرسنگ دور
گر تو ہمرہ میثوی وانکہ یک فرسنگ نیست
خیز تا با سبزہ گل ذوق گیریم از سماع
غلغلے از نامائے بلبل بس بود ارچنگ نیست
جز سید کاری نکردی تا سیاہت بود مومے
چہں سپیت شد کنوں بعد از پشیدی رنگ نیست

۱۳۳

چند بینی اے حسن در گل رخاں سبز خط
چہں نکو تر بینی آل آئینہ ہائے رنگ نیست

۹

<p>مے دوشینہ درمن کار کردست بیاساتی مے گلگوں پدید آر چہ منت می نہد برمن مؤذن درآمد اینک آن مست شبانہ اگرچہ دوش از می توبہ می کرد خصومت بادل افکار من داشت چہ خونہاریزد آن لب خاصہ کنول دلاچندیں چہ نالی آخر ازوے</p>	<p>خرد رخت فضولی بار کردست کہ گل را صبح دم ہشیار کردست مرا مرغ سحر بیدار کردست کہ با ما عسربدہ بیار کردست ولے یک دو قدح در کار کردست ندام از کجا افکار کردست خط خونریزہ با خود یار کردست کہ این شوخی نہ اول بار کردست</p>	
<p>۱۳۴</p>	<p>حسن منکر نیار شد ز عشقت کہ پیش عالمے اقرار کردست</p>	<p>۷</p>
<p>اے دوست ترا بر سر و قدم گذرے گفتی جگستاں روو در لالہ و گل میں اے من سگ کوے تو من سنگ حقایم زاں می کہ لب ت خورد نصیب من بسکین پرہیز میسر نشد از زخم کہ زد عشق اے خواجہ عاقل تو دل خویش نگہ دا</p>	<p>از حال دل بخیر انت خیرے نیست چیزے کہ مرا با تو بود با دگرے نیست زاں رو کہ مرا جز در تو بیج درے نیست کمتر من از جرعه اگر بیشترے نیست جیات حکیم تیر اجل را سپرے نیست بر دل شدگان غیب گفتن نترے نیست</p>	
<p>۱۳۵</p>	<p>سردر سر سوداے بتاں کرد حسن باز اے خاک براں سر کہ برود در سرے نیست</p>	<p>۷</p>

خط تو تا برات حسن بنوشت
 ز تو در غنچه پنهان شد گل آری
 ز روے روشنت آتش جدا ماند
 نیاید صبحدم از عاشقان صبر
 غیبے گفت مصنمون دل خویش
 شہم از دولت او خوش گذشتت

گل نو پرده بر عارض فرو بہشت
 ز روے خوب رو پنهان کند زشت
 از انست این سیہ روئی در آہشت
 نیاید صبح وقت از لولیاں کشت
 یکے آل حرف تھنیں کرد بنوشت
 ز غم بستر بدہ زاندوہ بالشت

۱۳۶

حسن خاک درت از دیدہ تر کرد
 مگر زان گل نہی در گور او خشت

۴

غمت امروز نگسار منست
 گر ندارم ز محسراں روزی
 بہ نفس پیراہن دریدن صبح
 تا بخاشش نہ افگنی ز بہار
 چرخ در خون من کمر می بست
 اگر اسیرم کنی و گر بخششی
 گر تو یک روز در میاں آئی
 ہمہ عالم اگر خسراں گیرد

عشق تو عیشش روزگار منست
 شب تاریک راز دار منست
 اثر ناہائے زار منست
 دل پر خوں کہ یادگار منست
 چشم شوخ تو گفت کار منست
 اختیار تو اختیار منست
 ہمہ مقصود در کنار منست
 روے خوبے تو نو بہار منست

۱۳۷

گر حسن رانی کنی یاری
 وقت آخر بگو کہ یار منست

۵

اے ترک تندر رفتہ زما یکزماں باسیت رفتی وے نہ ایتد آب رواں چشم اے برہاک کردہ عنان و رکاب گرم خواہی کہ مہ بجاہد بر بام خود برآ پروانہ وارد در قدمت اوفتادہ ام اے آنکہ آمدی بسر کشتہ ہائے خویش	برآب چشم مانظرے کن ازاں باسیت آخریکے نظارہ آب رواں باسیت یک شہر دست مینزدت بر عنان باسیت ورنج سرخواہی در بوتال باسیت توشمع عاشقانی و درکار شاں باسیت اگر ہست آفاق دعا یکزماں باسیت
--	---

۵

در کارِ دلبران حسن از دیدہ دل بنہ
ور نیز کارے افتد باجاں بجای باسیت

۱۳۸

زفتہ در دل سنگیں تو چہاست کہ نیست
بہر کردی دعویٰ خدایا گو است کہ نیست
جمال داری و ناز و کرشمہ چہ تو اں گفت
ز نیکیوں ہمہ ہست و ہمیں فہاست کہ نیست
ویر تو کعبہ مقصود داد خواہانست
برائے آل ہمہ باز و برائے ماست کہ نیست
ہمہ غمست و ہمہ درد حاصل عشاق
ازیں متلع ویں قائل چہاست کہ نیست

۶

کنوں کہ جائے گرفتاری دروں جان حسن
ببین کہ داغ غم تو کد ام جاست کہ نیست

۱۳۹

از روی خوب خوی مخالف غریب نیست
جان می دهم در اندہ جانان و شاکرم
اوصاف عشق و معرفت از مدعی پیرس
بلبل بباغ شد چه غم از بانگ باغبان
چندی چه می کنند ز نالیدم عجب
اصلاح طالع من و درمان در دمن

ز می زلیج سلسله موایل قریب نیست
کاں کز حبیب در گل باشد حبیب نیست
محبوب رازیج چراغی نصیب نیست
گریار یار باشد بیم رقیب نیست
اگر گوہ از فراق بنالد عجب نیست
اندازہ منجم و حد طیب نیست

۱۳۰

آوارہ شد دل حسن اندر ہوائے دوست
آوارگی ز حال غریباں غریب نیست

۷

کو دیدہ کز فراق رخ تو پرا سب نیست
روزم تو بر فروز و شہم را تو نور بخش
اے محاسب تو خیمہ بنما حسانہ زن
آن میںر باں کہ کاسہ ہیا ہمے کند
گفتی ترا چہ سوز و چہ شورست در سماع
بے حلقہ کند سر زلف نیکواں

کو دل کہ در کشاکش عشقت خراب نیست
ایں کار تست کار مر و آفتاب نیست
بگذر ز ما کہ مستی ما از شراب نیست
گوینچ لقمہ خوش مزہ ترا ز کباب نیست
ایں نال سوالہاست ز آنرا جواب نیست
اگر کعبہ میر ویم دعا مستجاب نیست

۱۳۱

بہر دور کہ در خزانہ دل داری اے حسن
آنرا بسک کلک کشیدن صواب نیست

۷

دلبر مایگانہ افتاد است

شورے اندر زمانہ افتاد است

مہ گوینچ کاسہ خوش مزہ ترا ز کباب نیست ۱۲

ایکے بر آستانہ افتاد دست تیرا بر نشانہ افتاد دست صوفی اما شبانہ افتاد دست رقن حج بہ سانہ افتاد دست کار با خصم خانہ افتاد دست	قصہ ما کہے برد در پیش اے سلامت گزین سپر کردار مؤذن اندر صلاے حی علی پار آوارگی ہستی خواہد چند گوئی ز حسانہ کعبہ
--	---



یکے از بندگان اوست حسن

کہ ز خواباں یگانہ افتاد دست



خاک پائے تو بار افسر شاہی دانست
آں بلا ملکوت نامت سناری دانست
ہر کہ حرفے ز سپیدی و سیاہی دانست
خط خوب تو بران دید و گواہی دانست
قصہ ما تو شہری و سپاہی دانست
قدر من بندہ بدال ورنہ بخوابی دانست

دل غمت را ز کہ جائے الہی دانست
بتلائے کہ بد و داغ بلائے تو رسید
جز رخ و زلف ترا در دل خود نقش بست
جان من بندگی روے ترا کرد اقرار
اے رخت آفت شہر آمد و آشوب سپاہ
بس ماندست کہ صحبت زمیاں بر خیزد



بحسن انچہ رسید از بد و از نیک آیم
نے ز تو نے ز خود از حکم الہی دانست



وسل ہر چند خواست تنائے بہت
سینہ را از غم ویرینہ دل آسائے بہت

بامر زلف تو مارا سر و سو اے بہت
دیدہ گرا ز رخ خوب تو ندید آسائے بہت

نگذاری کہ سرت گردم و پاپیت بوسم
لب تو خواستم از غمزه زدی نیش آئے
خلق گویند دولت راز کجا صبر آمد
اے کہ نظارہ دیوانہ نکردی ہرگز

آخر میں کار مرا بیچ سرو پائے ہست
ہر کجا فرض کنی خارے و خربائے ہست
اے دل از صبر نشاغم وہ اگر جائے ہست
قدمے رنج کن این سوئے کہ رسولے ہست

۱۴۴

دبدم تیرہ کن روز حسن را امروز
آخر اندیشہ کن امروز کہ فرداے ہست

۷

اے کشیدہ چو یکے سرو سہی بالار است
قد خوبان جہاں است تراز قد و نیست
زاغ را گرچہ ہند کباب کہ رفتن کژ
تا زابروے کژ خویش کماں ساختہ
اے کمر بستہ چو جزا و مژہ کردہ چو تیر
فکر خال سیات می پزم اے جاں چہ کخم

راست بر شکل نئی لیک نئی با مار است
اے این خلعت غیبت بدایں بالار است
نہ تو اندک ہند پیش تو ہرگز پا راست
من ہدف کردہ ام اندر دل خود سد جا راست
گوئی آن تیر عطار و شد آن جزا راست
چو بیازار نئی آیدم این سودا راست

۱۴۵

بر حسن بیچ گئے نرم ندیدم دل تو
وہ دل سخت تو دل نیست کہ سنگ خار است

۷

شب گذشتہ مرا از محنت چہاں بگذشت
حدیث دروچہ گویم کہ شرح ممکن نیست
بر آستین جناب بر مال بیش کہ کار و

کہ موج اشک من از اوج آسماں بگذشت
در طبیب چہ پویم کہ کارازاں بگذشت
باستخواناں برسید و ناستخواناں بگذشت

تو دیر ماں سلامت کہ آں فلاں بگشت در بیخ عمر عسزیم کہ رائگاں بگشت ز کعبہ دور فنا دیم و کارواں بگشت	حکایت دل بیمار من چہ می پرسی نہ زیر پائے تو مردم نہ بر سر کویت بخد متنت نرسیدیم و عمر آخر شد
---	--

۹

حسن ز حرف بلا خواست تا کہ در گزرد
ولیکن از خط تقدیر کے تو اں بگشت

۱۳۶

غلط کر دم بہشت روزگار ست
مرا بانسیہ فروا چہ کار ست
چہ غم چوں پایہ عشق استوار ست
عس بیرون دزدانہ حصار ست
مراستی و حاسد را خار ست
شکایت چوں کخم او یار فار ست
کہ از خط سیاہش یادگار ست
نہ این گواز برائے آں سوار ست

چہ رویت آنکہ کوئی نو بہار ست
بنقد امروز با او در ہیشتم
اگر ہر دو جہاں از پا در آیند
خرد معزول عشق اندر تصرف
ہمہ عس از لب میگون معشوق
اگر قصدے کند زلف چو مارش
بو کسم نامہ خود روز محشر
گرم چو گان زند بر کسر بزل گو

۷

حسن از چشم شوخش گوشہ گیر
ہنوز آں ترک مست اندر شکار ست

۱۳۷

چوں حسرت من حسن تو ہر روز زیادت
بیمار نیمرد چو تو آئی بے سیادت

لے چوں مہ نوایتے از نور سعادت
گل برگ بریزد چو تو آئی بتماشا

گر میل کند ز گسست تو بستان
 این عقل من و عشق تو دانی بچہ ماند
 از زخم تو نالیدن و مرهم طلبیدن
 روزے کہ تو در کشتن من دست بر آری

ما و لب میگوں تو نہ ز بدوزادت
 رو باہ کہ با شیر زندلاف جلاوت
 نقصان ادب باشد و متی ارادت
 من سوے تو انگشت بر آرم ہنہادت

۱۲۸

اے اختر مقبل نظرے بر حسن انداز
 دین جملہ نحوست بدش کن بسعادت

۷

درد عشاق را دو ادگرست
 دل فدا کردم آن کماں کش را
 یاری کنی کن اگر خواہد
 در قیامت کہ حشر حشر بود
 ماہوئے نگار زندہ شدیم
 ساقی صاف اگر نماز چہ شد

داغ معشوق راحت جگرست
 زخم تیرش سعادت سپرست
 قصہ ما ہنوز بر اگرست
 ہر کہ عاشق نبود او حشرست
 حشر ما خود قیامت دگرست
 درو پیش آریں چہ در دسرست

۱۲۹

دعوی زہد کردہ بود حسن
 سخن مدعی چہ معتبرست

۷

سر زلف تو تا بہ پیچیدست
 آن نہ زلفست روزگار مست
 دل بگیوت چون رسن بازے

کار این بتلا بہ پیچیدست
 کہ ز سر تا پیا بہ پیچیدست
 بکمند بلا بہ پیچیدست

گر دگر گنج از دہا بہ پیچیدہ ست	طرہ گردِ رُخ تو پنداری
گردنِ صبر ما بہ پیچیدہ ست	ترک من عشقِ سخت بازوے تو
ز بدچوں بویا بہ پیچیدہ ست	باز کن فریش ناز کایں درویش

۶

خواست جگر ترا حسن بدعا
گربے در دعا بہ پیچیدہ ست

۱۵۰

دل کہ باز آورده بودم ہم بدلبر بازگشت
مرغ جانم ہم بدان سرو سمن بر بازگشت
گل بدعوائے رخس دامن کشاں آمد بلغ
از خجالت ہمچیناں بادامن تر بازگشت
گفت مشاط روم رویشس ہر یار ایم پر ماہ
آفتابے دید بر بامے ہم از در بازگشت
دوش سلطان خیالش در دیار مار سید
قلب ما بشکست منصور و مظفر بازگشت
اے طبیب من کجا رستی کیے گرد دلم
بازگشتے کن کہ آں بیمار از سر بازگشت
از لب میگویش یک جرعه ہشتا قال رسید
ز اہد صد سالہ از سبہ ساغر بازگشت

بینخبر آمد حسن یک شب بکوئے یار خویش

لہ ہم ہاں در بازگشت لہ بیچارہ

<p>۶</p>	<p>آستانش بوسہ داد و بیخبر تر باز گشت</p>	<p>۱۵۱</p>
<p>گرت اندیشہ ماہست غم نیست بدار الملک عشق این جنس کم نیست بلے درویش مرد محتشم نیست کہ عشق و عافیت ہر دو بھم نیست رہ عشاق بے خار ستم نیست ہند صد بار بر محبول ستم نیست</p>	<p>غم و اندیشہ ما بے تو کم نیست دل پر خون و جان خستہ داریم خرد با عشق خواباں بر نیاید ترا دیدم دل از جاں بر گرفتہ دلا صبر از ستم بر کار می دار اگر سرچوں قلم بر خط لیلی</p>	
<p>۵</p>	<p>حسن گنج سلامت گیر و بنشین ترا اندازہ این رہت دم نیست</p>	<p>۱۵۲</p>
<p>دل شکستہ گشت ارچہ دستاں برگشت چو او گشت تو گوی ہر جہاں برگشت ہمیں قدر کہ فلک گمشدہاں برگشت زمانہ نیز بہ نجت من این زماں برگشت</p>	<p>تم کہ بادل من یار بو ازاں برگشت چہاں حسن بد اں بے وفا تعالی اللہ بوجہ طعنہ گفتم جفا کن چون فلک ز بخت خود گلہ بازمانہ مے کردم</p>	
<p>۱۱</p>	<p>حسن مکر دکنوں گرد دوستی کے کہ دوست ہر چہ ترا وعدہ کرد ازاں برگشت</p>	<p>۱۵۳</p>
<p>آستان آسمانے دیگر ست</p>	<p>عالم عشقت جہانے دیگر ست</p>	

عقل را از دفر عشقت چه علم
 دوزخ اندر راه مشتاقان تو
 عالمی پر شد ز خاموشی من
 ہرگز م در باطن من جانہو
 عشق ابرو سے تو خون من بریخت
 با بلا ہائے تو عادت گرد نیست
 درد و راحت در جہاں بسیار بود
 جاں بدیں یک بیت دادست ان
 کشتگان خنجر تسلیم را

آں ورقہا را نشانے دیگرست
 ہر شرارے بوتانے دیگرست
 بے زباناں را زبانی دیگرست
 خلق ظاہر را گمانے دیگرست
 وہ کہ آں تیر از کمانے دیگرست
 عافیت اندر جہانے دیگرست
 درد تو راحت رسانے دیگرست
 آں گوہر زکانے دیگرست
 ہر زماں از غیب جانے دیگرست

۷

اے حسن سودات رحمت میدہد
 وہ کہ آں رخت از دکانے دیگرست

۱۵۴

باید کہ ازین ہر دو تو باشی سلامت
 قارورہ مالشکنند از سنگ سلامت
 برویدہ نہم منت و بر خلق عرامت
 ہرگز گنہ عشق نیاوردند امت
 تا بر سر من سایہ کند روز قیامت
 چوں قامت او دید زباں ماند قامت

نز تیغ بلا ترسم و نز تیر سلامت
 اندیشہ کن کزدل ما کشف شود راز
 دردین رویت اگر م منع کند خلق
 تو بہ مطلب از من مسکین کہ در آفاق
 در گور برم از سر کیسوتے تو تارے
 میگفت صلوات خوشنے امروز مؤذن

این طرفہ طریقت کہ دیدیم حسن را

۱۵۵

می برف بہت در نظر و لاف کرامت

۵

مراں کا سو وہ دل بے تو کسے ہست
 اللے سارباں محسمل مراں تند
 ننالم گرچہ زارم می کشد یار
 اگرچہ دردلم رد کردی لے یار

اگر بے خان ماں خواہی بے ہست
 نگہ کن کر ضعیفاں و ابے ہست
 ہماں قائل مرا یاری سے ہست
 چنیں یکسر میا اینجا کسے ہست

۱۵۶

بیا دریاب اے ساقی حسن را
 کہ در جام مراد او خسے ہست

۷

نہست روزے کان لب خونخوار او خوریز نہست
 فتنہ عشقش کم از غوغائے رستاخیز نہست
 نہست پایم را گریز از پیش چشم مست او
 با سرگیوش ہم سامان دست آویز نہست
 نسبت بالائے فغانش کمن با ایسچ سرو
 سرو را بالا خوشش است اما بلا انگیز نہست
 عشق بازاں دیگرند و عیشش سازاں دیگرند
 انچہ در فرہادی بسینم در پرویز نہست
 چند گونی از ہوائے نیکواں پرہیز کن
 ہرچہ بیماری عشق است اندراں پرہیز نہست

لے عشق

از خدا امید می دارم که فردا روز حشر
دست من ندهند مکتوبے کہ عشق آمیز نیست

۷

تیغ جلاوی چه آری از پئے قتل حسن
بیچ تیغے چوں سرترگاں خواباں تیز نیست

۱۵۶

دل بہ او دادن ہمیں کار نیست
گر چه دل بردست دلدار نیست
داغ و دردت بلغ و گلزار نیست
این ہم از بخت نگو نسا نیست
کال شغلے چشم خونبار نیست
باشداں شب روز بازار نیست

دلبرے دارم کہ غمخوار نیست
من بدل برون چسرا رنجم ازو
گلرخابے تو نخواهم باغ و گل
چند زیر پیرهن گروی نہ سال
لعل خونین ترازاں دو ستم
گر سگ کوئے خودم خوانی شبے

۷

گیبوت را یاد دادم از حسن
گفت می دانم گرفتار نیست

۱۵۸

اگر چه پائے من از دست تو بزیر گل است
هنوز دست بدامان عهد متصل است
خلاف کردی و بد کردی و خطا کردی
بیا کہ ہر چه تو کردی ازیں طرف بکل است
مرا کہ قبلہ جاغم توئی چس کار آید

بتے کہ درختن و بعتے کہ در چگل است
 دل مرا بتو کارے فنا دچہ تو اوں کرد
 شنیدہ سشل مرد ماں کہ کار دل است
 دریں جہاں و در اوں با محبت تو خوشم
 ہو اے عشق پیر جا کہ ہست معتدل است
 اگر تو بر گل گورم گذر کنی روزے
 ہوے خوں شناسی کہ ایں کلام گل است

۷

حسن اگر چہ نکر دست در وفا تقصیر
 بدیں گناہ کہ بے تو ہے زید خجل است

۱۵۹

کو عناں تافتہ ویں سوختہ درونبال است
 اینت ساقی زرن زلف مبارک فال است
 عجبے نیست کہ یک فتنہ رویش خال است
 اندراں کوئی کہ سر لے سر ایں پال است
 وہ کہ بیمار من امر وز بے بد حال است
 گر کے زندہ کند کار ہاں قتال است

دل بقرک یکے بستم و چندیں سال است
 رخ چو بغداد بیاراستہ و زلف چو شام
 من اگر والہ آن حسن دلاویز شوم
 من کیم در ہمہ عالم کہ ہم پائے طلب
 نالہ زار کہ کرے دلم آں نیز گذشت
 ترک خون زمر اکشت طیبیاں چکنند

۷

در غمش جاں لب آمد چہ تو اوں کرد سن
 من بریں حال وزاں سوئے ہنو بہال است

۱۶۰

<p>کار رعیت بلطف شاہ برآید صد سمن از بیخ ہر گیاه برآید</p>	<p>مصلحتہم را نظر بر رحمت نسبت گر بچکد بر زمین ز برگ گلت خوا</p>	
<p>⑥</p>	<p>سوئے ز نختانت بر کلالہ مشکیں تا دل مسکیں حسن ز چاہ برآید</p>	<p>②۲۵</p>
<p>آدمیت در بنی آدم نماند نیک نامے در ہمہ عالم نماند چوں کخم کاند جہاں مرعم نماند بین از چہ کے رہد رستم نماند نیم جانے ماندہ بود آل ہم نماند حریت را چو یک ہرم نماند</p>	<p>بوئے راحت در ہمہ عالم نماند چند پر سے از نگو نامے از انک ماندہ ام بایک دل صد جے پیش مردم از غم چوں رہم انصاف رفت یک نفس در کار بود آل ہم گست باکہ خواہم دم زوں از محرموں</p>	
<p>⑥</p>	<p>حال محرم بشنو از بندہ حسن در ہمہ عالم چو یک محرم نماند</p>	<p>②۲۶</p>
<p>نوویے از رخ یار آفریدند ز یک گل بہشت گلزار آفریدند ہماں شب مشک تا آرا فریدند اک طوطی را شکر خار آفریدند مگر یوسف دگر بار آفریدند</p>	<p>چہیں کاں تازہ گلنار آفریدند چو باغ حسن او گلہا بروں زد شبے تارے ز زلف یار سر زد مگر وصف لب او خواست گفتن ز بویش چشم تیرہ روشنی یافت</p>	

حسن را خوار مے خوار آفریند

تو لے زاہد عزیز و پارسیا باش

۵

مزید عاشقان را پارسیا
کہ ایشان را گنہگار آفریند

۲۲۷

مبادا کہ تو بر گردم ہمہ عیدم و عید افتد
اگر کمین پیش از آن کمین کار در گفت شنید افتد
میان کشتہا افتم مگر نام شہید افتد
بہاں نوروز می ماند کہ اندر روز عید افتد

مرا بجز وز دیدارت بہ از صدر روز عید افتد
دعائے گفتن و داوے شنبہ ہم آرزو دارم
تو گرا از ناز تیغ خود نیب لانی بخون من
مبارک روئے تو با آن جمال پیش ز اندازہ

۷

حسن از تو نظر با چشم میدارد اگر چہ تو
نظر کمتر کنی بر کس چو افتد بر مزید افتد

۲۲۸

درمان درد من چہ تو اں کردی شود
شک نیست آنکہ مست جو اندر می شود
ہر روز سسرخ می شود و زرد می شود
ہم خود ز شرم دعوی خود سرد می شود
چندین مگر دگوئے تو پر گرد می شود
شہرے چو من فدائے رہ آورد می شود

دل در غم رخت کہ ہمہ سرد می شود
کہ گاہ ز گست نظری می کند بمن
از رشک زنگ چہ رہ تست آنکہ آفتاب
دعوی حسن طلعت تو می کند ہمے
اے آفتاب مشرق میداں بگرد گونے
عشقت لبونے شہر و ذہ آورده میبرم

۷

در عشق روز خواب و خورم آگہ نبود
بندہ حسن زہر و جہاں فردی شود

۲۲۹

<p>چشم مستت قصد بشیاری کند در مسلمانان روا باشد که او کافر زلفت سرش بریده باد با کند زلف ترک چشم تو از خطا باشد که با خاک درت از فراقت جاوداں رستم اگر</p>	<p>دم بدم در پرده خونخواری کند بیگنا ہے مردم آزاری کند روز ما را چون شب تاری کند ہر شبے تا روز عیاری کند خود فروشی مشک تاتاری کند دلبر وصل تو آم یاری کند</p>	
<p>۵</p>	<p>در فراقت خون ہی گرید حسن ولے اگر او گریہ وزاری کند</p>	<p>۲۳۰</p>
<p>باز جانم را غمے سخت افتاد چہرہ امی بدم از نطع مراد چوں شود عالم دریں سیلاب غم صبر گم دل غائب و دلدار دور</p>	<p>خون دل چوں بادہ یک نخت افتاد بہجور رخ برگوشہ تخت افتاد ہم شتر فلطیہ رو ہم رخت افتاد بخت ما بنگر چه بد بخت افتاد</p>	
<p>۶</p>	<p>اے حسن مردانہ بر سختی عشق دل بنہ کیں واقعہ سخت افتاد</p>	<p>۲۳۱</p>
<p>چشم تو گر چه میکشد عاشق و نازمی کند قبلہ عاشقان تویی ہر کہ سجود بندگی در نظر محققان راہ زن مخالفت</p>	<p>عاشق خستہ سچپناں عرض نیا زنی کند جز بر رخ تویی کند سہونما زنی کند خواجہ کہ از رہ ہوا غم حجازی کند</p>	

<p>باز خوش آمدش گر صید کہ بازمی کند خاک شد دست همچنان یاد آبازمی کند</p>	<p>مُغ دل شکستگان یار گرفت و صید کرد بری سبکتگیں بگزرو حال او بہیں</p>	
<p>۶</p>	<p>دی حسن شکستہ را بندہ خویش باز خواند لطف نگر کہ آن شہ بندہ نوازمی کند</p>	<p>۲۳۱</p>
<p>بلکہ بُوئے ازاں ہمین نرسید دیدہ عمل گشت و پیرین نرسید او بمقصد و نحوشتن نرسید چکنم ترک تیغ زن نرسید درچہ افتادم و رسن نرسید</p>	<p>دیر شد یار من بہ من نرسید یوسف من زمین جدا افتاد ہر کہ نامد ز خوشتن بیرون دوشس قربان عشق می گشتم بہ تمنائے گیسوئے و ذقش</p>	
<p>۶</p>	<p>عالمے مست شد ز جام لبش جرعہ حصہ حسن نرسید</p>	<p>۱۳۲</p>
<p>ہزار جان گرامی فدائے جاں تو باد کہ آفرین خدا برتن و رواں تو باد کہ حادثات جہاں دور ز آستان تو باد فدائے پائے سگ کی پیاساں تو باد چو راہ خاک فداہ بر آستان تو باد</p>	<p>گرت روم بہ فدا عمر دوستان تو باد بہوئے وصل تو کے پروریم جاں تن از آستان تو دارم مراد ہر دو جہاں مرا سرسیت بلاکش و گر قبول افتد ہراں سرے کہ دلاں سروائے عشق</p>	
	<p>بہرمت نظرے کن تو بر حسن اے دوست</p>	

۷	کہ در غم تو چہاں شد کہ دشمنان تو باد	۲۳۳
<p>ز صد دیدہ کیے بینا ندارد تو گل میجوی او اصلا ندارد نویدے میسدہ اتا ندارد مرنج ازوے کہ او حلوا ندارد بیان ہشت در ما و اندازو دراں ایواں ہماں خود جا ندارد</p>	<p>فلک باکس دل بکیتا ندارد درخت دہر سرتاپے خارا است جہاں از مرد میہا مرد ماں دریں کو ارکے سرکہ فروشد کے کز ہفت بام چرخ بگذشت کے کا اینجا مریج نمی نشیند</p>	
۵	<p>حسن آخر چو اندیشی امروز ازاں فردا کہ پس فردا ندارد</p>	۲۳۴
<p>بر آستان درکش شیر در سجود آید کہ از تو مردے وجود در وجود آید کجا گر بدو عالم سرکش فرود آید کجا بر دم قصبے را کہ بوئے دود آید</p>	<p>زہر کہ رایجہ روح بخش خود آید ازاں تراز عدم در وجود آوردند کے کہ قاف قناعت طن چون عقا کرد گلیم فقر من از اطلس زمانہ بہ است</p>	
۱۰	<p>حسن ز نیک و بد روزگار شکوہ مکن خوشست ہر چہ کہ ازواجب الوجود آید</p>	۲۳۵
خط تو چوں سبزه تر تازہ شد	باغ خوبی تو از سر تازہ شد	

سایہ قد تو بر بستان فتاد روئے تست آن گل چو از خمے گشته تر زلف جاں ابر بر بہ بستی گرد سر گل ز رشک روئے او پڑ مرده بود بوئے کیسویت بعبطاراں رسید در چین میرفت دی خنده زماں خط دیگر تازه کردی گرد لب یک سخن از لعل او بہر کوشنید	رونق سرو و صنوبر تازه شد یا بہشت از آب کوثر تازه شد زندگانی من از سر تازه شد در عرق چوں دید از سر تازه شد روز بگار مشک و عنبر تازه شد از دہانش غنچہ تر تازه شد جان خلقے بار دیگر تازه شد در دل او میل شکر تازه شد
--	--

۲۳۶

مرحسین را در دل این عشق آتش است
ریش چندین سالہ بنگر تازه شد

۷

من باز بادہ خوردم رسم گذشتہ نوشد زاہد کہ گفت از عے یک قطرہ ہم نوشم صوفی بخلوت اندر مینزد ہفتہ رقصے صندوق سینہ در رہ بستم و لبیک ناگہ بازار زاہدی را خار گشت شمشیر بر دیم گوئے معنی بیروں ز ہفت میدا	تسبیح بیچ کردم سجادہ ہم گرو شد چوں دوست گشت مکش سجادہ گرو شد چوں شمع گشت پیدا پروانہ گرم روشد درد کہن بروں زد عشق قدیم نوشد ہر جرئہ بصد جاں تقویٰ بہ نیم جو شد این رخس بہت مایاب چہ دور دو شد
--	--

۲۳۷

بخشا حسن ازیں پس برج سخن بہ ہر جا
شہرے شدہ سخن چین واں بت سخن بنوشد

۵

”قل هو الله احد“ خواند و با خلاص و بید
خضرانکہ کہ بگرد شکر ت سبزہ بید
بجال طرب افزائے تو امکان مزید
تشنگان لب لعل تو شقی اند و سعید

سورہ فاتحہ روئے ترا ہر کہ بید
”انبت الله نبأنا حسنا“ گفت و گذشت
”ترادك الله جالاً“ تو اں گفت کہ نسبت
خستگان غم عشق تو فقیرند و غنی

۵

اے خوش آں ساعت مہیوں کہ بگویند حسن
کہ فلاں عاشق بیچارہ مقصود رسید

۲۳۸

من از جاں فارغم گر آں نباشد
در رویش را در باں نباشد
شب عشاق را پایاں نباشد
بگفت این در در درماں نباشد

غمت را جائے جز در جان نباشد
غمت ہر کہ کہ می آید سیا گو
غریبے دوش می نالید و میگفت
طیبے را حدیث عشق گفت تم

۷

حسن وصل تو میجوید محالست
گدا ہم کاسہ سلطان نہاشد

۲۳۹

بس نعرہ و فریاد گلزار برآمد
در بستہ بدم آب ز دیوار برآمد
بخت من بدروز ہمہ خار برآمد
فریاد ز سجاد و ز نار برآمد
کاں مست انا الحق بسرار برآمد

تا سرد مرا سبزہ بگلزار برآمد
موجے کہ زدایں دیدہ ز نادیدن رویش
گل کاشتہ بودم کہ مگر خوش گذرد روز
در مسجد و میخانہ چو گفتند حدیثش
کس نیست کہ مژدہ بر دم سونے حریفان

آن ماہ کہ در اوج عرب بود طلوعش
ناگہ شبے از زاویہ غار بر آمد

۷

ہاں اے حسن اندر رہ عشق تو فروشد
چوں نام تو امروز دریں کار برآمد

۲۳۰

خورشید بروئے توجہ ماند
خورشید بگام زرد رویت
مہ ہم بخسوف ہست بد رنگ
شب گرچہ کہ ہست سر بستار
روئے تو بہ از ہزار خورشید
بوئے گل اگرچہ دوست دارم

خورشید بروئے توجہ ماند
خورشید بگام زرد رویت
مہ ہم بخسوف ہست بد رنگ
شب گرچہ کہ ہست سر بستار
روئے تو بہ از ہزار خورشید
بوئے گل اگرچہ دوست دارم

۷

اے گم شدہ پوسف حسن تو
آن دوست بخوئے توجہ ماند

۲۳۱

وز نالہ من مرغ ہوا را کہ خبر کرد
شب محرم سر بود صبارا کہ خبر کرد
غم را کہ نشاں داد بلارا کہ خبر کرد
ایں نعرہ زن تھی علی را کہ خبر کرد
زیں وقت خوش آن دشمن مارا کہ خبر کرد
اندیشہ اندوہ نسا را کہ خبر کرد

دوش از دم من باد صبارا کہ خبر کرد
سر گشتگی حال مرا تا نفس صبح
من بودم و کنجے و حریفے و سرودے
ایک صوت خریں شب ہمہ شب مونس ما بود
عقل آمد و گفتم ز غم دوست مشوخوش
گفتم کہ نیندیشیم از اندوہ خود امشت

در آتش و در آب نکلند حسن را

<p>۵</p>	<p>اے سینہ والے دیدہ شمارا کہ خمبر کرد</p>	<p>۲۲۲</p>
<p>کار ہا سر بسر کشادہ شود خون بخون جگر کشادہ شود ہمہ تنگی بزر کشادہ شود دل بعل و گہر کشادہ شود</p>	<p>سر زلفش اگر کشادہ شود زلفش از مشک مشک از خوست روے من وید خندہ کرد آے دل تنگم ز خندہ اش بختاد</p>	
<p>۵</p>	<p>در دولت گرفته باش حسن تو چہ دانی مگر کشادہ شود</p>	<p>۲۲۳</p>
<p>ماہ اندک سال من در میرسد بخت میں ناخواندہ بر سر میرسد گر نکورفت اونکو تر میرسد کلہ رنگیں کن کہ ساغر میرسد</p>	<p>النثار اے دل کہ دلبر میرسد بخت من سے خواند روی دوستیش خود چہ میگویم بنام ایزد چو گل پیست ساغر کلہ بازار عیش</p>	
<p>۵</p>	<p>اے حسن بے وقت تو بہ میکنی تو بہ بشکن وقت گل در میرسد</p>	<p>۲۲۴</p>
<p>مرغ جاں را از نشیمن میکشد چوں کنم جانان دل من میکشد رخت ایماں را با من میکشد</p>	<p>درد او دود از دل من میکشد گفتہ چندیں دم از شو قم مکشر بندہ کویت ما من خود ساختہ</p>	

لے مقف نامہ و ہر چیز کہ بنزلہ سقف است

رُو بسجدہ چوں برہمن میکشد	ہر کہ خورشید رخت دید اے صنم	
<p>۵</p>	<p>چوں حسن را از تو امیدے من سازد پائے نو میدی بدامن میکشد</p>	<p>۲۲۵</p>
<p>بند بند عاشق از ہم بگسلد زانکہ صد دل زیر خرم بگسلد ہر چه نامحکم ز محکم بگسلد ہفت پیوند من از ہم بگسلد</p>	<p>گر زلفت بندے از ہم بگسلد زلف دل بند تو یارب گسلد عقلہا بگست از عشقت بے گر نہ پیوندی تو با من ہفت</p>	
<p>۷</p>	<p>مرحس را بر در خود جائے دہ تا بیکبار از دو عالم بگسلد</p>	<p>۲۲۶</p>
<p>نام اور در دہن نمی گنجد بندہ در پیرن نمی گنجد او خود اندر کفن نمی گنجد گل میان پسمن نمی گنجد غنچہ در خویشتن نمی گنجد سیچ در فہم من نمی گنجد</p>	<p>یار در اہن نمی گنجد تا بخون من آستیں برزد ہر کہ را عشق او بیس ازید تا رخس را بگل صفت کردم دہنش را بنخچہ کردم و صفت بلکہ ہیچست آل دہن زیراک</p>	
<p>۷</p>	<p>حسن او بے حدست او صافش در ضمیر حسن نمی گنجد</p>	<p>۲۲۷</p>

<p>بہ کہ از چوں تو تے جدا خُ سپد طفل نزدیک چه چرا خُ سپد گوئی کس ز یاد پا خُ سپد چند در سایہ بلا خُ سپد انک در کام از دہا خُ سپد چشم بدست تو کجا خُ سپد</p>		<p>ہر کہ در شہرہ بلا خُ سپد خال تو بزخ چہ تکیہ زند سر و پشت قدم نیار دزد دل ز گیسوئے تو بر انگیزم عافیت را چگونہ وار و چشم گیرم از بند زلف تو بچشم</p>
<p>۶</p>	<p>جز بخواہت حسن نہ بیند لیک کے گذار و عنم تو تا خُ سپد</p>	<p>۲۲۸</p>
<p>ہمہ اسباب کار می آید کہ صبا مشکبار می آید کاروان بہار می آید سرو بارے سوار می آید شادی انک یار می آید کہ چو شاہاں بیار می آید</p>		<p>باز فصل بہار می آید بوستاں باز مشک می بندو مرع بانگ جرس کن آئے پئے گل از پیادگی در ماند شاخ گلبرگ کرد تہختنی یار باوور باش نازخوشت</p>
<p>۷</p>	<p>حسن از یاد دوست خوش کن عمر عمر بے او چہ کار می آید</p>	<p>۲۲۹</p>
<p>در تیرہ ولایت صفا نباشد</p>		<p>خوبی تو ترا وفا نباشد</p>

در عہد بتاں وفا نباشد
ترک از ترکی جدا نباشد
گر تیر زنی خطا نباشد
این از چو تونی روانا نباشد
بیگانہ چو آشنا نباشد

سلطان بتاں عہدی امروز
بچہمت جگرم بدوخت آئے
طعنے زدہ گلہ چہ آرام
کامے چو منے روانہ کردی
عقلم شدو عشق ماند آئے

۷

ناکس شمیری ہمہ کساں را
باشد کہ حسن علا نباشد

۲۵۰

نقصاں تو بوسیح رہ ندارد
خورشید نہ شست مرہ ندارد
جز چشم تو خوا بگہ ندارد
واشد کہ جز این ولہ ندارد
ہرگز یک جاں نگہ ندارد
بیچارہ جز این گنہ ندارد

روے کہ تراست مہ ندارد
این کو کبے کہ ہم تو داری
فقنہ کہ از او خرد زند چشم
جاں در ولہ تو ماند جانانا
زلفت کہ ہزار دل نگہ شست
دل چارہ گر محبت تست

۷

در ماند حسن پناہ او شو
کو جز در تو پنے ندارد

۲۵۱

سرفے ز تو تازہ تر ندارد
کین حکم کسے دگر ندارد

عالم چو توتے دگر ندارد
خوباں تو کش و بتاں تومی بند

<p>خورشید براں گذر ندارد یامست بد و خبیر ندارد بیروں زور تو در ندارد بیہودہ لگو کہ بر ندارد</p>	<p>دریائے ملاحظت رویت چشم تو خراب کرد و چشم عاشق کہ در فساد بیروں تاکے گوئی کہ رخت بردار</p>	
<p>۶</p>	<p>درمان دل حسن بہ فرمائے تادرو تو در جگر ندارد</p>	<p>۲۵۳</p>
<p>آتشی در بار عنبر میرود ہر شبم از دیدہ اختر میرود ہم بدایں بولے صنم در میرود پایہ پایہ عشق تو بر میرود کار تو امسال بہتر میرود</p>	<p>دل یہ بند زلف تو در میرود تا تو چوں ماہی ز چشم رفتہ دل ہمہ زلف تو عنبر بویے رفت پائے صبر من غرور شدہ لاجرم حسن پارینہ دو چندان کردہ</p>	
<p>۷</p>	<p>از غم چشم و لطف سینہ حسن ہر نفس در آب و آذر میرود</p>	<p>۲۵۳</p>
<p>روح بخشش روح پرور میرود خور صفت کشور بکشور میرود اوز و ہسم من سبکتر میرود نے سخن در باب دیگر میرود</p>	<p>الوداع اے دل کہ دلبر میرود ماہ ساں منزل بمنزل مے کشد در پیش و ہم سبک رو بہتہ ام گفتیم باب سخن بکشابرو</p>	

چوں سخن امروز در زر میرود رو که سلطان رفت لشکر میرود	گر چو زر گویم سخن ہم سود نیست دل شد و صبرست پاندر رکاب	
۶	در حسن بینید کز حسن وفا دل نہ و دنیال دلبریس رود	۲۵۲
غنچہ نوخیز من در میرسد زانکہ از ہر شاخ بن بر میرسد در صف گلزار صف در میرسد ابر خود بر آب دیگر میرسد لاجرم تیر کشش قوی تر میرسد	فصل نوروزست و نور میرسد مرغ بے تاب است مال میوہ را بید من لرزانت ہر ساعت چو با پائے بندست این نے اندر روئے گل ابر از قوس قزح دارد کماں	
۷	تا کہ ملک غنچہ شد ملک بہار در خزانہش بے عدد زر میرسد	۲۵۵
گونہ گلزار دیگر لوں شود سبزہ از راہ چمن کیوں شود ہم کنوں دہلیز گل بیوں شود باغبان نشگفت گر مجنوں شود خویشتن کج می ہمدتا چوں شود غنچہ را ناگہ درونہ خوں شود	وقت آں آمد کہ گل بیوں شود باد بر خیزد بروئے سبزہ تنند کوہ از لالہ علم بر پائے کرد ابر چوں نوقل گشت از عہد باغ شاخ میداند کہ گل خواهد شدن یادہ وہ زان پیش کردوری ابر	

<p>۵</p>	<p>گر حسن را بر کشتی چوں ابر باز کار او گرداں تراز گردوں شود</p>	<p>۲۵۶</p>
<p>نقل او ترک همه مستی بود راستت این راستی رستی بود آب را نمت سوائے پستی بود گریه مستان ہم از مستی بود</p>	<p>ہر کرا از یاد تو مستی بود ہر کہ با تو راست شد از خود بست اشک من در پات می غلط بلے چشم تو بر حال من تر شد چه شد</p>	
<p>۶</p>	<p>گر حسن افلاس می ورزد مرج مایه عاشق تہی دستی بود</p>	<p>۲۵۷</p>
<p>کار خوبی را روانی میدید با فرشته آشنائی میدید رونق شیریں قبائی میدید مفسال را پادشائی میدید خط سبزش روشنائی میدید دعوی آرد دل گواہی میدید</p>	<p>یار از صبرم جدائی میدید زلف بر رخ راست گوی دیو را قد چوں نے شکرش را آسمان شوقش از زرخ و سیم شکر مردم چشم جہاں بین مرا خط کشیدہ عاقبت بر حال من</p>	
<p>۲</p>	<p>تا بد و پیوست بیچارہ حسن از دل و دیش جدائی میدید</p>	<p>۲۵۸</p>

بیشتر آئے ماہ من پیش کہ ماہ دے رسد
 دور مدارے زمن راحت من دے رسد
 زاں مے لالہ گوں کزو گل شگند بہر زماں
 فصل بہار تازہ کن پیش کہ ماہ دے رسد
 خون مرا چو خوے مرزے گل نور سیدہ ہاں
 خون قرابہ خوردے تاز گل تو خوے رسد
 غرہ رویت لے صنم گرچہ بحسن نشر شد
 غرہ مشو کہ ہم کنوں فرش زماں بطے رسد
 خیز و زروے یک دلی خوش ولی بمارساں
 خود ز سپھر وہ دے ناخوشی ز پے رسد

۸

چشم حسن سفید شد در رہ انتظار تو
 بوکہ ز چول تو یوسفے بوئے وفا بوے رسد

۲۵۹

در ہلال تست جانا جائے عید
 چاشنی شہرست از حلوائے عید
 شمع تو صبح جہاں آراے عید
 وز حالت شہر را غوغائے عید
 من چو طفلان شاد بر فروائے عید

لے رخت رشک مہ زیبائے عید
 روئے تو عید بہت حلوائے اوست
 روئے تو شمع شب افروز برات
 از لب تو حسیق را آشوب شہر
 وصل تو عید است فردا وعدہ اش

اشک من شیر و لببت خرمائے عید شادی دیدار تو بالائے عید	شیر خرمائے خواہی اندر عید ہست عید بالائے ہمہ شادی بود	
۵	امشب اطلال حسن راساز نیست تا طلوع روز شادی زائے عید	۲۶۰
<p>دل پیش کش ناکر وہ جاں در پیش جانماں کے رسد مرغ سلامت رو چو من پیش سلیمان کے رسد او بے من و من بے کسم از بے کسان مفلسم آنجا رسم نے کے رسم مفلس سلطان کے رسد سینہ جگر را تاب زد بر چشم راہ خواب زد جاں خانہ چشم آب زد کاں یار مہاں کے رسد خورشید گوئے آمدہ مہ تیر چو گانی شدہ ابر آب در میدان زدہ تا او بیدال کے رسد</p>		
۷	ہاں اسے حسن رو دل بدہ وز ننگ و نام دل برہ بر نام خواباں دل بنہ نامہ ازیشاں کے رسد	۲۶۱
دو دیدہ در قدم اوست بہر کہ فی آرد نشانے از مرہ من در سفر کہ می آرد ز غایبہ بر رفیقے خنجر کہ می آرد	مرا ز غائب من یک خبر کہ می آرد چومہ نشانہ شد اندر سفر مسلماناں حدیث یوسف و یعقوب مختصر کرم	

شب سیاہ بپوشید راہ بر قاصد بجز صبا کہ درو بوے آشنائی هست کبوترے ز دل آرام میرسد اینک	پیغم صبح بمرغ سحر کہ می آرد نسیم یار بیایاں دگر کہ می آرد ولیک نامہ ندانم سیر کہ می آرد
--	---

۴

حسن کہ بے خبرست از فراق می گوید
مرا ز غائب من یک خبر کہ می آرد

۲۶۲

غمت بہ قصد من ناتواں چه می آید کشید خواہم ہر سرکشی کہ خواہی آرد گمے کہ بردل من میکشد کماں حشمت مگر کہ در قدمت خواہد اذ فناد اسکم ہزار نافہ مشک است گرد گرد میانت سک شدم ہمہ از عشق روئے برگونی	ہم از تو شکر تو اں گفت آنچه می آید زمین ترسد کز آسماں چه می آید بداں کہ بردل من آن ماں چه می آید وگر نہ از سر و دیدہ رواں چه می آید بگو نصیبہ من ز اں میاں چه می آید کہ بر تو ہر سخن من گراں چه می آید
---	---

۵

قبول کن سخنان حسن کہ مقبول است
نہ آ پنجاں کہ تو خواہی چناں چه می آید

۲۶۳

نسیم از سر زلف تو تا نمی جنبید بخندی از دم سردم دریں شگفتہ نیست ہزار وعدہ کردا و زلف پیچانت باشناہیت افتا وہ ام دریں غرقاب	رگ حیات در اعضائے ما نمی جنبید کہ گل نمی شگفتا صبا نمی جنبید ہنوز سلسلہ اشس از وفا نمی جنبید تو دست وہ کہ مرادست پانی نمی جنبید
---	--

عہ دے چو سنگ تو داری ولیک حیرانم۔

اکن کز آب تو این آسیا نمی جنبد
ہے دو اندو بند قبا نمی جنبد

حکیم چند نصیحت کنی دل مارا
سوار کز کلہم را نظارہ کن کہ چہ فرس

۵

ز بے حسن کہ اگر تیغ بر سرش رانند
چو کوہ وقت تجھ سل زجا نمی جنبد

۲۶۴

از آمدنش غم رفت آن رفتہ فراز آمد
آن غازی قلب اشکن بر مرکب ناز آمد
در بندگی آن لب کو بندہ نواز آمد
باز آئے کون آخر آن قابلہ باز آمد
مضمونش ہمہ عجزست عنوانش نیاز آمد
تا عیب نغزانی گز نامہ دراز آمد

ہرگز خبر سے یا ہم کاں گم شدہ باز آمد
در معرکہ ہجرم امید کہ گوید کس
بنواخت ہزار روزے چوں نامے چرانام
اے مہ سفر اول در موسم گل رفتی
یک نامہ فرستادم شوق و درخت درو
در آرزوئے زلفت خطے دوسہ افزوں شد

۶

خورشید رخس تا شد از چشم حسن غاب
زاں سوز چو شمع آنکھم ہر شب بگداز آمد

۲۶۵

دل ازو تا چہ بلا دید ہم او می داند
ہر کہ چو گان بزند حالت گومی داند
پیر پیرا بن فسر زند بونی داند
ہر کہ مصلحت خویش نکومی داند
تشنہ باویہ قدر لب جو می داند

حال من یار نکور وئے نکومی داند
تو پندار کہ دلبر ز دلت آگہ نیست
اہل دل صورت مشوق بر برتے بینند
مصلحت نیست کہ پندم وہی لے خواجہ حکیم
قیمت آب حیات دہنش از ما پرس

۲۶۶

در دل پیش دل آرام چه گوئی چندین
لے حسن خواه بگو خواه گوی واند

۶

عشاق بنے دست راستی بجاں نباشد
چه از آرام رسیدی یا از ریاض رضوان
طوبے ست قامت تو کوثر لب توفنے نے
گفتم لبے بمن وہ دندان نمود آرسے
وادی امانت عشق از جاں قبول کروم
گفتی زمن جب داشو یا سر نمہ بریں
باتو بجاں چه حاجت گرد میاں نباشد
بوسے کہ از تو آمد در گلستاں نباشد
کوثر سخن نگوید طوبے رواں نباشد
حلوائے خوب رویاں بے ستخواں نباشد
بارے کہ از تو آید ہرگز گراں نباشد
لے من سر تو گردم این باشداں نباشد

۲۶۷

در عشق تو حسن را اندیشہ نیست از جاں
پر واند را در آتش پرولے جاں نباشد

۶

لے شدہ باز از بر ماہم بر ما باز گرد
عزم رہ کردی و دلہائے غریزاں ہمہرہت
تا رواں گشتی رواں گشت از دو چشم چشمہ ہا
میروی سرکش چو ابراز چشم چوں دریائے من
چند چوں مہ از ہمہ دیوانگان پنہاں لوی
رفتی و از طنز گفتی کالے ازان دیگران
گرچہ درخوں پافشر دی ہمہ بدیں پا باز گرد
میر خوباں ہمچیاں با قلب یکجا باز گرد
گر بہ پر سش نائی از بہر تاشا باز گرد
لے زقطرہ پاک تر آخر بدریا باز گرد
بچو خورشید و خشاں آشکارا باز گرد
من ازینہا نیستم و اندہ ازینہا باز گرد

گرچہ نفرستی سلائے مر حسن را ہیچ وقت

<p>(۷)</p>	<p>ہم سلامت در پناہ شاہ والا باز گرد</p>	<p>(۲۶۸)</p>
<p>صبح از راہ غلط کر و صفائے توجہ شد آپنجاں خنجر آفاق کشائے توجہ شد آخرائے مرغ سحر خیز نوائے توجہ شد لے خروس میں ہمہ آواز چوائے توجہ شد آفتابے توجہ می پائے و پائے توجہ شد لے سواں کو توجہ می پائے توجہ شد</p>	<p>لے سحر آں نفس سحر نائے توجہ شد شب بریں کو کبہ کا مدہمہ آفاق گرفت پر وہ عیش مرادست سحر کہ بنوخت اگر آواز دل پست شد از کو فتگی دست چرخ اربشکتند کہ سیارہ بخت نغم از تیرہ شنب خویش علی اللہ زاناں</p>	
<p>(۷)</p>	<p>گیرم مشب ہمہ در پائے فلک بر زمیند حسن آن جنبش قلع دھائے توجہ شد</p>	<p>(۲۶۹)</p>
<p>بے غفلت را غفلت سے اوفتاد تاہم کجا کدر سے اوفتاد کہ کیا سنت مغرب سے اوفتاد دل کہ بھول رہے اوفتاد بہر انساں سے ترسے اوفتاد ز تہم دگر دگر سے اوفتاد</p>	<p>دوش بگویت گذر سے اوفتاد باز ہوائے تو اعم از بیائے برد راہ قیامت سفر کوئے تست چشم تو ترکانہ در آمد جمید گر چہ کہاں سونے دلم داشتہ است ست بد خواب کہاں لاجرم</p>	
<p>(۳)</p>	<p>چشم نے زد حسن از چشم ہم ہم ز قصنا این قدر سے اوفتاد</p>	<p>(۲۷۰)</p>

طہ : فتح اول و یائے نجومی دیوار بسیار بلند و سد سے کہ ہیں چیزیں بلند ہوں

<p>چکنم کہ سوئے عاشق گذریت می نیفتد سهم اندر انتظارت کہ بے تو بیام ز غم کہ حد ندارد من ترا چه روشن قد تو چون گل خرماتو دست خلق کوتہ ز غم تو ہفت عضو پر از آتش است بنگر بفادگی یاراں نظریت می نیفتد چه فادتا ازین سوگذریت می نیفتد چو درین حدود ہرگز سفریت می نیفتد چکنم بریت چندیں چو بریت می نیفتد اکہ ز ہفت دوزخ من شہریت می نیفتد</p>		
<p>۴</p>	<p>حسن است مرغ دامت مکنتش بہر بسمل کہ نکو تریت ازوے دگریت می نیفتد</p>	<p>۲۶۱</p>
<p>باز آں بلا کہ خاصہ ما بود عام شد دیگے کہ در ہوائے تو پختیم خام شد آخر بتا زیا نہ عشق تو رام شد در کوئے عاشقی نتواں نیک نام شد خوش حلال و عمر عزیزش حرام شد عشقش چیاں گرفت و غلام غلام شد</p>	<p>باز از خط تو حجت خوبی تمام شد تخمے کہ بر امید تو کشتیم خاک خورد عقلم کہ زین بر ابلق ایام می نہاد اے خواجہ در محلت تقوی قرار گیر انکو نگفت مذہب عشق ترا حلال شایبے بتخت عزنی و صد شاہ بندہ ۱۹</p>	
<p>۴</p>	<p>در عاشقی بہیر حسن باشوی تمام نشندہ ہر آنکہ بہیر و تمام شد</p>	<p>۲۶۲</p>
<p>امید روزگار من برآمد کہ سبزہ از بیسار من برآمد</p>	<p>خطے کز روئے یار من برآمد ز ابر دیدہ چنداں ریختم آب</p>	

عہ محو غزنی کی کہ ہزاراں غلام داشت

<p>دگر نقش از نگار من برآمد بجدا شد کہ کار من برآمد زدست دوست خار من برآمد بہمت ہر ہزار من برآمد</p>	<p>نگارم نقش ایوان بہشت است مرا با خط خویش بود کار سے اگر خار سے بپائے وقت من رفت ہزار امید بودست از در او</p>	
<p>۴</p>	<p>حسن گوید کہ مقصودِ دو عالم بیک دیدار یار من برآمد</p>	<p>۲۶۳</p>
<p>المنۃ بشہ کہ این ہم شد و آں ہم شد ہم زنگ بچنگ آمد ہم روم مسلم شد بنمود رخ زیبا خلقے خوش و خرم شد چوں چند شبے بگذشت آں لاف دن کم شد کز زخم زبان تو بسیار فراہم شد کین قاتل دہاگشت و ان قبلہ عالم شد</p>	<p>ہم یار بدست آمد ہم کار فراہم شد سلطان جمالش را از خط و رخ رنگیں بکشا دل شیریں شہر سے بنشاط آمد یکچند ماہ از رویش میزد و ہوس لافے اے شانہ سرموئے مغلن ز سر زلفش احسنت زبے طالع زلف و رخ خویش را</p>	
<p>۵</p>	<p>پہر دل و دین وقتے بود حسن نگیں دل داو بدیناں زان ہر ہمہ بے غم شد</p>	<p>۲۶۲</p>
<p>سلام مرغ بگلزار جز صبا کہ رسا نہ ولیکن ان سر رشته بدست ما کہ رسا نہ ہو چہست سزا را بنا سزا کہ رسا نہ</p>	<p>بخدمت چو تو یار سے سلام ما کہ رسا نہ زدست گیری زلفت پیام وصل پیام اگر بن برساند زمانہ ان رخ خوبت</p>	

تراز غیب رسیدت پادشاہی خجایاں

حدیث بندہ مقتبل بہ پادشاہ کہ رساند

۲۷۵

حدیث مفلسی من کہ نیست حد و قیاسش
بجملہ شہر رسیدت شاہ را کہ رساند

۵

ساقی مے گلگون بدہ بوئے بہارم میرسد
یک دو قدح بر کار کن خاصہ کہ یارم میرسد
لے ابر روئے گل بشو وے گل دل بلبل بجو
بلبل تو صوتے نو بجو کاں نو بہارم میرسد
من سوئے قد او شوم باقد او چو گاکاں شوم
چوں کوئے سر غلطاں شوم کاں شہسوارم میرسد
زیر پیش عنسم را دمیدم ہر جان من بودے ستم
اکنوں ازاں غمہا چہ عنسم چوں غمگسارم میرسد

۲۷۶

گفتی حسن چونی تو ہاں گفتا خوشم با آن دہاں
کانچہ از در شاہ جہاں امید وارم میرسد

۹

خوہاں شب دوشینہ کمیں ساختہ بودند
نقد دل ما پاک ہر دند اگر چہ
طالع شدہ بر تخت کہ حسن چو شاہاں
کہ عارض شاں غارت جاں کرد گہیز
نارا بگنجد ہوس انداختہ بودند
از ابروے خود بازی کرتااختہ بودند
چتر سیہ از طہرہ برا فراختہ بودند
بل روم و حبش ہر دو ہم تاختہ بودند

عشاق ہم از روز ازل عشق گزیدند تا آخر شب فاختہ میگفت کہ گو گو بشناخت پدر یوسف خود را بہ نسیمی اے محاسبیں چنگ چیم می سوزی و بر لب	آن کار بر آن طائفہ پروا ختہ بودند یاراں ہمہ شب ہم آن فاختہ بودند اخواں نظر دیدہ و نشناختہ بودند آخرتہ کہ با سوختہ با ساختہ بودند
--	---



تا صبح حسن دم نزد از ناز بتاں دوش
از غمزہ ہمہ تیغ بلا آختہ بودند



برفتی و کہ می گوید کہ رفتہ باز می آید بیالے چشم من جایت کہ روزم در غمت شد مرا از عشق تو می خیزد این گریہ کہ می بینی سحر گاہاں گل اندر باغ می چید می گفتم	مرا بارے بہ گوش دل میں آواز می آید شب آخر ہر کہ می باشد بخانہ باز می آید کہ شناندوش و وفاں را کہ در آغاز می آید ازیں جانب نسیم و لہر و مساز می آید
---	---



شب اندر خواب ہم بر یکم عادت در پیش گوید
خواب چشم خواب آلودست باز می آید



گفتم مگر کہ کار بسا ما شود شد گفتم مگر نام نہایت کند خود از بیرون دستت بزم خانہ دو چشم گر دے کہ خیزد از رہ تو نور دید با شد کہ روم بگریم با گہراقتاں امیم نام	از آن طائفہ میں ہمیشہ ہمیں آواز می آید سید سوز و غم و فتنہ و غم و غم بہماں ہمہ حال و حال و حال و حال از دیدہ و نشناختہ و نشناختہ و نشناختہ تلفظ ہمہ وقتہ و وقتہ و وقتہ و وقتہ
---	---

خلقے درانتظار کہ باراں شود نشد	ابرے بلند خاست پس از روزگار با	
۴	عمرے حسن ملازم اصحاب درد بود بسیار خواست تا کہ از ایشان شود نشد	۲۷۹
عشق گردد رسانید و او ہم برسد از وصالش سبب دفع بلا ہم برسد ببداں را بگشاید برگ و نوا ہم برسد باش تا قافله باد سبب ہم برسد از من خسته سلامی و دعا ہم برسد نور اورا کئے نیست بما ہم برسد	وعدہ کرونگارم بوقا ہم برسد گر بجائے رسد از فرقت او با کے نیست طوطیاں از شکاش کام و دہن خوش کروند طرہ یار چو گل نازد مشک از ازاں کرد تختہ ہر دو جہاں برد او می آرند ز آفتاب رخ او جملہ جہاں نور گرفت	
۵	بوئے زلفت خوش اور رحمت عامت حسن ہمہ کس را چو رسیدت ترا ہمہ برسد	۲۸۰
بنفشہ یا سمن شبند سمن از یا سمن پرسد یکے جوئے رواں جوید کے را و سمن پرسد نہل از من برق خواہد نہ مرغ از من بین پرسد نہ من اسرار خود گویم نہ کس را حوال من پرسد	صبا جنبید وقت آمد کہ طبل از زمین پرسد بہارست ہوئے خوش خوشا وقت کساں کا کنوں در آمد فصل نور روز و من اندر کار خود حیراں دریں دوران بوقلموں عجب نقتے فداست	
۶	نہ یائے آ پنجاں محرم کہ از وے یار یے آید نہ دلدارے چناں مشفق کہ از حال حسن پرسد	۲۸۱

زہے روئے تروتازہ گلستاں انچیں باید خیالت مہماں آمد دلم پیش آمد و بردش بیک جرمہ زجام لب دو عالم زندہ کن وانگ بردی گوی حسن از زلف چو کمان بنام خط خوب تو فرمایست بہر ضبط و بہارا دل من عالمے خوش داشت عشق تو چو سلطانا	بخندہ می نشانی گل گل افشاں انچیں باید اگر دل بردجاں بخشید ہماں انچیں باید خضر را گوے اینک کلب حیواں انچیں باید زہر شہسوارے چوں تو چو کمان انچیں باید خرد کاں دید مہر نہاد فرماں انچیں باید ہمد عالم بدست آورد سلطان انچیں باید
---	---



حسن بنا رو سے خوب تو سخن گو می کن را سخن
برائے آنچنان طبل گلستاں انچیں باید



زہے سرو شکر گفتار گفتار انچیں باید دل ابروی تو باکے نیست لب انچیں خورم مرا از اومی دارد غم تو از ہمہ عنہا مجد کردی از عیشم مرا عیش انچیں سازد سمن ساقی و سوسن بونے و لالہ رفته و سرن طالک دوش بر خسار خوبت آیت الکرسی	دلم بروی بیک رفتار رفتار انچیں باید ولے لختے نگہ دار دلدار انچیں باید غمت دیرینہ غم خوارست غم خوار انچیں باید مہر کردی از یار الہ مر یار انچیں باید تعالی شکر انصافست گلزار انچیں باید بے خواندند وئے گفتار خسار انچیں باید
--	--



اگر چه بادہ نایاب است لیکن جلد مشتاقاں
ز گفتار حسن مستند گفتار انچیں باید



اگر آرام جان باشی با ما بیار آمد	دل سودانی مارا بے صفت بیار آمد
----------------------------------	--------------------------------

برآید رخت من سالم اگر دریا بیارامد غزامتہا ست برو امتی کہ بے عذر بیارامد اگر زان سلسلہ نختے دل شیدا بیارامد محاسن تیں کہ مرغ اندر نفس تہا بیارامد تو سلطان و رخ بنمائے تاغنا بیارامد	مرا چشمیست چوں دریا و نخت دل موج اندر قرار عاشق شوریدہ بامعشوق بس باشد پری رویا بدست نازیکہ زلف در جنبان نیارامد دل اندر تن اگر تو بگذری از من بتان عہد غوغائے در افگند در عالم
--	---



حسن رازاں لب شیریں مشرف کن بدشنائے
مگر ایں صوفی طامح بدان حلوا بیارامد



چہ رویست آنکہ وصف او بوجہ مانے گنج
کمال حسن او در حد عقل مانے گنج
موافق نیست شیدا رامہ نو لیکہ از ابروش
بجز عشق مرہ نو در دل شیدا مانے گنج
دلہم بسیار میخواہد کہ در زلفینش جا سازد
دریں خوف ورجا موئے شدت مانے گنج
بگفتم بیان و دین دل بخدمت آورم گفتا
چہ آری چوں کس از نامحرمان اینجا مانے گنج
اسانی سگان کوائے او در یک ورق دیدم
دریں دیباچہ دولت حدیث مانے گنج
ہمیشہ خیمہ آہم بصرے فلک بودے

کنوں انہوشد لشکر در آن صحرا سے گنجد

۷

حسن را گفتی از دریلے ستر خود بدہ درے
بدتت چون دہم درے کہ در دریائے گنجد

۲۸۵

یار مسر و بلندت ہمال جاں ببرا آید
گرم علاقہ زلفت نشانہ ظفر آید
چو از وصول رکاب مبارکت خبر آید
شکاری چو تو ناگہ درون خمیہ در آید
اگر نبات شد لب دوبارہ خوبتر آید
خسے ہو اگر اور ادہ کون در نظر آید

مرادیدین رویت ہمہ امید بر آید
سوادیں جشایم ہمہ خیش بکت آرم
فغان خلق ز شادی بہ سماں رسد لے جا
چہ خوش بود کہ سافر بود رسیدہ بمنزل
ازاں لب چونبات خود نصیب کن کی پند
کسے کہ روئے تو بیند پس از نظارہ موت

۸

بوقت فال حسن را قد تو در نظر آید
سزود کہ کار دو عالم بر آستینش بر آید

۲۸۶

بلاست این دل سکین در یرا با چکند
دلے کہ عاشق دلدار شد مرا چکند
نکر کہ عشق چہ کردو ہنوز تا چکند
نہ سے مکارہ در بے وفا و ناچکند
ندیمت شہنشاہ پیش پاوشا چکند
کنوں مسبور سے باش تا خدا چکند

بحوم عشق بدیں جان مبتلا چکند
قرارے نکند با من این دم نفسے
چناں نجستہ و آسودہ روزگار مرا
وفا سے ظلیبہم زیار عقلم گفت
رائی خرو از نزد عشق کردم دور
کفایت تو نکرد اندر میں میاں کار

	<p>حسن دعا ہے تو گرجا مستجاب فریت مرغ زبان تو دگر و دل دگر دعا چکند</p>	
<p>خیال غمزہ خواباں بچنگ می آید نخست کلام بکام نہنگ می آید ولے نصیبہ فرہاد سنگ می آید کہ آب دیدہ ما شیخ رنگ می آید اگر ز نام گدایان تنگ می آید بدر کیں طرف آواز چنگ می آید</p>	<p>شبے کہ نیم فراس بچنگ می آید دگر ز بجز بصلت سے شوم ماثل اگر چہ تھہ پر گوہرست شیریں را مگر بچشمہ حواں کھنیم جامہ سپید قلم نصیبت مادر کش اسے بزرگی جو بزرگ پند دعا ہے بلند خواہی کرد</p>	
	<p>حسن تو ما یار معرفت فراخ بخش اگر بہ صاحب انکار تنگ می آید</p>	
<p>سبزہ چو خطا بنرت سیراب نمی آید شیریں ترانہ ابرویت خراب نمی آید از روزین درویشاں ہناب نمی آید ہرگز تو کجا آنی چوں خواب نمی آید</p>	<p>کابل چو سر زلفت پرتاب نمی آید بیار طلب کردم اندر ہمہ مسجد ہا ایں یک دو سہ شب تا تو بر بام نمی آئی گفتی کہ بخواب اندر یک شب شومت ہما</p>	
	<p>قصاب طلب کردم تا خون حسن ریزد از رنگت نہیں خوئی قصاب نمی آید</p>	

۴۔ بڑے غمزہ خواباں ۵۔ قلم نصیبت مادر کش اسے بزرگی جو

سر و از قد تو یک قدم پیش نباشد
 نازمہ تو یک شبکے پیش نباشد
 آن کس کہ ترا دارو درویش نباشد
 درویش نگیرند کہ دل ریش نباشد
 قرباں شود آنکس کہ پیش کیش نباشد
 آنرا کہ سرتست سر خویش نباشد

مہ در صفت حسن ز تو بیش نباشد
 چشم ہمہ پیوستہ بر ابروئے تو بینم
 اے گنج بہاں خانہ ہر گنج نشینے
 از زخم تو ریشست سر سر دل درویش
 ہر تیز کیش تو مرا راحت جانست
 گفتی کہ چرامی بری از خویش و زیویند

۵

طعنہ چہ زنی حال پریشان حسن را
 در عشق کسے عافیت اندیش نباشد

۲۹۰

بہر کہ بعشقت نیست خوش عمر بہ آدمی دید
 من کیم و وہاں سے من بخت کشا آدمی دید
 چشم تو جو رسیا لعل تو دادی دید
 نالہ فراموشم شو، فاختہ یاد می دید

باز نوئے بلبداں عشق تو یاد می دید
 وی بدعا سے من ترا پروہ زرخ کشا آدمی دید
 ہر چہ بغمزدہ میکشی زندہ کنی ہمے برب
 باغ ہمے روم کہ تا یک نفسے برون گل

۷

با ہمہ نامہ ادیت صبر خوشست لے حسن
 ناکہ نہال صابری بیوہ مراد می دید

۲۹۱

چول لب تو شین تو شراب نباشد
 غنچہ کہ باشد کہ در نقاب نباشد
 تا ستر رست خیر خواب نباشد

چول رخ خوب تو آفتاب نباشد
 چول بگستاں روی تو روئے کشا آدمی دید
 دیدہ آنرا کہ دید تمام دوز لفت

<p>ناز و نسویم را جواب نباشد ساکن فرودوس را عذاب نباشد روزہ آلودہ را ثواب نباشد</p>	<p>بیش تو از پس اولی عشرت و شادی لازم کونے تو ایم روستے چو پوشی یا دہتال چوں کسیم مهر تو بر لب</p>	
<p>۵</p>	<p>چوں حسنے را شکل شہید کشتن گرچه توانی وے صواب نباشد</p>	<p>۲۹۲</p>
<p>بلوہ سوئی سخن روئے تو یادی دہد پیر بہن لطیف گل بوئے تو یادی دہد گم شدگان عشق را کوئے تو یادی دہد تا کہ بہ صفت مرا هست تو یادی دہد</p>	<p>باز نسیم سو نسیم بوئے تو یادی دہد لمحہ صناعات قدیم از کجند بندہ را بر سر منبر ارکے ذکر بہشت میکن باشب تیرہ اس جو شوم کہ پورا میکند</p>	
<p>۶</p>	<p>باز نسیم تو کنی قصہ حسن گوی تو از سر آن گوئی خونی تو یادی دہد</p>	<p>۲۹۳</p>
<p>گنجی کہ مستند و بیداد نہ بندد گردست اجل حقہ فریاد نہ بندد امروز چنان نسبت کہ جلاو نہ بندد چوں چغد کہ دل در وہ آباد نہ بندد گر پروہ بر اس روئے چو بغداد نہ بندد تو در مثلست این کہ چو بختاوند نہ بندد</p>	<p>سر و سرین اگر طره ز شمشاد نہ بندد فریاد کس روئے از آن گل گریبار دی گفت میان پیش کون کوئے بندد سوداش نظر بردل ابنوہ ندارد خول از رگ بہ دیدہ چو جلا بکشا بد دائم کہ نہ بندد در لطفے کہ کشا رست</p>	

<p style="text-align: center;">۷</p>	<p style="text-align: center;">چشمش بحسن گفت که خواب تو که بستت خوابش بجز آن جاوے استاونه بندد</p>	<p style="text-align: center;">۲۹۲</p>
<p>وین شمع دل از اجمن کیست که داند او گلرخ و غنچه دهن کیست که داند آن سر و ظریف از چمن کیست که داند آن غالیہ تو بہ شکن کیست که داند این بچے خوش از پیر من کیست که داند پرسد ز فیباں سخن کیست که داند</p>	<p>باز آن گل تر از چمن کیست که داند خاتون سرا پرده غنچه است گل آسے طوبی ہمہ دانند کہ از باغ بہشتت خال سہش عہد بے طائفہ بشکت باد آمد و جاں تازہ شدہ دیدہ بصر طرز سخن بندہ نکو داند و از ناز</p>	
<p style="text-align: center;">۷</p>	<p style="text-align: center;">گفتہ کہ خوابی غزلے از حسن خود خندید و بگفت این حسن کیست که داند</p>	<p style="text-align: center;">۲۹۵</p>
<p>را ایم من بہرہ خواہد شد بانہ من نگرہ خواہد شد تا الزام یکہ نظر خواہد شد آبت بہتہ ہر چہ خواہد شد وہ کہ خواہد بسکرہ خواہد شد شدنی شد دگر چہ خواہد شد</p>	<p>دل بر روی دگر چہ خواہد شد مردم چشم عالمی یک دم یک نظر سوئے ما کجا رہیں خلفے از باوہ خواست شد با جگرم خون شد از کرشمہ تو دل بشد جاں گر بختیں گم</p>	
<p style="text-align: center;">صبر سہرشتہ یاد گشتہ</p>		

۲۹۶

اے حسن زین بترچہ خواہد شد

۷

دل را نسیم زلف تو بیہوشی آورد
یا تو لے نگار چو معجون حکمتت
واللہ کہ من تو بہ خوشم لیک چوں کنم
مہ را کمال حسن چه باید کہ ناگہاں
شوق تو شخنے ایست کہ سلطان عقل
گفتی چہ اسخن نکنی چوں من رسی

جاں را شامل تو بمدہوشی آورد
کز ہرچہ خواندہ ایم فراموشی آورد
میگوں لببت مرا بقدر حوشی آورد
افسانہ رخت بہ سیہ پوشی آورد
موتے جبیں گرفتہ بچاؤشی آورد
حیرانی جمال تو خاموشی آورد

۲۹۷

بیہوش شد دل حسن از بادہ لببت
بادہ ہماں خوشبت کہ بیہوشی آورد

۷

بے ہوائے تو روح دم نزنند
ہر دبیرے کہ خط خوب تو دید
جز نگارندہ وصوتہا کہ
سیر صبر من لبست مرا
بر سر بام گر بر آئی تو
بوجود تو ہر کہ زندہ بود

دل برون درت قدم نزنند
تا ابد دست درت سلم نزنند
ہیچ نقاش این رقم نزنند
چشمیت از ناوک ستم نزنند
ہیچ حاجی در حرم نزنند
خیمہ در منزل عدم نزنند

۲۹۸

حسن افسون خویش می ددت
گر رضائے تو نیست دم نزنند

۷

<p>نسخہ زان خط و خال بنے گیرند ہر ایک از تو مشال سے گیرند جیم زلف تو دال سے گیرند تو بہ کردن حسد لال سے گیرند عشق و عصمت مجال سے گیرند ہر دو از یک نہال سے گیرند</p>	<p>ہر وہ از تو فال سے گیرند صفت حسن را سخن سازاں در رہِ فتنہ و طریق فریب مفتیان شریعت عشقت عصمت از حال عاشقان مطلب شاخ و برگ و محبت و محنت</p>	
<p>۷</p>	<p>حسن را آبروئے رفت چہ شد خونِ صوفی حسد لال سے گیرند</p>	<p>۲۹۹</p>
<p>کہے کاں روئے گلگون را بنفشہ ہمنشیں باشد خطر در ملک جاں افتد نعل در کار دیں باشد سرمن بر زمین باشد ہمیشہ پیش مہرویاں مگر آں روز معذورم کہ در زیر زمین باشد اگر در بند و بندے بہانہ آرزو مندے بجو جرم از گس گیریم یا از انگبیں باشد بباغ خود طلب اے باغبان امروز سرو ما اگر خواہی کہ در باغ تو سرو راستیں باشد پری رویا شبے با بندہ ہنشین چہ میگویم پری بادو با سلطان گدا کے ہمنشین باشد</p>		

اگر پیرا ہن جاں رافتہ صد چاک۔ در دامن
ہنوز از شکر انعامِ علم برآستیں باشد

۹

حسن از جاں چه اندیشی اگر درخواہ جاں خواہد
بخوبی جاں برافشان عشق خواباں بخینس باشد

۳۰۰

چہ ابر ذرہ مسکین نسا بند
اگر چہ خور چو غنچہ در نقاب اند
اگر از کار گاہ خاک و آب اند
بہ چوں عمر در رفتن شباب اند
کہ بہ تو عاشقاں اندر عذاب اند
ہنوز آن زرگساں در عین خواب اند
کہ اہل شہرستان خراب اند
کہ بارے صوفیاں ست و خراب اند

چو مہرویاں بمعنی آفتاب اند
نسیم عشق شان آفاق بگرفت
ہمہ تن روح صرف انداز طافت
بیا بند از پس عمر ار بیا بند
بیا خوش لے بہشت این جہانی
بر آمد از افق گل دستہ صبح
یکے زان لعل نوشیں مہر کجائے
ندانم حال زنداں عسیت زان

۷

تو خوش گفتی حسن بر تو یہ واجب
اگر بے راحتاں راحت نیا بند

۳۰۱

مہرے چو تو بعرصہ عالم نکشے اند
شیریں وہم ترش ہمہ در ہم بکشے اند
تا ذکر شہد "فیہ شفاء" نوشتہ اند

شخص تو از لطافت شبی سر شستہ اند
غناہاے تو گاہ شنام گاہ بوس
خط تو بر لب تو فسونیت پر شکر

گوئی کہ مرد و دیور قیب فرشته اند
چل صبح کا ندر و گل آدم سر شسته اند
یاراں حدیث لیلی و مجنون ہشتہ اند

زلفیں گرد عارض خوبت بر آئند
خورشید آن صباح حقیقت تو بودہ
تا قصہ من و تو در آفاق نشر شد

۵

دُرخن بصرہ ترے صرف کن حسن
کیں رشتہ از قوافی باریک رشتہ اند

۳۰۲

چو عشق دست بر آورد پائے ناز کشید
بیا کہ توبہ دو شین ماور از کشید
ہراں خدنگ کہ از ترکش آواز کشید
سخن بوعده شد و وعده ہم دراز کشید

شب گذشتہ دل من سوئے ناز کشید
صبا ز زلف بتاں یاد داوای ساقی
نزد مبارز عنم جز کہ بردل محمود
بر نیم بوسہ کرم کردہ بمن لیسکن

۶

سزد کہ قبلہ ز رویت کند حسن کام روز
ز قامت تو دلش جانب نماز کشید

۳۰۳

نیندیشد ز نام بدہماں رونے کو خواهد
قدم را چون سر چوگان زلف غم دو تو خواهد
چو در بتاں زند خیمہ گل ازے رنگ بو خواهد
چہ بے حال کسے کو ہشت باغ و چار چو خواهد
و لہر خطہ چشم جاں ستانش جان نو خواهد
کہ او خواهد ہلاک من من آن خم اہم کہ او خواهد

دلہم تسلیم دلبر شد بہر حکمے کہ او خواهد
سیراں ترک چوگاں باز خود بردم کہ پیوستہ
چو در منظر شود پیدا مر ازے روشنی گیر
اگر آں روئے گلگون لب میگوں شود حال
کنم این جان افسردہ فدای غمزه شوش
مرا تا جاں بود در تن بقائے جان او خواہم

۳۰۴

مرا گفتمی غزلبہائے حسن پیش جو وقتے
برم گوازمہ عالم گراو این گفتگو خواہد

۷

صبوری رخت بر بند و خرد خانہ سپردا زو
تو در خندہ شکر ریزی او از شرم بگذازد
شکارم ترک مستت را بہ تیرے کہ اندازد
عرب در گفتگو خوش و محبت عشق می بازو
دلہ چندیں ہمے سوز و چرا بامانے سازو
اگر عمرے بیازارد ہمیش یک روز بنوازو

اگر بنا زوے گلرنگت صبا پردہ بر اندازد
بہ پیش روے خندانست نشاید شمع بر کرد
اسیرم بند زلفت را بہ تیرے کہ آویزی
کساں دلمین طنز ما و مارا با تو پیوندے
شنیدم ہر چہ سوز و آں بسازد بوجہ کار
نگار ارحم کن آخر کہ سلطان بندہ خود را

۳۰۵

حسن ہر چند مفلس شد زیادت گنجا دارد
در ادب اش چینی بینی باقبال تومی نازد

۷

محبت نامہ بر جاں نوشتند
کہ بر گرد لب جانان نوشتند
حساب خود بہشتند آں نوشتند
بلالے بر سر تابان نوشتند
مگر بر خون من فرماں نوشتند
برات کفر بر ایماں نوشتند

خطے کز مشک بر مر جاں نوشتند
مرا خود ورد جاں شد چند حرفے
کراما الکا تبیس این حرف دیدند
چہ خوش عید لیت بروش از شب قدر
ازاں خط کشتہ گشتمے درینا
مگر آں ترک من وجہ نمود انک

بتاں را در ازل بودست عرضی

<p>۷</p>	<p>حسن را بنده ایشاں نوشتند</p>	<p>۳۰۶</p>
<p>وے جان تو بے جاں چوں توں بود چو لاله بادے پر خون توں بود حریف آں لب میگوں توں بود بدیں اقبال انسر دیوں توں بود چو تو سیسی شدی مجنوں توں بود چو رویت قبلہ شد کنوں توں بود</p>	<p>جگر پر درد و دل پر خون توں بود بماگر بگدری صبح صبا وار اگر چوں جرحہ خوں خود توں ریخت بماز زلفت اردستے توں یافت مرا گفتی چسرا دیوانہ گشتی بطاعتہا نمی بودم ملازم</p>	
<p>۷</p>	<p>حسن با نیستی نیکو توں ساخت گرازی ہستی خود بیرون توں بود</p>	<p>۳۰۷</p>
<p>قدر تو ندانند مبادا کہ بدانند اے خاک براں قوم کہ بس بخمر دانند ہم با تو یکے اند چسپسین متحدانند انصاف دہے جاں چہ خوش متفقہ انند بہر طائفہ در مذہب خود مجتہدانند تو صاحب حسنی ہمہ صاحب حس انند</p>	<p>آناں کہ ز تو در گل باسند بدانند گر جان و خرد در قدمت خاک نساوند عشاق تو با انکہ بخنجر دو کنی شاں بیداد تو در دفتر عشاق نوشتند قبلہ نگر فتند مگر روئے تو آری گرا تو بر آیند مہ و مہر چہ با کست</p>	
<p>۹</p>	<p>گر بندہ حسن عشق بورز و عجبے نیست بلبل نفاں شیفہ سرفقدانند</p>	<p>۳۰۸</p>

خوئے کہ از روئے جہاں افروز جاناں میچکد
 گوکب سیارہ از خورشید رخشاں میچکد
 جان شہرے تازہ شد از جرعه جام بخش
 جرعه نتوان گفت آن چیزے کہ از جاں میچکد
 سبزه ترزین بگرد چشمدہ نوشین او
 گوئی یا خضر ست کز وئے آب حیواں میچکد
 دہی بیک شستہ بخاخوں از رنگ جانم کشاد
 سوئے تیر شش میں ہنوزاں خون چکاں میچکد
 خون چکانست آن لب خود خوار جاناں چون کنم
 انچہ ایثاں راز لب مارا ز مژگاں میچکد
 ساقیا از اعلیٰ تریاک قطرہ در جام چکاں
 خاصہ کیں دم کز زمرہ دوز و مرجاں میچکد
 روئے میپوشند مرغاں زیر ہر برگے زاہر
 منخرم گفتے مگر چیسزے پریشاں میچکد
 ماہ من مست آمدت این طرفہ کز مستی خود
 منکرست و مستیش از چشم فتاں میچکد

۷

دید چوں اشک حسن بر خاست گفتم بر مخیز
 گفت خوابم رفت رہ دورست باران میچکد

۳۰۹

یاری و ہدم آن بت عیار کہ داند سرمایہ دین و خرد از فارتِ خوبان اسرارِ خطش و تئیب زلفش نتوان خواند پارینہ خراج مژہ ام خون جگر بود حال تن بیمارِ طبیب بان زمانہ افتاد بدان غمزہ خونیں سرو کارم	یاد دل و ہدم ترک جگر خوار کہ داند ہر بار نگہ داشتیم این بار کہ داند اسرارِ معما بشب تار کہ داند امسال چہ فاضل شود از پار کہ داند دانند درون دل ہمیا کہ داند تا باز کجا میکشد این کار کہ داند
--	---

۷

با آنکہ دلش نرم نگشتت ہمہ عمر
این نظم حسن در نظرش دار کہ داند

۳۱۰

ترک دل آشوب من تند و رواں میرود ما چو درخت خزان خشک فروماند ہم سرو سہی گفتمہ اند او بہ از ان خاستست آب حیات منست وہ کہ نہی ایستند تا کہ دو چشمش نشد برین مسکین جہاں ہر سحرے بر لبم وقت نیازے کہست	چوں دلم از جا برفت آہ کہ باں میرود او چو گل نو بہا خندہ زناں میرود کبک دری دیدہ ام او بہ از ان میرود عمر عزیز منست وہ چہ سرواں میرود ہر نفس از چشم من چشمہ رواں میرود پیشتر از ورود ما نام نسلان میرود
--	---

۷

مر حسن خستہ را ضبط میسر نشد
ہر چہ درون دست آن بزباں میرود

۳۱۱

روزے نہ کنی ز دوستان یاد

اے چوں تو نہ داشتہ جہاں یاد

<p>بارے سخن از سرزبان یاد لے ترک کہ دادت از کماں یاد یک ماہ نذارو آسماں یاد نہ از خود خبرت نہ از جہاں یاد ہرگز نکند ز بوستان یاد</p>	<p>گرد دل خود نکر دی ام ذکر گشتی بجز شہائے ابروم بر روئے زمین چو روئے خوبت آزا کہ ز حسن تو خبر شد مرغی کہ تو در نفس بدای</p>	
<p>۱۱</p>	<p>بر بست حسن میاں بخد مت باشد کہ کنی دریں میاں یاد</p>	<p>۳۱۲</p>
<p>نگر کہ حال من خستہ چہ خواہ بود چو مجھے کہ معطر بود نصیحت خود مرا فسانہ دراز تو مست خواب بود غمت قرار بدیں داد و دل بدیں آسود مراد عشق بتا نرا ملازمت فرمود رسید و گوئے سلامت ز حال ما بر بود کجا شد این صفت بت شکستن محمود انداشت بیچ مرا ز بدست قاعدہ خود مگر ستارہ ما دبراں کنی مسعود کہ خوش ہے روم از بخت خویش ناخشنود</p>	<p>بیک کرشمہ بر آوردی از جگر بادود دل از چہ سوختہ شد با محبت تو خوش خرابی دل خود با تو کے تو ام گفت مرا ز عشق نہ آسودگی بود نہ قرار بہ پیش قاضی دل ماجراے خود گفتم بودہ کہ ترا دید شد شہنشاہ عشق در آنکہ قبلہ محمود شد بتے چو ایاز تو تا دو ال کمر بند خویش بتی سخت شبے ز گوشہ بانے چو ماہ طالع شو بوقت مردم از حال پرسیم گویم</p>	
<p>ہزار ہا چو حسن گر نہند سر بعدم</p>		

<p>۱۱</p>	<p>چہ غم بود چو بود یک وجود تو موجود</p>	<p>۳۱۳</p>
<p>قرار جہاں این چنین ہم نماذ شکر خندہ نازنین ہم نماذ جہاندار اوزنگ شیں ہم نماذ چہ نقش نگین بل نگین ہم نماذ چہ بتخانہ چین کہ چین ہم نماذ زماں گردد آخر زمین ہم نماذ ندانی کہ چرخ بریں ہم نماذ کہ مونس نیاید قرین ہم نماذ سخن دان باریک بین ہم نماذ سرا انجام سحر آفرین ہم نماذ</p>	<p>منازلے بت چین کہ چین ہم نماذ بزہر عنہم ارعاشقے کشتہ گردد تہی دست ویرانہ خسب ار بیرد نہ جم ماند ایخانہ نقش نگینش نماند بچیں کیسج بتخانہ آخسر خود از ہر بنا عاقبت چول بہ بینی بچرخ بریں میسکنی تکبیرہ ایم چہ مونس ہی گیری از ہر قرینے اگر بگذرد مرد کج گونی کم داں سخن را اگر چند سحر آفریند</p>	
<p>۵</p>	<p>ہمیں نالہ ماند کیس حسن را بترسم ازاں روز کیں ہم نماذ</p>	<p>۳۱۴</p>
<p>تاریک نشینان را انوار خدا بخش بس بواجبست این رہنما خدا بخش تو خود ہوسے کردی رفتار خدا بخش تو طالب جنت شو دیدار خدا بخش</p>	<p>اشعار بے گویند اسرار خدا بخش لغزیدہ بے بینی در راہ سخن آرسے اے زاغ چہ می پونی پے پے ہر کیکے فعل تو دگر باشد فضل ازلی دگر</p>	

نو خاستگان گرچہ چون سو تن ہر یک گر اندکے از نعمت دریافتی دل	دارند زبان بسیکن گفتار خدا بخشند خوش باش باں اندک بسیار خدا بخشند
--	--

۴

یاد ال چو حسن ہر بار از تلخ ضمیر خود
ایں بار ہے خواہند ایں بار خدا بخشند

۳۱۵

کہ زیر ضربت چو گان مرگ چون گویند ازاں نو آمدگان کز چمن ہی رویند کہ از کہ یاد کنند ایں زمان گل بویند کہ روزے ایں خبر تو بدیگراں گویند کساں کہ در پئے تابوت مردگان بویند ہنوز ایں دگراں ہم کجا ہی بویند	کہ ششگان جہاں حال خویش چون گویند بہمے پیرس ز نورفتگان ماشے باد فراق دیدہ گل چہرہ گان نہی دانم خبرش دست فلانی بردت آگہ باش غم جنازہ خودے عجب چہرا نخورند چو روز شہت کہ اں رفتگان کجا رفتند
--	--

۴

حسن جوے عدم گم شدند بار انت
بجو نشان چناں گم شدہ کجا جویند

۳۱۶

داغ بلا بردوں پر غم نہاد درد ہے بردوں در ہم نہاد وسوسہ در ہمہ عالم نہاد لعل لببت شہد بجا نم نہاد ہم غم جاں بخش تو مر ہم نہاد	باز مرا عشق تو در ہم نہاد باد بگیسویے تو آسیب زد زلف تو لاجول جلویم چو دیو نوش لبان سوم نجام دہند گرچہ دلم از غم تو خستہ شد
--	---

۴ بار ۴ بود

عالم عشق تو معتمد ہم بہاؤ	آن کہ بجکت دو جہاں آفرید	
<p style="text-align: center;">۴</p>	<p style="text-align: center;">گفتہ بدی بر درین پامنہ بندہ حسن پاک و سر ہم بہاؤ</p>	<p style="text-align: center;">۳۱۷</p>
<p>مطراں چون فارغ و ستاں چرا آریستہ اند زود بخش زانکہ بعد از ویر با پیوستہ اند چمن بہت خراشد ایشان قیام خستہ اند مجم با دل حلاصفت تو بہ را بہ شکستہ اند ماہیان کرین کر شیب طائران خستہ اند بیار شد من زستم و گرانما بستہ اند</p>	<p>بہرہ سر بر کرد و مرغان ہم گل پیوستہ اند باغبانان بلبلاں را از گل و گلزار و شاخ جان من از سختی احوال در ویشاں مرغ من سلاح زہد چون تو شوم کہ ترکان غمت ایمن آبادیست ما را عشقت از بہر آفتہ ہر زمان میگویم بر دیگران دل بستہ</p>	
<p style="text-align: center;">۵</p>	<p style="text-align: center;">لے حسن از خود بریں روی خود از پایہ بوس ادیں رشتہ گرفتاریم ویشاں رستہ اند</p>	<p style="text-align: center;">۳۱۸</p>
<p>ز سوزے کہتہ و سنی خیال ہی باشند کہ گفتہ آویزہ سوزے کہتہ ہی باشند از آنکہ یک بدر گفتہ سسل ہی باشند ایں دل کہتہ سوزے کہتہ ہی باشند</p>	<p>پری رخاں کہ بچین و گل ہی باشند چوراہہ ماندم از روستا تو بدستہ چرا رسد بورقہاے غنچہ آفت باو تو گرچہ از دل کس بار بنگیری بلکہ</p>	
<p style="text-align: center;">۶</p>	<p style="text-align: center;">حسن بچیں خواباں و آتما شاہین فرشتگان کہ زاب و زگل ہی باشند</p>	<p style="text-align: center;">۳۱۹</p>

لے آفتہ حسن دورہ من پامنہ پاپے بہاؤ سر ہم بہاؤ نہ پونا ہوا ہینہ مجھو بہتیم از اسٹاں جہاں تکرار ہی باشند

دل دادہ را کر شمشہ دلدار می کشد
یکبارہ کشته بود دگر باری کشد
ایست آں طبیب کہ بیمار می کشد
گفت این چه حدتست بریں کار می کشد
اندک ہی نوازو بس بسیار می کشد
چوں زار میکند پس از آن زار می کشد

پیش کہ گویم این کہ مرایار می کشد
یکچند داشت خال خوش اسال خط کشد
گوید منم طبیب اسیران درد خویش
گفتم کہ کے رسد بغمت حد کار من
شیریں لبان کشد و نوازند بس کن او
عشاق را بر وز جزا زار میکند

۵

سکین من شکستہ باں حسن بگو
پیش کہ گویم این کہ مرایار می کشد

۳۲۰

دُر وصال بہرچ ہوس نمی گنجد
چہ جائے نفس کہ آنجا نفس نمی گنجد
کہ اندران قدح خاص خس نمی گنجد
بجان تو کہ کنوں در نفس نمی گنجد

کمال حسن تو در عقل کس نمی گنجد
بنفس خویش رسیدن نمی توان بر تو
تو کیستی کہ دم از وصل او زنی لے دل
رسید مژدہ قتل از تو مرغ جان مرا

۶

چہ لطف بود کہ شب ہرزماں ہی گفتمی
سیان ما و حسن بیچ کس نمی گنجد

۳۲۱

از دام بستہ باز سوئے دام میرود
آرام مہر کاب دل آرام میرود
ہر گل مرا چو خار در اندام میرود

باز این دلم بکوے دل آرام میرود
گویند ہر کسے کہ بسیارام چوں کنم
بے او اگر دخت گل اندر بر آورم

واں دوست ہم بسیرت ایام میرود
زاں نزدباں دل است کہ برام میرود
ہر پارسا کہ آید بدنام میرود

ایام در نیامدہ باما بدوستی
سروے ز مشک دارد بر ماہ نزدباں
شہریت در ولایت خوباں کہ اندرو

۷

پنختہ نکشتہ زلف عشق اے حسن
تدبیر ہائے تو ہمہ زاں خام میرود

۳۲۲

جہاں بعید خوشت دلم بروئے تو شاد
دو عید باد و شب قدر کس نذر یاد
مرا ز عید گذشتہ کند مبارک باد
مقررست کہ با عید نسبتے افتاد
بروزگار خوشت نامراد بیے مراد
چو طبل عید ز شب تا سحر کنم فریاد

بیا کہ عید در عیش بر جہاں بکشاد
چواں دو طرہ بر اطراف آن دو رخ پید
گہے کہ بر در من بگذری ہمہ عالم
مرا بتو چہ گذر اینک روستانی را
ز عید وصل تو دل را مرادے ارز
نہے کہ در نظر آمد ہلال ابروئے تو

۷

حسن اگر چہ تو فی عید وقت او امروز
ہنوز روزہ ہجرا نت یک شبے بکشاد

۳۲۳

ورق گل زیبا دگر بچہد
چشم ز گس کہ در سحر بچہد
شاخ را وقت شد کہ بر بچہد
آیت نستخ زین خطر بچہد

چمن نسیمے باغ در بچہد
دیدن روئے گل دلیل کند
باغ از سبزہ باز نو خط شد
غنجہ از خوف خار در خطرست

در دل از یاد تیر غمزه دوست نظرش ناوک جگر دوزست	ہر زمان خونم از جگر بچمد کیست کز شست آن نظر بچمد
---	---

۴

بر درکش سر نہاد بندہ حسن
بوکہ در عشق سر بسز بچمد

۳۲۲

باز آن نگار پرودہ در درپردہ پنہاں از چہ شد
اول وفاے می نمود آخر پیشیاں از چہ شد
دی کرد شہرے را خواب امروز می بندد نقاب
اول چناں کافر بدو آخر مسلماناں از چہ شد
حیران آن رخسارہ ام ازوئے نہ لفظے بس عجب
گر نیست جفتش چوں خلیل آتش گلستاں از چہ شد
از خام کاریہاے دل خندہ ہی آید مرا
دل گرمی نا دیدہ زو نا پختہ بریاں از چہ شد
آخر پیر سید از ولیم آن شحمت خوزیر را
شہرے کہ پار آباد بود امسال یراں از چہ شد
جاں کشتہ شد بے روئے او این خود خلاف بہت
اشتر دلی جاں نگر بے عید قریباں از چہ شد

۵

سن باتو گفتم ای حسن اوصاف حسن بے حدش
گر نیست آن دلبری پی از خلق پنہاں از چہ شد

۳۲۵

<p>گل بختیدو مرا خسته او یاد آمد در دم ان خطوان روئے نکویا یاد آمد خلق را سرور وان دلب جو یاد آمد قصه یوسف و پیراهن و بو یاد آمد</p>	<p>بازم این ساعت از ان شکل نکویا یاد آمد سبز بروئے چین راحت دلبا افزو تا خیال قداوشست دریں دیدہ من چشم از نامہ جان پرور او روشن شد</p>	
<p>۷</p>	<p>بر دل دوست حسن بود فراکش گشته این غزل خوانده شد ان ناوہ گو یاد آمد</p>	<p>۳۲۶</p>
<p>دل طالب چیزے کہ متنا نتوان کرد صابر نتوان بود و تقاضا نتوان کرد زینور صفت بیہدہ غوغا نتوان کرد روزہ بدہاں میل بکلوان نتوان کرد دل بر گل و گلزار تشکیبا نتوان کرد یک حرف ازیں واقعہ پیدا نتوان کرد</p>	<p>سزیت دریں سینہ کہ پیدا نتوان کرد طرف سرو کاریت کہ بر وعدہ معشوق شہد لب او بایہ مادعیان نیست غیرت بکین دست بلعلش نتوان برو حاصل نہ شدہ نعمت دیدار دل آرام ہر روز دریں صاعقہ پنهان نتوان سوخت</p>	
<p>۷</p>	<p>چہ چارہ حسن کز بہت وصل فراقش سودا نتوان بچتن و صفرا نتوان کرد</p>	<p>۳۲۷</p>
<p>بحکم رسم قدیم این زماں نمی پرسد چنانکہ شرط بود آنچنساں نمی پرسد زرہ فقاوہ بے خانساں نمی پرسد</p>	<p>دل ز دست شدو دلتاں نمی پرسد چنانکہ ہم شدہ دیدم طریق عہدش از انکہ ہمہ بخانہ اصحاب دولت است رش</p>	

بصد رشتہ قدح خورد شیر گیر شدہ	ازیں کمینہ سگ آستان نمی پرسد
سوال کردم دل را که ناله تو چیست	بناله گفت چه پرسی فلان نمی پرسد
کدام دروم ازیں پیشتر که پرسیدن	ہی تواند وزیں ناتواں نمی پرسد

۶

حسن نشانه شد اندر بلا و آں بے رحم
برائے نامے ازیں سو نشان نمی پرسد

۳۲۸

نہ چندارم کہ ماہ من شبے بر من منسرو آید
زہے حیفا از چناں گل در چین گلخن منسرو آید
شب و روزش ہی خوانم کہ ہست او آیت حمت
فتوح آسمانی داں اگر بر من منسرو آید
گراو دستے فرود آرد بفرق کشتگان خود
ہماں دم جان بالا آمدہ در تن منسرو آید
سراسر دامنم پر قطرہائے اشک خدایے
چو ابرو دیدہ خیزد قطرہ در دامن منسرو آید
اگر بندم در خانہ برائے دفع آفتہا
بلائے عشق پنداری کہ از روزن منسرو آید
سرم برگردم باریست آں ترک سرافکن کو
مگر از لطف او این بارم از گردن منسرو آید

حسن ہرگز نمی بیچد سر از شمشیر او و استد

<p>۴</p>	<p>اگر از ہر مہ رویاں سرسوزن منسرو آید</p>	<p>۳۲۹</p>
<p>تا مگر بار غشم از سینہ ما بر گیرد جانش از عالم تن عالم دیگر گیرد کہ چون در سرشش افتد کیم افسر گیرد فاختہ ہم قدمے صوت گران تر گیرد شمع را سمع بود سوختن از سر گیرد ہنیرم او ہمہ تر بود کجا در گیرد</p>	<p>کیست کہ نغمہ نے زمزم سے در گیرد ہر سبک روح کہ در جانش اثر کرد سماع این سماعیت کہ ذوقش پیر آدم داشت چوں نوا با بگہ صبح زند ببل مست نالہ مرغ سحر زار چنانست کہ گر دعی گر نشد از ذوق بر آتش چه کند</p>	
<p>۴</p>	<p>پایے ہر زندہ دلے را کہ بجنبہ در رقص حسن از دیدہ رواں در درو گوہر گیرد</p>	<p>۳۳۰</p>
<p>قرۃ العین منی عین کمالت مر ساد دست بیداد زمانہ بدوالت مر ساد بیچ روزے بخلاف مہ وسالت مر ساد یارب از دور فلک بیچ و بالت مر ساد شب ما روز تو کردی کہ زوالت مر ساد بیچ غشی و غمباری بہلالت مر ساد</p>	<p>اے چو گل خاستہ بد بجالت مر ساد دیدہا چوں بر کاب تو بسالم گویم سال و مہ با و ترا روز سعادت روزی خبر و بیان جہاں را شرف از دست ہے ما اے چو خورشید بر آوردہ سر از مشرق حسن یک نظر سوائے تو عیدست ہمہ عالم را</p>	
<p>۴</p>	<p>گرچہ از روئے نکویت حسن آفتنا دید آفت دیدہ بد میں بجالت مر ساد</p>	<p>۳۳۱</p>

تیر تو خوردہ کجیش دگر سے چلے گروند
 جائے سجدہ ست پہر بار کدنت شنوند
 صاحب خانہ رہا کرد سوئے خانہ روند
 عاقلاں حمل بر آئند کہ دیوانہ شنوند
 روزہ دارانِ غمت منتظر ماہ نوآند
 من ترا دامنم ازینجا بے آید و روند

خستگانے کہ بشتن چو تو تر کے گروند
 تو بچے آیتے از مصحف حسن آمدہ
 عجم آید ازاں راہ رواں کز غفلت
 تابزنجیر سر زلف بہ بستی دل من
 بر سر بام شو و گوشہ ابرو بنما
 رفتن باد صبا آمدن گل چسکم

۱۱

کے رود مستی عشق از سر عشاق بروں
 کہ حسن وار بیخاند عشقت گروند

۳۳۲

بشوے این دلم از تو پدگنہ آبود
 ولے سید ترازیں زیر آسمان کبود
 وزیں فرو شدہ یک روز بر نیامدود
 چه سود مند بود شربتے کہ او فرمود
 کہ ز اہدال گلک مند شاہاں خوشنود
 وگرنہ عاقبت او کجا شدے محمود
 خلاص داد ز پرہیز گارے کہ نمود
 کہ بر چه وجہ رود کسیرا خیر نمود
 وگرنہ از سرودیدہ در آمدے بسجود
 ولیک مستی عشقم عیاں زدست بود

بار ز جام لببت جرعه بخششی زود
 سپید کن دلم از نورے کہ تو اں یافت
 ہزار دوزخ سوزاں فرو شد اندر کن
 طبیب علم ندارد ز درد ضربت عشق
 عجب معالہ پیشم آمدست امروز
 دلیل دولت محمود بود عشق ایاز
 غلام نرگس مستانہ تو ام کہ مرا
 بردل خرام زورتا منجاں بیند
 ندیدہ بود فلان صورت تو در آدم
 نداشتم سر جولاں گریں ایں میاں

<p>۴</p>	<p>حسن نصیحتی از دل ہی کنسیم ترا ولے دل تو نصیحت پذیر نیست چه سود</p>	<p>۳۳۳</p>
<p>دل می نمی با من دل ریش چه باشد جهد من بد روز ازین بیش چه باشد پیدا است که اندازہ درویش چه باشد پنہاں شدن از شیفتہ خوش چه باشد این داغ کہن بر من ازین بیش چه باشد صید بکنند آمدہ فردیش چه باشد</p>	<p>برے شکنی از من درویش چه باشد ہر شب بدعا با ظلم روئے چو ماہمت جان و دل خود پیش کشم گر تو بیانی تو ماہ نوی شیفتہ تو من مسکین گفتی سگے خود خوانست اما ہم داغ من زان تو ام گر بکشی خیز و بکش زود</p>	
<p>۴</p>	<p>اکنوں کہ حسن داد بانڈیشہ تو دل بدگو کہ بود طعن بد اندیش چه باشد</p>	<p>۳۳۲</p>
<p>کہ بوئے مشکبارش خوشتر از ہر بارمی آید شب قدرت یارم یا سلام یارمی آید مگر آں آدمی خلقے پری رخسارمی آید مگر آں یوسف آفاق در بازارمی آید ہم اندر خواب با خود گفتیم آں دلدارمی آید ولیکام روزے خوردہست فرزندارمی آید</p>	<p>صبا امروز گونی کزد یار یارمی آید گل نور سندانست این بانسیم یارمی بنی آدم ہمہ دیوانہ بشکلند این زماں از چه زلیخا وارہینم شہرے از خانہ بروں رفتہ شبے در خواب جوئے خضر سے خود روان چو شاہاں خوش خواہاں بر بساط حسن رفتہ</p>	
<p>۴</p>	<p>حسن ہر چند حیرانت در وصف لعش ولے دُرہا ہی برزد چو در گفتاری آید</p>	<p>۳۳۵</p>

۴ منی کہ شب قدرت این یا خود سلام

زبانش کامرانی می فروشد
 چو سرو من جوانی می فروشد
 شراب ارخوانی می فروشد
 اگر از بے میانی می فروشد
 کہ ہر صبحی نہانی می فروشد
 لب آب زندگانی می فروشد

نگار من جوانی می فروشد
 سر افکنده نشینم چون بغمش
 حریف عشق رازاں لعل میگوں
 کمر بندش بجوزاد او تحفہ
 گرز اں خط ہی دزد و صبا
 خط او گرچہ گرد آورد سودا

۴

چہ حیست ایں کہ پیش آں شکر لب
 حسن شیریں زبانی می فروشد

۳۳۶

جہانے زیر ہر سو رام کردند
 بکو رویاں سرا بدنام کردند
 مگر ایشاں گذر بر بام کردند
 وزاں سو ختم بردش نام کردند
 کہ دریا لائے خوں آشام کردند
 بر آوردند لیکن خام کردند

بتاں کیز زلف مشکیں دام کردند
 بتقوی نام نیکو برده بودم
 بہشتی گشت صحن حسانہ امروز
 من از اخلاص میخواندم دعائے
 غم نوشیں لب اں زان تشنگاں پر
 ملائک دیجے اندر طعن ایشاں

۵





حسن را جامہ جاں چاک زان شد
 کہ دورد در دشمن اندر جام کردند

۳۳۷

لشکر ہمت او بر ہمہ فیروز بود

در دل ہر کہ غم یار دل افروز بود

<p>نظر ہر کہ بران کشید دل فروز بود روزگار کشش ہمہ چون موسم نوزور بود مہ من گر برسد عید من آن روز بود</p>	<p>نکند درمہ و خورشید ہمہ عمر نگہ ہر کہ بیند گل و رخسارہ یارم یک روز ماہ عید آمد من روزہ ہجران دارم</p>	
<p>۷</p>	<p>حسن از سوز دل خود نغمے بیرون داد وین نداند مگر آن کس کہ درو سوز بود</p>	<p>۳۳۸</p>
<p>شبہ بر لعل خوں خوارکش بہ بینید یکے در شکل رفتارکش بہ بینید شما از دور کیب ارکش بہ بینید بہشت از نیت دیدارکش بہ بینید ہمہ عالم خریدارکش بہ بینید خدا را روز بازارکش بہ بینید</p>	<p>شب اندر ماہ رخسارکش بہ بینید پہر شکلی کہ دانست از برم رفت بہ نزدیک من آن ماہ دو ہفتہ است من از دیدار دلبر در ہشتم چو یوسف در ہمہ عالم عزیزست ہمہ عالم خریداری کنندش</p>	
<p>۷</p>	<p>حسن دین در سر زلف بتاں کرد بزیر خرف ز نازکش بہ بینید</p>	<p>۳۳۹</p>
<p>خرد و خوف جان اندر خطر شد قلم در دست کاتب نے شکر شد کہ از باران اشکم نامہ تر شد دل آنجا رفت او ہم بے خبر شد</p>	<p>گلش تا ہمیشہ مشک تر شد چو اوصاف لب اومی تو شد سلام خشک برائے قاصدیں بار بدل گفتم کزاں دلبر خبر گئے</p>	

چو در ما دید از ماست تر شد حساب ما و ایشان سر بر شد	شبانگہ محنتب و نبال ما کرد سر ما در سرکار بتاں رفت	
	<p>دگر کردند خواباں شیوہ حسن حسن را ہم سخن طرز دگر شد</p>	
<p>تم سلطان خواباں شد گدایاں را کہ می پرسد چو او بیگانگی کرد آشنایاں را کہ می پرسد دل صاحب دلاں خوں شد ز ناز او چو ایشان را سزا نیست چون مانا سزایاں را کہ می پرسد بد و گفتم کہ خود را می نمایم چون سگے پیشت جو ہم داد و گفتا خود نمایاں را کہ می پرسد دلا این پارسایہائے بے حاجت بیسکونہ بہد چشم متش پارسایاں را کہ می پرسد</p>		
	<p>حسن جان ریزہ ریزہ کردی اندر زیر پائے او تو خود کردی و لیکن زیر پایاں را کہ می پرسد</p>	
<p>قرار کار ہایکساں نماذ نکو گویند خوں پنہاں نماذ جال او دلاں میراں نماذ</p>	<p>حدیث عاشقی پنہاں نماذ نشان اشک من در چہرہ پیدا اگر زہرہ بہ بیند روے آن ماہ</p>	

<p>کہ رویش بیند و حیراں نماںد تو باجاناں بسا زارجاں نماںد کہ جائے جاں بجز جانان نماںد</p>	<p>مرزاں آدمی حسیرانی آید ولا برجاں ہی لرزند حسیلے حیات جاوداں انگہ تو اں یافت</p>	
<p>۷</p>	<p>حسن سر بر کشد از اوج مقصود اگر پایستہ بجز اں نماںد</p>	<p>۳۲۲</p>
<p>فلک دُنبال جان من نگیرد گر آہ من رہِ روزن نگیرد اگر بازم ز سر دشمن نگیرد بنفشہ حسن سوسن نگیرد چہ منت با کہ برگردن نگیرد کہ تا خون منشش دامن نگیرد</p>	<p>غم جاناں اگر دامن نگیرد چہ گرد غم کہ ریزد بر سرم چرخ نخواہم بستن سر در رہِ دوست اگر پروانہ نارد از خط تو چو عاشق در کسند زلفش افتاد بچشم پابند پس بگذرد زود</p>	
<p>۶</p>	<p>حسن راختہ باید بود لالہ چو ترکے ترک ناوک زن نگیرد</p>	<p>۳۲۳</p>
<p>رخت گل و لالہ را کساد برآمد شب بتماشائے با مداد برآمد نقش الف لام و میم و صاد برآمد از دل و جاں ہر دو خیر یاد برآمد</p>	<p>تا رخت از مطلع مراد برآمد خط یہ گرد روی خوب تو گوئی از قد و زلف و دہن و چشم خوش تو عشق تو دل را سلام کرد ہماندم</p>	

چل تو رسیدی ہمہ مراد برآمد

سہل بود نامرادیئے کہ رسیدت

۶

حرف صلاح از دل حسن مطلب آنک

نام وے از دستر فساد برآمد

۳۲۴

جز نم دیدہ فسح باب نبود

خوں ہی ریختم چو آب نبود

در صراحی جز این شراب نبود

بیج میلش بدیں خراب نبود

ایک سوال مرا جواب نبود

زاں دعا ہا کہ مستجاب نبود

شب مرا تا بروز خواب نبود

ہر دم از چشم خود بر آتش دل

خونے از دیدن کوشش می کردم

ماہ من از مے جوانی مست

گرچہ تا صبح نا لہا کردم

تلخ کردم جہانیاں را خواب

۷

اے حسن یار گر خطائے کرد

ہم شکایت از و صواب نبود

۳۲۵

بارد گر شعلہ در دل بریاں رسید

بردردیوار تو نقش نگاراں رسید

حال غریباں بگو نوبت ایشاں رسید

منظر حتمیم قصتہ سلطان رسید

گرچہ کند بلاست کاش کہ تو اں رسید

او ز سیدائے در بیع عمر پیاں رسید

بارد گرتیر عشق بر ہدف جاں رسید

دیدہ بدی چشم من ریختہ باران خوں

گفتہ اے میر بار حاجت شہرے بشاہ

بانگ مزن اے رقیب دم مزن ای پرودہ

ہر کہ بزلفت رسد سر کند اندر سرت

گفت بخواہم رسید بر تو پس از عمر ہا

<p>دوست رضا میدید از سر جان خواستن عذر میارای حسن خیز که فرماں رسید</p>	<p>دوستش از غم تو دلم چنایا بود که خون دو دیده بر زمیں ریخت با آب مژه صبر بودم از اول شب که ناله کردم آن لحظه که در سرم سخن رفت هر چند که با تو این بلا هست</p>	<p>۳۲۶</p>
<p>۶</p>	<p>اکزوسے ہمہ شہر در فغاں بود که دست دعا بر آسماں بود این خون جگر کرا گماں بود تا آخر شب نفس ہماں بود ہم نام تو بر سر زباں بود با این ہمہ بے تو کے تو اں بود</p>	<p>۳۲۷</p>
<p>۵</p>	<p>ہر بار کہ عشق آتش فروخت بیچارہ حسن در اں میاں بود</p>	<p>۳۲۸</p>
<p>خویت از اں مزاج کہ ہستی نمی رود این عشق آتشیست بہ پستی نمی رود دل را کہ پابلسلہ بستی نمی رود از من ہوائے بادہ پرستی نمی رود</p>	<p>از چشم پر خار تو مستی نمی رود دو دلم بر اوج فلک خمیہ زدائے عقل از کند زلف تو سرد در جہان نہاد تا جوفہ از اں لب میگوں چشیدہ ام</p>	<p>۳۲۹</p>
<p>۷</p>	<p>گفتی حسن چرا مکنی توبہ از شراب وانشد کہ توبہ کردم و مستی نمی رود</p>	<p>۳۳۰</p>
<p>بے سرو تو بدیہہ بلبل رواں نبود</p>	<p>امسال رونق گل ترا پنہاں نبود</p>	<p>۳۳۱</p>

۷ عشق نے امسال بے رونق گل

گلزار بود۔ مجلسِ قولِ معنیایاں
 این کاروانِ گل پس سالی رسید یک
 دانسته ام کہ از توبہ بیستم شب فراق
 لعلِ بتاں جواہرِ غمِ بزمِ نثار کرد
 مرغِ ارچہ عشقِ نامہ خود خواند بامداد

بر قولِ صوفیایاں ہمہ خود بوداں نبود
 ماہی کہ در دستِ دریں کارواں نبود
 آن روز رُستخیر مرادِ رگماں نبود
 ورنہ مرا چنین صدفِ درفتاں نبود
 دستاںش را طراوتِ این داتاں نبود

۳۴۹

این طرزِ شیوہِ حسنِ ست ورنہ پیش ازین
 چندین شکرِ بعرصہ ہندوستاں نبود

۷

دوستاں در دم قوی شد مرہی حال کنید
 از طامتہائے تاں ہر روز دیوانہ ترم
 اے رفیقاں از کہ می پرید تا منزلِ کجاست
 گر میرم در فراقِ آن مہ محسّل نشین
 ہر خنہ کش زیر پا شد گرد می آرم بچشم
 پندگویاں ہر چہ گویندم ہمہ بے حال

دیدہ در خونِ غرق شد کوشنِ علاجِ دل کنید
 اے عجب دیوانہ را خواہید تا حال کنید
 ہر کجا معشوقِ عاشقِ راہماں منزل کنید
 گاہ مردنِ رونے این سکسوں سوئے محمل کنید
 تا جو میرم ہم ہاں گورے مرا کہ گل کنید
 بارے آن چشمے کہ من مینمیش حال کنید

۳۵۰

یارچوں این سو خراب از پے قتلِ حسن
 جان این مقولِ خاکِ راہِ آن قاتلِ کنید

۷

گر نیسے از سر زلف تو سر در ہم رسد
 زان دباں تنگِ ننگِ من شود ملکِ مراد

سر بسر دلبائے در ہم گشتہ را مر ہم رسد
 اگر سلیمان وارد دستِ من بدلیں خاتمِ رسد

از پری زادست او یا از ملاک یا زحر زخم زیر چشم او یارب چه شیریں آمدت چشم مست او بیک غم جگر بادل بدخت از غم غافل مباشید ار چه اندک گفته ام	بارے از نسل بنی آدم چوں اوئی کم رسد زاں بھی ترسم کہ دیگر چشم زخم ہم رسد تیر ترکاں کز سرستی رسد محکم رسد آتش اندک خیزد اما در ہمہ عالم رسد
---	--

۴

عالمے شاد و حسن را جائے شادی غم رسید
او چه غم دارد حسن را اگر چه صد چوں غم رسید

۳۵۱

اے دل ز صبائی پریں کز گل چه خبر دارد
فحیست دریں نامہ تا خود بکہ می آرد
ابر کرمست آن مہ تا بر کہ بھی بارد
گر جاں طلبد جاناں آن کسیت کسپارد
خاریت دروں دل کاں ریش ہی خارو
نعمتکہ رضوان آتشکدہ بندارد

این مژده کہ می گوید وین نامہ کہ می آرد
بینیست دریں قاصد از پیش کہ می آید
شمع نظرست آن خورتا بر کہ بھی تابد
طعنہ ز ندم بہر کس کو را چه پیری دل
گفتی چه رود چندیں خول از جگر ریشیت
بے دوست اگر عاشق فردا بہشت آید

۴

ماندست حسن و اشہ بر قاعدہ عشقتش
ور بگذرد از عالم آن قاعدہ بگذارو

۳۵۲

کز پائے بوس او سر ما بر سمار رسید
ماج چرا رویم چو کعبہ بار رسید
حیرانم این بہار گرم از کجا رسید

شب را چو صبح عید عزیزے بار رسید
گفتی رسید موسم حج این سخن بدار
بودہ ست همچو دیدہ ز گس دو چشم من

لہ زاہد سے کراست

از خار خار غصہ نہالم چو گل شکفت
دل در طرب درآمد و دوران غم گذشت
شمع ز لطف در دل تار یک بندہ تافت

ہند درو دل گلہ نکم چل دو بار سید
ابر کرم بر آمد و کشت رجا رہید
شاہے ز غیب بر سر وقت گذار سید

۳۵۳

نامش بگفتی اے حسن اینجاز ہے ادب
این نیک نامیست کہ از حق ترا رسید

۹

آن کہ حسنت چوں گلستاں آفرید
ناف چیں در چین زلفینت نہا
از رخ گل رنگ تو آب حیات
ماہ را در قیمت عرضہ داد
آفری بر صنم آن صانع کہ او
ماہ در دوران چو تو شاہے نزا
تا ہمی بخشی خلایق را حیات
در لب شیریں تو چندیں شکر

در لب ت صدناز خنداں آفرید
وز رخت خورشید تاباں آفرید
وز رخ گل بوئے تو جاں آفرید
باز بر ماہیت گلستاں آفرید
صورت زیبا بدینیاں آفرید
تا خدا بیس او خراباں آفرید
در لبانت آب حیوان آفرید
از برائے درو منداں آفرید

۳۵۴

چوں حسن را داد قدرت در سخن
زیں نکوتر شعر نتواں آفرید

۵

دل را کہ خون گرفت نگہ داشتن چہ سود
جانا چو سیل عشق تو دلہا خراب کرد

تخمے کزو برے زسد کا شستن چہ سود
مارا بنائے عشق بر افراشتن چہ سود

لے در بعض نسخ این شعر ہم بنظر رسیدہ۔ سلطان علائے دولت دہلی آنکہ در جہاں شاہے پچا او بخاندہ کا پادشاہ رسید۔
لے دل خون گرفتہ مازنگہ۔

چیزے کہ رفتنیست نگہداشتن چه سود اکنوں بشک و غبرش انباشتن چه سود	دل برتورفت گرچه نگہداشتم بے خون دلم بچاہ زرخ ریختی سخت
--	---

۵

از ناله حسن چه بدانکاری لے صنم
خود زخم کرده تو بدانکاشتتن چه سود

۳۵۵

زین آب دیدہ سرور و انرا خبر کنید
آن شہسوار سخت کمانرا خبر کنید
ان تنگ چشم و تنگ دہانرا خبر کنید
چول سر زپا در آمد جانرا خبر کنید

دل خون شدان خلاصہ جانرا خبر کنید
صبر از برم بخت چو آہو بصد گاہ
تنگ آمدست جان من از جور عشق او
جانست یارو این سر من خاک پای او

۶

جملہ جہاں بزہد حسن طعنہ می زوند
این ہم نماند جملہ جہاں را خبر کنید

۳۵۶

آن صبر کہ یکچند در و بود ندارد
گوئی سچ بنفشہ شکر آلود ندارد
بدر روز ابد طالع مسعود ندارد
کال تاج بجز سینہ محمود ندارد
آرے چکنم آتش من دود ندارد
زاں روز کہ افسوس کتی سود ندارد

سرگشتہ دلم راہ بمقصود ندارد
باغ از خط خوب لب شیرینیت نخل ماند
فاشقی کہ شبے سیر ندیدت چه توان کرد
برشت ایاز اختر مسعود دہد بول
کس را خبرے نیست ز سور جگر من
یک روز نخوردی غم بچارہ بندیش

گفتی کہ حسن می ندہد دل بتان میش

۳۵۷

مغزور ہی دار کہ موجود ندارد

۷

تا سایہ زلفینت یارِ مہتاباں شد
تنگ مدہ بود این دل زین دین نفاق آلود
تا بر دورخ چون گل از مشک زوی خالی
خود میں شدہ بد ز گس چون تو بچمن رفتی
جانا دہن تنگت اندر نظر سرم آمد
گفتی کہ چرا از دل چیزیت نشد حاصل

گوئی کہ گر کفرے ہمایہ ایماں شد
از زلف تو ز نارے بر بست مسلمان شد
آن حسن کہ وہی بودت امروز دو چندان شد
ہر چشم کہ بود اورا در روئے تو حیراں شد
طاری او دیدی دل بستہ نہاں شد
تو دیر باں کاں وہ دیرست کہ ویراں شد

۳۵۸

اں اے حسن از عالم سخن چہ کشتی چندیں
کز گفتم شیرینست ز رخ شکر ارزاں شد

۷

باز در جام زلف عشق آبیے اوفتاد
آفتاب آسا شبائے خواہش دس اوچ حسن
گویش دل سوئے ماہی دار گوید سنگ بست
چوں شود حال دل مسکین من دست عشق
عقل من افراسیابے بود اما در دست
چشمش از سوئے دلم دیداں نمود از مرد می

دنیایا دست با آفتابے اوفتاد
گرچہ با ماش اتفاق انفتابے اوفتاد
این خنیں معشوقہ حاضر جوابے اوفتاد
صعوبہ بیچارہ در جنگ عتابے اوفتاد
رستمے گوئی کہ بر افراسیابے اوفتاد
مستی غلطیدناگہ بر خرابے اوفتاد

۳۵۹

مر حسن را دل زلف یار در پیچید باز
گردن دیوانہ اندر طنا بے اوفتاد

۷

خوشی و حسرت می رفته دگر باز آید
اوبه از عمر عزیزست اگر باز آید
واضحی خواندش از دور دگر باز آید
باشش تا لشکری ما ز سفر باز آید
هست تو دامن آرسال دگر باز آید
عمر تازه شود و نور نصبر باز آید

آل سر از عهد برون برده اگر باز آید
گرچه شد در طلب وصل عزیزش همه عمر
با مداد آن که فلک سوره و الفجر نوشت
مه و سیاره بر این گنجت زهر سوسنکر
گل که از رشک خورش جامه در آن رفت ای سال
او عزیزست کز و مصری و کنعانی را

۹

حسن گم شده را ذوق لبش یاد میدید
گر آن طوطی مسکین بشکر باز آید

۳۶۰

گوهر جاں پیش لعل دستاں خواهم کشید
بمچو دیده دامن اندر خون کشتاں خواهم کشید
انچه دارم پیش یار مهرباں خواهم کشید
من سر خودی ز پائے مہاں خواهم کشید
کین مسافر را بمنزل گاہ جاں خواهم کشید
با وجود عشق او خطر بر جاں خواهم کشید
وہ ندانم چند جور این و اں خواهم کشید
شمع را باکے بدست خورباں خواهم کشید

امشب از یاقوت جاں قوت جاں خواهم کشید
بر طوق پیش کش حال دل صد پارہ را
من چندم خرم تمام عجز یافت نیاز
میزبانان پیش مہاں سیم و زر ہاں کشند
خانہ چشم مرا تا کے زنی اے دیدہ آب
از قرۃ نوک قلم کردہ سیاہی از دو چشم
مرغ روزش یاد داد و شمع را ز دم فاش کرد
مرغ را گرد سرش آزاو خواهم کرد یک

۶

گر مرا گر درہ خود کرد خواہد چون حسن
از زمین ناگاہ سر بر آسماں خواهم کشید

۳۶۱

تا کشیدی بنہرہ گل گل گریباں پارہ کرد حلقہ زلفش کہ در پائے دلم زنجیر شد جامہ نیلو فری پوشیدی و رفتی بیارغ سیب سیمین ز نخلدانت کہ از جاں خوشتر است طاعناں سنگ ملامتہ بر زنجامی زدند	غنا عشتق تا بدماں جامہ جاں پارہ کرد آینجاں زنجیراں تو ان سہواں پارہ کرد یامین بر زمین خورد تا بدماں پارہ کرد گر بدستم او نمد خورا جمہ بدماں پارہ کرد حسن یوسفیغ بست دست ایشان پارہ کرد
---	--

۳۶۲	نورانی میرا کھنڈا کھنڈا کھنڈا کھنڈا نابد و نہ خرقہ کرا جوہر خورما پارہ کرد	۴
-----	---	---

تا دو چشم تو مست و فغانند مے بہت خورد دست چشم تو شد گر بجائے سر اندر آسے تو بے دلاں رار عایتے کن از انک تو ہم اینجا باز تو غافل عارفاں گذرند از در تو	بہ شانیں سیرا منند گیہ انت چہ پریشانند جاں بگرد سر تو گردانند ار دے بے تو اند بے جانند نکیاں قدر کعبہ کے دانند بہلاں پائے بند بستانند
--	--

۳۶۳	لے حسن صوت بہلاں چہ خوش است گوینا گفتہ تو می خوانند	۹
-----	--	---

ساقیاں دہ کہ ابرے خاست از خاور سفید
سرور اسر سبہ شد صد برگ با چادر سفید

ابرچوں چشم زینجا بہر یوسف اشکبار
 ژاہلہا چوں دیدہ یعقوب پیغمبر سفید
 گرنہ حشرات این نگہ کن در بنفشہ و سمن
 چہیست دست این کہ بود و روی آل دیگر سفید
 بیدلرزاں از شمال اینک چو اصحاب الشمال
 یا سہیں مانند اصحاب ایمین دفتر سفید
 بادہ در جام بلوریں وہ سراگر میدہی
 نغز می آید شراب نعل راسا سفید
 راحت از اسد و گال کہ جو کہ کم یا بد کہے
 نامہ برانی سید جامہ بر آہنگ سفید
 تحمل آزاد گال می بستم از اجائے دہر
 کا قدسے در دست من و بند سرتاسر سفید
 شکوت غار را گفتم کہ این پردہ چہ بود
 گفت یہاں عزیز آمد کہ کردم در سفید



اے حسن اختیار را ہرگز نہ بینی طبع راست
 راستیست این زانرا ہرگز نہ دیدی پی سفید



دل زمین بر دی چناں گوئی نبود
 زان طرف ہرگز رضا جوئی نبود

اے کہ ہرگز از تو د بچوئی نبود
 من ہمہ سالہ ہوا خواہ توام

ایں بدیہائے توتا کے یا مگر دوشش گرچہ داد و شنا مہ بے	نیکو از اس رسم نیکوئی نبود کار من غیر از دعا گوئی نبود
---	---

۵

ہیہدہ می رنجد از جورت حسن
کیں طسریق خاص او گوئی نبود

۳۶۵

ہنہال عیش کا نذر باری آمدنی آید سیسے کزد یار یاری آمدنی آید سلام گل کہ از بگزارنی آمدنی آید اگرچہ پیش ازین بیاری آمدنی آید	تم چون شاخ گل ہر باری آمدنی آید صبا سے کزد درد لدار جنبہ سے نمی جنبہ نشاط سے زہ منخوارہ ہی دیدم نمی بینم عتاب دوست کا نیک مایہ دل را میدہدیں
---	---

۵

حسن را هیچ کارے نیست با یاران کسمت
کہ آں یارے کہ اورا کاری آمدنی آید

۳۶۶

یار از مارت و یادے رسم نکرد چشم او در جادوئی شاگرد کیست شکر مژگان او قلبم شکست صبر من بنگر کہ چون رفت از برم	زلف دل بندش کشادے رسم نکرد کانچہ او کرد او ستادے رسم نکرد اشک خونیں ایستادے رسم نکرد وقت رفتن خیر بادے رسم نکرد
---	--

۵

نامہ ازوے چون طسبع داری حسن
کت بعمرے خویش یادے رسم نکرد

۳۶۷

لہ شکر مژگان نش صفا جاں درید

<p>جز بگر ایسچ نخوردند جگر خوارے چند نشدی رنجہ پیر سیدن پیلے چند تو مرا گشته تنده گیرد جو من بایے چند طرف مرغان کہ فتادند بگلزارے چند</p>	<p>انظر باز گرفتی ز گرفتارے چند دل با خسته چشم تو شد و تو ہمہ عمر چند ازیں غمزہ زناں بر سر کو آیدنت صفت نعمت دیدار ترا نشنیدند</p>	
<p>۵</p>	<p>گر حسن را نظری بر غلط افتاد بہ بخش چشم بر عفو تو دارند گنہگارے چند</p>	<p>۳۶۸</p>
<p>گردل بسبرو کہ باز دارد صد شیوہ جہاں گداز دارد کین رشتہ سر دراز دارد کنجشک ہوائے باز دارد</p>	<p>پارے کہ طسریق ناز دارد آں شوخ برائے کشتن ما در زلف بتان پیچ اے دل جاناں دل من بجان بست</p>	
	<p>بشنو کہ بوقت تو حسن باز خوش گفتمہ دنواز دارد</p>	
<p>۴</p>	<p>روایت (۱)</p>	<p>۳۶۹</p>
<p>خانہ روشن شد از جمال قمر چوں میسر شد اتصال قمر ایسم بارے از زوال قمر</p>	<p>خضای حسن بر کمال قمر یافت تقویم عمر من ترتیبے شمس را از زوال شد گوشو</p>	

چہ خبر خنہ را ز حال قمر
ہست مہود خود وبال قمر
شب تارک در خیال قمر

چشم ز گس بخواب جوید نور
چوں کندوز وبال ننندیشد
سالہا بودہ ام بیاد رخس

۵

از قمر نور یافت کار حسن
خہ خہ اے حسن بر کمال شہر

۳۶۰

گل پر وہ درید یاد می دار
آن وقت رسید یاد می دار
چوں صبح دید یاد می دار
آن گنت و شنید یاد می دار

نوروز رسید یاد می دار
گفتی بتو وقت گل رسم باز
من با تو رسیدہ ام دے دوش
من می گفتم تو می شنیدی

۶

قربان کردی دل حسن را
اے غیرت عید یاد می دار

۳۶۱

چشم روشن کرد مارا صبح وار
دوست طالع شد بانک انتظار
حال شہر نگش فریب روزگار
کوثر اندر دست طوبے در کنار
دست دیگر گیسوے مشکین یار
محتسب را سرگراں بود از خار

بخت میں کامروز وقت صبح یار
کام حاصل شد بیک رحمت و جئے
خط سبز اوستوح آسماں
آن چہ مجلس بود یارب چوں مشیت
من بدستے ساغرے داشتم
بیچ کس دُنبالہ مستان نکرد

<p>۵</p>	<p>زر ذخیرہ ماند و سیم از ہر کے از حسن اوصاف خواب یادگار</p>	<p>۳۶۲</p>
<p>اجتماع غصہ بعد از افتراق یکدگر ہیں دو چشم با جہاد از اشتیاق یکدگر داستانی باز خوانی از فراق یکدگر خوب باشد کار با اتفاق یکدگر</p>	<p>ماہ من دیدی چہ دیدم از فراق یکدگر اشتیاق ما یکدگر دو چندان شد کہ کے ہوتا ہر وصال یکدگر با ہم دست خیزد خون سن بر زون بر آنم تنفق</p>	
<p>۷</p>	<p>اے صنم خوش خوش غم خود خوردہ چوں حسن خوش فقا دست این دو معنی بر مذاق یکدگر</p>	<p>۳۶۳</p>
<p>لالہ بے آلودہ نرس بخاراند تشنہ بجمال او دریا بکناراند تفتا کہ ستارہ است میں نامد بشماراند خوش وقت کہ خون ریزد کافر بشکاراند در گرد شکار ستاں چوں بغباراند کز شرم ببت غنچہ نہاست بخاراند</p>	<p>دی تازہ رُخ دیدم چوں زں بہاراند چوں آب ہی آمد من دگر بباراند گفتہ کہ شبے اے مہ بشاراند چشم چو یکے شبے کشتت خوشم آند آں روے جہاں افروز از دور ہی دیدم جانا چو باغ آنی پیدا شودت آخر</p>	
<p>۷</p>	<p>گر خواست حسن بوئے زان روئے چو گل شکفت بہر بہر گشت بلبل بہاراند</p>	<p>۳۶۴</p>
<p>ساغر پر کن اے غلام بہار</p>	<p>صبح طالع شد و در آمدیا</p>	

اے خون وقت خوشی ریز

خطا عن سر کجا کہ گرفتست
زیں سپید و سیاہ چہ سود مرا
نیست همچوں قرابہ جسموعہ
بشکن این شیشہائے کاغذ پوش
بازیں داروئے خموشی نیست

دل من از کتا بہت اشعار
در قدح زیر غسل گوہر یار
قلم و کاغذ از میساں بردار
بوریا پوش شیشہ پیش آر
دفع دردے کہ دیدم از گفتار

۳۶۵

گر حسن را دریں حدیثی هست

بادہ وہ ال حدیث باد انکار

۵

نے فلک با من موافق طبع می آید نہ یار
بر زمانہ دل نہم با یار سازم چارہ حسیت
من چہ دہنتم کہ زلف یار پابندم شود
یار رفت و شد جوانی در پیش یکبارگی

نے دل من با من مسکین ہی آید نہ یار
نے زمانہ بر من بیچارہ بخشاید نہ یار
ویں گرہ یکبارگی نہ بخت بخشاید نہ یار
اے دریغانے جوانی بازی آید نہ یار

۳۶۶

صبر فرمایند یاراں ہم صلاحیت و لے
نے حسن این پند ہارا کار فرماید نہ یار

۷

مکن بر عاشقان زار خود زور
بروں با فلاس داریم و دروں
بتشریف شفا میدارد
اگر میریم بر یاد تو میریم

سیلماں را چہ فخر از کشتن مور
نہ زر مارا دریں تدبیر نہ زور
جہلے از لباس عاقبت عور
پشیمانی نشاید برد در گور

<p>کہ چشم ترک دارد غارت غور چہ داند نورمہ را مردم کور</p>	<p>فغان از طرہ ہندوت مارا چہ پرسی حد عشق از مفتی عمل</p>	
<p>۵</p>	<p>دل مسکین حسن دریائے دروست محاسنت این کہ از دریا شود شور</p>	<p>۳۶۶</p>
<p>روے تمام ہچو مہ بلکہ ز مہ تمام تر مے ہمہ جا حرام شد بے لب حرام تر وعدہ جو خویہ نیت خونے ز وعدہ خام تر چشم منست ہر سحر تابنہ از شام تر</p>	<p>اے زبتان سر و قد تو خوش خرام تر نوش مباد اگر خورم بے لب شکر نیت دوکش کہ وعدہ کردہ اں بر ہچو سیم خود نا تورواں چو چشمہ از نظرم برستہ</p>	
<p>۶</p>	<p>اے بختی کہ می کشی ملک تو گشتہ ملک دل من چو حسن غلام تو بلا ازو غلام تر</p>	<p>۳۶۸</p>
<p>روے دگر باشد وبتاں دگر سخت دگر باشد و سنداں دگر پختہ دگر باشد و بریاں دگر غمزہ دگر باشد و پیکاں دگر شخنہ دگر باشد و سلطان دگر عشق دگر باشد و فرماں دگر</p>	<p>نیست چو رونے تو گلستاں دگر باز چہ سختت دل کافرت از لطف عشقت جگر مہ پختہ شد غمزہ خوں خوار تو خونم بر بخت عشق تو بر عرصہ دل شخنہ شد گفتی اگر عاشق مائے بمیر</p>	
	<p>چشم حسن میں دراو موج خون</p>	

۳۷۹

موج دگر باشد و طوفان دگر

۵

چشم شوخت از جہاں خوں خواہ تر
دامنے اربیب گل صد پارہ تر
مردمان را چشم زین نظارہ تر
صبرم از دل دل ز صبر آزاد تر

اے ز شوخاں جہاں عیارہ تر
غنجہ دار از دست جہاں می درم
مردم چشم زگریہ غرق آب
حال صبر و دل چہ می پرسی چہ شد

۳۸۰

گفتیم چونست بیچارہ حسن
ز آنچه ویدی ہست زان بیچارہ تر

۵

نہ جگر کباب شد دل ز جگر کباب تر
چشم ز آب داغ شد ز چشم تر بہ تر
چند چو زلالہ ازیم پیرہ بگونہ ناست تر
خانہ من نہ ویدہ از دل من خراب تر

اے ز عقیق نیکیاں لعل بہت خوشاب تر
رست بشکل زگم روز و شب از خم ہوا
بہ چو گل تری تر ز اسل پر زور
چند بلسز گویم تا نہی بجای دل

۳۸۱

بر سر گنج وصل تو دست حسن بجا رسد
اے ز وجود کیمیا وصل تو دیر یاب تر

۶

بر لعل تو کخم زد و ویدہ نشاد در
چہ تو ز یاد از صدف روزگار در
ہر شب اگر چہ موج زند صد ہزار در

اے پیشین لعل تو کو تو کوش مسار در
رانگہ ہنسید بکفر فلک کزیدہ شد
دریائے اسمان مد بہ چوں تو یک گہر

در تنگ شکرین چه کند اے نگار در
اگر حاجت افتد ز پے گوشوار در
ہرگز نہ دیدہ اند چہیں آبدار در

گر نہ مفرح دل دیوزد منست
وہ گریہ ام جو شہد چشمے نگاہ کن
وہ در اشک من نظرے کن کہ در جہاں

۷

در خدمت تو شکر کنم ہر درے کہ ہست
دارم ز نظر ہائے حسن بے شمار در

۳۸۲

جانے تدبیر نماندست چه سازم تدبیر
بر من این کار بیک بار چہیں تنگ گیر
کہ یہ انگشتریش مہر کند دست ویر
چند دیوانہ مسلسل شدہ در یک زنجیر
جاہا خور وہ ام اندست و ہا ہا
جاں براوشا ندور و کس یہ نگار و شیر

دیدہ بروے تو جیراں شد دل بڑ تو اسیر
بوسہ خواستم انگشت گرفتی بدماں
خط خوب تو بکنوب سلاطین ماند
زلف خود با ہمہ دلبائے پریشاں بنگر
دیر بازست مراستی عشق اندر سر
صید کرتیر تو بر سینہ خورد عاشق و آ

۷

بر حسن طعنہ مزین کو نتواند برداشت
نظر از روئے کسے کش نتواں یافت نظیر

۳۸۳

مگر آن ترک مرا خواست ہواست پییر
انچہ خود کردہ ام آن را نتوانم تدبیر
سوئے من تا بدنا گوش چہیں زد تیر
شیر را پنجہ میسر نشود باقتدیر

با خوش بوسے ہی آید و گروے چو پییر
دل با دادہ ام او قصد بجانم کردست
اے بسا صید کہ بنگند بیک گوشہ چشم
من گیاہ ہو کس روے چو آہو چکنم

لہ ادر کہ چہ جانے تدبیر
کہ من چہ مرد ہوس چشم چو آہوے توام (از نسخہ کتب خانہ سلار خانگی)
من گیاہ ہوس چشم چو آہو دارم (از نسخہ کتب خانہ سلار خانگی)

میر خویاں دل بخشیدہ زمن بازخواہ	اے کہ گفتی دل تنگ تو تو بخشیدم
میر خویاں دل بخشیدہ زمن بازخواہ	میر خویاں دل بخشیدہ زمن بازخواہ

۶

پیر شد بندہ حسن گرچه ز عالم برود
زود عشق چو تو سر و رواں از دل پیر

۳۸۴

خیزم بوسم پائے او ہم نسبت سیاں این قدر بیہات تھنہ چوں برم در پیش جان این قدر صد ملک را منت بود بر دید جان این قدر واشد کہ تو اں یافتن از بہشت ستاں این قدر اشکم گذشت از بحر ہم کے بود طوفاں این قدر وہ گر مسلمان کنہ آں نامسلمان این قدر	گفتم مراد تے بدہ نامد زجاناں این قدر گویند جانرا تھنہ برجاناں اگر پیش آیت گر پادیں دیدہ بہد عالم بدست غم و بد روحی کہ یا بد روح من از یک نسیم کوئے او ناچرخ بر شد آہ من کے بود صرصر اینچنین ور کافرستان غم جاں میدہد ہر دشمنے
---	--

۶

وقتیکے از طالبان کردیں دیف ازین طلب
من نظم کردم چوں حسن بر حکم فرماں این قدر

۳۸۵

بے خوب بچوں نرگسمنیے ازوبے خواب تے یکبارگی قلب شد چشمش از و قلاب تے آں غمزہ خونیز میں صد بار از و قصاب تے زاں سچائی پرسی چه شد ہر شبے بتیا تے چوں بنرہ سیراب میں از بنرہ ہم سیراب تے	تا دیدہ ام خسار او از برگ گل سیراب تے وارد دے گردنہ زانست اندر وعدہ گرچہ فلک در قصد من ہر روز قصابی کند ناگاہ ماہ چارودہ دیدال رخ تاباں او رنگ تیراں ناز میں واں سرور سستیں
--	---

<p>ایک دن شد سرد من گئے چو رنگ سبزہ پیش اما چو گل بگذاشته دامن بخون نابتے</p>		
<p>۷</p>	<p>از بہر وصل او حسن وجہ زرے داری ولے شد وصل او چوں کیمیا از کیمیا نایاب تر</p>	<p>۳۸۶</p>
<p>پیش آن رُوسے چو خورشید پلا لے کم گیر جاں بر بیان تو ازہ مست سفا لے کم گیر گر بہ شتم نبود چسند نہا لے کم گیر ہمہ مصنوع فنا دست خیالے کم گیر با چیاں آتش تر آتس زلا لے کم گیر آخرے جاں شدے ہست کفایے کم گیر</p>	<p>گر وجودم ز غمت رفت خیالے کم گیر با رخ فرخ تو دل بجاں نتواں بست و لم از دیدن سرو قد او باغ شد دست خواستم وصف میان تو کنم لیاکں لب تو یافتہ ام چشمہ حیواں چہ کنم رخصتے وہ کہ بدنیاں بکنم خال لبست</p>	
<p>۷</p>	<p>حسن ارکوفتہ ماندست ز چو گانت چو گے تو قوی حال بیاں کوفتہ حالے کم گیر</p>	<p>۳۸۷</p>
<p>بے تو بودن از ہمہ دشوار ہ دشوار تر زار بودم گشتم از روز وفات زار تر تو شوی ہر روز از روز دگر بیزار تر بخت کز خار غیلاست نامہوار تر طرہ داری ازاں ظالم پریشاں کار تر در ہوائے لعل تو ہر بار گو ہر بار تر</p>	<p>اے مرا حال از غمت از ہر چہ دانی زار تر من خود از آزار چرخ و جور انجم ساہبا ہر شبے زاری کنم در حسرت پیوند تو کے رساں از گلستان وصال تو گلے گیسوئے تو کرد کار من پریشاں ذانک ابریشاں را ہی بینم پریشاں خاکستر</p>	

۳۸۸

اے شد چشم حسن از عشق لغت غرق چو پایا
پشم او خونبار تر یا لعل تو خوں خوار تر

۷

عمر بخت و زلفت صورت یار از نظر
غم صبوری کم است عشق بتاں بیشتر
شعلہ زناں میچہد آتش عشق از جگر
مرغ حرف گسست تا بطلوع سحر
باد بکنعان رسید داوڑیوسف خبر
عاشق و معشوق را تفرقہ از یکدگر

پیر شدیم و نشد شور جوانی ز سر
می نگریم از دروں حاصل خود بشیش و کم
سوج زناں خون دل گرچه فروزد رُخم
شب ہمہ شب باغبان کردہ در باغ غل
پیک پیود از مصر گر زسد گو مر س
گر مستغرق شوند ہر دو جہاں کے شود

۳۸۹

گرچہ بدست جفا خصم کشیدست تیغ
پائے بروں نہ حسن دوست شاوہ پیر

۹

رہ تدبیر گم کردم سپہ تدبیر
رعیت را بیاید ساخت با میر
کہ دایہ آل میم دادست با شیر
ملک چون صورتش میگرد تصویر
کماں پیدا کشد پنهان نہ تدبیر
رخش را کعبہ دان و زلف زنجیر
بیا مطرب ہماں آہنگ بر گیر

بقید عشق صیدم کرد تدبیر
دل و دین بندہ دلبر شد آسے
گر باجاں رود مستی عشقش
عجب دارم اگر عاشق نہی شد
ز بے تر کے کہ از خہمائے ابرو
شہیدی قصہ زنجیر و کعبہ
مراد و شہینہ صوت آہنگ حال

۷

<p>بگوش مدعی کے جائے گیر میرا منے کہ بہت، مدد فراہم</p>		
<p>۴</p>	<p>حسن راطعہ در عشق جو اناں مزن کو اندریں خوانا بہ شندیر</p>	<p>۳۹</p>
<p>زدوست دور توں شے وے پیدل دور یکے بہشت درون و برون او پر حور چہ چارہ چوں کہ قندیائے پیل بر سر حور وے بر اہل محبت محنتت حضور درون ایست مرا ہم بیاد تو معمور مرا امید وصال تو داشتت صبور</p>	<p>مپرس کنے فرقت چسگونہ مخمور کجاست حضرت ہستی و خوب رویاش چہ جیلہ چوں کہ رسد زخم عشق بزرگ جال اگرچہ غیبیے افناد بر طبع مجاز اگرچہ کردہ از حسد و دل خراہیا ہزار بار بھی مردم از عراق و لیک</p>	
<p>۵</p>	<p>میان ما تو آئینہ شہت سخت حسن چو اختلاط و افق میان دیدہ و نور</p>	<p>۳۹۱</p>
<p>چشم رعنائے تو از زکس زار عنایت خود بگو تا چہ صفت باشد ایرہ با لایت روے ازین جو بتبر و قامت ازین زیبا تر دل چو دوزخ شدہ سوزاں مژدہ چوں کیا تر بلدایں بار زہر بار دگر سسپیدایت دوشش رسوا بدم امروز اناں رسواتر</p>	<p>لے ریح خوب تو از عارض گل زیبا تر طوبی از غیرت بالائے تو پہاں مانند خوب زیبا بتواں یافت وے نتواں یافت طرفہ حالیت مرا روز شب اندر غم تو شب بکویے تو شدم نعرہ زناں دریا و آ حال دوشینہ شوریدہ نامی پرسی</p>	

۳۹۲

دل مسکین حسن از عشق تو ناپیدا شد
صبر از آن غمزدہ دل شد ناپیدا تر

۵

شکلے عجبے داری رفتار عجبتر
صفت عجبے می کشتی از مورچہ گویم
پاراں لب خوانخور عجب خیر کشتے بود
این خشم زخوے خوش تو بس عجب افتاد

بغات عجب از لعل تو گفتار عجبتر
ربستہ کندے دگرا از مار عجبتر
امسال عجب بنمیش از پار عجبتر
آمنخست زیاقوت شکر بار عجبتر

۳۹۳

بے بسیج گنہ کشتن ہمچوں حسنے را
از چرخ عجب دارم و از یار عجبتر

۶

اے ہیشتمے مجلس مارا تو فور
اے پری روے بنی آدم فریب
حور روح مطلق آمد چوں ملک
در وجود من چو می باشی تو سر
بم بر نیکنے تو خواہم داشت چشم
آنچہ بر من میرود در غیبتت

حور از رشک تو دایم در قصو
نے فرشتہ این صفت دارو نہ حد
تو میان این و آل خیر الامور
در سرم چوں دیدہ در دیدہ چو نور
گرچہ چوں چشم بدایم از تو دور
گر خدا خواهد بگویم در حضور

۳۹۴

وصل تو جوید حسن ہذا محال
کے رسد ملک سلیمانی بمور

۵

اے خال ہند و پیکرت از ترک غارتنا کتر
 نامد ز بہت دوستاں گمے تڑکے ز تو چہ الا کتر
 در کشتن بیچارگاں بے باک می بیسخت لبت
 وال چشم اندک شرم تو بپار زان میبا کتر
 می گفت امشب بلبلم یارب کہ داند در جہاں
 من از تو اندہ گیس ترم یا تو ز من غمتنا کتر
 گفتی کہ از ہر چشمہ آلودہ دامان دل
 واللہ کزین تہمت منم از آب دریا پاکتر

۵

باشد کہ روزے یا شبے طوفے کنی سوئے حسن
 تا در بہت خاکے شود از خاک غیر خاکتر

۳۹۵

ذہن من روئے تو ہر دو چو ماہ منیر
 قد تو و قول من راست بود ہچو تیر
 موئے تو و روز من ہر دو جو شب گشت تیر
 وصل تو و کام من ایچ چو امید پیر

خال تو و حال من ہر دو سیہ ہچو قیر
 قدم و ابرویت ہچو کماں کز بود
 فرق تو و جسم من ہر دو چو ماہ نوست
 قہر تو و صبر من تلخ چو زہر آمدست

۷

دلطف تو عشق من ہچو نسج جاں فرا
 حسن تو اشعر حسن ہر دو روان دلپذیر

۳۹۶

بندہ روئے تو ام تانہ کنی رائے دگر

مشواز جائے کہ از تو نشدم جائے دگر

<p>اہلِ فردوس چہ محتج تمنائے دگر نیست در شہر بخار عشق تو غوغائے دگر چشمِ داریم کہ بر دیدہ نہی پائے دگر سود حاصل نتواں کرد بسودائے دگر بہ از انم کہ بہ ہر چیز شوم جائے دگر</p>	<p>ہر کہ رویت نگر دے نگر و سبزہ و گل نیست در سینہ بجز درد تو اندوہ کے گر تو یک پائے بدیں سینہ نہی ہم بامید روز بازار سر گیسوئے تو تا باقیست باتو صد سال اگر باشم چیزے نشوم</p>	
<p>۷</p>	<p>گر تو صد بار بجاک انگنی امید حسن خاک بروے کہ کند جز تو تمنائے دگر</p>	<p>۳۹۷</p>
<p>بگفت دشمنان از دوستان دور چہ باشد بے طیبے حال بجز قیامت کے تو انم کرد مستور بچشم خانہ کن نوٹر علیٰ نوہ تو مستی و جہانے از تو مخمور بگنج باغباہینہاں شود حور</p>	<p>مشوایے چشم مردم راز تو فور مر گفتی کہ بے من جیت حالت مر با تو قیامت عشقے افتاد الائے چشم جاں را روشنائی پیا کردور حسن خویش امروز اگر پیدا شوی در قصر فردوس</p>	
<p>۹</p>	<p>نکردی سیچ وقتے از حسن یاد سیلہاں را کجا یاد آید از مور</p>	<p>۳۹۸</p>
<p>کہ بگست این دل دیوانہ زنجیر کہ بنوازا میں شکارے را بیک تیر</p>	<p>الائے سارباں محسن فرو گیر بگواں ترک ترکش بند مارا</p>	

بگو بر ما چنین رفتت تفتدیر
اگر در مرگ خواهد بود تقصیر
تو اں دانست و نتواں کرد تعبیر
فرا ہم از کہ خواهد گشت از میر
برائے خود نیارم کرد تفسیر
تو گوئی دایہ خونم داد باشیر

چو جانان میرود جان ہم بروگو
با و بخشید خواہم زندگانی
لب او بوسہ داوم دوش در خواب
شکست آن میر خوباں عرصہ دل
مرا از شان آن آیت بگویند
بجز خوں خوردنم دیگر غذا نیست

۵

حسن دنبال آن سرورواں رو
ویکن در جوانی کے رسیدیر

۳۹۹

رولیف (ز)

از جہاں قبول کرد و کرد از تو احترام
ہر سو کہ قبلہ یافتم آنسو کنم نماز
ز بخیر بیان زلف تو اش آورند باز
کس دزد را نداد چنین رشتہ دراز

جانم ہر آں بلا کہ ز عشق آمدش فراز
گفتی کہ سجدہ میکنی آن روئے را عجب
دل از درت گر خجیہ ہر سو کہ میرود
دیرست تا بغارت دلہاست زلف تو

۶

بارے بگویم این غنیمت دل پیش ز گشت
با آنکہ نزد دست نشاید کشاد راز

۴۰۰

سر فدائے پائے تو چندین چمی یانی ہنوز

از پے دیرے رسیدی دیری آئی ہنوز

<p>جان مسکین برب آمد توئی آئی ہنوز دارم از بوئے خوشت امید بیانی ہنوز یا من دیوانہ را باقیست رسوائی ہنوز عالمے گشتی و در معنی ہما نجائی ہنوز عیش این بیچارہ شیریں کن کہ حلوائی ہنوز</p>	<p>مدتے در انتظار تقدیرت بودست جاں یوسف من گر چه چشم گشت بے رویت سفید پسند بے زنجیر زلف خود پریشاں داریم نے ترا از جلد عالم در دل من چاہے بود نغمہ ہجر تو خلق عشقم را تلخ کرد</p>	
<p>۶</p>	<p>دل شدہ از دست جاں پاد در کابست عجب در چنین حالت حسن را صبر نہ سہائی ہنوز</p>	<p>۴۰۱</p>
<p>مست خواہم شدن ہم اول روز ساقیم صورت جہاں افروز یار ہم مہربانست ہم کہیں تو ز برو اسے خواجہ بندگی آموز خار از پا بکش دہن بردوز نیز فرماں ہی رسد کہ مسوز</p>	<p>مے دوشینہ در سرست ہنوز من چه گویم جہاں معنی را اے کہ مغرور میسروی ز نہاں نیست این راہ راہ رعنا یاں جستجویش بگفت گو نشود بر سر آتشم نہد چو سپند</p>	
<p>۵</p>	<p>اے حسن بہر خود بروں دادی مے دوشینہ در سرست ہنوز</p>	<p>۴۰۲</p>
<p>ہزار حسن در و صد ہزار چنداں ناز کشید نیست زدیدہ جنا واز جاں ناز</p>	<p>کجا ستہ بچو تو اندر دو چشم فتاں ناز اگر ز ناز جہاں کند چہ شاید کرد</p>	

رسید لاله ولیکن کجاست یا اں لطف چہ ظلمہا ست در اں زلف کافرش یاز	شگفت ز کس ولیکن کجاست یا اں ناز مزید کردہ بر اں چشم نامساں ناز
--	---

۷

حسن ز ناز بتاں سر سبز کز عاشق
ہمہ نیاز توقع بود ز جاناں ناز

۴۰۳

عمر فانی شدہ را بوئے بقا یا ہم باز
یار آں دولت آں روز کجا یا ہم باز
گرچہ تو یوسف غائب شدہ را یا ہم باز
از رقیبان تو تشریف جہا یا ہم باز
صبح رویت بنامتا کہ صفا یا ہم باز
سم دعائے بکنم کال بدعا یا ہم باز

گر من دل شدہ یکبار ترا یا ہم باز
دولت آں بود کہ یک روز گذشتہ بر من
دیدہ روشن شودم بار در چوں یعقوب
طمع خلعت خاص تو ندارم اے کاش
چوں شب تیرہ خود عیش مکر دام
روز و شب قبلہ من بہر دعا روشن بود

۷

چوں حسن در غم تو دل بندے بندم
کہ آنچه گم کردہ ام از فضل خدا یا ہم باز

۴۰۴

سبزہ با آب آشناست منوز
شاخ با برگ بانواست منوز
غنچہ در بنداں قباست منوز
مرغ را میں کہ در دعاست منوز
اندک اندک شمارااست منوز

خہ کہ گل ہمد صباست منوز
از وہاں گل و لب لبیل
خارا ز گل قبائے رنگین دوخت
غنچہ از چشم خویش فارغ شد
لعل ساغہ طلب کہ در سحاب

کاب را مہرہ در ہواست ہنوز	باغ را خانہ گیر گر بتواں	
۷	حسن از صورت خزاں بگذر دور معنی بہار راست ہنوز	۴۰۵
خورشید و شش کشادہ دم بامداد باز کورئی دشمنان خبر دوست داد باز ہر دل کہ تنگ بود چو غنچہ کشاد باز عہدے گذشت و میکنداں روزیاد باز این اتفاق مردمیش چوں فاد باز بکشاد قفل آن بکلیبہ مراد باز	امروز آسماں چو در دل کشاد باز آیندہ رسید رونندہ تر از صبا الحق صباروئے کہ دشمن از مبارکی یارم کہ بست با من روزے حساب عہد برخاستہ است باز خلافت ز مردماں الحمد شد از غم رضے بود در ضمیر	
۷	در باغ خرمی شدہ قبل صفت حسن سودا بساں داغ بگوشہ نہاد باز	۴۰۶
غم فزون گشت کہ غمخوار نمی آید باز بر کہ بندیم کہ دلدار نمی آید باز وہ کہ جاں میرود و یار نمی آید باز چہ فادست کہ این بار نمی آید باز چہست اسال کہ چوں پار نمی آید باز صبر بیہودہ من کار نمی آید باز	دل ز جارفت کہ دلدار نمی آید باز دل ز ہجرانش ہی باز کند بند از بند یعلم اللہ کہ مرا یار چو جاں بود عزیز چوں برفتے بہ منش باز گزار افادے یار ہر چند سفر کرد چو گل باز آمد پری از من بشد کنوں من دیوانگی	

لہ یک روز عہد نیست فراموش کردہ بود۔

۷

شب من تیرہ ترا از روز حسن شد زیرا
ماہ من سپیچ بیدار نمی آید باز

۳۰۶

دردا کہ من از راحت جاں دور شدم باز
جاں رفت و کزاں جان و جہاں دور شدم باز
آں سرورواں گشت ہی نالم از یرا
چوں کلبیل از اں سرورواں دور شدم باز
پیوستہ با بروش نظر داشتہ ام راست
وہ وہ کہ چوتیرے ز کساں دور شدم باز
چوں شام و شفق یک بدگر آمدہ نزدیک
ہم صبح صفت جامہ دراں دور شدم باز
با او چو دولب یک نفسے داشتہ ام وصل
گوئی سبب زخم زباں دور شدم باز
پروانہ آں شمع بدم دوش ہمہ شب
امروز چہ آمد کہ از اں دور شدم باز

۸

در روئے کسے باز نکر دم بجان چشم
تا چوں حسن از روئے فلاں دور شدم باز

۳۰۸

کہ ترکیہ باش کہ ختم است کہ ناز

منم امروز عشق ترک طنناز

ہزارش ہمچنین بادش یک انداز
 شنیدم محتسب گومی شکن ساز
 ہی سوزد میسر نیستش کار
 نشاید بود صرعی رارسن باز
 تو کار خود بکام خود بپرداز
 ترا گرما بہ خوش میدارد آواز

ہزار از ما بیند از دیک تیر
 من از ہر رگ نوائے زخمہ او
 بسا کس کو چو شمع از عشق ان لب
 کمن اے دل بزلت او تعلق
 چہ خواہی اے حکیم از من دریں کار
 بہ پندارے کہ داری زہد مفروش

۶

حسن را گفتی از فردا میندیش
 تو از انجام ترسی او از آغاز

۲۰۹

اے پیوستہ بود ابروے تو با ما کز
 وعدہ چشم تو چون زلف تو سرتا پاکز
 الف قد تو از قد الف راست است
 ابرویت راست چو دوزلف تو دو طغرا کز
 اے قد خوب تو چون دین مسلماناں راست
 طرہ کافر تو ہر سچو خط تر سا کز
 دل چو برگشت ز من من ہم ازو برگشتم
 تیغ کز رانتواں ساخت نیام الا کز
 بنشین یار منی حکم گر انما یہ نکلن
 کعبتین کہ نشست است بخت ما کز

۷

در رہ عشق چو رخ راست رواندم
 اے حسن تا تو چو فرزین زانجا کز

۲۱۰

نامہ بنام تو تو اں کرد باز
 ہم تو ازاں وہم ازیں بے نیاز
 بوکہ نمازی شودم یک نماز
 از خود وہم از دو جہاں احتراز
 مرحلہ بس دور رہے بس دراز
 زانکہ کریمی و شکستہ نواز

اے ملک منعم مفلس نواز
 از تو پدید ارشدہ عرش و فرش
 قطرہ از ابر عنایت بریز
 آن خودم کن نفسے تا کنم
 رحمت خود رہبر ما کن کہ
 باکرم تو بدل ما نشکند

۷

بندہ حسن را کہ امیدش بہت
 کار تو سازی کہ تویی کار ساز

۲۱۱

دل بقصد بیدلاں داری ہسنوز
 زاریم ہیں چند آزاری ہسنوز
 کار ما برہم زدی و میسزند
 ترک چشمت تیغ قہاری ہسنوز
 کردی اشک عاشقان شکر فام
 ناکشیدہ خط زنگاری ہسنوز
 بر طرف نہستی دوشینہ را

جام دیگر کش کہ ہشیاری ہسنوز
 اے چو بادہ در کشدی خون من
 ہم ازاں مے در قح داری ہسنوز
 شہرے از انعام عامت تازہ شد
 از غریباں یاد می ناری ہسنوز

۴

از وفا در دست گشته حسن
 تو نگہ گشته از جفا کاری ہسنوز

۴۱۲

ترک باشندہ اینچنین خونریز
 یایکے پردہ فر آویز
 ہر کرا پائے ہست گو بگریز
 من مجنوں خوشم براہ جھیز
 دیدہ بردوز زیں بلا انگیز
 سرچو فر باد در سہم شبیز

باز پیگان غم سزہ کردی تیز
 یا بر آویز بسملہ عالم را
 عشق تو بر کشید دست ستم
 تا چو لیلے شدی تو ماہ عرب
 اے دل ار چشم می زنی ز بلا
 ترک شیریں سوار کو کہ کشم

۴

حسن آمینختت با دردش
 زاں سخنہائے اوست درو آمیز

۴۱۳

بیاساتی اسباب شادی بساز
 بیاراں جسگر پرور دلنواز

چو گل را میترشد اسباب ناز
 جسگر خوردن جام از حد گزشت

<p>درمیکده چوں درتوبه باز حریفان ملولند قصت دراز بت اندر دلم چوں گزارم نماز نگویند با مست دیوانه راز</p>	<p>بخلوت نشینان خبرده که مست بے مهر برنه لجم را از انک امام محسد گله می کند نگویم عنم سینه بادل بے</p>	
<p>۷</p>	<p>نیازے که در عشق دارد حسن که داند بجز حضرت بے نیاز</p>	<p>۲۱۴</p>
<p>ردیف (س)</p>		
<p>منقصود دلم از گل و گلزار تویی بس خوے کز رخ خوب تو چکد ما، شمس آن طاق سببانی و ایوان مقننس بیمار شفا خواهد و نه بستر طلسم تا کور کنم دیده اندوه بدان خس چوں تیر که از شست جہد رو نکند پس</p>	<p>اے چہرہ گل رنگ تو گلزار ہمہ کس خط گرد عذار تو شبے گیر مہتر کنجے طلسم با تو پری رو چہ کنم من درویش ترا جوید نے جنت فردوس ساقی خس ازاں جام بروں آرومین وہ در خانہ پنجاہ مرا عمر چیاں رفت</p>	
<p>۹</p>	<p>از پائے در آمد حسن دست که گیرد جز فضل خداوند تعالی و تقدس</p>	<p>۲۱۵</p>
<p>نامہ با یاد تو ام یاد کس</p>	<p>اے ہمہ شب یاد تو ام ہم نفس</p>	

رفتگی و از سینه زفت این ہوس مرغ ہوایت چہ کند این نفس قافلہ سالار بجنباں جرس پائے نمی آریں ازیں باز پس با تو آریں در نتواں زد نفس اے تو ز فریاد بہ فریاد رس اصل ہمہ نظم نظامت بس	خو استمت کرد دریں سینه جائے جال در تو یافت کم تن گرفت گم شدہ من ماندہ ام از کارواں تا بجفا دست بر آوردہ یک نفسے ماندہ ز ما طرفہ انک از تو بغیرے چہ شکایت کنم پیش تو ہر نفسے کہ خواہم خطا ست
---	---

۷

گفتیم از من بگذر ای حسن
چوں گذرد از شکرستان گس

۲۱۶

خواہم کہ بوسم پائے تو چند آنکہ یا بم دست رس
اے صبح دولت بکدے بادوستان شوہم نفس
باز آ و بنشین بکیزمان تا بسنگرد نظر ارگی
جہشید ہم خوان گدا یسمرغ مہمان گس
از ما جو برگیری قدم گرد و وجود ما عدم
ما ذرہ و تو آفتاب اے تو ہمہ ما ہیج کس
اے خسرو خواباں براں عیشے بشیرینی کہ من
رفتہم چو فرہاد از جہاں دست تھی سر پر ہوس
از طرف گوئی کہ گے عین بلا شد چشم من

۷۰ بنشین برما بکیزمان تا بسنگرد نظر ارگی

اے من غلام طرف تو درویش را یک حرف بس
 گہ صومعہ سازیم جاگہ مست را بوسیم پا
 فریاد ما را ہم زما مارا زما فریاد رس

۶

فریاد بیچارہ حسن مست از جدائی درت
 ست عنایت برکشنا بشکن بریں بلبل قفس

۳۱۶

کہ بقائے ندم مہلت دہ روزہ یکس
 ورنہ خواہد شدن از دست نگہدار نفس
 تشنہ مگذر کہ رواں میگذرد آب اس
 نرسد روز سپس نیز بفریاد تو کس
 چون شتر باں شدہ خرسند باواجر رس

مشولے خواجہ ازیں پیش گرفتار ہوس
 فرصت امروز کہ داری نفسے دریا پیش
 توشہ بردار کہ بر باد یہ خواہی رفتن
 گر تو امروز بفریاد ضعیفے ترسی
 کارواں می گذرد بیک و تو بر سرِ راہ

۶

گوش کن پنہ حسن تا کہ زیانے نہ کنی
 انگبیس را بچھے تو مگر از کار گس

۳۱۸

مے اندر وے چو یاقوت اندر الماس
 کہ حیرانیم ما چون دانہ در اس
 چہ بر خود می نہی بیہودہ پرنہا کس
 سہ نیمہ خشت یک پر کالہ کر پاس
 نہ دیو ایں جا گذر دارد نہ وسواس

خوش آں شیشہ کزو می سازد ش کاس
 بیادورے بگرداں آسپاوار
 فلک بنگر خدنگ فتنہ درشت
 مے اندر وہ کہ ما خود میہہ نام
 حریم قدسیاں شد مجلس ما

لے نام رودخانہ ایست کہ از کنار طغلیس و ماہن آرد با نیجان و از آن میگذرد۔ مؤلف

۳۱۹

جہاں دیدی حسن بگزار و بگذر
چہ داری خانہ صد رخنہ را پاس

۷

رویت (ش)

کجائی آخرے ماہ قصب پوش
مشوغترہ چنیں بر خوبی خود
چو در گفتن نباید حد حسنت
گرم مدہوشش از وصل تو ہوش دار
چو خریدی ہنسنا دیدہ مارا
خطت برب چوزنگی دایہ میں

مہ نوغزہ ات را حلقہ در گوش
خطت فتنہ است وانگہ بر بنا گوش
ازیں گفتن بیاید بود خاموش
کہ ہوش اندر فراق ت ماندہ مدہوش
کنوں نا کردہ جرے باز مفروش
گرفتہ شیر خوارے را در آغوش

۳۲۰

حسن دل یادگارت داو و خود رفت
مکن آن رفتہ را از دل فراموش

۸

بیا ساقی طسریق ناز را باش
چو یک ذرہ دریں نہ شیشہ چرخ
ہوا ہائے نوارا مرغ مجلس
اشارت کرد چشم نے سوئے چنگ
بیک می ساخت نے با چنگ حسنت

چو دور عشرتست آغاز باش
صفائی نیست سنگ انداز باش
چکاوک ساختیں پرواز باش
کہ این پیر جواں آواز را باش
نواز شہائے آن دساز باش

<p>چو شمع چند سوزی کا زرا باشش زہے پردہ در آخرا زرا باشش</p>	<p>بیاسے وعدہ کردہ لب بریں لب بر آوردی مرا از آب و گل من</p>	
<p>۴</p>	<p>ندیدم گاہ یک گشتی حسن را سخن از صد برفت ایجا زرا باشش</p>	<p>۲۲۱</p>
<p>کہ ہیچ بر من خاکی نی فتد نظر کشش دریں سہ روز کہ دورم ز روی چون کشش سہ روز شد کہ نمی یابم از کسے خبر کشش مرا نباشد سو گند جز بجان و سر کشش مگر زویدہ من تا دروں دل بنفر کشش خدائے بادنگہ دار از ہمہ خطر کشش</p>	<p>کجاست آنکہ مرا سرمہ بود خاک درش ضعیف و زار شد ستم چو ماہ سی روزہ مگر ز غصہ من کشش داو بود کسے گرش بجان و سرم قصد با بود و نشہ چہ علم باشد کشش از زحمت سفر کہ نبود مرا اگر سفرے افتاد یا خطے</p>	
<p>۴</p>	<p>حسن کہ بود ز روی بتاں دلش داغی کنوں ز آتش دل داغهاست بر جگرش</p>	<p>۲۲۲</p>
<p>دست ازاں معشوقہ زیبا مکش اگرچہ او سرمی کشد تو پاکمش گفت سرمہ در چہ سودا مکش گفت ہے ہے پائے تا اینجا مکش داغ دیگر بر دل رسوا مکش</p>	<p>اے دل از عشق جیباں پاکمش پائے در آمد فند کوش خوش است گفتش سرمی نہ سہم بر خط تو خواستم زلفش کشیدن تا کمر اے طامت گوچہ رسوائیت این</p>	

۴ ندیدم کیسے گشتی حسن را و سخن از صد میر ایجا زرا باشش

صحت در گوش مہجوراں گو تو تیا در چشم نابینا مکش

۷

چشم گریان حسن میں دم فرن
روز باراں رخت در صحر اکمش

۲۲۳

دل کز غمت محروم شد حالے جسگرخوں کردمش
چشم از جالت دور ماند از خانہ بیسوں کردمش
اشکے کہ می آمد بروں چوں در دندان تو خوش
ہیچوں درون عاشقاں یکبارگی خوں کردمش
عشقت رسید و ملک و دل گرفت شاہنشاہ شد
عقلم فضولی می نمود از شعل یکسوں کردمش
بختم کہ اختر داشتے از خاک تیرہ تیرہ تر
از خاک بوس در گہت طالع ہمایوں کردمش
شب لا بہا کردم بے پاکیسوے شہرنگ او
واں مار زخمے تازہ زد ہر بار کافسوں کردمش
گفتم طبیب عشق را ہاں جان بیمارم چہ شد
گفتا پیش دیدہ بدی درد سرا فزوں کردمش

۷

دوش از دہان قایلے در گوشم آمد نام او
سن از غزلبہائے حسن پر در مکنوں کردمش

۲۲۴

<p>آنکہ بے او بے خبر بودم خبری یا بمش گر ضلالت نام نہی این اثری یا بمش اللہ اللہ من بصد خون جگری یا بمش امشب آں گیسو شب قدرست درمی یا بمش لاجرم این بار بر آبِ دگری یا بمش صبح برمی آید از گل تازہ ترمی یا بمش</p>	<p>یوسف کز خانہ غایب بود درمی یا بمش اے ملامت گر نسیم دوست جانم تازہ کرد کم مکن ببتل اے فلک آں یک جگر گوشہ گیسوش از تار خود میداشت وزم تیرہ تر چشمہ خضرش دہن لطف اندر او جوئے بہشت خارخار عشق او خواہم کہ از جاں برغم</p>
--	---

۷

اے حسن بر چشمست یار عاشق شد دولت
زود دریا بمش کہ در عین خطر می یا بمش

۲۲۵

یہ از صد جاں شیریں ست لعل شکر آلودش
چو دل شیریں برد از ما ملامت کے گند سودش
گرفتم انک من فرمان دل بردم بدل دادن
گنہ کردم ولے این بے گنہ کشتن کہ فرمودش
دل از چشمش امانے خواست آں کا فرناد اورا
زر لعلش ہم فغانا کرو آں بہت و نینخشودش
نکو دانکہ مقصودم جز از ولے نیست یک سات
بمقصودم نمی خواهد ندانم چیست مقصودش
خوش است آں روے چون آتش بہ عالم از اوروش
ولے ترسم کہ آب از چشمہا بیروں زند دودش

لہ گنہ کردم بگنہ این گنہ کردن کہ فرمودش

دل یک شہر در ضبط مثال حسن او یابی
خصوصاً کہ خطِ جان بخش طغرایے برافزودش

۷

حسن بے یار و بے دل آنچنان شد کونہی داند
کہ روزے دلتانے بود یا وقتے دے بودش

۴۲۶

زیار نوش لب کردم متوج نوش
ہمہ درگوش گویند ہم در آغوش
کہ ہوش از حیرت او بودہ بیہوش
کمان ابرواں آوردہ تا گوش
بلا آموز خطے بر بنا گوش
شہ افلاک را گسترده سر پوش

تعالی اللہ چہ دولت داشتہم دوش
فسون دوستی افسانہ اناز
چہ گویم آں جمال بے بدل را
کنند گیسواں افگند تا پائے
فریب آمیز خالے بر زخداں
بساط حسن افگندہ در آفاق

۸

معنبر کردہ دوش از زلف مشکیں
حسن امروز کے دریابی آں دوش

۴۲۷

وز بہدم و ہمنشیں فراموش
شد دست در آستیں فراموش
حقا کہ کند نگیں فراموش
شد سبیل و یاسمیں فراموش
با خاطر ناز میں فراموش

اے بے تو مرا ز دیں فراموش
اگفتہم ز غمت فرو درم حبیب
اگر لعل تو بنگر و سلیمان
بازلف و رخت جہا نیانزا
گویم سخنے اگر نگرود

یاد آر کہ ہرگز مکر دی یکساں گی اینچیں فراموش

۷

در حضرت حسن تو حسن را
دل گم شدہ عقل و دین فراموش

۲۲۸

زمن بیزار شد گوہچناں باش
خرد بیکار شد گوہچناں باش
ز سر بیمار شد گوہچناں باش
بساطِ خار شد گوہچناں باش
خلل بسیار شد گوہچناں باش
در شمار شد گوہچناں باش

دل از غم زار شد گوہچناں باش
در آمد عشق و دست حکم بختاد
ولے کاندک و لیسل صحتش بود
مقارے کز ریاحیں فرش گل بود
بنائے زهد و بنیاد ورع را
ہماں خانہ کہ دیر طاعتی بود

۷

بغشتم طعن می کردہ خلقے
حسن ہم یار شد گوہچناں باش

۲۲۹

جانے تو ازاں عالم ارواح با بخش
مہرے بغریباں کن تہرے بگدا بخش
بر عادت دیرینہ ہماں نقد جفا بخش
وانگاہ براں کج کل و حسبت قبا بخش
اے بخت ہراں خواب کی داری تو مرا بخش
اے عقل تو دم در کش و مارا بجا بخش

جانا ز سر زلف نیسے بصبا بخش
بختائے رُخ فرخ و فرج دہن تنگ
تشریف و فواز تو طمع می توان داشت
می گفت مرا عشق کہ جاں را کمرے بند
ناگاہ شبے خفتم و دیدم مس خود را
این عشق کیے واقعہ بود حسد الی

نہ روے سکہ جاں را بہ کمر بند

	<p>اے دوست یکے درد حسن را نظر کن زاں ز گس نوخیز بہ بیمار دوا بخشش</p>	
<p>چوں صبا در ہر سپن می جستمش من ہاں سوئے مین می جستمش کاش ہم در پیرہن می جستمش اگر درون خوشتن می جستمش</p>	<p>اینک آں سروے کہ من می جستمش این سہیل اندر دیار مہند بود بلکہ با من بود آں یوسف مدام منت بیرونیاں حاجت نبود</p>	
	<p>خود حسن می گفت کو خواہ رسید من بدای فال حسن می بخشش</p>	
<p>تشنگان ہجر را رحم آور و مانے بخشش عید وقت کشتگان را شیر خزانے بخشش روزہ داراں را ز خون عید حلوانے بخشش با ہمہ مستیزبانے قہر کن جائے بخشش پردہ از رخ بزمین ما را تماشاے بخشش این طبرزدہ بہم چون من شکر خائے بخشش</p>	<p>روز عید ست از لب یاقوت حلوانے بخشش چوں ترا ہم در ازل خرمائے شیر آلودہ ست اے ہلال برو بخ داری چو عید آراستہ خسرو خواباں شدی تیمار مسکیناں بدار چشم ز گس غنچہ لب چوں سبزہ زائے گردو گل حیف باشد کاں چنناں یہا نہی برہر لبے</p>	
	<p>دروبانے ہجر تو در ماندہ ام همچوں حسن آخر از لعل لب یاقوت حمرائے بخشش</p>	

لہ چشم ز گس شکل ہچوں سبزہ داری گردو گل

<p>زلفت کہ بادِ برخِ رختاں رساندش دل پیش داروازِ سرِ زلفت شبے دراز عاشق امید بر خطِ سبز تو داشتست دیوانہ کہ بر پر موریش دست نیست بستم باہِ خود دلِ خاکی خویش را بر دستِ دلِ دہم پس ازین قصہ حسن</p>	<p>اے بود کہ بر مہ تاباں رساندش آں طاقت از کجا کہ بہ پایاں رساندش تا آں خضرِ بچپنہ حیواں رساندش یکبوسہ ات مہرِ سلیمان رساندش ہم آہ من بگنبد گرداں رساندش باشد بارگاہِ آغشاں رساندش</p>
--	---

۵

اعظم معزز دولت دین آنکہ روزگار
ہر آرزو کہ او طلبد آں رساندش

۲۳۳

چہ اندازی سوئے دشمنِ بسانِ تیرم از ترکش
کجاں دار از پئے قرباں بسوئے خویشم اندرکش
مرا گویند ترکش کن کہ آں دلدار بدکیش است
چکو نہ ترک جاں گیرم نیگیر و دلم ترکش
بلائے عشقت لے دلبر بہ لائے محنتم افگند
چو من در لائے ہجرانم ز لائے محنتم برکش
خطت را گر خطا گفتم کہ مشک نافہ چینیست
غلط گفتم خطا کر دم خطے گرد خطا و ترکش

۷

حسن گر عشق میوزری چہ اسر میکشی بائے
ولائے عشق جانان را از بامِ عرش برترکش

۲۳۴

رولیف (ط)

تا نقطہ نیست دائرہ را نیست دور خط
 آل حرف ذات تست تو در خود مشو غلط
 ذات تو بود تا بدم آخر و وسط
 وارثوں چو دیو گشت و شد این محب سخط
 جہدے نمائے تاکہ شناور شوی چو لبط
 زیرا کہ تاب ماہ نمی آورد شمشط

اے درمیان دائرہ مانند نقطہ
 حرفے کہ ستر ہر دو جہاں مندج دروست
 اول جواہرے کہ زانوار شد پدید
 ہر کس کہ ماند بے خبر از ذات خوشیتن
 در بحر معرفت کہ محیٹے است پر زور
 در نیستی سمندر ازیں نار کن حذر



خاموش یک زمان منشیں اے حسن تویج
 میکن بیان جوہر انساں بدس نمط



رولیف (ع)

جاں بد و اولی تر اے جاں الوداع
 گل سفر کرد اے گلستاں الوداع
 الوداع اے پیر کنعاں الوداع
 دیو بر بود اے سلیمان الوداع
 اے قرینان دبتاں الوداع
 اے سخن گویان گیہاں الوداع

دل ز ما برداشت جانان الوداع
 یا سمن رفت اے سمن زار الفراق
 کاروان مصر یوسف را ببرد
 خاتمے کا قبائل بروے ختم بود
 خط عمر از لوح جانم شستہ شد
 مہر خاموشی بریں لب مے بہند

<p>۵</p>	<p>دوستاں رفتند و ما پا در رکاب اے حسن دستے بدہاں الوداع</p>	<p>۲۳۶</p>
<p>دیدہ شد عاقبتم در سر ایام و دواع پنخشد دست مگر جرعه از جام و دواع بشکنند کام بنا کام بہنگام و دواع آخر الامر ہمینست سر انجام و دواع</p>	<p>دوش خوں ریختم از دیدہ بہنگام و دواع آنکہ صد شور و شغب میکند از سختی مرگ ہر کہ در کام کند شکرے از عیش و نشاط چوں بر فتم بوداعت دل دین با تو رفت</p>	
<p>۶</p>	<p>از و دواع تو حسن نامزد موج بلاست وہ چہ بودے کہ نبودے بجہاں نام و دواع</p>	<p>۲۳۷</p>
<h2>ردیف (غ)</h2>		
<p>ماہ را از غیرتت برسیند داغ زلف تو بروے دزدے با چراغ سبزہ رستت گروا گرد باغ غنیچہ ہر بادے کہ دارد در دماغ از تکلفہاے مشاطہ فراغ</p>	<p>اے تو اندر دیدہ چوں شب چراغ چشم تو در غمزہ تر کے با خدنگ خط سبزت را چکویم گویا پیش روے چوں گلت بیوں کند حسن مادر زاد تو دادہ ترا</p>	
<p>۷</p>	<p>خال تو حال حسن راتیرہ کرد بر چہاں بسیل نشاید جور زاغ</p>	<p>۲۳۸</p>

ردیف (ق)

سرفشت ہم نمیرود از سر خار عشق یارب ازیں بتر نشود روزگار عشق خوں بود شیر خورد غم اندر کنار عشق بامن بس است اندوه و غم یادگار عشق اشتر دے کہ اذ کشیدست بار عشق آے ہمیں شکوفہ دید نو بہار عشق	کارم بہ جاں رسید ہمینست کار عشق بد کرد روزگار مرا عشق نیکو اوں مادر بزاو و دایہ شقم پسر و رید اے گور کن سسرخ ترک ساز گور من ناید فرو بمنزل مقصود محامشش اشکے چولالہ دارم و روئے چوزرد گل
---	---

۵

تا کے ہو س کنی گل و گلزار اے حسن
خارے طلب کہ رہ کندت خار خار عشق

۴۳۹

ردیف (ک)

از گل تازہ تازہ تر ز آب روان ترک غنیچہ صفت جوان تر بلکہ از جوان ترک جیب باد و اشده چشم زے چنان ترک کوری آں قریب یک نظری نہان ترک	دوش در آمد از درم آمدن نہان ترک شکل قدش چو سرو نوزدک خشن چو برگ گل زلف سیاہ پاکشاں روئے سفید عرق خے گفتمش اے نگار من گر سخن نمی کنی
---	--

۷

گفت بخندہ اے حسن کے بر تو کشیدے
گر نہ بدے سوئے تو ام خاطر کے کشان ترک

۴۴۰

رویت (ک)

ازد بانٹ چہ چشم دارم رنگ گرچہ تنگیت لیکن اندر وے وہ کہ میدال فسراخ یافتہ پیش رویت کہ زہرہ را ماند کار عشاق بے توارش تو عاشقان تو زخمہا خورده	کہ دہانت چو چشمت آمد تنگ از شکر تنگ دیدہ ام بر تنگ رخش را چا بکانہ برکش تنگ ماند میزراں نیکواں بے سنگ کج بماندست است بچوں جنگ ہم بسوئے تو میکنند اینگ
---	--

۹

حسن آنجا رسید نتوانست
راہ بس دور بود و مرکب رنگ

۲۲۱

می یک رنگ خواہ چند درنگ صبح رنگے ز حقہ نیرنگ باد خوش بونے و بادہ خوش رنگ دل چہ داری چو چشم ترکان رنگ ناے مطرب بساز کرد آہنگ ننگرد بسیچ در تواج چنگ بگریاں چنگ در زدہ چنگ بروہ از طسبع در و نوتشاں رنگ	صبح چون می ز ندوم نیرنگ خورم صبح رنگ بہ کہ کشید وقت صحبت خوش بوداں وقت ساقیا عیش زنگیانہ بساز خیزد آہنگ بزم کن اینک باد اندر بروت وارد نامے چنگی از بہر دام مجلس را دست کہ در دور خویش آئینہ است
--	---

۴۴۲

ہر زمانے حسن زکشتی بزم
بجے اندر کشیدہ ہچو ہنگ

۵

رولیف (ل)

نہجے از عنبر تر مر ترا خال
میان ہر دو زلفت نسرق دیدم
لبت رایارب آل کبند چہ زیست
مرآل خال مادر زاد تو کشت

خط مشکیں زیادت کردہ با خال
ندیدم فرقی از خط سہر تو تا خال
چناں کاں سوے گندم گون را خال
چیں ہا مادرت فرمود یا خال

۴۴۳

حسن چون خال شد از تو سیہ پوش
مدار از روئے خوب خود جدا خال

۵

خط تو ز عنبر خطیت بر گل
جز بر دل من نیست بار بجزت
بس طرفہ طریقت عشق بازی
سیار نوشته ام حدیث خوباں

اے خادم خط تو گشتہ سنبل
بنگر کہ چہ حد باشد ایں تامل
تا چند تو اں زیست بر تحمل
شتم ہمہ جزو ہا کنوں گل

۴۴۴

باری چو رود نظم رات فکر
در مدح شہنشاہ گنم تامل

۷

اے کہ از بس نہ بہادی دام گل این نہ خط خواہم کہ بر طرف چین آستین از روی زیبا دور کن گفت و گویم از ہوائے تست باز ذوق لعلت از کیے وہ شد بے عارضت صفت سمن خواہد درید	تازہ می دارد رخ تو نام گل موتے در ہو بافتستی دام گل جامہ حاجت نیست برات دام گل مرغ ہنگامہ کند ہنگام گل عے گوارا تر بود ایام گل ز ال بچوب اندر کشند اعلام گل
---	--

۷

عاشق گلگون رخت چوں شد حسن
اینک اینک گونہ زر فام گل

۲۲۵

از دست فراق تو بجاں دل
بر بندہ چہ میکنی گراں دل
از دیدہ ہی وہ سہم رواں دل
گمراہ شد اندراں سیاں دل
کز زلف تو ساخت خانماں دل
از زلف خوش تو موکشاں دل

اے دادہ بتو ہم جہاں دل
گرفت دلت زنگ خارا
دل می طلبی و گر چہ خوں شد
یک روز میاں بزلف بستی
بنگر چہ خوش آمداں سوادش
گردست رسد تو اغم آورد

۷

بشنو حسن حدیث دردش
اے یار تدیم مہرباں دل

۲۲۶

در سینہا خیزی و در دیدہ قبول

اے در کمال حسن تو حیراں شدہ عقول

اے بخت آن کسے کہ تو بوی کنی نزول
 ہر گہ کہ باد شہ بدیارے کند و خول
 تو چو سپھر سر کش و مرچوں زمین حمل
 ماکشتہ بہ کہ طبع لطیف ت شود لول
 گر نام من طسوم کنی یا لقب جہول

بر جہیہ تو آیت رحمت نوشتہ اند
 عشقت خراب کرد دلہ پھنیں بود
 ز من شکایت آید و نز تو فرو تنی
 مارا غم تو کشت و گفتیم قصہ باز
 بار امانت تو ز سر کے ہم فرد

۷

گر بشوی حدیث حسن ورنہ ماتمام
 گفتیم و جز بلاغ نباشد علی الرسول

۲۲۷

کہ زیر ہر شکن شہریت مقتول
 بشتن کے شود آئینہ مصقول
 نشد شہد از لب نوشینت مفسول
 ولے معنی اواز تست منقول
 بہ جزا نشاید بست معقول
 باستغفار نتوال بود مشغول

چنیں یکبارہ مشکیں زلف مفسول
 زگر چشم من تیرہ شد آرے
 ز چندیں خول کہ کردی نوشین چون شہد
 کند صد صفت اندر بیت خود نخل
 زخت ہم آتش آمد ہم گلستان
 دراں خلوت کہ محراب ہم تو باشی

۷

حسن را قابل اسرار خواندی
 ہمیشہ متابل تو باد مستبول

۲۲۸

از دور تو دور باد آفت بین الکمال
 عید بنا گوش تست گوش ابرو ہلال

اے رُخ چو ماہ تو دادہ جہاں را جمال
 عید نکردیم ما پرودہ ز رُخ بر فلک

چشم جہاں روئے تست مردک دیدہ حال
 روئے تو خواہم ز گل اینک حسن سوال
 دوستی تو بست مملکت بے زوال
 کردہ وصالت حرام خون جہاںیہ صلال

روئے چہ پوشی از انک بے تو جہاں پیچ
 کوئے تو جویم نہ باغ اینک نعم البدل
 گفتیم اے دوست رو مصلحتے پیش گیر
 مفتی عشق تو باز این چہ روایت کند

۷

گر تو بدانی کہ چسپیت عاقبت عاشقاں
 حال حسن میں نخست بگزر از این حسب حال

۲۴۹

وداع عزیزاں رسانیدن دل
 یکے عہد ناستہ بستند محمل
 زہے سوز مہلک زہے دور مشکل
 ہمیں بود از وجہ امید وصل
 گہے دست بردل گہے پائے در گل
 چواں قبلہ من برفت از مقابل

بر اینم با کارواں یک دو منزل
 شبے عیش ناراندہ رانند جملہ
 زہے دور ناخوش زہے نجات کسرش
 ہمیں بود از رفتد ایام باقی
 منم ز آتش سینہ و آب دیدہ
 میترشد یک سجود و داعی

۹

حسن چند سیارہ اشک رانی
 نہ مہ را طریقت منزل بمنزل

۲۵۰

ملاختے تمامے لطافتے بجمال
 بجائے نقطہ در ان جہم جائے یافتہ حال
 شدہ ضعیف گرفتار شہمتہ قتال

زہے طراوت حسن زہے مزید جمال
 زہے شک دائرہ جسم کرد صفحہ سیم
 اسیر غمغزہ شوخ تو شد دل تنگم

دل منست بچو گانت خوئے کردہ چو گوئے
 غلو مکن بہلا کم کہ ذوق می ندہد
 بیاریک قح اے نور چشم شافاں
 ستارہ باری چشم چو دید گفست حکیم
 مرا ہی نخر و بیچ کس بیازارے

ریدہ ہر ہر فرش کو بگشتہ حال بحال
 چون نکارے و چون تو سوار در دنبال
 ولے چو چشم من از خون دیدہ مالال
 کہ حکم طالع باران مقررست امسال
 غلام را ہرے نہ چہ عیب بردال

۲۵۱

زنا بہائے حسن خوں گریست ہر کہ شنید
 چگونہ حکم کنم زخم خوردہ را کہ منال

۷

شامل تو لطیفست صورتت مستبول
 اگر تسبول نیفتد ترا ارادت من
 چونامہ تو بخواندم ہزار بوسہ زدم
 ز زندگانی من بے تو حسرت جیرند
 وجود تو کیے آیت است از رحمت
 امید آنکہ شود با حصول دیدارت

مباد جز تو مراد دل بدیگرے مشغول
 ز نجم از تو کہ ہم قابلی وہم مقبول
 ہزار بوسہ دیگر بست پائے رسول
 کہ بے وسیلہ جاں نیست زیتن معقول
 امید کایں طرفش باشد اتفاق نزول
 مراد ہر دمہ جاں حال و غرض محمول

۲۵۲

زدست عشق چناں عاجزست عقل حسن
 کہ پیش شمشیر حبار عال معزول

۷

این منم کز تو سلامے بمن آورد رسول
 نامہ آورد رسول تو من از شادی

مازہ تر کرد ہوائے من امید وصول
 کہ سزنامہ ہی بوسم و گہ پائے رسول

گر جوابے ننویم کرمت بسیارست من خود از شوق تو پچیدہ سرم چوں نامہ روئے خود ساختہ ام صفحہ بجائے کاغذ قلم از نوک مژہ کر وہ سیاہی از چشم	فضل کن ہر چیز ترا در نظر آید ز فضول تن نالان چو قلم از کشش عشق ملول عذر قرطاس بود نزد کریمیاں مقبول ہر شب شرح غمت را بجا بت مشغول
--	--

۹

گفتیم حال حسن چیت اقبال غمت
کار بر حسب مرادست غرضہا محصول

۲۵۳

بارہا گفتیم بخواہم گفت وصف آں جمال
نے خیال است این نیاید حسن او اندر خیال
ماہ خوبانست و در ہر خانہ کو منزل کند
ہیچ اندیشہ نباشد با چنان سر از وبال
ہر اگر یک روز ہر خود بنام او زند
کس نہ بیند بیش ملک نیمروزش راز وال
عاشقاں را ضربت معشوق در کار آورد
گوئے را بر زخم چو گاہ ہی بینیم حال
ایں چہ پیدا دست کا ندر مجلس ما میرود
دل مغنی دزد دو طنسبور یا بد گوشمال
سیلے اندر قافلہ بس تند می راند شتر
کاروانے در جل حیران و مجنون در جمال

اے صبا بختا نقاب از صفحہ رویش یکے
 قال ما فرخندہ کن زان آیت فرخندہ قال
 از فراق او غمے برسیند دارم، سچو کوہ
 کوہ ہسم نتواند این غم را نمودن احتمال

۷

اے حسن دست تو در فترت اک وصلش کے رسد
 این طرف فقر قوی آں سو غنائے با کمال

۲۵۲

وی گذر کردم بہ صحرائے گل
 بیل آساشد دلم اندر سر و سودائے گل
 بلبلاں دیدم بر آوردہ فنناں با یک دگر
 از سرستی و بیہوشی دراں صحرائے گل
 نالہ چوں بسیل بر آوردم کہ بود اندر دلم
 یاد روئے یار چوں دیدم رخ زیبائے گل
 ہچو گل در غنچہ رو از من نہاں کرد آں نگار
 ورنہ بارویش کجا بودے مرا پروائے گل
 ہر کہ خواہد کو بہ بیند چہرہ زیبائے یار
 گو بیا کنوں و سنگر چہرہ زیبائے گل
 گر نہ گل در جست جوئے روئے یارم آمدست
 پس چرا رفتست چندیں خار اندر پائے گل

لے چہرہ و سیائے

۶

اے حسن چہ جائے گلزارست چوں بلبل بناں
زانکہ باغ آراستت از روئے شہر لے گل

۲۵۵

رولیف (م)

یروں زد خواب ماخیمہ ز عالم
تو از شادی نمی خسی من از غم
چو صبح اینک شمرده میزنم دم
پری پیدا شدہ از نسل آدم
کہ یک روزش ہی بینم فراہم
فدایت این جہان انجہاں ہم

مرا کا مشب توی ہمزاد و ہدم
تو نے می نوشی و من در خمارت
ز عشق آل زنج چوں آفتابت
چگونہ آدمی حیسراں نماںد
چہ زلفت این چو شام تیرہ من
کجانی اے بہشت این جہانی

۶

حسن از آتانت ماندہ محروم
نشد سگ در حریم کعبہ محرم

۲۵۶

در بجاں حکم کنی از سرجاں بر خیزم
گر نہ سوداے تو باشد ز دکان بر خیزم
گر تو دستے بدی از دو جہاں بر خیزم
تو بیا تا ہم ازیں وہم از اں بر خیزم
سر تو بنگرم از دور و رواں بر خیزم
نیم بانگے شنوم قصص کنناں بر خیزم

چہیت مطلوب تو تا از سراں بر خیزم
اندریں رستہ دکا نیست مرا از طاعت
یک جہاں طعنہ ز ندیم کہ نشینی بیکار
بے تو از دنیا و عقبے چو نخیز چیزے
سوئے گور من اگر بگذری اے سرور
اگر از مزمرہ عشق تو در نغزہ صور

۱۰ یروں زون خواب کو خیر ز عالم

۲۵۷

درد سے از درد بنہ بر سر من بندہ حسن
تا ازین زہد فروشی زباں بر خیسزم

۵

صورتِ جاں فرات می بینم
از خوشی غید خوانمت شاید
تآنہ بینی ندانیم خرسند
نظر از چشم او بدوز دلا

جان خود خاک پات می بینم
اکہ بے روز بات می بینم
اگرچہ چندیں جفات می بینم
اکہ بعین بلات می بینم

۲۵۸

نشیدی حسن نصیحت من
چہ کنم بہتلاست می بینم

۷

سرگرداں کہ خاک پائے تو ام
تا تو چوں آسماں شدی سرکش
تا تو سلطان آرزو بخشی
چند بیگانگی کنی آخر
گر نہ رأیت بود نیارم زسیت
گرا جابت کنی دعائے کسے

عہد شکن کہ در وفائے تو ام
من زمین وار خاک پائے تو ام
من بصد آرزو گدائے تو ام
می شناسی کہ آشنائے تو ام
من کہ خود زندہ ام برائے تو ام
من شب روز در دعائے تو ام

۲۵۹

از درت دور نیستم چو حسن
چہ تو اں کرد بہتلاست تو ام

۷

دل خوں شد ندانم با کہ گویم
چہ دل کزدل بجانم با کہ گویم

<p>نہ در کوش رہ وئے بردش بار مرزا اشکال وصلش می برسند سخن در وصف زلفش خواہم گفت کمر گاہش صفت می خواہم کرد حدیث آں دہاں خود بیچ حالے</p>	<p>چہیں بے خانماہم با کہ گویم من این مشکل ندانم با کہ گویم گرہ شد بر ز بانم با کہ گویم غلط رفت از میانم با کہ گویم بگنج در دہا نام با کہ گویم</p>	
<p>۲۶۰</p>	<p>حسن را چاره خواہم ساختن می گفت من بیچارہ آنم با کہ گویم</p>	<p>۷</p>
<p>اے مرغ بنال تا بنا لیم از دوستی ہوا تو نالی تو بہر وصال گل زنی پر میدان فراق را شدہ گوئے تو یافتہ جمال محبوب تو ساختہ ہزار دستاں</p>	<p>از اختر خویش درو با لیم ماہم ہوائے دوست نا لیم ما دیر پر فراق با لیم انگاہ میرس در چہ حالیم ما گم شدگان آں جا لیم ما سوختگان ہنسوز لا لیم</p>	
<p>۲۶۱</p>	<p>ما و حسن و نوا و نالہ اے مرغ بنال تا بنا لیم</p>	<p>۷</p>
<p>بیا کہ تا تو برفتی ز خویشتن رفتم تو بچو یوسفی در مصر حسن خود باقی</p>	<p>مرا با مدت شاد کن کہ من رفتم کہ من ز بیت الاخران خویشتن رفتم</p>	

لب تو باز زباں بند کرده بود مرا
 رخت اگر چه گلے بود از چین به بود
 چو لاله و گل خنداں نهاد عشقم خار
 مرانہ چون سخن خود رواں ہی کردی

و وعید یافت ہاں ہر بدن رفتم
 من ارچہ بلبل بوجہم زین چین رفتم
 کہ سوختہ دل و آلودہ پیرہن رفتم
 رواست اینک من ہم ہاں سخن رفتم

۴۶۲

رواج شہر تو از بودن حسن بوست
 حسن چو رفت من اندر پے حسن رفتم

۷

قرار و عہد تو این بود من ندانستم
 ہمہ سخن چو دل خویش سخت می گوئی
 چو دل بدادم و جاں لالا لالا اللہ
 کمان وصل ترا خواستم کشید و لے
 دل این قیام ترا در گماں ہی دانستم
 دم وفات ز دم ہیچ صبح صادق آہ

نوید ہمسہ تو کیوں بود من ندانستم
 دل تو سخت چہیں بود من ندانستم
 جزاے اس ہمہ این بود من ندانستم
 فراق تو بکسبیں بود من ندانستم
 گماں نہ بود یقیں بود من ندانستم
 دمے کہ باز پسیں بود من ندانستم

۴۶۳

حسن کہ دل بتو بخشید و پیش ہم بردی
 بے دل تو بدیں بود من ندانستم

۷

اے گل بیا کہ از چو توئے دور ماندہ ایم
 تا باز چوں بہشت شدت از تو گلستاں
 دم مومے کہ سنگ ز لاله نشان گرفت

بے روی گل فشانے گلابے فشانہ ایم
 ما از گل بہشتی خود دور ماندہ ایم
 دانے چو لاله بر رخ خونیں نشانہ ایم

مادرسفر کہ رسم نبودست مانده ایم بایچ حرف از ورق آں نخوانده ایم رخش دل از دریمہ بیرون جمانده ایم	مرغان برسم خویش خمین خاد ساخت با تاگل بیاغ دفتسر پارینہ باز کرد سز پر زودہ چو سبزہ زمیڈان بیادوست
---	---

۷

زودگر چہ پر سشے نرسد حسن صفت
مہر دم بدست باد سلا مے رسانده ایم

۴۶۴

در بند فراق تو آزاد نمی آیم من بر در تو بارے بے داد نمی آیم انصاف کہ از خانہ بے زاد نمی آیم شب نیست کہ در کویت چون یاد نمی آیم دل کوفتہ کردستی تا یاد نمی آیم آں لاشہ ہم از محنت افتاد نمی آیم	از من چه گنہ آمدکت یاد نمی آیم گر تو زوریاری بیداد کنی میکن اندردہ عشق تو خون جگرم زادست تا تو دہن از پرشس چون غنچه فروستی تشریف سلام تو در بست نشد حال باختن تے در ہم می آمدے گے گے
---	---

۷

گفتی چو حسن بر من چون شادنی آئی
من غمزودہ عشقم چون شادنی آیم

۴۶۵

خاک کوش یا فقیم از آب حیواں فارغیم از کہ اندیشیم چون ز اندیشہ جاں فارغیم ما قلت در پیشہ ایم از کفر ایماں فارغیم کز عطائے پادشاہ و منع درباں فارغیم	ما بجاناں زندہ می باشیم از جاں فارغیم جاں فدائے دوست شد از دشمنان باکند دوست مید انیم بس کعبہ چه باشد ویرجہ گر تو زین کلبہ گلہ داری برو از ما ایر
---	--

عشق دارم در دروں ان طعن میاں کاں چه با کشت مارا گر دعا میخوانی اے زاهد غول	نوح داریم آتشنا از موج طوفاں فارغیم ما بیدہ نم کنیم از ابر باراں فارغیم
---	--

۵

عقل و جاں یار چیں را دوری داروز ما
ما حسن را یار خود کردیم زیشاں فارغیم

۲۶۶

داغ غمت بر دل و تن میکنم
این چه دلیریت که من میکنم
بہر خدا این چه سخن میکنم
خاک خجالت بدہن میکنم

باز بگوئے تو وطن میکنم
دوش سہ بوسہ زدہ ام بردت
دی سخن از وصف تو کردم بے
پستہ دہن گفتت اینک بعد

۵

گر تو بزنجیر تبولم کشتی
پیشکشت جان حسن میکنم

۲۶۷

بیا کہ ہر چه کہ دارم ہمہ برائے تو دارم
اگر تو عیب نگیری نثار پائے تو دارم
کہ این متاع کہ ہم از عطائے تو دارم
بخاک پائے تو گر من کسے بجائے تو دارم

جفا کن کہ من از جان سرو فائے تو دارم
خرد کہ از سر فلکت رموز غیب شناسد
اگر تہ پیش کشم جاں مراں ز خود زیار
چو خاک پائے تو گشتم بجائے من کہ کن

۶

تو بادشاہ جہانی حسن گدائے در تو
من این گلیم قناعت از لائے تو دارم

۲۶۸

لے یاران حسن

امروز چہ روزست کہ از روئے تو دوم ہر بار نمازے کہ ادائیگی کنم امروز اصحاب محبت را با صبر چہ نسبت بے زلف رخت خود بکشم من کہ بعد جا باطلعت و گیسوئے تو خود یاد نیاید بوسے بلب جام زن در دہم ریز	از رویہ چو موئے شدم از ضعف چو مورم واللہ چو تو غائب شدہ نیست حضورم لے ولے من کر چو تو محبوب صبورم دیوانہ زنجیرم و پروانہ نورم ز طارم فردوس نہ از طرہ حورم تا بوسے بہشت آید ازین فسق و جورم
---	---

۷

نزدیک بگردن شدہ ام چوں حسن امروز
دور از تو چو از صورت زیبائے تو دوم

۳۶۹

دل کہ از دست بتاں بردہ بدم می مانم آتشی در دل آوارگی در جہانم مدتے شد کہ دریں باد یہ سرگردانم سالہا رفت کہ در صورت او جیرانم وہ من سوختہ بر سایہ او لرزانم اں لبے را کہ برو بوسہ زدن نتوانم	پنج روزست کہ در کشش دہہ ہجرانم تا ازاں راحت جاں دور فادام افاد او چو کعبہ بجرم ساکن و من گم شد دل بارہا خواستہ ام وصف جمالش کرد آفتابست کہ آسیب زوالش مرسان لے دم صبح توانی کہ دعائے بدمی
--	--

۷

من ندانم کہ سلام حسن آنجا کہ برد
این گرم کس نکند ہم تو کنی می دانم

۳۷۰

دریں شش روز کز روئے تو فردم گذشت از بہت چرخ آہنگ دروم
--

نخوردم آب جز از چشمہ چشم زرنگ آمیزی عشق بتاں میں نہ عاشق گرد راہ دوست باشد سحاب ادرا رجوعے آب چشم بخار حیر عشق آویخت ذلیم	دیں غربت ہمیں بود آب خوردم سرشک لعل بر رخسار زردم من ار گردم جوئے دوست گردم صبا اجری استان آہ سردم بدست خون و باد افتاد بردم
---	--

۵

حسن راقصہ محنت درازست
من این قطع نہیں با ختم کردم

۲۶۱

ہفت روز از تفت بجاں دل چو دوزخ تا فتم
روز ہشتم رہ بصدرا بہشت جنت یافتم
بر بساط حسن معشوق از ہوا آمد کے
من چو بیدق کو نشود فرزین بسر بشتا فتم
تا ز بازوئے خودم بالیں نہاداں دلتاں
بازو عنسم را بزور نئے عنسی برتا فتم
تا ز زلف او چو چنگ از پائے تا سر شلخ شلخ
خویشتر چوں شانه با گیسوئے او در با فتم

۶

گر حسن من سے نگمیدارو او میدارگو
من ز مستی انچہ درد دل داشتہم بشکا فتم

۲۶۲

منہ من ایجا ہم سخن را ختم کردم
نہ عنسی

منہ بدست عشق و ہجر آدیختم دل
نہ بچو

اے بخونم لائے کردہ من برائے تو خوشم
 باخوشی و ناخوشی من بارضائے تو خوشم
 تزدہ در کشتنم راسے و خسر و گوید گریز
 من بتدبیر خرد ناخوش برائے تو خوشم
 یک خوشی ناورد بختم گرچہ از ادبار من
 گو میاور من باقبال جنائے تو خوشم
 تو بخندہ ہمچو گل خوش باشس زیر امن چو بار
 گرچہ غرق گریہ ام ہم در موائے تو خوشم
 گر سر افزاں بتاج زر سر افزائی کند
 خاکپائے تو کہ من با خاکپائے تو خوشم
 ہر کہ میسر د صوفیاں گویند اندر پردہ شد
 من بہر پردہ کہ باشم بانوائے تو خوشم

۷

گر گشتی بندہ حسن را چوں حسین کر بلا
 ہم بحق حق من خود در بلائے تو خوشم

۴۶۳

ترکی آغاز می کند چہ کنم
 ناوک انداز می کند چہ کنم
 ز گش ناز می کند چہ کنم
 کشف این از می کند چہ کنم

ترک من ناز می کند چہ کنم
 چشم ترکاند اشس بہر غمزہ
 سرو او سر برستی دارد
 دین من عشق اوست مشک خطش

ہر زمان ہر قصد مرغ حسرت
دل چوں شمع سوختہ ز لبش

بچشم را بازی کند چه کنم
ہوس بازی کند چه کنم

۲۶۴

بحسن کو بزخمه اشس خورد
خوئے بد سازی کند چه کنم

۶

تو خوش خوش چو گل خندہ زن کاں منم
بن پائے اے چشمہ خضر روئے
تو کیسوفشانہ ندانم کہ گشت
دلہم تا زلفت فرود آمدست
ز صبرم جوئے گاہ برگے نامد
من این عشق را خود کشیدم بخود

کہ چوں ابر پر قطر شد دامنم
کہ طوفان وحست پیرا منم
پری یا خود آسب اہریم منم
شد اندر دم از دلا ما منم
چو آتش زد این عشق در خرمنم
چہ تدبیر چوں فتند من منم

۲۶۵

حسن را گر از تو ملامت کنند
من آل دوست را بدترین دشمنم

۹

دل خو گرفت بر درت آیا کجا روم
عالم ز شرق و غرب بفرماں درائے تست
یاراں ہی روند تاشائے باغ و گل
کہ کہ بطنز گوئی کز پیش من برو
راہے دراز و منزل مقصود نا پدید

از خویش دور میکشیم تا کجا روم
اے ماہ روئے ہم تو بگو کجا روم
من صورت تو دیدہ تاشا کجا روم
جان و دلہم تو داری تنہا کجا روم
نے رہبری نہ قافلہ پیدا کجا روم

من ہم ہوس کنیم کہ آیا کجا روم ایں جا سرے ہی ہم آنجا کجا روم گنج گہر گدا شستہ دریا کجا روم	خلقے برائے حاجت خود کعبہ می روند سلطان علای دولت دیں کعبہ نیست دست مبارکش بسخا گنج گوہرست
---	---

۷

گوید حسن کہ من در جاناں گرفتہ ام
آساں ز آستانہ والا کجا روم

۴۶۶

از یکے دست خورم وز دگرش گردانم
بخورم راحت جان و جگرش گردانم
کہ بیک جرعه نے بخشش گردانم
بہترش نوش کنم بیشترش گردانم
دیدہ خویش فدائے نظرش گردانم
سر خود را بجیل خاک درش گردانم

مے کجا تا شکر آب جگرش گردانم
رنگ مے پھو جگر راحت جانست و لے
عقل کز غیب خبر با دہم میداند
جام شادی ہمہ بر روئے الغناں امروز
ہر کسے خدمتے آرد من مفلس چہ کنم
بامیدے کہ اگر بر سر من پائے ہند

۷

یک غلامیت حسن نام و درونے ناخوش
گر قبول از تو فتد گرد سرش گردانم

۴۶۷

زال جرعه کہ از لب تو خوردیم
مانامہ زہد در نوردیم
مادر قدم سگانت گردیم
دریاب کہ آفتاب زردیم

مستی عشق تازہ کردیم
اکنوں کہ تو خط خود نمودی
ہر گہ کہ تو در شکار باشی
اسے مہ کہ سر تو سبز بادا

لے تو در طلب شکار گردی

<p>ما فوبت خود تمام کردیم کز دور غمت خواب کردیم</p>	<p>تو طبل نشاط خود فرو کوب مستی چه کنی بے ناز است</p>	
<p>۶</p>	<p>تو شاد بمان که ما حسن وار دور از دور تو اسیر در دیم</p>	<p>۴۶۸</p>
<p>در بخت گم زنی دست تو بوسه زخم موتے بر آید ز پوست پوست تن بر خنم سلسلہ ہا را چہ باک طوق تو در گردنم باد بروز جزا چنگ تو در دامنم نالہ بروں آمدہ از گٹ رگ در تنم تیر تو تیرست سخت بگذرد از جو شمنم</p>	<p>گر تو برانی بیتیغ از تو سپر گنم بر خنم دل ز تو در بخلاف تو ام غم نخورم در مرا جائے بدوزخ کنند گر شبے از جور تو دم زده باشم چونے راست چون خنم کہ رگ است نہاد م عشق چوں تو زنی غمزہ تقوی من ضائع است</p>	
<p>۵</p>	<p>عشق بتے داشتہ ام صنم اینک توئی قصہ حسن داشتی آن حسن اینک منم</p>	<p>۴۶۹</p>
<p>این بند گیم خوش کن تا بندہ ترست گرم پروانہ مطلق دہ تا گرد سرت گرم چوں مور کہ بستہ گرد شکر ت گرم ور خاک شوم روزے ہم خاک دلت گرم</p>	<p>بکشتائے در رحمت تا خاک دلت گرم پروانہ منم امشب بر شمع رخ خوبت از مار سر زلفت گرایمنے با شد تا جاں بودم در تن باشم ساگ کوئے تو</p>	
<p>جاں بر تو خدا کردن باید ز حسن آخست</p>		

<p>۵</p>	<p>در تیغ زنی واللہ من ہم سپرت کردم</p>	<p>۳۸۰</p>
<p>شرح خونریزی آن زگرست تو دہم خندتے دلب بادہ پرست تو دہم از جگر بر ششم و باز بدست تو دہم کہ اگر زندہ شوم بوشه لشت تو دہم</p>	<p>آرزو داشت کہ یک قصہ بدست تو دہم جان پاک دل صافی شدہ را اگر گوی واللہ از تیر زنی بر جگوم ہر بارے گلہ نیست کہ کشتہ شدم از نادک تو</p>	
<p>۶</p>	<p>اے حسن گر دل تو بشکند از شکر غم عشق را مژدہ نصرت ز شکست تو دہم</p>	<p>۳۸۱</p>
<p>چہ خوشتر گر برانی من خستہ ہم برانم بر چو تو عزیزے چہ بضاعتت جانم نشہ اتفاق گوی کہ بدیں بہا گرانم غم دل تمام گفتن چکنم نمی تو انم بر واد آں حکایت مر واد از زبانم اگر او فرشتہ گردد منش آدمی نخواہم</p>	<p>نہ تو گفتہ کہ روزے ز تو جوئے خون برانم چہ سخن بود کہ جاں را کنت نثار مجلس بدو بوشہ با تو گفتم کہ مرا بیچ بتاں غلیبان گریہ من گذر نفس گرفتہ خر دم تو بخواند ہمہ ز بد تو بوسن بضمیر ہر کہ نبود ہوس پری جانم</p>	
<p>۷</p>	<p>چو ہوائے عشق گیر و جہت سماع گیرم چو حدیث درد جنبد غزل حسن بخوانم</p>	<p>۳۸۲</p>
<p>ساقی بیار بادہ کاں نیستم کہ بودم</p>	<p>ز بدے کہ من نمودم گشت از وجودم</p>	

نہ دوسار نہ خواند تہ پیم

عشق کہ افلا نے میبا ختم بلا شد
 برہر وفا کہ کر دم بیدا و ہا کشیدم
 حال دلم چہ پرسی در اشتیاق زلفت
 سوات پختہ لے جاں سرمایہ ہم نیشد
 خط بر رخ تو گوئی کز سینه پر آتش

نخچے کہ در خطر کہ مبکا شتم در دم
 برہر وفا کہ گفتم دشنا ہما شنیدم
 جاں سوختہ چو عودم سوداے بے عودم
 سودم ہمیں کہ عمرے سر بردر تو سودم
 شبہا کہ آہ کر دم بر مہ رسید دو دم

۲۸۳

گفتی حسن ز خوباں باز آیم اندک اندک
 ہرگز تو باز نانی بسیار است آزمودم

۷

حدیث اشتیاق چوں نویسم
 دلم آتش ہی ریزد مژہ آب
 بوصف اشک خود از دیدہ تر
 اگر دانم کہ خواہد خواند لیسے
 درون خاطر خود جائے فرما
 سیاہیہا ہمہ از چشم من بخت

زہر چہ افزوں ترست افزوں نویسم
 نمیدانم کہ نامہ چوں نویسم
 سخنہا چوں در کمنوں نویسم
 چہ دار یہا کہ از مجنوں نویسم
 حدیثے کز صفت بیروں نویسم
 مگر این ماجرا از خون نویسم

۲۸۴

غزلہائے حسن بر تو چنانست
 کہ سونے ساحراں افسوں نویسم

۸

چہیست کہ یکبار نمی پرسیم
 یار ہمانست کہ پرسد زیار

زین غم و تیسار نمی پرسیم
 چوں کنم اے یار نمی پرسیم

لے جاں ہم بوخت چوں عود

<p>اگر چہ تو از عار نمی پرسیم ز اندک و بسیار نمی پرسیم آہ کہ چون پار نمی پرسیم</p>	<p>مردن از اندوه تو فخر منست واقعہ بسیار شکیب اندکست پار خبر داشتی از آہ من</p>	
<p>۷</p>	<p>خون حسن آب شد و ہم نگوشت کائے بت خوشخوار نمی پرسیم</p>	<p>۲۸۵</p>
<p>مخرم کعبہ بدم محرم خار شدم شکلے اینگیخت کہ پابستہ ز نار شدم زانکہ من زین ہمہ پیش از ہمہ پزار شدم تا خود آہے کہ گرفت این کہ گرفتار شدم بارے این مرتبہ شد گر چه گرانبار شدم یا رخوش می شد و من نیز باں یار شدم</p>	<p>باز دل دادم و دنیا را دلدار شدم خرقہ از من بکشائید کہ زلف بت من چه غم گر خورد و صبر و دل از من ببرند طنہا میزدے آہ گرفتاراں را آسمان نیز زمین کوہ مرا خواند آہیں دوش میباشند من غمزدہ را غمزدہ یار</p>	
<p>۹</p>	<p>چند ازین گونه سخنانے حسن کردم گوش از قبول سخنش قابل اسرار شدم</p>	<p>۲۸۶</p>
<p>چه نیک چه بد از آں او نیم بر ما تو گیر ہر چہ گوئیم ما خود ز فرو تراں او نیم یکقطرہ ز جوئے کس بخوئیم</p>	<p>ما اگر چہ بدیم یا نکوئیم اے خواجہ بگوئے ہر چہ خواہی بالا تر ہر کہ ہست بنشین ہر چند کہ نیست نہ جگر آب</p>	

گر غرق کنند ماں بدیا
گردوست زد دست رفت بارے
گل آمد و بوئے یار آورد
ایں رفتن ماچو گل بے کاش

ہم دست ازین صفت نشویم
تا پائے ہی رود بویم
آن یار کجا کہ گل بویم
تا باز چو گل رسد برویم

۳۸۶

چوں گل غمت اے حسن بصدتو
گل داند و ما کہ در چہ تویم

۶

بنمائے رخت کہ فال گیریم
ما ذرہ تو آفتاب مانے
گردیدن خود حرام داری
مرغانِ قفس فتادگانسیم
گر جبل متیں بدست ناید
چوں خوش خواہیم روز خود را

با وصل تو اتصال گیریم
از پر تو تو جمال گیریم
ما کشتن خود حلال گیریم
از فر تو پر تو بال گیریم
فتراک ترا دو ال گیریم
از روئے خوش تو فال گیریم

۳۸۸

روزے کہ تو با حسن نشینی
آں روز ہزار سال گیریم

۹

اے باغ و بوستانم سے بوستانِ جام
نہ صبر ماند نہ دل از دوری تو آئے
برو آں ہمہ خوشیہا دوران روزگارم

من جاں بروقتانم کز تو درقتانم
در من چہ صبر ماند چوں از تو دورانم
تا عاقبت چہ باشد تقدیر آسانم

لہ تماش جوئے او بویم سے بو
کہ بویم

چندانکہ دیدہ بودی پندار در سر من از دفتر وصال حرفے نماند وہ وہ از تو چگونہ پرسم آں وقت خوش کہ گرتو خواهم کہ باز گویم احوال نا توانی روزے بہت دل جان ہم کنم نشان	امروز اگر یہ مہنی پندار ہم نہ آئیم این غصہ با کہ گویم این قصہ با کہ رانم حال دلمہ پر سی من حال آں اندام از ہم آہ سوزاں آں ہم نمی توانم گر فرستے دید دست از چرخ جان ستانم
---	--



وقتے خوشست خرم ہاں اے حریف ہم
نظم حسن بروں کش تا این غزل بخوانم



کز کیسویں شہزاد تو بویں بر با ہم
تسریت دراں سحر شد گر بکشا ہم
ما ہم ہمہ بر بستہ زنجیر قضا ہم
واندم کہ بھی رانی مشغول دعا ہم
بارا ہنرے نیست چگونہ بنما ہم
گر عیب نہ فرمائی آں طائفہ اچھا ہم

صبح بدیں بوسے بہ کوئے تو در آیم
گیرم کشاد سر گیسوت و سکن
ہر حکم کہ خواہی بسر ما ز قضا کن
ہر کہ کہ بھی خوانی مستغرق شکریم
امروز گروہے ہنر خویش نمودند
گفتی چہ کنی آنکہ ہنر شاں ہمہ عیبست

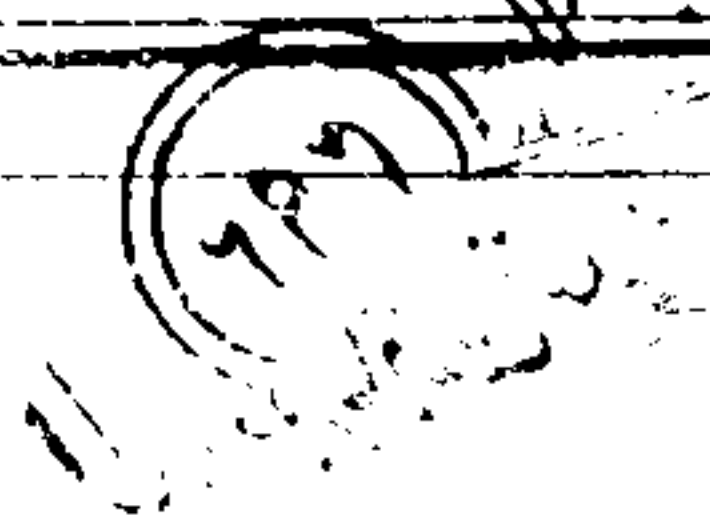


بیمار بگفتار حسن داشتنہ گوش
ما ہم یکے از حلقہ بگوشاں شمانیم



دورے دورے سے پندار ہم
بہتیں زنگ دیں ہم

میں کلام آں دیکھا پندار ہم
ہر نفس ہنر و مال ہی ز قوت ہم



<p>ما القشیرہ کسینہ داریم ما خانہ زآ بگمبیزہ داریم این عینس کہ در سفینہ داریم از ہستی نعم و فیضہ داریم این در نہ ازل خسریہ داریم ما عرش درون کسینہ داریم</p>	<p>شاہاں ہمہ رخت خاصہ خواہند اے ابرمکن ہوائے زالہ واللہ کہ بساج می نیزو با این ہمہ نسبتی کہ ویری اے خواجہ بمعرفت چہ نازی گر خلوت تو درون کعبہ است</p>	
<p>۶</p>	<p>ہاں اے حسن از قرابہ خویش مے دہ کہ خسار دی نداریم</p>	<p>۴۹۱</p>
<p>مگر لباس جیاتے کہ ہست پارہ کنم اگر رضا دہی از دور پک نظارہ کنم من از مژہ ہمہ آفاق پرستارہ کنم طپیدن دل بیچارہ را چہ چارہ کنم مگر دے چو دل تو ز سنگ خارہ کنم</p>	<p>فراق رشتے تو بسیار شد چہ چارہ کنم شبے کہ بچومہ از اوج حسن جلوہ کنی اگر وصال ترا حکم برستارہ کنند گر فتم اینکہ بہ بندم دہاں ز نالیدن نمی تو انم دل بر جدائی تو نہاد</p>	<p>۴۹۲</p>
<p>۹</p>	<p>نیافتہ چو حسن بار بردت یکبار چہ بو الفصولم کیں آرزو دوبارہ کنم</p>	<p>۴۹۳</p>
<p>تا برول وادع علم از عالم امید و بیم ترک جنت خوشترست ہر چہ دجنت نعیم</p>	<p>دل بہ دلبر عاقبت تسلیم کردم اے سلیم در کلام ہمت درویش تا یک ترک مست</p>	<p>۴۹۴</p>

آنچه در احمد منجواندم صراط المستقیم
تو ہماں خط مبنی و عارف نوالے یا کریم
گل فروشاں سیم می بردند دل ریشیاں
بر تر از دار الجناں بالا تر از نار از کجھم
آسماں زیر قدم طالع چہ مبنی اے حکیم
وقت عذرا آوردنت استغفر اللہ العظیم

یا فتم اللہ ہم بکوائے عشق دوست
در گلوئے قمریاں از تنوق طوقے کردہ اند
دوش سودائے دگر میدیدم اندر سیرین
مایہ من میں کہ دست عشق تخرم می بند
آبِ خضر اندر دہن شربت چہ آری اے طبیب
وقت سعدی خوش کہ خوش میگفت بعد از ہر چہ گفت



زاں ندیمہا کہ میگردے پیشیاں شد حسن
آرے آخرا ز پیشیاںی بود حرف ندیم



نیم من مرد درد او و لے بر خویش می پوشم
بدست خویش چشم عقل دور اندیش می پوشم
روائے عشق بر بالائے چوں مانا کساں ناید
من این معنی نکو دانم و لے بر خویش می پوشم
بدو گفتم چہ را ہرگز نختندی در حضور من
بگفتا سلک مروارید از درویش می پوشم
بتم از نوک غسنزہ بردل من میزند نیش
چو درویشے میرسم خون می نایم نیش می پوشم
نیرسیدم کہ تیرت از کد میں کیش می آید
کہ من آں تیر می بوسم ولیکن کیش می پوشم

لے ہر مرتبہ لے غزہ نو شہ یارم می رسد

زہے غفلت کہ حال سینہ باخواباں نیسگویم
چہ درماں درد بدراکز طیبیاں ریش می پوشم

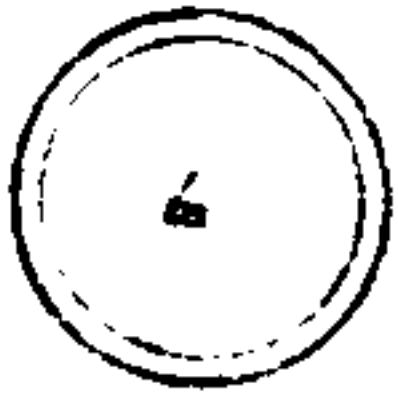


حسن میگونیم کزدشمنان پوشیدہ دارا میں سر
گوازدشمنان کزدوستان خویش می پوشم



بیا کہ بیش نماذ اتماں جاں بہ تم
کہ مبتلا بود اندر چنیں بلا کہ منم
مرا کہ سوختہ روزگار خویش تنم
کجاں میر کہ بدیں معنیہ سپہ فگنم
گرا زنجے تو گلابے زنتد بر کفنم
مپرس کائش دوزخ بر آواز دہنم

بجانی اے زلفایت بقائے جان تم
عذاب تفرقہ دوستاناں کسے داند
دگر چہ داغ فراقم نہی بریں دل لیش
اگرچہ بدست دشمن مرا بچشت اے دوست
ز خاک من گل راحت بروں دمتا شتر
حدیث سینہ سوزانم اے بہشتی روئے



حسن تو نام نہاںے مرا بحسن فنا
تو گر دگر شدی اے دوست من ہاں حنم



سر سوداے آں دارم کہ روزے ترک سر گیرم
بپایش در فتم زین رہ مراد خویش بر گیرم
چو چشمش روزے از مستی بہ بیماری برآرم سر
چو زلفش بکیشب از سودا پریشانی ز سر گیرم
چناں با عشق خو کر دم دریں مدت کہ نتوانم

کہ تا من در جہاں باشم پے کار سے دگر گیرم
 کمز و طرف می بند و برائے آنکہ زر دارد
 من از رشاک کم روزے رہ کوہ و کس گیرم
 بت خورشید رو گر زر طمع دارد زمین تا کن
 ز رنگ چہرہ چوں خورشید عالم را بزر گیرم
 دوائے عاشقی یا زور یا زر یا سفر باشد
 مرا چوں زور و زر نبود مگر راہ سفر گیرم

۵

حسن نظمی کہ من دارم از بچوں حسن روزے
 حدیث لعل او گویم جہانے دگر گیرم

۲۹۶

تا کہ بندہ شد مت از ہمہ آزاد ترم
 من بوقتے کہ ترا بندہ شوم شاد ترم
 من خوابت شد مہ و دیدم آاد ترم
 من دریں شیوہ عجب از ہمہ اناد ترم

تا غمت یافتہ ام ہر نفسے شاد ترم
 بندہ ہر وقت کہ آزاد شود شاد شود
 ہمہ آباد نشیناں ز خرابی ترسند
 چہ فرستی غم خود تا کند استاد مرا

۶

اے حسن اگر تو ز عشق لب شیرین بتان
 بچو فرہاد شدی من ز تو فرہاد ترم

۲۹

کا شفتہ عشق شد و بودم
 از دل بد باغ رفت دودم

امروز من آل نیم کہ بودم
 خوردم دوسہ جام آتش انگیز

<p>از فرق خود کلہ ر بودم تخمی کہ بکاشتم درودم لے شوخ نکوت آرمودم</p>	<p>در پائے حرف سرفشاندم عشق آردوم بلائے من شد حال بد من بتر شد از تو</p>	
<p>۶</p>	<p>در بند حزن نمی فتادم گر پند حسن ہی شنودم</p>	<p>۲۹۸</p>
<p>و لیکن زخونے کہ از دیدہ پاشتم زر چہرہ کافیت وجہ معاشتم اگر چند ظاہر بدیں شیوہ فاشتم دکاں چوں کشایم کہ کاسد قماشتم دروں ناستر دست سرچوں تراشتم شبے در خویش آورد این خراشتم</p>	<p>تو انغم کہ پیوستہ روشستہ باشتم غمم دل بندست تشکین جانم صلاحت باطن از من مجوید تصرف چه وزرم کہ نازک مزاجم عمل ناستر دست خرقة چه پوشتم حسن از ملامت دلہ می خراشتم</p>	
<p>۶</p>	<p>ہی پر سیم خاطرے جمع داری تو خاطر براں دار تا جمع باشتم</p>	<p>۲۹۹</p>
<p>تو حسن مطلع حسنی من از ہوائے تو مستم ور آفتاب بتانی من آفتاب پرستم مرا بباغ چه حاجت کنوں کہ روئے تو دیدم مرا ز سرو چه خیزد کنوں کہ با تو نشستم</p>		

لے فاسد لے کوچ

من آں شکار می عشقم کہ از کمینگہ خلوت
 چو چشم باز کشودم نظر بروئے تو بستم
 رسید ہوج معشوق و ہوشش رفت ز عتلم
 گذشت کوکہ شاہ و قصہ ماند بدستم
 خرد ز صحبت جانم تدم بروں زرد و گفتہ
 تو دانی و غم جانان من از مخاطرہ بستم
 چہ پڑے از غم مجسوں بہیں کہ حالِ دگر شد
 چہ پوشی آں لب میگوں ز من کہ تو بہ شکستم

۵

حسن ز درد تو گوید کہ کار خسانہ تقویٰ
 اگر خراب شد از من بہ من گیر کہ مستم

۵۰۰

ورکے از نجات خوشنودست من بارے نیم
 عاقبت بر حرف مقصودست من بارے نیم
 تاکرا آں روز مسعودست من بارے نیم
 آں گل سوریست یا نمودست من بارے نیم

خلق بر امید مقصودست من بارے نیم
 ہر یک از نوزادگان بوالبشیر بر لوح خا
 صبح خیرے جان بدروز از غم جانان نداد
 گرکے ہمدست او شد تا بوسد آیش

۶

گفتیم دو شینہ ہمزانوے یار خود بدی
 آں تو بودی یا حسن بودست من بارے نیم

۵۰۱

دل زدستم شد باں دل بندر غنا کے رسم

وہ ندانم تا بداں معشوق زیبا کے رسم

<p>بر لب شیر نیش انگشت طمع کردم دراز دلبرم بالائے بام وصل می خواند مرا پایه وصلش بلند و پایے بنجم آبله بارها گفتم کنم چوں بخت آنجا مدخله دوستاں گویند فردا بروش خواہی رسید</p>	<p>آنکہ انگشتم دراز آمد بجلوا کے رسم ز زبان عمر کوتا هست بالا کے رسم اے عفا اللہ من بدل پایہ بدیں پاکے رسم و ہم زحمت میدہد وز من آنجا کے رسم این جنیں دروے کہ من دارم بفرزاد کے رسم</p>	
<p>۵۰۲</p>	<p>ہر کسے را ہے کہ می پوید بمنزل میرسد چوں حسن من نیز جہدے میکنم تاکہ رسم</p>	<p>۵</p>
<p>جاناں شکے خود را در کوئے تو جا خواہم تو باغ طریفانی ہم باغ ترا ہم نخل خلقے ز در کعبہ خواہند مرا در خود گر سلسلہ زلفوت پرور چناں بندی ہر بار ہے آنی شمشیر ہوا کردہ چوں است بقائے من باقی بقائے تو</p>	<p>وز جام لب لعلت یکے جہدہ دوا خواہم در دم چوز تو باشد پس از کہ دوا خواہم اے کعبہ وقتت من من از کہ دوا خواہم در پنج نماز خود دوزخ برسا خواہم آں کن کہ ترا باید من بندہ ہوا خواہم بس ہم تو ہماں باقی خود را چہ بقا خواہم</p>	
<p>۵۰۳</p>	<p>بیچارہ حسن گوید لفظے با امید تو نظمش چورولس کردی امید روا خواہم</p>	<p>۵</p>
<p>امشب فلک واقف من شد زمانہ ہم خاص از برے صید دل مار سید باز</p>	<p>چشم ز روئے خوب تو افروخت خانہ ہم از زلف دام کردہ و از خال دانہ ہم</p>	

از غمزه دور باشش وز گمبوشانہ ہم از دل کنارہ گیری و از جاں کرانہ ہم این فوق داشتہ شکرے زان میانہ ہم عیش مدام بل طرب حساودانہ ہم	از بہ ضبط ملکیت حسن ساختہ گفتم کنارہ گیر بگفتا بشرط آنک بگرفتم آن میان چویشکرش کنار ہاں اے حکیم طالع مسعود من بہیں
---	---



احسن اے حسن نغمے خوب ساختی

زہرہ نسا زو این نخل و این ترانہ ہم



عسیر از رون مینہ بدوں شد قرار ہم
امروز تکت پشتت مین و او و ار ہم
آن روز از بہاں بندگان روزگار ہم
سوزان درین ہر احوت گم گشت نا ہم
کیہ روز در نشان شد یا قوسا ہم

از دست دل بجانم و از جور یار ہم
دی یار کردہ بود مین بوعے و بخت نیز
یک روز نیم شاد کہ بودم ز روزگار
میخواستہم بروں کشم از پائے خستہ خار
جاناں کیے دو لعل شکر بار بر کشائے



در دو غمے کہ داشت حسن و اہل ہر

کز اشتیاق مردم و از اشتیاق ہم



شمع دیاں می ندہ نور ز جانان ہم
نر قصورم خوشی باشہ سندان ہم
گوشہ پیشہم تو گوز شستہ سندان ہم
ور نہ من از طرف خوشی اغیار ہم

چہ شبست این کہ من از شمع شکر لب دورم
گر قصورے بود از ناز خوش او فردا
شوخ چشما ز بتاں گوشہ گرفتہ یک چند
گر چہ فرماں تو اینست کہ من نزدیکم

کے زہرہ نسا زو این نخل و این ترانہ ہم

تا پریشاں سر زلف تو ام محسوم غم | تا خراب لب میگوں تو ام معسوم رم

۵

از لب تو کہ حسن تر سخن از جرعه است
مست شد جلد جہاں من چہ سبب مخموم

۵۰۶

از ناز کویت میکنند ہر بار خوش می آیدم
شوخی ز غیرے ناخوشست از یاد خوش می آیدم
گویند سوئے باغ کش ذوق مے و میوہ بخش
بے او بہ شتم نیست خوش ویدار خوش می آیدم
زندہ ز بے صبری نخل و ز بیدی پائے نخل
نہ صبری خواہم نہ دل و لدا خوش می آیدم
آں روئے چون خوردشید و مر خراب کردم چند گ
اکنوں از اں زلف سیہ زنا خوش می آیدم

۹

بر عشق آں ماہ ختن اقرار کردم چون حسن
انکار چوں آید ز من این کار خوش می آیدم

۵۰۷

دوستان سچ پیر سید کہ چوں شد عالم
راست چوں نامے کہ نالیدن او از دیدہ ست
اے کماں کردہ ز ابرشے و کمیں کردہ ز چشم
روئے تو دیدہ و گر قرعہ خواہم اندخت
بر جوانے نظر افتاد بہ پیراں سالم
من غمدیدہ ہم از دیدہ خود می نامم
من چہ صیدم کہ چپیں داشتہ دنیا لم
کہ بسندست ہاں آیت رحمت عالم

دستے گر بر سر ای بندہ فرومی ناری منت سندس واستبراق فرو دہم نہ مگر از زحمت خاصم بخرے ورنہ مرا باغبانا کجی و راستی من منگر	پائے بگذار کہ بر چشم جہاں میں مالہم گر ز گیوت سلاسل بود و اغلا لم ہنرے نیست کہ آن عرض دیدہ مالہم کہ بر آنساں کہ ہی پروریم می بالہم
---	---

۶

حال خود خواستمت گفت حسن چون دیدم
حال زار تو بے زار ترست از حالہم

۵۰۸

جز غمت مرے نمی بسینیم
خاک نسیاں نشست با اینیم
ما جہاں بندگان سکینیم
بے تو در ہشت باغ نمکینیم
ہر چہ خواہی جوے ما اینیم
ہر چہ دین تو ما براں دینیم

ما جگر خستگان مسکینیم
پاکبازان پاک دامانیم
تو ہماں بادشاہ خود گامی
باتو در کج خانہ شادانیم
باتو اے مدعی بدل نتوان
خواہے نوش خواہ صومعہ شین

۷

چوں حسن میر ویم در رہ عشق
سر ندوہ ز پائے نشینیم

۵۰۹

شبے آں چشم مست و آل لب نوخوار را دیدم
زگر یہ چشم من ترشد پشیمانم چہ را دیدم
مرا گفتند سوئے او مبسیر دیدم بلا کر دم

مرا گفتند گفت دل کمن کروم سزا دیدم
 ثباتِ صبری پنداشتم در خود غلط کروم
 نشان دوستی میدیدم اندر وے خطا دیدم
 سگب کولش بشت آل خوں که چشم ریخت بردان
 ز مردم مردی نامد ز سگ بارے وفا دیدم
 شب اندر موج خوں بودم خیالش دستگیرم شد
 بچہ اندر دران غرقاب رونے آشنا دیدم
 ندید این چشم من جز در سر زلف بلا شورش
 ازین چشم بلا جوئیں ہمہ عصر این بلا دیدم

۷

حکیم ار پند خواہی گفت میگوہر کرا خواہی
 ولیکن از حسن بگذر کہ اورا مبتلا دیدم

۵۱۰

رہا کنید کہ نختے چو بخت خویش بشورم
 بچہ فلکند در آخر دالالت دل کورم
 کند گیوے ساقی کشید و برد بزورم
 گے از حبش گے از چین رید عارت خورم
 بزیر پائے رعونت فرو مال چومورم
 کہ آل فرشتہ رحمت بست مونس گورم

نہ دل بدید نہ دلبر نہ زرب دست نہ زورم
 چومر و عشق ز نخدانش بودہ ام من سکین
 نخواستم کہ در پے روم مجلس مستان
 بزلف چوں حبش او ہزار چین چو بدیدم
 پری رخا تو سلیمان دستگاہ مرادی
 ز زلف خویش نسیمے مین رساں کہ مرد

حسن چو گفت کہ اے منزعجیب ناز کشیدہ

<p>۴</p>	<p>باز من کرم خود مرا پویشش کہ عورم</p>	<p>۵۱۱</p>
<p>باشند کہ کنی دسے فراہم این جامہ و جامہ باوہ باہم دروہ کہ شش جانا ایم ماہم انشیم و بہتلاہم خود کعبہ ما توئی و عامہم آخر قرحے بریں گدراہم</p>	<p>ساتی گل دل بیار باہم خرقہ فلنہ کہ راست ناید این باوہ اگر سبوحیاں راست مے دروہ و باز جائے خود شو گفتی کہ کعبہ رو و عبا کن خم خانہ بخا ص و عام داوی</p>	
<p>۵</p>	<p>ہر گہ کہ متدح وہی حسن یا یک بسرہ کرم کنی مراہم</p>	<p>۵۱۲</p>
<p>برائے وصل تو ازوت شبہ و از فتنہ بقال روئے تو نہ شہختہ کہ از کرم بجانب کہ توئی آن لایق از کرم دعا سے قسمت کہ آن از کرم حکایتے کہ کرم اول از ایاز کرم اگر ز کعبہ رسیدت در کرم</p>	<p>بود گہے کہ سر کیسوںے تو باز کرم ہمہ حدیث بہشت است آیت حمت بموضع کہ مراقبہ مشتبہ گردو نماز کر جنت خود کرم ہمہ بیچرت اگر ندیم کندیم بصحبت محسود مسافرے کہ برو گریے از درت نبو</p>	
<p>۶</p>	<p>کنوں کہ در صف عشقت ہمہ شدم چو سن رواست کہ ہمہ عالم اللہ سر از کرم</p>	<p>۵۱۳</p>

دلہ بروی و منت می پذیرم
وگر گونی بمیسر اندر غم من
شبت خوش باد لے مرغ سحر خیز
طیب آں بک از در باز گردو
بیادت روز و شب مستو تو گونی
گئے زخیم زباں گے تیر غمزہ

اگر سر خواہی از سر دست گیرم
عجب باشد گرا از شادی نیرم
کہ من در دام بدہرے اسیرم
چو بنیدد و نا در ماں پذیرم
شراب دوستی بود ست شیرم
نگار من چه مرد تیغ و تیرم

۵۱۳

زکات حسن خود داوی حسن را
گرا و مسکینت بارے من فقیرم

۱۱

خہ خہ لے ماہ روے کبک خرم
آہوئے دام جستہ را مانی
لقب خود اگر نہ گونی تو
مہ توئی در میسانہ خواں
بر لب جام اگر نہی لب خویش
بدہ آں جام نیم خوردہ خود
با تو بادہ حسال میگیرند
گفتیم حال ابتلائے تو بصیت
عشق در عہد تو قوی حال است
ہمہ در خواب خوش بیارامند

بسلام آمدی ز دار سلام
پاکشاں از دو زلف مشکین دام
ماہ و خورشید را گگیر نام
آسمانت بود کنارہ بام
جاں چکد جائے قطرہ از لب جام
تا بگیرم نصیب عمر تمام
عمر بے تو با تفاق حسرام
این بلائیت دور از انجام
صبر آوارہ عقل دشمن کام
من مسکین نہ خواب نہ آرام

<p>۵</p>	<p>بیچ شب در غمت نخت حسن عجبا للمحب کیف ینام</p>	<p>۵۱۵</p>
<p>از بہت دل چہ جاں کنم کہ ندارم میفکنند من چہ افکنم کہ ندارم خیرہ چہ کیسہ نداد منم کہ ندارم شاد ترا ز ہر سہ منم کہ ندارم</p>		<p>از درد نیا چہ دم زخم کہ ندارم خلق بخت امید تہمت نقد مراد اندر آستین حیات شاد نشستہ شاہد آنچه کہ دارید</p>
<p>۶</p>	<p>دو چہ گردد بگرد من کہ حسن وار شب ہمہ شب نغمہ میرنم کہ ندارم</p>	<p>۵۱۶</p>
<p>برست را بجز گل سوسن نگویم سخن از بوسے پیر این نگویم حدیث دوست باد دشمن نگویم ز سر تو سر سوزن نگویم صفات کعبہ در گلخن نگویم مگر ہم خود بدانی من نگویم</p>		<p>رخت را جز مہ روشن نگویم اگر زناک قبایت بنم از دور نگویم با حسر و احوال عشقت مثل گر خود رود سر در سر تیغ حدیث در جہاں پوشیدہ دارم مرا گونی بگو مقصود تو بصیبت</p>
<p>۷</p>	<p>اگر در وصف حسن تو نباشند نزلہاے حسن احسن نگویم</p>	<p>۵۱۷</p>
<p>رہ بلا چہ نمائی چو بتلائے تو باشم</p>		<p>در جہا چہ کشائی چو در وفائے تو باشم</p>

پہ باک اورم از انہا چواشنائے تو باشتم جو رہ بر آورم از ناک خاک پائے تو باشتم تو ماں کنند من ان لخطہ در دعائے تو باشتم دریں جہاں در ان نیز وفائے تو باشتم مخمن برائے تو یوم خمیس برائے تو باشتم	اگر زہر غم تو ہوسزار موج بر آید اگر بیایے رعوتت سرم بجاک بسائی بروز ششتر جو پختے ز نیم غمزہ تو بخت اگر بخت بر آدہ نظر ز حور بہ بندم انھر برائے تو یوم ششتر برائے تو یوم
--	---

۶

تو بادشاہ بتانی امید من تو ایں بس
کہ چون حسن ہمہ سال کیے گدائے تو باشتم

۵۱۸

میر بخشندہ توئی بندہ شرمندہ منم گر تو ہستم نہ ہی دست بیائے کہ ز منم رخت امید بہ گفت کرت می فلکم زانکہ تا بے تو ہی باشتم بے خویشتم میکشد ہم بسہ کوئے تو حبت و طنم تا ز اندوہ تو پیوند بود کفنم	از می آیم و سہر قدست میں سنگم رفتنی رفت پیشائے کہ با نادمہ ام بوسے رحمت ز غبار قدست می یام خویشتر را بسہ کوئے تو افکندم باز دوستی بر نو مایہ ایمان مست بہج اندہ نبود در دل گورم و اللہ
--	---

۷

پہ شد آخر کہ خداوندی خود کم کردی
جان من من نہ جاں بندہ میں حکم

۵۱۹

در وصف نمی گنجد روئے کہ ترا دیدم تو صنعت من دیدی من صنع خدا دیدم	شبح است رخت یا مدیاہر دو خطا دیدم من در تو نظر کردم تو در سخن بندہ
---	---

جز عشق نمی خواهم از جمله حاجتہا بر روی تو ام فتنہ من باغ چرا جویم رقم بسیر کویت سردر سر آخم شد باداد مقابل شد ہر چند ستم کردی	تا طاق دو ابرویت محراب دعا دیدم برقد تو ام عاشق من سرو کجا دیدم مستانہ رہے رقم مردانہ سزا دیدم تاویل وفا کروم ہر چند جفا دیدم
--	--

۹

شاید کہ حسن رادل چوں لاله بود پر خوں
کال نرگس پر خوابش در عین پلا دیدم

۵۲۰

من دوست ترا وارم اے دوست ترا نیام لعلی کہ بخون دل باز دیدہ بدست آمد عاشق کہ باند جاں او زندہ کجا ماند اے راندہ رقم برہ من نقش تو می بینم ہر گہ کہ ہماں باشی با یاد تو مشغولم خونیت مرا قبضہ جز کعبہ کوئے تو شہرے بصفت طاعت من ہم خراباتم با آنکہ در اندازم خود را بگلستا ہما	شمع شب تاریکم گنج دل دیر اغم گر دست نیشانی در پائے ترا فاشم تو دیر ہماں تا من میبازم و میبازم اے بستہ گرہ بر شب من شکل تو میداغم گر پردہ بر اندازی در روئے تو حیر اغم گر روئے بگردانی من شب بگرداغم خلقے بدر کعبہ من ہم بہ بسیار اغم وانت زود بیرون خار تو ز دا ماغم
---	---

۱۰

نہیں شعر حسن بشنوناں دل کی ہماں
سعد و دہماں دا دہ بہت کہ نہ توں

۵۲۱

دل خواستہ جانان با جاں توئی بخشم	ہماں گزیہ کہ ڈولہ دست آساں توئی بخشم
----------------------------------	--------------------------------------

جان چہ بقا باشد سر خود چہ نسل دارد
گفتی بہشت اندر ایوان بود و منظر
لعل لب خود بنماتا ہر نفس از دیدہ
چوں باد خزاں گرچہ تند آمدہ بر من
گر نہ علمائے دین گویند کہ کفرست این

یا این بہ تومی آرم یا آن بتومی بخشم
تو منظر خود بنما ایوان بتومی بخشم
تو تو بہ تومیر زیم مر باں بتومی بخشم
من ہستی خود چوں گل نمداں بتومی بخشم
بسیار است گوید ایماں بتومی بخشم

۵۲۲

گفتی غزلے بنویس از نظم حسن بر من
گر تو سر این داری دیوان بتومی بخشم

۶

چوں نیم شب نمودی روئے چو صبح گام
گو غول راہ میزن من مہمان خضم
گر خانہ می نشینی این دیدہ خانہ تست
شازہ بجواہ و موے رافقے براستی کن
تو شاہ تخت و تختی من چوں پیادہ پشت

این را چہ شکر گویم و آنرا چہ عند خواہم
گو باد شمع میکش من بمنشین ماہم
ور غم راہ داری من بندہ خاک اہم
من بر سر عزیزت یک موئے کج نخواہم
کہ در نہیب سلیم کہ در پناہ شاہم

۵۲۳

گر با حسن درانی از توبہ تو گریزد
ور قصد من کنی ہم از توبہ تو پناہم

۷

اگر از گردش اختر چو شب تاریک روزم
فصائے فصل بازم سر و صدق بازم
مرا بر خاتم ہمت فلک فیروزہ آمد

ولے در عالم عشق آفتاب عالم افروزم
نکائے عشق را از م شب عشاق را روزم
بداں فیروزہ در صف صفائے عشق فیروزم

<p>کمر بستہ زجوزا پیشم آمد تیر در خدمت مرا امروز چون باغ خزاں دریافته منکر ز سلطان سخر بخت را امید بخیطر باشد</p>	<p>و گزنا بدید تیر آه با جوازش بر دوزخ اگر بخت کند یاری بود هر روز نوروزم نظام الملک طوسی را نظام الملک اموزم</p>
---	---



حسن گوید چه پاک از سوختن شمع جهان من
جہاں تار یک ترکید و اگر کمتر شود سوزم



<p>اے ترا خوبی ز اندازہ بروں ناز ہم گریے شوخے ز راه طنز بدخونی کند رسم خونریز و کند انداختن عیار راست رازے اندر سینہ من بود بے تو عمر ما یا کرشم کن بیایا ناز چندین خشم حسیست ابروان جفت طاق افکنده اینک میں</p>	<p>صل تو در خون من شد شمره نماز ہم از ہمہ بد خوتری تو شوخ ہم طناز ہم تو بچشم و زلف خونریز و کند انداز ہم سینہ ام بشکافتی تنہا نہ سینہ ناز ہم خشم می سازی کرشمہ مسکنی و ناز ہم ہر کیے زیشان تمام ساخته کج ناز ہم</p>
--	---



در ہوائے تو ندانم چون شود حال حسن
چوں ز نالیدن بماند مرغ را پرواز ہم



وہ چه رویت این کہ ہر ساعت در و حیراں ترم
تا سر و ساماں گزیدم بے سر و ساماں ترم
شہسوار اسوئے من ہیں چند گردی گرد کوئے
اے سرت گروم من از کوئے تو سرگرداں ترم

خانہ آب و گلم در ماندہ از و باران اشک
 مست بنیادم پسر با زندگی ویراں ترم
 تا بدیم چند گہ آں صورت جاں بخشش تو
 صورت دیوار دیدی من ازاں بے جاں ترم

۴

اے حسن گفتی کہ من حیرانم از دوری دوست
 اے کہ بے او زندہ مانم من ازاں حیرانم

۵۲۶

در بچیاں خوش نہ ما ز جہاں میرویم
 گر تو نہ بخشی رواج ما زد کاں میرویم
 خلق براں در رود ما بنشاں میرویم
 ما بگلیم سید خوشتر ازاں میرویم
 ما بطریق امید در پے شاں میرویم
 ما بسامع است قص کنناں میرویم

ہر منہ بر کراں ما زمیاں میرویم
 شمع محبت توی شمعہ بازار عشق
 کعبہ نشاں یافتہ بندہ گمراہ گم
 با شتر سنج مو قافلہ خوش میرویم
 راہ رواں رفتہ اند در رہ تو مردوا
 مدعیاں گرشند مسکر قص و سماع

۵

در ہر جا چون حسن جز تو نخواہیم دوست
 گر تو نہ در میاں ما زمیاں میرویم

۵۲۷

طاقت برسید و بقایت نرسیدم
 باشد خبرے بشنوم از تو شنیدم
 ہر ناز کہ کردی بار اوت بخشیدم

امروز چہ افتاد کہ رُوئے تو ندیدم
 گوشے سوئے در داشتہ ہوشے سوئے قاصد
 ہر راز کہ گفتم پتکبیر نہ کشادی

داروے پسین بود کہ امروز چشیدم	برخواست طیب از سر من آہ درینا	
<p style="text-align: center;">۶</p>	<p style="text-align: center;">بکشائے حسن از دل خود قفل تا سفت جز کعبہ توفیق درین باب کلیدم</p>	<p style="text-align: center;">۵۲۸</p>
<p>صلائے عشق و محبت عشرت مداوم کنم کہ بر در تو رسم روز با مقام کنم نماز را بگذارم ترا سلام کنم ز صفت برائے کشمشیر و نیام کنم مرا چه زہرہ کہ در پیش تو کلام کنم یکے بخند کہ آن در دما تمام کنم</p>	<p>اگر شبے بسر کوئے تو مستام کنم دو بار کوچ کنم از مقام خود ہر روز مثل اگر بہ نماز آیدم چو تو پرینے زباں فروشی من باتو کے رود آسے تو از خار بلب بر نہادہ ہر سکوت ہمہ دعائے من از تمدنی تو عارت شد</p>	
<p style="text-align: center;">۴</p>	<p style="text-align: center;">حسن در اہل تصوف تمام ہدایت مگر مذہب ستائش نیک نام کنم</p>	<p style="text-align: center;">۵۲۹</p>
<p>لاہوم آنچه فہمیدن خوں آن دیدم دم سہرے ز دم و پردہ نور بدیدم ہمہ بفر و ختم و عشق بختہ نشدیم</p>	<p>پند میداد مرا خلتے و من نشنیدم صبح وار از جگر سوختہ خوں آلود رخت تقوی و متاع خرد و نایاب</p>	
<p style="text-align: center;">۵</p>	<p style="text-align: center;">ترس می بود مرا در غمش از زبانی آخر الامر ہماں شد کہ از ان تربیت</p>	<p style="text-align: center;">۵۳۰</p>
<p>سہ بار بارگزہ دل را میگنم</p>	<p>باز اندہ تو بردل خود باز میگنم</p>	

<p>سما تو بنا زوشوخی خود فخر میکنی و اندر ز رخت خشت تو تا خانه پر شده چوں در ره تو مستی عشاق طاعت اے ترک خوب خطا که مرا بنده ساخت تا خار و خس زره گند تو بروں برد این خرقه که پاره شد از عشق زلف تو گفتم بفاخته که چه می نالی این چنین</p>	<p>من از صلاح و تقوی خود عار میکنم جمله متاع زهد بسبب ازار میکنم خود را به توبه از چه گنه گار میکنم خطا از چه میکشی که من اقرار میکنم خون جگر به آب مژه یار میکنم پیوند آن برشته ز نار میکنم گفتا که درس شعر تو تکرار میکنم</p>
--	---

۵

گفتی حسن نعلق خواباں چه کارست
 تا جاں دین تن است ہمیں کار میکنم

۵۳۱

ز بحر یار دل خون شد کجا شد آن بگوئیدم
 دریں گرداب خونخواره چو گم گشتم بگوئیدم
 گل نواز زبان حال با من گفت آخر شب
 که من بے فلاں دارم بوی او بگوئیدم
 و صنو از خون کند عاشق چو من سجده برم اورا
 بخون صرف کز دیده فشانم ز اں بشوئیدم
 اگر چه می نباید کرد مویه بر سر مرده
 و لے بے او بدیں زاری که من مردم بگوئیدم

حسن در ہر غزل گوید حدیث روزگار خود

<p>۴</p>	<p>ولے این درودن پیش کہ میگوید گویب دم</p>	<p>۵۳۲</p>
<p>تو همان منے کا مشب شب مہتاب می بنم بجھد اندیس از دیرے ترا سیراب می بنم کنوں از طاق ابروے تو در محراب می بنم چو دور من سیدان بادہ را خواب می بنم بخوابم باخت با ایشان لے قلاب می بنم بخوابی کشت عاشق را بے سباب می بنم</p>	<p>منم یارب شستہ پیش تو یا خواب می بنم تو خود گلزار سیرابی زچہ از چشمہ حیواں ولے کز شوق آں بہا در میخانہا میزد جہانے بادہ ناب از لب میگونت نوشیدہ دو چشم کعبتیں تو بکار فتنہ غلطیدہ دو ابرو چوں کجاست مژدہ تیر و نظر ناوک</p>	
<p>۵</p>	<p>ہمی بنم حسن را من بزیر پایت انگندہ الہی بخت او بیدار شد یا خواب می بنم</p>	<p>۵۳۳</p>
<p>مستت ز کس او من در شمار اویم با کس قرار نتوان چوں بقرار اویم تا یک دست در من امیدوار اویم لیک از ہوائے زلفش ز نار دار اویم جان و سر عزیزش ہم شہ مسار اویم کشتہ شدن پیدینی آخر شکار اویم</p>	<p>آں دوست کزدل و جاں من دوستدار اویم با غم چہ میفرستی سر و دم چہ می نمائی گر از خودم بر آندہ دم بنا امیدی ہستم بنزد خلقے دین دار و پاک مذہب گرد مسرتش فتانم جان عزیز خود را گفتی چو کشتہ گشتی از چہیست شادی تو</p>	
<p>۶</p>	<p>سہلست رفتن دل در عشق روئے نیا گر سر رو حسن را من بندہ یا اویم</p>	<p>۵۳۴</p>

لہ ز نور روشن شد امشب خانہ یا مہتاب می بنم لہ تو ابرو چوں تان وادی

دل نامراد خود را بمراد خویش دیدم دل و جان دین نقوی ہمہ پیش تو کشیدم کہ چو آب دیدہ خود بہ ہزار سود دیدم تو ہی ومن منازل زبرائے تو بریدم کہ ہزار بار ہستی بہ ازا کہ می شنیدم کہ بست رویے و مویت شقیہ و روز عیدم	چہ سعادتست یارب کہ بخدمتت رسیدم غم عشق و ستر سینہ ہمہ پیش تو کشادم بکش آتش دل من بحضور خویش کیرہ تو دری ومن گہر ہا زبرائے تو فشاندم بہرم ہزار منزل بہولے خوبی تو تو شمع از زلفت بر من بخوشی شیبہ و روز
--	---

۶

حسن انجمن مخالف ہمہ دشمن اندام
گر از دعائے تست این کہ بدوستان سیدم

۵۳۵

بیاد رخ دستاں بودہ ایم چو سوسن ہمہ تن زباں بودہ ایم ہمہ روز در ذوق آں بودہ ایم کہ یک چند ہمہ ارشاں بودہ ایم کہ مانیز روزے جواں بودہ ایم	سحر گاہ در گلستاں بودہ ایم در اوصاف رخسار گل رنگ یار صبا زرم و گل تازہ و سبزہ تر مے چند خوردیم بر یاد شاں بشم شاد گفتم جوانی کن
---	---

۷

حسن و آں وقت را گوینا
پس از دیر ہا میہماں بودہ ایم

۵۳۶

یک شہر خیر دارم من از کہ نہاں دارم و رحکم کند و اللہ از دیدہ رواں دارم	عمر سیت کہ در سینہ سوداے فلاں دارم بیچارہ دلم خون شد این دل توں دان
---	--

روزہ نکشایم من از وصل بے دیگر جز سایہ نماںد امروز از ہستی من با من مستانش چو برگشتند از قاعدہ مذہب یارب نہ بری از من آن مونس جانم را	کز یاد لب لعنت مہر سے بدہاں دارم دیں سایہ کہ می بینی زان سر جوں دارم ساقی قدحے وردہ من مذہب نشاں دارم ہر کس کسکے دارد من بندہ ہماں دارم
---	--

۷

آرم چو حسن پیش جاں را و جہاں را ہم
کز جملہ جہاں حقاً آن جان جہاں دارم

۵۳۷

دستے کہ زپائے در فدا دیم
نا یافت مہاں داندیم
گوئی بہمیں ستارہ زادیم
زیر قدم تو زان بنادیم
کشتند و نی دہند دادیم
یارب برساں بدہاں مرادیم

یاراں دل دین زدوست دادیم
معتوق چشم رفت افسوس
چشم ہمیشہ ستارہ ریزا
جاناں قدحے بنہ کہ این سر
من کشتہ آن کساں کہ از ناز
گفتی کشتت بنا مرادی

۸

بند دل در ہم حسن را
بختائے چو ستر او کشا دیم

۵۳۸

من خون دل خود از زہد دل دیم
خاک قدت سرور زودہ دروں دیم
نظارہ کنی کہیں خود استخوان دیم

گر بہت ترا جاناں آہنگ بخونزیم
تا نور بصر ناگ از دیدہ بروں نماید
در ہاست بہ چشم من گردست دید دیم

زین پیش کریں دُر ہاکم داشت بہشت صدک ہی ارزد لعلے کہ کنوں ریزم

۵۳۹

روزے چو حسن بوسم یا قوت شکر بارت
با آنکہ بخواہی کشت زان غمزه خوں ریزم

۵

آمد آں یاکے کہ من می خواستم
خانہ من کرد باغ و بوستان
نیم شب آمد ہفتہ از رقیب
بر سر من سایہ رحمت فلند

راست شد کایے کہ من می خواستم
لالہ رخسارے کہ من می خواستم
ہم بہ ہنچارے کہ من می خواستم
سر و رفتارے کہ من می خواستم

۵۴۰

یا خود خواہد مہ کس لے حسن
اینک آں یارے کہ من می خواستم

۶

من بچو روئے خوب تو روئے نیدام
تا بر کشیدہ تو سر از جیب حسن خویش
گفتی چہ دیدہ کہ چیں مبتلا شدی
گفتم باشک خود کہ چہ می اوفتی چنیں
پیرانہ سر کجا رود این مستی از سرم

آں روئے تو بیدہ و دل زان گزیدہ ام
من پائے دل بدامن حیرت کشیدہ ام
گر آئینہ بہ بینی دانی چہ دیدہ ام
گفتا ازاں فتم کہ فراواں دویدہ ام
کایام شیر بود کہ این مے چشیدہ ام

۵۴۱

دست اردو حسن بگزد کیزماں لببت
دانی کہ چند دست بدنماں گزیدہ ام

۵

کہ دروں یافتہ آں گنج کہ بیرون جستم
کہ من اندر صف عشاق بنایت جستم
سخت بے رحم کسی گر بگذاری جستم
ورنہ من دست ازین دیدہ پر خوں جستم

سینہ از اندہ بیہودہ سر اسر جستم
ماہ من تو پہلا کم چہ مکر بندی جستم
در تو چوں زلف تو آویختہ ام موئے بوئے
سرمہ دیدہ ام از گردہ خویش بدہ

۹

گفتیم اے حسن از باغ سخن سروی تو
کاج چوں سبزہ زیر قدمت میرستم

۵۲۲

شکل شوخی تو بیرون و دروں دانستم
بر تو نزدیکتر سے بخت نگوں دانستم
من ندانستمے این درد کنوں دانستم
بے تو ہر آب کہ خورد و ہمہ خوں دانستم
قد خوب تو الفنا پروے تو لولہ دانستم
غرض آمدن از قافہ تو ایوان دانستم
بدہ انصاف آں کعبہ چوں دانستم
آرے از بار چہ تر تو کہ شہر دانستم

خشم و ناز کے کہ ترا بود کنوں دانستم
آنکہ پیمانہ پیمان تو شد سر بر بست
در جدائی تو شد بندہ من از بند جدا
حاش بشد کہ خورم بے لب شیریں تو
آں تو داری زمین ہمہ خواباں الحق
دی درون دل یک نہر زوی آتش شوق
دیدہ نا دیدہ ہی کردی و سخت دیدی
زلف تو بوسہ زدہم لعل لببت کردم یاد

۱۰

اے حسن این کہ دل دیں بہتیاں چیدی
ایہ عقل شمر گر چہ حسنوں دانستم

۵۲۳

میں در اندوہ تو ایں ہاں نمیدانستم

میں در اندوہ تو ایں ہاں نمیدانستم

لافت بود دست کہ قال دل من نیک آید غمزہ شوخ تو چون غارت دہا میگرد گفتے غمزہ قتال تو مادر زاد است در ہوائے تو بتا پر زدم و قتی بود	زیر و بالا شدن منال نمیدانستم ترک می دیدم و قتال نمیدانستم این بلائی دگر از خال نمیدانستم اکال زماں نام پروبال نمیدانستم
---	---



گرچه در کار حسن فعل تو تقصیرے داشت
تا بدیں غایتش اہمال نمیدانستم



تم در گویے بازی شد من اینجا عشق می بازم
خسریم چون کنم از دور با نظارہ می سازم
سرے دارم فدایش اے رقیباں ہاں چه میگوئید
اجازت ہست تا این گویے با چو گانش در بازم
چو شمعم گر بسوزد من بجاں مجلس برافروزم
وگر سر خواهد از گردن ز سر گردن برافروزم
بن گرتیز بیند ز اوج حسن خود روا باشد
کہ من چون موم پیش چشم خورشید بگدازم
اگر فردانہ بینم در بہشت آن چشم را و اللہ
ز کوثر گر کے آبم وہد در کوثر اندازم
سہ سالہ مکنند ہفتاد سالہ راز را پیدا
بیا ساقی و بر تر وہ کہ تا پیدا شود رازم

۵

حسن صدباری گوید کہ چون متان راہ او
مرا گر بسنجو باشد بگفت وگو پیر دازم

۵۲۵

چو گل خوش بشکنم گر در دل تو یادمی آیم
وگر آن نیست لب لب و ارد فریادمی آیم
وگر آزادگان را بنده سازی ہم بجان تو
کہ اول من ز آزادی خود آزادمی آیم
کشتی گرچه در سلک سگانم ہم خوشم وانشہ
کہ بارے گے کہے وقت شکارت یادمی آیم
چو خاکم گرچه ہر روزے بروں می افکنی اندر
ہم از راہ ہوا داری رواں چوں بادمی آیم

۶

نہ بود امکان کہ یایم چوں حسن بوسیدن پست
چو اکنون دادہ رہ از رخت دلشاد می آیم

۵۲۶

مرا عمریت کا ندر جان غم جانان خود دارم
یکے جان دگر گوئی درون جان خود دارم
بمشقش کردہ ام اقرار و دل تصدیق میگوید
من این تصدیق و این اقرار از ایمان خود دارم
ز عاشق سرخروئی خواست عشق او بچہ اند

نہ چو اکنون پردہ دار رحمت رہ داد می آیم

من این دولت نخست از چشم خون افشان خود دارم
 ز چشم خون دل بیرون فدا دے میرمہ رویاں
 نظر کن بر خسرا بے کز وہ ویران خود دارم
 تو لے ہمسایہ زیں آتش گرفتن از چہ می ترسی
 کہ من سوزے کہ دارم از دل بریان خود دارم
 فسوں گو ہر چہ میخوانی کہ زہر از من فرود آید
 کہ من ایسا تیر زہر آلود افسوں خوان خود دارم

۵

حسن از تو بر جسم گر کنی در مان درد من
 کہ من شادم براں دردے کہ از در مان خود دارم

۵۲۶

اگر گل رفت گور و من گلستانے دگر دارم
 خلاف باغبان من باغ و بستانے دگر دارم
 گلستانے چہ خواہم کرد کز یاد بخ دلبر
 بروں این گلستانہا گلستانے دگر دارم
 کہم این جان رسمی را فدائے جان و لبنداں
 مرا از مرگ بیست نیست من جانے دگر دارم
 بیک کشتی کہ نوح اینجخت کے ماند جہاں سالم
 کہ زیر ہر مژہ چوں نوح طوفانے دگر دارم

حسن تو ایں جہاں ترک کافر کیش خود داری

۵۲۸

من این کافر دیہا از مسلمانے دگر دارم

۷

بہ جان تو کہ چو جاننت عزیز می دارم
خیال زلفت تو ام ہر شبے شب قدر
ز سلاک خیل سگانت شدم تعالیٰ
ہزار جور بکن لیک روئے خود بنما
چہ باک گر ہمہ آفاق دشمنم دارند
گرم مقابل این در ہمہ جہاں بخشند

حیرا چشم عزیز تو ایسپنیں خوارم
ہوئے روئے تو ہر روز روز بازارم
کجا رسید باقبال عاشقی کارم
ز روئے خوب تو آرامم اربیا زارم
کز انچہ داشتت دوست تر ہی دارم
ہمہ جہاں بگذارم در تو نگذارم

۵۲۹

گر از حسن گنہے آدست در گذراں
کہ شرمساری اورا شفیعی می آرم

۷

دست کجا میرسد تا ز لبت بر خویم
قلب ہمہ عاشقاں نامزد در دست
بندہ شدیمت ولے تند مشوعا جزیم
چند براں ایستی تا کنی ام غرق غم
کعبہ ما کوئے تو متباد ما روئے تو
غیرت یعقوب بود دیدہ فرو بستنش

در ہوس پائے بوس عمر بسرمی بریم
قسمت ما کم مکن ما ہم از اں رشکیم
صید گرفتی ولے تیغ کش لاغزیم
آب دو چشم بست بگذرتا بگذریم
اگر نمائی تو روئے ما بکوشے اوریم
گفت چو یوست کنت ما کسے ننگ

۵۵۰

گر ز فراقت حسن گم شدہ حیرتست
ما کہ ترا یافتیم یافتہ حیرت

۷

مقصود دل المنستہ شدہ بدیم من آن شب فرخندہ بیکجاہ بدیم ہمینختہ صبحے بشبانگاہ بدیم ہم یوسف و ہم رشتہ و ہم چاہ بدیم از دولت رویش کہ و بیکجاہ بدیم یک یک ہمہ در صورت و خواہ بدیم	شیکوں رقتے بر رخ آن ماہ بدیم گویند کہ در سال بہانست شب قدر رخ را چہ صفت گویم و خط را چہ توان گفت از عارض و گیسو و ز نخل انش بیکجا نور صحر عشرت و مہتاب شب مہر از غیب ہر آن لطف کہ صورت توانست
---	--

۶

میگفت حسن چون بر رخ دوست نظر کرد
از مات پرستم چو رخ شاہ بدیم

۵۵۱

ماہ را از تو داغ می بینم
دورخت ہشت باغ می بینم
شیوہ کبک وزاغ می بینم
گوہر شب چراغ می بینم
افساق دماغ می بینم

روئے تو بچو باغ می بینم
تاز شوق تو دو چشم من چارت
کبک را در ہوائے رفقارت
دل آتش گرفته در زلفت
می نخواہی کہ بوی من بکشی

۷

اے بازی گرفته شہرے را
با حسن نیز لاغ می بینم

۵۵۲

بے دل و بے قسرامی گریم
لاجرم ابرواری گریم

من کہ از جسر یارنی گریم
یار من برق وار جبت از من

<p>درہوائے بہسار می گریم لوٹوے آبدار می گریم بس کہ بے آن نگار می گریم کز جسدانی یار می گریم</p>	<p>راست چوں ابرجامہ چاک زودہ گوہر گم شد دست ازاں ہمیشہ خاک از خون من نگار گرفت بند بندم جدا شد است امروز</p>	
<p>۷</p>	<p>اے حسن راتو دیدہ روشن ننگری تا چہ زار می گریم</p>	<p>۵۵۱</p>
<p>کہ نصرت دید بر جہاں ناگہم کہ بر تخت الفقر فخری شہم کہ بے اوست روئے زمین چوں ہم دو عیدست یک غزہ آل ہم بدیں نستخ امیدے بد گہم ندائے اذا جاء نصر اللہم</p>	<p>من از دست گیر جہاں آگہم جہاں خود تخت تصرف شود زمن یوسف دور دارد زماں مرہ تو کجا شد کہ ہر شب مرا کشاد دل از دیدن دوستت ہم آخر ازین نستخ فرودہ دید</p>	
<p>۷</p>	<p>من آں باد را کزرہ اور شد حسن وار از دیدہ خاک رہم</p>	<p>۵۵۲</p>
<p>بتگیہا را کشادے داشتہم راستی خوش بامانے داشتہم روزگاہے بر مرادے داشتہم</p>	<p>صبح را خوش بامادے داشتہم ساقیم چوں آفتابے می چو صبح یک نفس از بعد چندین روزگان</p>	

کہ بدیں نستخ امید شد ناگہم کہ جہد ۷۵۱ من

دوست حاضر، چو شاخ گل ولے
مہم صلاح حال من بود آن قیام
من کیشتم لوح دل از ہر دو کون

از قیامش تند باوے داشتتم
ورنہ در خاطر فسانے داشتتم
عشق مشفق اوستاوے داشتتم

۵۵۳

از شب ما خوش چہ پرسی لے حسن
صبح دم خوش با دادے داشتتم

۸

خیز تا خوش خوش سوے صبح کیشتم
رخت خود چوں سبزہ بر صبح کشید
باغ از گل می بختند گل زیاد
چوں بیک رہ سر ہی باید نہاد
ہم از اں آتش کہ وی در مازوند
پردہ پسندار ہا را بر دریم
عقل را مشور عشق آریم پیش

باغ جائے خوش شدت آنجا کیشتم
ما چو سبزہ ہم سوے صبح کیشتم
بادہ ہم گل می کشد کشش تا کیشتم
مرد وار از ہر دو منزل یا کیشتم
داغ بر رخسارہ من دروا کیشتم
سانباں بر قبہ مینا کیشتم
وز خط ساغر ہاں طغہ کیشتم

۵۵۴

اگر حسن یچارہ شد در نے نسو
ما بزلت سا قیش بالا کیشتم

۵

دوش از غم فراق تو خفتن نیافتم
بیار خواستم کہ کنم راز دل بہاں
عمرے چو غنچہ بوم دل بستہ در بہار

در رختیم ز دیدہ و خفتن نیافتم
از دست آب دیدہ بہفتن نیافتم
ناگہ خزاں رسید و شگفتن نیافتم

گفتم بگویش غم دل آہ سببہ سوز
در حلق من گرہ شد و گفتن نیافتم

۵

گفتم برویش چو سن خاک آستان
ترشد ز خون دل مژہ رفتن نیافتم

۵۵۵

تو شاہ و ما اسیر کند غلامیم
تعریف تو بقاعدہ خواجگی خوشست
گفتی چه حاصلست شمار از غایت
چشمت بر نیم غمزہ جہانے خراب کرد
بر یاد نام نیاک تو در نیاک نامیم
تشریف ما ہمیں کہ بداع غلامیم
شاہا مپرسسین لغت از ما کہ عالمیم
آں ترک را بچوے کہ ما اہتمامیم

۷

گفتم پنج بیت بیادت چو پنج گنج
ما خود حسن نہ ایم غلام نظامیم

۵۵۶

اے خوش نوا برابر نواے کہے کشیم
اے یارے بیار کہ دست طرب باند
گفتی کشید کین خود از چرخ کیز دل
کے در عرب بمعنی داغست مے بیار
ہنگامہ بہار جوانی منسا ند گرم
پے در کمان کشند و کین کمان ما ست
نوشاب نے شکر را بر بانگ نے کشیم
در زیر سنگ بو کہ بیاری مے کشیم
تا جام صاف پیش نیاری تو کے کشیم
تا داغ بے نیازی بر ملک کے کشیم
ہنگامہ آن رسید کہ سردی مے کشیم
ہم در ازل شکستہ شدہ چند پے کشیم

۵

آمد خیال دوست اگر کوئی اے حسن
درے کہ رنجی تو ہاں پیش مے کشیم

۵۵۷

<p>امشب از اں دو پسته شیریں شکر کشم امشب رسن بگیرم و از چاہ بر کشم امشب ز دیدہ بہر نشارت گہر کشم امشب عقیق خد متیت از جگر کشم</p>	<p>امشب کند گیوے مشکینت در کشم زلفت دل مرا ز نخلدانت ساخت چاہ زیر پیش گرز نظم چو در تحفہ کردے روزے فشانده ام گہرا ز دیدہ بردت</p>	
<p>۷</p>	<p>دم دم کشیدے چو حسن درد درد تو امشب حرفین من توئی آہستہ تر کشم</p>	<p>۵۵۸</p>
<p>چہ با این شکش پیش تو ایم کہ خاک آستانت را نشایم تو از شہری و ما از روستایم تو بخشی جاو گرنہ ما کجایم نہ ما دریا کشاں ہم آشنا ایم زہے دیوانہ عاقل کہ ما ایم</p>	<p>دلے پرخوں و جانے بتلا ایم نگار اہم بجاک آستانت چہ نسبت حور را با آدمی زاد مگر یک شب بکوے خویش مارا جہاں در جرعہ جام تو شد غرق نئے خواہم بجز زنجیر زلفت</p>	
<p>۵</p>	<p>حسن چوں از سگان در گہت شد فلک گفتش کہ ماہم از شما ایم</p>	<p>۵۵۹</p>
<p>خط بر آئینہ رنگ می بینم نسخہ صلح و جنگ می بینم دست خود ز رنگ می بینم</p>	<p>رخت آئینہ رنگ می بینم لب شیریں و غمزہ شوخت دل تو میکتد ز بردستی</p>	

<p>صلح کردم بوسہ دہنت</p>	<p>چہ کتم وقت تنگ می بینم</p>	
<p>۵۶۰</p>	<p>اے حسن کے رسی بمنزل وصل مرکب بخت لنگ می بینم</p>	<p>۵</p>
<p>باز عہد نیاز شکستیم بس کہ دنیا ک بتاں رفتیم زہد گم گشت دین فدا کر دیم دوش بارے صف رعوت یک طپا نچہ بروے حرم زدیم رہ غلط شد عناں بگر دانیم</p>	<p>توبہ کر دیم و باز شکستیم بچو زلف دراز شکستیم رود بگست ساز شکستیم بسپاہ نیاز شکستیم ہم دندان آرز شکستیم قبلہ کج شد نماز شکستیم</p>	
<p>۵۶۱</p>	<p>چوں حسن جامے از صفا خوردیم شیشہ نوش و ناز شکستیم</p>	<p>۹</p>
<p>خوش میروی اے شمع سراپردہ جانم گردوستی جان بود اندر دل بہر کس بیکرہ مین عمر زیاں کردہ بکین روئے بگذار کہ بازم ہمہ بروئے نکو عشق راے سفرے داشتہ دوش بران خیش آنجا کہ کند غمزہ خول خوار تو خوریز</p>	<p>بر سر روان تو فدا باد روانم تو از دل جہاں دوست تری اے دل و جانم باروے نکویت چہ بد افتد ز زیانم کس شبوہ نکو دائم اگر سچ ندانم تا فاشیہ ردوش نیم پیش تو رانم من مطہرہ آب ز دیدہ بر سانم</p>	

ہمراہ شوم از سرِ خلاص چہ گوئی
زین مایہ تو انم کہ شوم پائے ترا خاک
یا سورہٴ اخلاص ہم از دور بخوانم
بوسہ زدن از بیم رقیباں نتوانم

۸

ہرگز چو حسن دست نذارم ز عنانیت
واللہ کہ نماغم بہ ازاں کز تو بس نام

۵۶۴

دیگر مدہ اسے راحت جان دُردی در دم
ہر شش جہتم عشق دغا باز تو بگرفت
گر دعوی عشق تو کنم ہست مویجہ
نالہ بفلک بر شدہ و زخم نہ پیدا
اے کاش کہ در راہِ سگان تو شوم گرد
از خاکم اگر بادِ اجل گرد بر آرد
کو بیند مرا تو بہ کن از صحبتِ خوباں
من مستم ازاں بادہ کہ بر یاد تو خوردم
دشوار برون آید ازیں شدہ زردم
اینک بدو رخ ہر دو گوا گونہ زردم
بیچارہ طیبیاں ہمہ در ماندہ زردم
آں بخت نذارم کہ سگ کونے تو گردم
گردے شوم و گرد سر کونے تو گردم
بیار جنیں پند شنیدم کہ نکر دم

۷

گفتی کہ حسن باد گرانی شدہ مشغول
من در غمت از ہر دو جہاں فارغ و فرودم

۵۶۵

گرا ز جورت بجاں بودم ہمیں کا خر بجاں رفتم
رقیباں را بشارت دہ کہ من زیں آستاں رفتم
کندت را ہماں صیدم اگر در کعبہ ام بینی
سندت را ہماں گروم اگر بر آسماں رفتم

تو از تعلیم تیر خویش خونم را رواں کردی
منم شاگرد اشک خود که در رفتن رواں رفتم
چگویم راست چوں ابر بہاری در ہوائے تو
خروٹے صعب و بادے سرد و چشمے در قشاں رفتم
جگر پر درد و رخ پر گرد و جاں در تاب تن در تب
چہ پرسی ہچناں زارم کہ دیدی ہچناں رفتم
خطا گفتم چو بر خط و فائے تو نہی ادم سر
ز خار و خاکداں ہستم بیابغ و بوستاں رفتم

۵

بیاد طلعتِ خوبے تو دیدم قال روشن را
مرا قال حسن رود ادمن بارے براں رفتم

۵۶۶

بکن اے شوق در مانے کہ از شوخیت در نادم
عفا اللہ گر غبارے بود من از دیدہ بنشاندم
سواد زلف تو فرمان ضبط است از پئے دلہا
چہ نہیاں داریش از من کہ تا پایاں فرو خواندم
خیالت در سخن با من گہرمی سفت یک صحیح
زہے در ہائے ناسفتہ کہ من در پائش افشاندم
باشک خویش گفتم روئے مردم میں مرو گفتم
دلہم خوں کردہ خون جگر می ریز من راندم

۵۶۶

حسن دوش از غمت می گفت با صد ناله زاری
مرا از جاں جدائی به که از جانان جدا ماندم

۵

چه رویت این پری رویا که من حیراں آن ماندم
به پیوند تو دل بستم ز خود دامن بر افشاندم
ببامے بر شدی کیر و زبا بالا سنے چون سرے
تو بالا آمدی و من بصد حیرت نسرو ماندم
خدا داناست کاں دم کزد پیرتاش شدی طالع
مرا اخلاص واجب بود و من احمدی خواندم
کلوخ راه تو بر دیده نشاندم ز بے غفلت
چرا دیده نگندم و ال بجائے دیده نشاندم

۵۶۸

زبان خوش کردم از نام تو مانند حسن الحق
بر نام در جہاں کاے چون نامت بر زباں لاند

۷

کجا شدی که بصد جانست آرزو مند
فرشته بو و پری رو و آدمی خوبی
سراز دریچه بروں کن که ابروان ترا
گنہ مرا نہ ترا بود کز ز نخواست
اگر پرسی گویم و گر پرسی سرد
بیا که بگسلم از خویش و با تو پیوند
اگر دل از چو تویی بر کنم کجا بندم
چو روزه دار بمباه نو آرزو مند
تو چه نمودی و من خویش را در افکندم
بهر چه می رسد از گرم و سرد خردم

خلاف عہد بود گر گلے کنم غارت
بہوئے کردن گلزار نیست سو گندم

۷

سزد کہ چشم ارادت نہی بہ ہستی من
کہ چوں حسن نظر از ہر کہ ہست بر کندم

۵۶۹

مے از لب خنم و نقل از لب نگار چشم
کہ جاست شیشہ مے تا یکے از آن بکشم
کہ پیش چرخ زبردست دست ز کشیم
امید و انگ ندریم ما چہ مرد ششم
کہ ما بنا خوشی روزگار خوش خوشیم
ہنوز از طرف موئے والی چشمیم

دومہ گذشت بجز جام دہنی نکشیم
ہزار غصہ ازین ہفت شبیشہ در دل ما
چگونہ دور مرادے تو ان کشید امروز
ز شش جہات جہاں بچشم مہرہ مہر
خوشی زان روز و درود شش خوش باد
چرا کنیم ز غم روئے خوش صاحب پس

۹

حسن در اندہ شامست چاشت تا ہر روز
بعم کو تہ خود تازہ روئے صنج و شیم

۵۷۰

دیں اسیر زلف شد ایساں ہم
آں بر دل ناید مگر با جاں ہم
سواد ہانش بسکند و ندانیم
خفتہ با چشمہ تیواں ہم
سوز با آتش زدے کنناں ہم
غمال و خط بوالعجب با آں ہم

دل فدائے دوست کردم جان ہم
عشق با جاں در تن من جا گرفت
از لبست لاف صدف یارب کجاست
ماہ من خط و لبست شرمندہ کرد
یوسف ارویدے فروغ روئے تو
نیکواں ہستند لیکن آں تراست

گر بگوئی دل کہ از تیر تو خست
چشم تو با خط خون ریز تو یار
خدیجے پیش آورم بیجاں بہم
ترک میں مست آمدہ فرماں بہم

۶

بر حسن رحمتے کن آن بندوی تست
اونہ تنہا جملہ ہندوستان بہم

۵۶۱

بہر لحظہ جان شریفہ را در بلا نہم
ترک خانی آفت جاں شد خطاست
موزہ چو بہر گشت پیادہ بدر کشید
گر پر تو جمال تو یابم شبے چو شمع
لبے چکان زلف پریشان چشمست
میگنت بار بادل بد روز من مرا
یعنی نظر بصورتِ خوباں چرا نہم
بر دیدہ عیب گیرم و بردل خطا نہم
من جائے گفتش چشم خودش زیر پا نہم
پر دانہ وار ہستی خود را فنا نہم
این یک دل خراب شدہ چند جا نہم
روزے ز دوست دیدہ ترا در بلا نہم

۹

گویند این قصیدہ بہ پیش حسن بخواں
داغ دگر چہ بردل آن مبتلا نہم

۵۶۲

مادر دوست قبلگی گیرم
ساقیا مرومی کن انچہ کہ ہست
ہر کجا زہد آتش و آبیم
خلق آفاق شعبہ زوراند
جاں بیایش فنا نہ ایم ہنوز
ہر چہ زان درد ہند پذیریم
کہ نہ ما مردمان تزویریم
ہر کجا عشق شکر و شیریم
ما گرفتار نفس زیریم
ہچناں شہر مسار تقصیریم

<p>ماز شوق سماع می میریم خانہ در کوئے سطر باں گیریم ماسک آستانہ پیریم</p>	<p>مصلحاں می کشناں از طعن مطر بازا بخانہ نتواں برد تیر گردوں بگرد ما نرسد</p>	
<p>۷</p>	<p>اے حسن ماز اہل تحقیقتیم گرچہ ظاہر ز اہل تختیریم</p>	<p>۵۶۳</p>
<p>مے وہ کہ بلب رسید جانم بارے بلب قدح رسام آوارہ کند ز خانماںم مفزیب بدور آسمانم من طالع خود بہ از تو دانم واللہ کہ ہسیچ ہم گرانم</p>	<p>ساتی ز خار سر گرانم جانست مرا بلب رسیدہ آوارہ حسن خانہ زادت اے ماہ زمیں بیار دورے گفتی کہ ستارہ تو سست در قیمت من چہ می فزانی</p>	
<p>۷</p>	<p>گرداغ نہی سگان خود را من بندہ حسن دران میام</p>	<p>۵۶۴</p>
<p>کز بعل تو میدہد شام مہربانست بردہ نام من آہ زدن نمی تو انم چوں دست گرفتی آبخنام</p>	<p>اشکے چو عقیق از اں فشام از دست تو نالہ چوں تو ان کرد گرتیغ زنی تو می توانی از پائے میفکن این چینیم</p>	

من بندہ نہ مرد آں کماغم
شرمندہ مکن ازیں گماغم

برابروے خود گرہ چہ بندی
در حق تو ام گمان فضل است

۷

گفتی کہ دل حسن کہ آزرده
از غمزه بپرس من چہ داغم

۵۶۵

خاک پائے تو آب حیوانم
زود جز برابر جانم
من از اں تو بہا پیشیا نم
من از اں کوئے رونگردانم
من سکیں شنیدہ حیرانم
جمع گردان دل پریشانم

اے درت گشتہ و تباہ جانم
غم تو کاں برابر جانست
تا شنیدم لب تو میگوئیست
گر بگردانیم بہر کوئے
طاقت دیدن رخ تو کر است
تارے از زلف خویش تحفہ فرست

۶

چند پرسی کہ چیت حال حسن
قصہ اوست اینکہ می خوانم

۵۶۶

گر شود چشمہ دوست تر داریم
داغہائے کہ بر جگر داریم
ہمہ عیبیم این ہنر داریم
ہرچہ گوئی از اں خبر داریم
ما جز ایں غم عنسے دگر داریم

چشم کز روئے دوست تر داریم
خون دل ریختیم شستہ نشد
ہنر و عیب ما چہ می پرسی
ما صحابند ما چہ خواہی گفت
چند گوئی ز دوزخ و ز بہشت

<p>۵</p>	<p>با حسن گفت از درم بگذر ما جز این در کدام در داریم</p>	<p>۵۶۶</p>
<p>بارہ گشت و بازی کشدم در میان نسا ز می کشدم مژہ ترکتازی کشدم چشم بستم چو بازی کشدم</p>	<p>چشم مستت بنا ز می کشدم طاق محراب ابروان شما گر چه مہلت حیات می بخشد چشم بستن نداشت سود مرا</p>	
<p>۶</p>	<p>گر حسن شد ز عشق بیچارہ چہ کنم چارہ ساز می کشدم</p>	<p>۵۶۸</p>
<p>کجا راضی شود جانان بدیں جانے کہ من دارم کرا ہماں تو اں خواندن بدیں خوانے کہ من دارم روا باشد مرا گر خون جاں خود خورم زیرا غم این جاں نخواہد خورد جانانے کہ من دارم دل من حالے آور دست برہر سوئے از زلفش فراہم کے شود حالی پریشانیے کہ من دارم دریدہ دانے دارم بخوں آلود پنداری گریبان گل سرخست دانا نے کہ من دارم دل پر آتشم شد از حضور دوستان بستان خلیل آباد میخواند بستانے کہ من دارم</p>		

مرا ایمان غم یارست مذہب عشق و دین مستی
خداوند امزیدی وہ بامیسا نے کہ من دارم

۸

دریں غم چون حسن دارم ز خود سیر آمدہ جانے
کہ ذوق ز سیتن وارد بدیں جانے کہ من دارم

۵۷۹

رویت (ن)

دور کن این عقل دور اندیش من
عشق پیوند منست و خویش من
صورتت ناخواندہ آید پیش من
زخم تیر ترک کافر کیش من
چوں شود حال دل درویش من
کہ فراہم خواہد آمد ریش من
چندی ریزی نمک بر ریش من

ساقیا جام مے آور پیش من
من نہ پیوندم بخویشاں بعد ازین
سورہ خواہم کہ خواہم در من ساز
لے مسلماناں مرا قرباں بہاد
میل او بر مال و بر عقل است و دین
تالشس ہر بار میریزد نمک
ناصحا چون نیست پندت سود مند

۵

اے حسن چشمش اشارت می کند
نوش می خواہی منال از نیش من

۵۸۰

وے مرہم درد دل فکاراں
لے دوست چنین کنند یاراں

لے آرزوئے امیدواراں
از دشمنی انچہ بود کردی

<p>دیوانہ شدم چو سایہ داراں از دل زود بروز گاراں</p>	<p>تا سایہ زلف را گزیدم اینہا کہ تو میکنی بریں دل</p>	
<p>۶</p>	<p>تا کے گذری حسن بر آں در چوں بر سر کشت خشک باراں</p>	<p>۵۸۱</p>
<p>نہ دل ز تو خیرے یافتہ نہ دیدہ شاں ہماں دلیل کند عشق آفتاب و شاں چو روز شد شوم از ہر قرہ ستارہ شاں ز ہم نشینی خوش خاطران خوش منشاں عراق مقابلہ ز مزم است ز مزم شاں سماغ در سر من رقص جبارہ کشاں</p>	<p>منم ز دست تو دامن بخون دیدہ کشاں چو قرہ زار شدم در ہوائے تو آری در آرزوئے تو ام ہر شبے ستارہ شاں طریق ز ہد بیک پے ز خاطر مبر خواست کنوں کعبہ من کوئے مطرباں گشتہ آست بیاد روئے تو در روز رفتم بیند</p>	
<p>۶</p>	<p>حسن ز جام لب تو خسار ہا دارد اگر حریف نسا زیش جرمہ بچشاں</p>	<p>۵۸۲</p>
<p>عرق بلای عشق تستیں دل مبلای من خیمہ بروں زواں جہاں صبر گریز پائے من ماندہ پیرہہ عدم حاجت ناروائے من اشک زواں من نگر صوت ماجرایے من حلقہ کیسوئے تو بس سلسلہ دعائے من</p>	<p>اے ہمہ شاہی دلت از غم و از بلایے من بر دل من چو شمنہ شد عشق دراز دست تو آہ کہ بر امید تو عمر گذشت و چچناں قصہ محنت مرا شرح و بیاں چہ حاجت قبلہ جان من توئی کعبہ چہ کار آیدم</p>	

لاف و فائے تو زخم بس قدم سگانت را
خاک چرانمی شوم خاک بریں وفائے من

۶

اینست خطا کہ چون حسن بوسه دم دز ترا
پیش کمال عفو تو سهل بود خطائے من

۵۸۳

دل گرفتار سلسله رویاں
لقبم شد سر سخن گویاں
آدمی کرده پیری رویاں
دل و جانم فدائے دلجویاں
ہست پیش رکاب شہ پویاں
خازنا محرم از زمین رویاں

منم امروز و عشق ہر رویاں
تا نہا دم بیائے خواباں سر
من سگب آستانہ عشقم
گرچہ بر رخ ز خون دل جویت
گوئے صد زخم بیش خورد منور
با گل ار خلوتے کنم گردو

۷

پا بدریائے عینم نہاد حسن
دست از آب دیدگان شویاں

۵۸۴

بتاں سلطان ملک حسن مادر سگ درویشاں
دلا و امن فراہم کن کجا ما و کجا ایشاں
شوم از کنج درویشی پئے نظارہ شاں بیروں
مگر بیروں ز نظارہ نیامد قسم درویشاں
ندامم تا چہ خواہد آل دلارام جگر خوارہ
ازیں مشتے جگر پالودگان چند درویشاں

در آمد عشق و عقلم برود ناوردش پشیمانی
 پشیمانی کے آید گرگ را از غارت میثاں
 کسے کاں ترک ترکش بند را دل داد نندیشد
 کش از بند مہیاں گیرند یا از کیش بد کیشاں
 اگر تو با عشم لیلی بر غبت خویشے داری
 چو مجنوں فرد باید شد ہم از خویش ہم از خویشاں

۷

حسن در پائے خواباں سر بچھا شد فدا کردی
 نکو اندیشہ کردی علی الرغم بد اندیشاں

۵۸۵

بر یاد لببت خلقے خون از جگر آشاماں
 سر در سرکارت شد نہ سر شد نہ ساماں
 کے در تو رسد ہرگز ایں دیدہ ترواماں
 اکاں قوم بلا سوزند شوریدہ سر انجاماں
 عاشق صنعتاں عاجز خواباں ہم خود کا ماں
 تانا نام تو در ناید در دستر بدناماں

اے در ہوس رویت گل چاک ز وہ دامان
 سر گشتہ بے گشتم بہر سر و سامانے
 اے خشک فرومانہ عقل از در دیدارت
 اے خواجہ مرد چندیں پے بر پے عشاقش
 نابود چینیں بودست ایں خستہ دل مسکین
 بروجہ نیگورویاں ندہند برات تو

۷

بازار حسن گرمست از آتش عشق تو
 ایں دود کجا خیزد از طائفہ خاماں

۵۸۶

سر شک لعل مرا میں بگو عقیق ترست ایں

سرسناک نیست نگارا نشانے از جگرست این
 گر آفتاب و ستاره نظیر روئے تو گویم
 ز بندہ عیب مفرات تفاوت نظرست این
 خیال سبزہ خطت کہ ماند در نظر من
 مزید باد ازین رو یزید فی البصرست این
 دل از ہوائے تو گشتہ تمام مشرق مغرب
 ز بے کبوتر ہمت مہنوز نیم پرست این
 ز روز وصل تو ماندہ بشام جس دروغ
 دم چو صبح ازاں شد کہ شام بے سحرست این
 شنیدہ کہ شبے نیست بعد روز قیامت
 شبم کہ روز ندارد قیامت دگرست این

۷

اگر رقیب تو پرسد حسن چہ ماند بریں در
 برات روئے دہ اور اچھو کہ خاک درست این

۵۸۶

قد تو تیرست یا شمشاد یا سرو چمن
 لفظ تو خوشتر بود یا ذریا عقد پرین
 موئے تو باریک تر یا معنی دربار من
 چشم تو خوریز تر یا ترک مست پر فتن
 وصل تو خوشتر بود یا عمہ یا جاں در بدن

روئے تو ماہست یا خورشید یا برگ سمن
 ابروت کج تر بود یا ماہ نو یا دور چرخ
 زلف تو تار یک تر یا روز من در عشق تو
 زہرہ تاباں تر بود یا مہر یا پیشانیست
 بھر تو بد تر بود یا مرگ یا تن بے روائ

فتنہ روسے تو یا درہشتی یا ہے

یوسف مصری تو یا سلطان خوان ختن

۵

طرہ است پر تاب تریا تاب آتش یا دلم
حسن تو و لکیر تریا عشق یا شعر حسن

۵۸۸

لالہ بہ میان یا مہیں کن
سے دا و پیالہ راقریں کن
اے ماہ من آن کیت نیں کن
اں سرکہ کہ ہست انگبیں کن

ساقی دم نقد را کہیں کن
خورشید ہلال راقراں وہ
زود زود آفتاب جولاں
روراچہ ترش کنی سخن گوئے

۶

صد حرف حسن بگوش واری
آخر بیک ابر و آفریں کن

۵۸۹

ورے جگر خوردن جگر خوارم کن
از تو آریں بہتر طمع دارم کن
ایں جنہیں بچارگی خوارم کن
من کیم آخر ہساں یارم کن
در شکلی او گر فست خوارم کن
من کن گفتن نمی آرم کن

من کہ غم خوار تو ام خوارم کن
روزگارم زین بتر خواہی کہ ہست
گر سنگ خوانی بخوان سنگم مزن
اول از یا بیت تقسیمے نمود
زلف مشکین از گرفتارے بترس
زخم ظلم خود ہمہ بر من میار

۷

چوں حسن از بجز زارم کردہ
از سلام خویش بیسزارم کن

۵۹۰

لے دزجر دادن

چہ شد کہ باز نمی ایستی زخوں کردن کہ بے تو من نتوانم نفس بر آوردن غریب نیست ز ہند و غریب پروردن کہ طوطیاں را آموختی شکر خوردن	بیا کہ باز نشست ایں ولم بچوں خوردن تو آفتابی و من صبح می توان دانست بزیر سایہ خود پرورید زلف تو ام کنوں مبارک بادت طواف ہندستان
---	--

۷

زہے حسن کہ بدینساں نوائے عشق زنی
کہ قمر یانت غلامند طوق در گردن

۵۹۱

اے ترک گلرخ بیش ازین درد ولم حال مکن
اے جان و دل چندیں جفا بر عاشق بیدل مکن
خواہی کہ حال عاشقاں آشفته بود روز و شب
برگرد ماہ عارضت زلف سیہ حائل مکن
از لعل جاں بخشائے تو بوسے تمنای میکنم
اے صاحب روئے نکو منع دل سائل مکن
رفتی و با بدخواہ من پیوستی اے آرام جہاں
من چوں ہوا خواہ تو ام امید من باطل مکن
جاناں چہ رفت از من خطا تا قصد خونم کردہ
بے جرم خونم ریختن بد باشد اے غافل مکن
اے عیب جوئے عاشقاں ہستی ز عالم بے خبر
من غرقہ در بحر غم تو خندہ بر ساحل مکن

۷

مانند یارِ خوشبخت و یگر کجا یاد حسن
جز برد یارِ یار من اے سارہاں منزل کن

۵۹۲

کیست از یاراں کہ وارد درجہاں یارے چنیں
دل ندارم درجہاں از عشق و لدارے چنیں
گل اگرچہ داشت رخسارہ بصد پرودہ نہاں
ہم ز یک پرودہ بروں ناورد رخسارے چنیں
کبک در کہ زیر پا آورد چندیں تختہ سنگ
وانکہ از یک تختہ ناورد رفتارے چنیں
دوش در خون غرقہ گشتم تا خیانت داد دست
اللہ اللہ شب چناں و روز بازارے چنیں
امشب آمد جام مے را جائے بر کف کردہ یار
مر جا جامے چنیں جائے چناں یارے چنیں
میدہم جانرا بجاناں گردہد پیمانہ پر
عاقبت پیمانہ پر خواهد شدن باکے چنیں

۷

خوب کن کارے حسن جانان ز گفتار حسن
زانکہ جوئی و نیابی خوب گفتارے چنیں

۵۹۳

چشت حریف گشت ندیے ہارسا
زاں یوسف زمانہ نیسے ہارسا

اے بادازاں بہار نیسے ہارسا
یعقوب وارد اسفائے ہمیز نم

۷ ہم ناموخت ۷ جاں بجاناں میدہم گر پر کند پیمانہ ام

<p>از پنچہ لبش کہ لطافت بر دست ختم بلقیس و امیر پرتیم ما ز دور از حسن او خوف و رجا نیم و مبدوم از خلعت مراد کز آن در رسد بتو</p>	<p>گر یک فتوح یابی نیجے ہارساں مدد صفت کتاب کریمے ہارساں از لب امید از قزو جیے ہارساں زان کشت یک سیاہ گھیمے ہارساں</p>	
<p>۵</p>	<p>نظم حسن بیک نظر ز گردش و آرز یک یک اصحیح کن ز مقیمے ہارساں</p>	<p>۵۹۳</p>
<p>بکشا قبا و پیرہن با قبا مکن لے ماسکمان الفخ زور سم نطا مکن ایں نیل را بجوش و خورشید مکن آں نیل چشم زخم کند مرتز مکن در شدت او فتاد و زد عشق رہا مکن تعویز جان اہل دست زیر پا مکن</p>	<p>لے ترک ز خانی پندیں خطا مکن و لشکر بن خداد بر سم خا پیاں با سینہ بود مد الزبا سے ایسے گفتی کہ نیل کردہ اہم از ہر چشم زخم دل راست پھو تیر روی شد ز کیش زلفت کہ شد سواوش طو ہارساں در</p>	
<p>۶</p>	<p>لے حاجت حسن بتو حاجت روا کنش گرا ز تو جز تو خواہد حاجت روا مکن</p>	<p>۵۹۴</p>
<p>با ہم نفسان خود آخر نفسے نشیں بگردن کردی تو از بانوے من بالیں من خود تو نیم بے تو نہاں کنی پرویں</p>	<p>اے آئینہ جاہنادر خود منگر چندیں صد شب نگریدستم از حسرت تو تارو با دوست گے خندہ پیدانہ کنی دندان</p>	

لے وہاں سے از حسرت از دیت صدرہ کریدستم

اے دل تو صلا در وہ گریے ندید امکا	اے جاں تو جگر خوں کن گریے نہ کی تمکین
یارست قبولے جاں تا کیست قبول او	یا سینست دل قرآن تا چیت دل ایسین
فرہا و کہ شیریں را گشتت بجاں طاب	تمخت ہمہ چیزش جز دوستی شیریں

۵۹۶	مسکین حسن است ازوے سرفتر مسکینا یکشب نشد او ساکن در مسکن این مسکین	۷
-----	---	---

اے ملک ہمہ ہستی گرد مسر درویشاں	سرہاے سراں زبید خاک قدم ایشاں
خاک قدم ہر یک در دیدہ روشن کش	اندیشہ نیکستایں کوری بدان ایشاں
دست ہمہ عالم را پہنات کہ گرد آرد	چوں موج زندنا کہ خون دل درویشاں
گفتی کہ چرا نبود پیوند بخویشانت	خوشی چه محل دارو در عالم بخویشاں
در کیش نیکو ناماں من راست ترا تیرم	چوں تیر بروں حبتہ از صحبت بگیشاں
توزم دلی یارا از سخت دلاں بگذر	با گرگ خطا باشد گرگ آشتی میشاں

۵۹۷	بسیار خطا کردی باز آئے حسن کنوں روئے بزمیں آور درویشی درویشاں	۷
-----	--	---

اے دیدہ ہائیکے نظر کن	از موج دو چشم ما حذر کن
گرد رخ خود بکش خطا تر	گلزار حیات تازہ تر کن
دے کہ بگوش تست نشاں	اگر زہرہ اتا تک فہر کن
اے جو ہی بہشت پیشہ ہست	یاکے روز بوسے ما گذر کن

<p>اے جان عزیز را خبر کن دل خون شد و حیلہ دگر کن</p>	<p>اے باد بلب رسیدہ جانم تا کے غم جاں خوری حسن خیز</p>	
<p>۵</p>	<p>معتشوق مزاج چوں دگر کرد تو نیز عسلاج خود دگر کن</p>	<p>۵۹۸</p>
<p>وے گشتہ پہچوزلف تو آشفته کار من اے راحت رواں و خداوند کار من اے نوح وقت من نظرے کن بکار من کاندر غم تو سو ختم اے غمگسار من</p>	<p>اے بردہ روئے خوب تو صبر و قرار من دریاب کز فراق تو جانم بلب رسید طوفاں شد دست گرد من از آب دیدگار وقتت گز بعین عنایت نظر کنی</p>	
<p>۶</p>	<p>امشب دگر چگونہ بروز آورد حسن کامد نماز شام و نیامد نگار من</p>	<p>۵۹۹</p>
<p>بے اُبدن نہ طاقت با او شدن سالی من خاک راہ اورا در مسکیشم بدالی منزل بمنزل کنوں چوں ماہ شد خراب رخسارش از نکوئی چوں یاد نیکنای از رشکش از سوزد باشد یکے ز خالی اقبال برد راواز کمترین عنلای</p>	<p>آں سروراکہ دیدی رفت از برم خراب زین خاک رہ اگرچہ دامن ہی کشد او مجلس مجلس اول چوں شمع بدستادہ رفقارش از طراوت چوں ماہ صبحگاہی عود از ہمہ صفتہا هست از دوزلف او خوش ور از قبول پُرسی خود بہترین عیدت</p>	
<p>وصفتش حسن کند کواندر سخن تاملت</p>		

<p>۵</p>	<p>وصفے کہ بہت پیروں از وصف نامتاماں</p>	<p>۶۰۰</p>
<p>شام امید خلق را صبح جہاں افزون کن اے شمع جاہنا کار من گر میکنی از سوز کن پر وہ زرخ یکسو فلکن روز مرا نور و زکن اے روز من بے تو چو شب آں را اموز کن</p>	<p>اے آفتاب نیواں آخر شبم را روز کن اے صبح دولت بار من گرمی بری از ہر بر اے از شب گیسوئے تو ہر شب مرا قدرے دگر گفتی بہاں آمدن روزے شوم روزی تو</p>	
<p>۴</p>	<p>مغ ہوائے تو حسن صید تو شد حاکم توئی خواہی بدارش در نفس خواہ پیش دست آموز کن</p>	<p>۶۰۱</p>
<p>ما را قرار با تست از ما فرار گزین امروز یہاں شو زانو برار و بنشین ہم خانہ عنبریں دار از زلف عنبر آگین بے آن دولب نگرود کام حیات تیریں اکنون کہ روز سال ست تاخیر نیست چندین گوے طرب در افکن حال زمانہ می ہیں</p>	<p>اے دوست یگزینانے با دوست شاد بنشین ما یئم و مجلس مے زانو زودہ صراحی ہم جام شکر میں کن ہم لعل شکر افشان بے آن دو رخ نباشد روے مراد روشن آخر بوقت ہجران تجھیں بود چنداں میدان عیش خالی تاکے بود نکارا</p>	
<p>۶</p>	<p>بندہ حسن چو نوشت اوصاف حسن رویت بخت از طریق اسماں کردش ہزار تحسین</p>	<p>۶۰۲</p>
<p>جہاں شد علم بے توبہ آشد دم حیران</p>	<p>اے جان برت اورم دوم برت اے جان</p>	

دردِ زخمت دارم دارم زخمتِ دردے
بیچارہ من مسکین مسکین من بیچارہ
باتو سخنے گویم گویم سخنے باتو
جانے زجہاں دارم دارم زجہاں جانے

درداں نکنی دانم دانم نکنی درماں
بتاداں نزوم یکدم یکدم نزوم بتاداں
فرماں نہ کنی دانم دانم نکنی فرماں
بتاں و بدہ بوئے بوئے بدہ و بتاں

۶۰۳

ہر دم حسنت گوید، گوید حسنت ہر دم
اے جاں زخمت مردم، مردم زخمت اے جاں

۶

خوشست ارچہ تو ان نگہ داشتن
بیک پلہ صد جاں بیک پلہ تو
دے را کہ بازلفت افتاد میل
ترا ختم شد بعد در پیرمن
کشیدی اگر تیسر خود در ولم
کہ مردم گرنہ حاضر شوی

وجود تو در جاں نگہ داشتن
ہمینست میراں نگہ داشتن
بزنجیسرتو ان نگہ داشتن
شب قدر نہاں نگہ داشتن
خوشتم ہم پیکان نگہ داشتن
حدیثت ایماں نگہ داشتن

۶۰۴

حسن سے بیپیمانہ عشق کش
نہ شہرست بیپیمانہ نگہ داشتن

۷

ماہ در سایہ کلاہ کمن
روز بر عاشقاں سیاہ کمن
دزد را سوئے گنج راہ کمن

سایہ شب حجاب ماہ کمن
خط شبگون بر آفتاب کمن
زلف را جانے بر سر پردہ

<p>ہیچ رواندرون گاہ مکن تو بہشتی و شی گناہ مکن آفتابی تو کار ماہ مکن</p>	<p>نہ نگہ داشت آئینہ نقشت در من آتش زدن گنہ باشد منزلے نو بگیر ہر روزے</p>	
<p>۷</p>	<p>بشکستی بظلم عہد حسن ایں دلیری بہر شاہ مکن</p>	<p>۶۰۵</p>
<p>سچی دوستی دوستداران برار امید ما امیدواران دو چنداں از ملا متہائے یاران چون من مستت عقل ہوشیاران چو خورشید سے کہ خند روزباران نشاہد منع طبل در بہاران</p>	<p>نگہ میدار یارا حق یاران بہ امید ما در برقع تست دل من یک جہاں عم دار و از یاد توئی کہ عشق آن بہاے میگوشت بوقت گریہ من خندہ تو معاذت اینکہ ناظم در چوایت</p>	
<p>۷</p>	<p>حسن ہر شب حسینی وار گوید کجا بی اسے قرار بیتراران</p>	<p>۶۰۶</p>
<p>ما تجم در تو گشتہ تو در شہ کساں ہوستہ فی زعم آخر بود کہ کوہ کساں شہید و محبتی تو در زعم کساں ایں ہواستہ در زعم کساں</p>	<p>پریش اسے یوسف عہدار نہ نیچے برساں چوں تو جانے بن سوختہ خود نرسد زلف تو برد دل آگاہ نشدہ شامہ تا تو رفتے من بیچارہ بصد تو نہ گری</p>	

یارب آں یار مرا گر چه چو یاراں ہرگز
از برائے لب تو خاست نغیر عشاق

یک سلامی نرساند بسلامت برساں
بہر شیرینے میخیزد شور گساں

۵

از حساں چشم مزن خیر چه جائے آنت
جائے در چشم حسن ساز علی الرغم حساں

۶۰۶

کردم جگر از درد تو خون از توجہ نہیاں
رازے کہ دروں بود مرا ویدہ بروں داد
خوں را ہمہ دارند نہیاں من ز تو دارم
اے منفس من ہمہ کار چو کارم

خوں کز مرثہ افتاد بروں از توجہ نہیاں
اے محرم بیروں و دروں از توجہ نہیاں
این امن آلودہ بخوں از توجہ نہیاں
بایک نفس افتاد کنوں از توجہ نہیاں

۷

آں قاعدہ عقل حسن جملہ فروشد
آوازہ برآمد بحسنوں از توجہ نہیاں

۶۰۸

ز دست آں خط شبگون کہ بر مہ می کشد جاناں
مسلمانی بفریاد دست فریادے مسلماناں
مجنباں اے صبا ز نفس کہ بہت آسایش دہا
مشور آں روزگار خوش بدیں مشتے پریشاناں
خیالش گرنخواہد جاں بشیرینی بر افشاغم
ترش روی نباید کرد اندر روئے ہماناں
بر آنم تا بجاں بازی ہم سر بردش امشب

دشمن گر بوسہ نتوان زد بوسہ پائے دربانان
 چه رحمتها کند یارم چو گردد آگہ از کارم
 وے احوال درویشاں کہ گوید پیش سلطانان
 پشیمانم کہ بے اوزیتتم ہم پیش او میرم
 شنیدم توبہ مقبولست آنجا از پشیمانان

۷

حسن گر عشق میوزری چنین بر دل چه میلری
 بیک دل در نمیکنند غم جان و غم جانان

۶۰۹

طاقت نماند مارا بے روئے یار بودن
 تعلیم گیر اول مانند خار بودن
 گر بایت چو مجر در صدر یار بودن
 کاندر غم عزیزاں تا چند خوار بودن
 از مردی نباشد مردم شکار بودن
 حاصل ازاں چه دارد ناپایدار بودن

عمرے گذشت تا کہ در انتظار بودن
 گر تو باغ وصلش خواہی چو گل کشی سرا
 از سوز سینه دم دم دودے بر آرخوش خوش
 کو پیک تا پیامے از ما بگل رساند
 اے ترک تیر غمزہ بر ما چه میکشانی
 در برق میں کہ کہ تیغ افگند بمردم

۷

خیز اے حسن کہ جاں را در باختن بختش
 کارسیت بد نباشد دنبال کار بودن

۶۱۰

جز بردت ایستاد نہ توان
 آنجا نزل سر فساد نہ توان

دل جس پر غم تو داد نہ توان
 روئے تو بہشت عارفانست

چیزے کہ خدائے داو نہ توں
 بے تعب یہ مراد نہ توں
 آساں آساں کشاد نہ توں
 بخ بر بخ تو نہ ساد نہ توں

گفتی غم ما زدن بروں کن
 شطرنج وصال تو توں برو
 ہیہات کہ پیل بند عشقت
 تاہو نیفتد ت بیازی

۵

ہے چو حسن روی دریں راہ
 بے رہبر اعتقاد نہ توں

۶۱۱

ز درد عشق تو عاجز طبیباں
 بلا باد بر جان رقیباں
 یکے بر پرس حال بے نصیباں
 کہ شب دشوار باشد بر غریباں

الائے مونس جان غریباں
 رقیباں گرد تو ہر یک بلائے
 چو را جہتا نصیبت آمد امروز
 خلاصی بخش دلہارا از آن لطف

۷

حسن را بس خوش افتادست با تو
 کہ خوش باشند با گل عندلیباں

۶۱۲

ہر چہ مراد تو بود دست مراد من ہماں
 بر صفت پری چہ آزاد میاں شومی نہماں
 من چہ گم کہ چون توئے بر چو منے کشد کماں
 کیست ازین نفس مرا با نفس دگر ضماں
 دے بدو چشم جانستاں فتنہ آخر الزماں

خواہ صلائے خوف دہ خواہ بشارت اماں
 آدمی پری صفت چوں تو نیا فتم دگر
 شیر فلک نیاورد طاقت تیر غمزہ ات
 تا نصیبت در تم بے تو نفس کجا ز غم
 اے بدو لعل چوں شکر زبدہ اولیں بشر

من بخدا کہ از خدا جز تو نمیکنم طلب
روئے نیاز بر زمین دست دعا بر آسمان



زود تو آورد حسن قصه عجز و بیکیسی
تو بجمال مرحمت میکنی عاجزش ماں



سینہ بر آورد آہ دیدہ فرو بخت خوں
ہر سحر آتش زند بر فلک آب گوں
راہ نپرسد کہ چند باز نگوید کہ چوں
پیشہ ہمیں داشتت تیشہ زن مبتوں
دل شدگان کے روند از در دلبر بروں
ما بشما میرسیم سخن بکم لاحقوں

عشق ہنتم بے صبر ندارم کنوں
نائب آہ نیست قصہ خورشید زان
عاشق صادق کسیت کو بر ریاضت رود
بار غم عشق را همچو ستوں پایدا
مورچہ در شہر ماند مرغ در اطراف باغ
اے دل وائے جاں شما ہمہ دلبر شوید



نیست عجب گردوست بازرسی اے حسن
ہمت تو ہر ہمت رحمت اور رہمنوں



خوں شد دل دیوانہ ام زلفت بیازی ہچناں
آخر رسید افسانہ ام شب راداری ہچناں
از جور چشم کافرت گشتم چو خاکے بردت
واں خال ہند و پیکرت در ترک تازی ہچناں
گرچہ ز ناز بے عدد کردی سجود بندہ رو
من میکنم از اشک خود رخ را نازی ہچناں

تو ہر شبے در خواب خوش دور از تو من اندوہ کش
من در فراقت شمع و ش در جانگدازی مچپناں

۷

غم با حسن دمساز شد آتوب شب آغاز شد
در بے رحمت باز شد و آن عشق بازی مچپناں

۶۱۵

من از نماز خوشت مستم بیالے مست نماز من
دروں دیدہ آکز دل بروں افتاد راز من
بست می ساخت کارم پیش ازین کنوں نمی سازد
ہم آخر کار خواهد ساخت روزے کار ساز من
چگونه شکر گویم این سعادت را کہ پیوستہ
منم از بندگان تو تویی بندہ نواز من
در اتناے نمازے جاں نظر بر قامتت دارم
مگر چوں قامت خوبت قبول افتد نماز من
بعتت فتنہ شد شہرے زہے قد بلند تو
ز زلفت تازہ شد عمرے زہے عمر دراز من
سرو کارے کہ من دارم اگر از عاقبت پرسی
ہمہ محمود خواهد شد چو تو ہستی ایاز من

۷

حسن ہر صبح میگوید کہے روزم بتور روشن
بحق نماز مقبولت شبے بشنو نیاز من

۶۱۶

بندہ رویت ہمہ عالم چو من درچہ افتاد مچہ می پرسی رسن جان من نشنیدہ حب الوطن خواب خوش ناید گس و پیرہن من مقرر بر خطائے خوشین گیسویت را مشک گفتم بر شکن	اے ز گلزار رخت عالم چمن بستہ زلف و زرخداں تو ام جانخواہم جز کہ اندر کوئے تو عشق تدبیر نخل در اعتقاد ہرچہ بد گفتم تو خطا عفو کش قامتہ را سر و گفتم بر گذر
---	---

۷

کے قبول خاصہ و عام آمدے
گر نہ نقش حسن تو بودے حسن

۶۱۷

مشکے کہ کشید آں بت بر برگ گل نسریں
ترسم کہ ز مشتاقاں ہم دل ببرد ہم دیں
آں شاہسوار اینک آمد بکمار صفت
بنگر کہ ندیدستی ماہے بیسیان زین
وائد کہ چناں شاہے گریخ بہ بساط آرد
جب سے او سرگز پانچ نہند فرزین
وانم کہ دعائے من نہ پیرد و ننگ آں
نقش چو دنا گوید آں کسستہ کنک آں
یار از لب شیریں کر گوید سستہ بان
فرہاد سستہ بد ہم بان زالی نین شیریں

حیف است ازیں حالت با مدعیان گفتن
گر مذہب ماداری با مردہ گو گفتیں

۵

گفتی چو حسن شنیم در زاویہ دروش
گراز سر ہستیہا بر خاستہ بنشین

۶۱۸

با من نمی سازی دمی اے یاد تو دمساز من
امشب کہ ہمراہ تو ام چوں صبح بکشتار از من
کہ گہ سرے میباختم در کوئے تومی تا خستم
باناہ خوش می ساختم بر ہم شکستی ساز من
زا برو کمانے ساختی بر ما خدنگ انداختی
از خویش دورم ساختی اے ترک دوران از من
در سینہ دارم تب ز تو خلقے پراز یارب ز تو
اے مردغم امشب ز تو یاد آیدت فردا ز من

۶

گفت حسن از تست بس ہرگز نہ گفتی کینفس
کاینک گرفتار نفس مرغ سخن پرداز من

۶۱۹

مہ عیدست و فصل گل قح از بادہ خنداں کن
رخ چو ماہ خود بنما و عید ما دو چنداں کن
برویت عشق ازال بازم کہ در کویت سر اندازم

۱۰ برویت عشق می بازم کہ سرور پاپیت اندازم

من از تو عید میسازم تو از من بنده قرباں کن
 بہار عالم افروزی کے خیمہ بصر ازن
 سوار شکر آرائی کے رخ سوئے میداں کن
 سرت گردم بہ روز عید رسم گوئے می باشد
 سر خود گوئے گردم من تو زلف خویش چوگاں کن
 بجنباں عمل میگوں خرد را ہوشش یکسو نہ
 بغلطاں چشم ستانہ فلک را دیدہ حیراں کن
 وفا خوب آید از خواہاں اگر این آیت این بہ
 بہ بیدا تو ہم شادم اگر آں بایست آں کن

۷

اگر فرمایدت دلبر کہ چون دل درمیاں نہ جاں
 حسن تو بنده فرمانی کمر بند و فرماں کن

۶۲۰

ندانم تا چه خواہد کرد عشق یار من با من
 دل غمخوار من با غم غم دلدار من با من
 چہ خوش جائیست غم گریست ترک ست من ساقی
 چہ خوش جائیست غار اریست یار غار من با من
 مرا و روز دولت یار و یار غار من عشقش
 آہی یار او با او بدار و یار من با من
 نگہ میدارم از گیسوش یک موالے مسلماناں

بوقت مرگ بگذارید این زنا من با من
 بنائے ہر امیدم بازمیں ہموار شد آخر
 چہ کینہ داشت یارب بخت نامہوار من با من
 شکارے افگناں ہر سو کہ خواہی بارگی میراں
 مرا افتادہ بگذار و دل افگار من با من

۴

بخواہم حاجت خوش بچو گفتار حسن از تو
 اگر حجت نخواہی ساختن کردار من با من

۶۲۱

نخوری غم غریبی بطریق عکساراں
 قدمے بصف یاری گندے بسوئے یاراں
 بوجود گریہ من نکند دعائے باراں
 ز تو بشکند گل دل چو دل گل از بہاراں
 چو سراستین مفاسد بجائے قرض داراں
 تو در سے تا بر آید غرض ہر سیداراں

چہ فداکت نیفتد نظرے بسوئے یاراں
 چہ شدت کمی نیاری ز سر زنگواری
 سوئے زابدان عالم خبرے بریدت اس
 بہ تو خوش بود زمانہ چو زمین بسیرۂ نو
 صنما بقائے گل میں ز صبا دریدہ دامن
 من و عالمیست چہل من با امید نشسته

۵

حسن ار کند گناہے بکرم بخش اورا
 کرم شہاں بہ بخشد گنہ گنہ گاراں

۶۲۲

کوئے بتاں نظار و کن بتخانہ اسلامیات
 گردین دل غارت کنند احمد شہ زین میاں

اے آنکہ محکم بستہ کعبہ پرستی رامیاں
 خواہاں فریہ میدہند استغفر اللہ زین سخن

لے دوست من مست تو ام در باغ فردوسم ہم
 یک رہ سوئے گلزار شو با جامہ نیلو فری
 مرغی کہ خبذیں ہو آتش نذر آشیاں
 تا گل بصد جابر در پیرا ہنئے از پرنیاں

۹

جاناں کجا تاب آورد جان حسن با عشق تو
 روباہ مسکین راجہ تاب از حملہ شیر زیاں

۶۲۳

جاں راز حیات نو خبر کن
 یک جرعتے بریز و ترک کن
 و این بخت مرا ز خواب بر کن
 جانے بدہ و خراب ترک کن
 نقلم کہ کنی ہم از جگر کن
 یک رہ یہ نیاز با نظر کن
 وز خندہ شب مرا سحر کن
 لے عقل تو فکر خود دگر کن

ساقی سوئے مایکے گذر کن
 حلقم کہ زلف و تاب خشکست
 از قفل شیشہ نعل انگریز
 من خود ز غم بستاں خرابم
 چوں میدہیمے جگر گوں
 لے چشم و چرخ ازیناں
 از بوس لب مرا شفا دہ
 عشق آمد و صید کرد دل را

۷

بایجب عشق زور نتواں
 تا بہ توان حسن خدر کن

۶۲۴

ہو لہ بادہ کجیبیدہ سوزاں
 نسیم سسیرہ اور روزگار عطاراں
 آن آتش و پیدہ نظرہ باراں

کنوں کہ باغ ز گل تازہ شد گل از باراں
 طراوت لب معشوق برگ غنچہ سبازاں
 چکویم آل رخ خوئے کردہ را بنام ازداں

وگر نہ شیوہ من نیت کار بیکاراں
بیاد آشتی کن ز نو بختاراں
بمرحمت نظرے کن باں گرفتاراں

چو دورم از شکر او بروزہ مشغو لم
کجائی اے کہ در زابداں ہی پُرسی
توئی چو سر و ز آسبب فتنہا آزا

۷

حسن ز طاق دو ابروت قبلہ میسازد
مگر تسبول شود طاعت گنہ گاراں

۶۲۵

شکر خداوند را اذہب غنا الحزن
بوئے گلایش برود در سر من ز من
اگر دمہ آویختہ طسره توبہ شکن
کعبہ ما کوئے او کعبہ مرغان چمن
تا کہ بدو حاضر م غایم از خویشتن
یوسف من بانست من حکیم پیرین

نوش لبے در رسید ہوش برفت از حسن
روئے چو گلبرگ او تر بگلاب عرق
بر گل تر کاشتہ سبزہ مردم فریب
مرغ بگل عاشقت ما بگلستان او
قاعدہ اتحاد لازمہ عاشقی است
پیر من ہستم از تن من بر کشید

۸

ایں چہ حدیثت باز کز تو بروں میفتد
تبیخ بلا بر سرت لب مکشائے حسن

۶۲۶

لب بلہم بر نہ وجاں تازہ کن
شب قدحے دادہ آں تازہ کن
عمر کہن گشتہ شاں تازہ کن
پردہ بر انداز و جہاں تازہ کن

پردہ بر انداز و جہاں تازہ کن
اے شدہ دل از لب میگو نیست
بوئے ازاں بادہ بعشاق بخش
بے رخ تو تازہ نگر دو جہاں

از قوہ دم خستہ خار بلاست	بر گل تر خط اماں تازہ کن
بر ورق حسن خود از خط و خال	حجت نو ساز و نشان تازہ کن



اے حسن اندیشہ اغیار رفت
باز سر عشق منلاں تازہ کن



رسم عاشق چیت جاں در عشق جانان با ختن
ہم بیک داوِ نختیں کفر و ایساں با ختن
بر بساطِ عشق بازی قائمست این تعبیبہ
از بتاں دل بردن از اصحابِ دل جان با ختن
این دل گردیدہ رسوا چہ بازم در رہش
پاکبازانند و انجا قلب نتواں با ختن
ذہرا گفتم کہ رقصت این کہ پیدا کردہ
گفت عشق آفتاب، انگاہ پنہاں با ختن
نقد جاں در ششدر عشقش بنہ عیار وار
این چنین زوے نمی شاید ہر ساں با ختن
گیسوئے او بردم منصوبہا آورد کج
عاقبت او برد با چندیں پریشاں با ختن
کعبتین چشم غلطانی و باز بہاوی
تو حریف شوخ چشمی با تو نتواں با ختن

۶۲۹

اے حسن بازے از لطف و زرخندان بتاں
پیر گشتی خوب ناید گوئے و چو رگیاں با سستین

۷

کار عاشق نیست سب معشوق چندین زیستن
سبے لب جال پرورا و مردنست این زیستن
گفتیم در عاشقی در بازویں و دل سبے
بند درین مذہب شاید بے دل و دین زیستن
وہ چه شیریں آواز فرہاد جاں وادون بعشوق
تا قیامت بعد از اں بر نام شیریں زیستن
من بروئے تو بھی بنیم جہاں از من مرو
زانکہ ذوقے نیست بے چشم جہاں میں زیستن
ہر زماں از شرم می میرم چسکویم خود بگو
تا چہ بے شرمی است این بے یار چندین زیستن
گر بیانی مے خور و بسج از غم ما غم مخور
عاشقان را عادت است لے دوستین زیستن

۶۳۰

مرگ مسکین واردہ یارب حسن را پیش دست
چوں کرامت کردیش پیوستہ مسکین زیستن

۷

دل خون شدہ شہزاد لبر بہا بچہاں
عہد و وفا کمتر شدہ عشودہ گریہا بچہاں

ساحریدی در دلبری اچھد شد دید مست
 آن ساحر یہا بر قرار آن دلبر یہا ہچمان
 از شہریاں دلہا بری لشکر کشتی خونہا خوری
 در شہر زینساں بنیست در لشکر یہا ہچمان
 ہر بار می پوشد و نم از صبر بر خود پرده
 و آن چشم شوخت میکند پرده و یہا ہچمان
 تا سر بریدی زلف راموئے نہ سنجیدی ز ما
 زنا بر بریدی وے آن کافر یہا ہچمان
 گر غمزه خوریز تو در خون جاغم شد چه ست
 ہست آن لب جان بخش جان پرور یہا ہچمان

۸

گر از لقت آہ حسن ہر مہفت دریا خشک شد
 و چشمہ چشمش نگر و وے تریب ہچمان

۶۳۱

بجاں افتاد کارمن در یغاروزگارمن
 در غمہ نیخوڑم ہر دم در یغاروزگارمن
 نہ آغم شد نہ آغم شد در یغاروزگارمن
 کنی پرسد کرا گوئی و انبا ہرگز من
 چہ روز ستاں آہیشاں در یغاروزگارمن
 چہ شد آن زندگانی ہا در یغاروزگارمن

ز من برگشت یارمن در یغاروزگارمن
 زہر دہاں کہ من کردم جوت کتہ نشد دو
 نہ دل در غم قرینم شد نہ دلبر منشتیم شد
 بتے بود ست و لچویم کنوں حسرت او
 بجائے نوش شیشا مد بلا بر جان لیشاں
 کجارت آن جوانیہا نامداں کامرانی ہا

بترس از گل کھارست این نمے بگذر خارست این
چہ ناخوش روزگارست این درینگار روزگار من

۵

غمے کز سینہ میرید دل از جان دست میشوید
حسن ہر روز میگوید درینگار روزگار من

۶۳۲

اے مردک دیدہ آخر نظرے مکنوں
نوں شد مگر برویت و احوال قطبر نوں
من جاں بد ہم پیشیت گزنگذری قانون
اصحاب حرم منی دیوانہ تر از مجنوں

بے لعل لببت پر شد چشم زور مکنوں
ابروے تو خوش نقشے و احوال بر ان بالا
قانون طبیبانست غم خوردن بیمار
اے لیلی اگر محمل رانی سبویے کعبہ

۵

مردم چو حسن آرم از دیدہ و دلچ پیشیت
اشکے چو عقیق منخ انظمے چو در مکنوں

۶۳۳

بے چہرہ گلرنگش عالم ہمہ خارستاں
چو راند سوسے خانہ شد خانہ نگارستاں
آن شوخ چو بنامید روئے چو بہارستاں
چون نہ نہاں کرد در گرد شکارستاں

اے سرو سمن بومیں روئے چو بہارستاں
چوں رفت بباغ اندر شد باغ باز جنت
ہر جا کہ گلے باشد از شرم فروریزد
در سوسے شکار آید خورشید ز رشک او

۷

کم لاف حسن چندیں از جامہ زید خود
جام لب میگونش بے نوش چہ کارست

۶۳۴

آرے لطافتے کہ تو داری کراست این

سرویت قامت تو ز باغ کہ خارست این

ہم سنبلت پریشاں ہم نرگس تو سرست رویت کہ ہست مصحفی از آیت جمال بادل حدیث عشق تو میگفت دل چہ گفت معلوم شد جرات ظاہر ہر آنچہ بود شب بودہ ام بخون جگر آشنا کناں	اے عالم خواب نہ سادہ چہاست این برخیرہ خط ہمیکشی انجا خطاست این این درد را دوام طلب لا دو است این خون کزد و دیدہ میر و دم از کجا است این ناگہ خیالت آمد و گفت آشناست این
---	---

۵

دلبر بچشم دل زمیاں رفت صبر کن
از بیچ کس منال حسن کر خداست این

۶۳۵

بروہ لعل لب تو آب ہمہ جوہریاں
میشوی طالع وز ہر طرفی مشتریاں
چہ کنم غارتیاں نہ ہمہ لشکریاں
ذکر خوبی تو افسانہ شاہ پریاں

اے کہ از شرم رخت روئے نہفتہ پریاں
مشتری بکطرفی دارد از افلاک تو ماہ
شکر غمزہ تو دین مرا غارت کرد
شب ہمہ شب غم عشق تو ندمیت مرا

۵

حسن از جملہ جہاں روئے بدیں در دارد
لاف ازین درتوانند زدن ہر دریاں

۶۳۶

بگرفت جہان دل بر رسم جہانگیراں
یکشہر غلام او بر رسم ہمہ میاں
این فتنہ ز چشم بود اے خانہ او دیراں
از کونے کہ می آید تو بے نسکن پیراں

آں جان ہمہ عالم واں میر ہمہ میراں
دل مست مدام او بر بستہ بدام او
عشقم ز کجا افتاد تا کرد دم پر خوں
این کودک نورستہ چوں سرور واں یازاں

۶۳۷

بایندہ حسن گرچہ پیوستن او خیر است
پیوستہ مسلم بادا از آفت شریراں

۷

دور کن این عقل دور اندیش من
عشق پیوند منست و خویش من
زخم تیر ترک کافر کیش من
چوں شود حال دل درویش من
کے فراہم خواهد آمد ریش من
صورتش ناخواندہ آید پیش من

ساقیا جائے بیاور پیش من
من نہ پیوندم بخویشناں بعد ازین
اے مسلماناں کند قرباں مرا
میل او بر مال و عقلست دین
تابلش ہر بار میریزد نمک
سورہ خواہم کہ خوانم در نماز

۶۳۸

اے حسن چشمش اشارت میکند
نوش میخوای منال از نیش من

۷

بند سر بر خطاں خامہ من
دہم بوسہ بر مہراں نامہ من
نگینہا از این ہر دو بادامہ من
کہ بے تو چو گل میدم جامہ من
چو گرد آرم از اشک ہنگامہ من
ندارم سر خاصہ و عامہ من

اگر یام از تو کیے نامہ من
بیاد وہاں چو انگشتر بیت
ہم از مہراں مہر بیرون کشم
کجائی تو لے باد آراستہ
نظارہ کند چرخ ہنگام شب
سرے دارم از بہر تیغ تو خالص

۶۳۹

حسن دار روزے رسم عاقبت
بکام خود از یار خود کامہ من

۷

<p>لاف از دم خاصان ان شمع عجمت است این تو نیک نیدیشی و شنام تمام است این تو در طلب سہمی اندیشہ خامت است این بتناں قدمے و کش یا تو جوہر است این اے تخت تیزی رفتہ بنا چہ مقامت است این تو بونے نمی یابی آخر چہ زکامت است این</p>	<p>اے مدعی کم دانی آخر چہ کلامت است این بسیار بدم گفتی بسیار نباید گفت من بر قدم فخرم سرمایہ فخر است این چوں دورست اینک ریزم معینہا بر اوج شربا بین تکب کہ درویشاں پر شد ز گل نظم هم مشرق و ہم مغرب</p>	
<p>۵</p>	<p>نامم کہ حسن باشد از عالم غریب آمد ہم نامور سے چوں مہینہ اند کہ چہ نامست این</p>	<p>۶۲۰</p>
<p>در اندازہ شہرستت نہ در حد زباں این قدر هست کہ دیوانہ شید ہذا دیباں روح چوں بندہ کم پیش لبش بستہ دیباں کار سواست گئے سوہ بود گاہ زباں</p>	<p>این سعادت کہ گہ دیدش از دور عیاں آومی بود پری بود ندانم کہ چہ بود عقل چوں در شدہ و خدمت او حلقہ بگوش گفتم اورا کہ ز سوادت زباں دیدم گفت</p>	
<p>۶</p>	<p>زباں آمد از اسبب عیش جان حسن گوئی کہ بوسہ بدہ مرده خود را ز دہاں</p>	<p>۶۲۱</p>
<p>یا جنبش آن سر و سمن بویہ دست است این من سچ ندانم ز کلامین تمنست است این اے مرغیاں قند آں پیہ نیست این</p>	<p>بونے دل من بردنیم تمنست این سر و سیت کہ چوں در دل عاشق بخرامہ چشم ہمہ پر نور شد از گرد قبایش</p>	

زین پیش بیک غمزہ بکشتت جانے
اے عقل چه لشکر کشی از توبہ و تقوی
دی بیک غزے در و فرا در نظرش بود

اے دل سپر افکن کہ ہاں تیغ زنت این
بگریز ازین ترک کہ شکر شکنست این
میگفت بیارن بطریق حسن است این

۶۲۲

جان را چو شکر از لب جاناں نتوان داد
فریاد بدانند کہ چه شیریں نخت این

۵

از خط و عہد دور فدا دی چه باشد این
فریاد کرد و داد ندادی چه باشد این
دل سستی و زبان بکشاوی چه باشد این
تو ہم ہاں طریق فساد دی چه باشد این

جاناں دلم خراب نہادی چه باشد این
روزے ہزار بار دل از دست عشق تو
گفتم کہ دل بند بہ بدگفت دشمنان
شہرے ز پند من بصلاح آمدند باز

۶۲۳

ہر لحظہ سینہ حسن از ناوک مرہ
خستی و مرہی نہادی چه باشد این

۶

نبوت راز تو امرکان تسکین
برس رقصہ ز نشہ بود و نہ فرزین
کہ آدم بود بین الماء والظلمین
پس آنکہ قلب آل شکر حبیہ یاسین
یکے در حال ما بیچارگان ہیں

زہے محراب شرع و متبلہ دیں
تو بر تخت نبوت شاہ بودی
ترا آل روز شد بنیاد این کا
خدایت لشکرے دادہ ز قرآن
الائے مردم چشم دو عیالم

دعا ہائے حسن در دین و دنیا

۶۲۲

بآسین تو مقرون باد آسین

۵

گل تو میرسد نے شکل سر و خانہ خیزست این
 چہ جائے گل کہ بوئے آن بہار مشک خیزست این
 نگارم آفتاب حسن رویش قبلہ گاہ جاں
 طلوع آفتاب از سوئے قبلہ رستخیزست این
 چو خوبان عرب محل نشین آمد بیا مطرب
 بہ نسبت از عرب چیزے بگو وقت خیزست این
 مرا غمزہ زناں میگفت تا کے لاف این تقوی
 ترا بچوں نماز ستاں و اراتنج خیزست این

۶۲۵

حسن در وصف عشقت پانیشتر دند منر بازاں
 تو خواہی در پناہ تو بہ بگریزی گریزست این

۹

رویف (و)

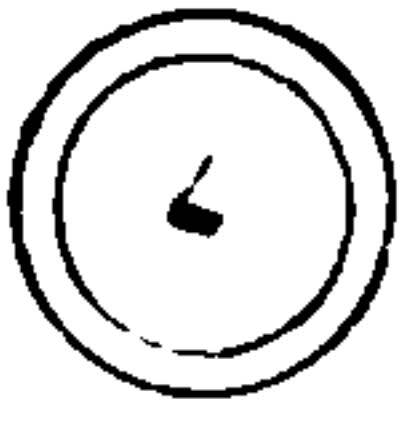
جاں بصد جاں کتر موالے تو
 اے سرت گروم کہ گفتن اے تو
 دلو خوں بالاست از جوزے تو
 ترک فرماں گفت از طغرائے تو

اے بہ خلوت گاہ جاہما جائے تو
 راتے سرگردانی من و اشتی
 تا کہ بستی تو چشم آفتاب
 تا خط آوردی تو سلطان خود

<p>تو تاکشاید بندے از یکتائے تو دست آں ندمد کہ بوتعم پائے تو تا گس میرانم از حلوائے تو اے جہانے چوں حسن شیدے تو</p>	<p>آسماں چوں بندہ در خدمت دست بر رکابت بوسہ خواہم زد چو بخت دستبوس از نیت دستوریم وہ مدتے شد تا سہ نو گشته</p>	
<p>۵</p>	<p>این غزل آرایش بر بزم رست راست چوں رے جہاں آرائے تو</p>	<p>۶۳۶</p>
<p>خون دل من آب کرد آتش اشتیاق تو روئے برے تو کفم کار با تهن ماق تو شمع بلا شمع کیے سوختہ نسراق تو دل ہمہ داو صبر را داو بجفت طاق تو</p>	<p>آہ کہ سینه سوز شد آہ من از نسراق تو رائے بکشتتم زوی روئے پیچ از آنکہ من بہ کہ بیکدم کشی ز آنکہ من اندر میں میا اروئے بختت اے صنم طاق فبا دہ لاجر</p>	
<p>۶</p>	<p>مرحسین شکستہ را نامہ روزگار میں روز گذشتہ و شبے مادہ بہم وفاق تو</p>	<p>۶۳۷</p>
<p>در درّ ناب ریختہ یا قوت ناب تو تا وقت صبح ما و شراب و کباب تو صبحے دمیدہ و مے چوں آفتاب تو من باشم و وے کہ تو کردی خراب تو دانی کہ فرقہا ست میان جواب تو</p>	<p>گل خواہم از جہان و مے چوں گلاب تو اشب بیدہ و دلم از میہاں شوی روزے بہینم آں تنب اندوہ خویش را خواہم کہ در خرابے من سردروں کنی گفتی جواب خوش دہمت نہ تو خود بیا</p>	

۶	گفت حسن خوشست که گویاش کرده در وصف و مدح کرم مالک رقابت تو	۶۳۸
<p>رختنی سیم و زر ریخته در پائے سرو صبر ربوہ زیبا و قامت زیبائے سرو کرده ز گل خرمیئے راست ببالائے سرو دیدہ مکر دست باز جز تماشا ئے سرو تا کہ نہ بیند فلک سایہ بالائے سرو</p>	<p>خلعت نوروز میں راست ببالائے سرو شور فگندہ مرغ خندہ شیرین گل سرو قدان جا بجا دیدن سرو آمدہ زر گس سرست تو تا کہ در آمد ز خواہ ابر منظر کنناں بر سر باغ آمدہ</p>	
۷	یک گریہ بر کشا از سر زلف دو تا کار حسن راست کن چوں قد یکتائے سرو	۶۳۹
<p>نوروز ما بس است گل افشان روئے تو چشمی کشادہ و انشتہ حیران برہے تو مرغی کہ خو گرفت بہستان روئے تو پروانہ شمار ز دیوان روئے تو ما پاک مذہبیم و مسلمان روئے تو مائیم چند روزے همان روئے تو</p>	<p>امروز ماہ باغ و گلستان و روئے تو دی چوں باغ رقم ز گس ستادہ بود پرواز کے کند بہوائے بہشت بیش خورشید را کہ شمع فلک شد خطاب او خلفی ز زلف کافرت ارگم کنند راہ روتازہ دارائے گل دلہا کہ ہچومرغ</p>	
۸	جاناں نوائے خوش ز حسن خواہ زانکہ او خوش بلبلیست بر گل تندان روئے تو	۶۴۰

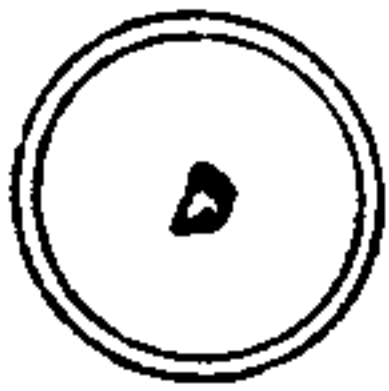
دو غسل تو کہ مر امید بند جاں ہر دو تو گیسواں بمیاں بستہ وز پریشانی ہلال و قوس قزح با چناں بلند یہا اگر قلم نہ وہانت صفت کند ہر دم مرا کہ چشم چو چشمہ شد است گرا آئی غرض توئی ز جہاں ہر دو ورنہ خود واپستہ	دلے و جانے دارم فدائے شاں ہر دو نکر وہ کم سر موعے ازاں میاں ہر دو چو ابرویت نکشید نزدیک کماں ہر دو بزخم تیغ فرو برش زباں ہر دو نثار سرور و روانت کمن رواں ہر دو بیک پیشینے ارزوم جہاں ہر دو
--	--



یہاں بوسہ بخوابد از حسن دل جاں
بیا کہ او بتو بخشید رائیگاں ہر دو



بانگ نوائے عشق را پر وہ کجا ساز کو پس مرا اعتقاد تو در دستم آواز کو قص و سماع شوق را صوفی خرقہ باز کو کت ہمہ صفہ صفا پست فتاد راز کو ساز صلاحیت شدیں سوز جلر گدار کو مائدہ خود تمام شد چاشنی نیاز کو	اے دل اگر تو عاشقی نالہ جاں گدا کو گردم عشق مینر نی چون سپر سبکتگین حرقہ ہستے کہ ہست از سر سر نمی کشی دوش من خراب را راز بباد واد دل نقش سجود بر زمین نقد دعا در آستین اے ببا طرا ز اہدی کاسہ کجا پریم شدہ
---	---



ہست طراز نیستی زیب قبای معرفت
اے حسن ارتو این قبا یافتہ طراز کو



چشم مستش کہ دے گوشہ نشین دارم از خوش کمانیست کہ پیوستہ کمین دارم از
--

تبیخ برداشت اگر خون دلم خوابد رخت یار بدہر کہ با ما ہمہ کسین می ورزد حاصل ہر دو جہاں در سر و کارش کروم	گورواں باش کہ مقصود ہمیں دارم ازو با کہ گویم من دست خستہ کسین دارم ازو آخر الامر دنیا و نہویں دارم ازو
--	--



اے حسن تاشدہ ام بندہ آں خاتم لعل
ملکت روئے زمین زیر نگین دارم ازو



بیا در مان در دمن کہ در ماندست جاں بے تو
ندارم با جہاں کارے چہ کار آید جہاں بے تو
توتا چوں ا نواز چشم مشتاقاں شدی قائب
نمی خواہم کہ بینم بیش سوئے آسماں بے تو
اگر چہ راحت اندر زندگانی گفتہ اند اما
چہ بے راحت کسے کو زندہ ماند یکزماں بے تو
مرابے تو مخیلاں در سر و خار و خشک دریا
نکو تر یا معا و اللہ بہار و بوستاں بے تو
بستان و با غم میفرستی من نمی خواہم
توئی بستان باغ من چہ خواہم کرد آں بے تو
سخن اندر بہشت است اے گل و گلزار من و اللہ
عذاب جاوداں باشد بہشت جاوداں بے تو

حسن را ہر زماں گوئی چہ برستی زباں بے من

۶۵۲

۹

تو گل او بلبل آں بہتر کہ نکشاید زباں بے تو

حلاوت وام کردہ شکر از تو
 کہ ہم نقل از تو گیرم ساغر از تو
 کہ یارو کو خورد بزمن بر از تو
 نہ چاہکتہر بجز لہ شکر از تو
 باطن نیست کس حاضر تر از تو
 گل و لاله دمد در بستر از تو
 چہ نیکو میرود بے دلبر از تو
 کہ خواہد داد روز محشر از تو

زہے شرمندہ گلبرگ تر از تو
 بنہ لب بر لب جام و مرادہ
 چو سروے رستہ اندر دل ما
 نہ خوبے چوں تو خیزد در ہمہ شہر
 اگرچہ غایبی از روے ظاہر
 مرا ہر شب بیا در روے خوبت
 مرا کشتی و این بد کردن امر تو
 ہمہ در روے تو حیراں بانند

۶۵۵

۷

حسن کہ سر نہد در پات کہ روے

نہ سردارد در بیخ و نہ زرا از تو

روے تو ماہے و خورشید فلک لرزاں برو
 یا گل سوریست رستہ جا بجار ججاں برو
 وہ کہ تا چون تلخ کرد چشمہ حیواں برو
 کا پنخاں کو میرود عاشق شدن نتواں برو
 آتن خاکی بریں خوبی نشاند جاں برو
 چوں حیر سادہ ہست از مشک تم فرماں برو

قد تو سروے عجب دیدم مہ تاباں برو
 آنچه رخسارست تو تازہ است بااں خطیش
 گر قدر روزے خضر را بر لب شیرینیت چشم
 دی کہ میرفتی تو عقل من مرا انصاف دادا
 زلف جاں آویز چشم دلتاں نہ ماہن
 گفت مشاطہ روم رویش بیار ایم چومہ

لے بردہ لے تا دتن خاکی بہ آسانی نشاند جاں برو۔

۷

لب ہی خاید ہمہ روز از فراق او حسن
تا چه حد دارد الہی بخت بدونداں برو

۶۵۶

مصرف بادعین کمال از کمال تو
سیارہ را سپند کند بر جمال تو
ریجاں توئی و عالم خاکی سفال تو
عیدے دگر کنیم زہریک ہلال تو
جانے کہ ہست فتنہ روئے تو خال تو
دوزخ فراق تست بہشتم وصال تو

فال مبارکست نظر بر جمال تو
ہر صبح دم بر آتش خورشید آسماں
جاناں توئی و جان جہانے طفل تست
گر بگریم ابرو بیت اے ماہ یک شبے
مردم چگونه سر کشد از خط عاشقی
بسیار خواندہ ام صفت دوزخ و بہشت

۸

مسکین حسن خیالے ماندست در غمت
زاری کماں ہمیشہ بنزد خیال تو

۶۵۷

دیدہ شود گر شبے آل سچ ہمچو ماہ تو
ہما پابد مباد کج گوشہ آل کلاہ تو
تا بدعا بدل شود کینہ دادخواہ تو
اے من ویک جہان چمن خاک شکار گاہ تو
از تو گر یز کردہ ام و آمدہ در پناہ تو
من کم جاں گرفتہ ام بہر نزد جاہ تو
تا بدعا بدل شود دعوی دادخواہ تو

میکشتم ای دو دیدہ را سر زگرد راہ تو
اے زازل قد ترا چست بقائے نکلونی
در عرصات بھچنیں روئے کشادہ اندر آ
تو کہ شکار دوستی خون مرا چہ عزت است
بندہ خویش را چرا نام گریز پاہنی
گر بہلاک عاشقاں کار تو پیش میرود
در عرصات بھچنیں روئے کشادہ اندر آ

<p>۵</p>	<p>ہر گنہے کہ میکنی عذر کہ میکند طلب اے ہمہ طاعت حسن کرد سر گناہ تو</p>	<p>۶۵۸</p>
<p>کفر سر کیسوش میں سرمایہ ایماں درو رو صیت در ظاہر بشر و جانیاں حیراں درو یک سبزہ میں حضورش صد چشمہ حیواں درو بشتم از ہمہ خوزیر تر از غمزہ ترکستاں درو</p>	<p>لعل دلارا عم نگر آرا مرگاہ جاں درو حور صیت در صورت قمر انجم از وزیر و زبر در ظلمت زلفش مرور گرد لعل ناب او زلف و خط مردم کشتش این چہر گنہے نقشاں</p>	
<p>۷</p>	<p>خود کیفیت بیچارہ حسن تا خون او برزد یکمشت خاکست او بے از یاد جان جاں درو</p>	<p>۶۵۹</p>
<p>ویرانہ غریباں گلزار و گلشن از تو بر چشم من قدم نہ اے خانہ روشن از تو قریبیت بودے من طوقے بگردن از تو بسیار شکر گفتم بادوست دشمن از تو حقا ذخیرہ دارم صد جان میں تن از تو من مستم و توستی تو از مے و من از تو</p>	<p>اے شمع آشنائی ما چشم روشن از تو اے دیدہ مردمی کن جہان من شواشب تو باغ عاشقانی اے کاش تا قیامت اے دوست تا دلم را کردی بکام دشمن چہ پاک اگر زمانہ جاں از تم بر آرد بر خیز تا کہ ہر دور قصے کنیم یک جا</p>	
<p>۸</p>	<p>جان حسن مرخاں زیرا کہ ہستی اے جاں تو پاک دامن از مے او چاک دامن از تو</p>	<p>۶۶۰</p>
<p>ور بلایے دادہ ہم باش گو</p>	<p>گر غم قسمت کنی غم باش گو</p>	

<p>عقدہ عشق تو محکم باش گو اس دل خونخوار خرم باش گو ہر کر اول نیست بغیم باش گو و ز بانے نیست یکدم باش گو جوئے خضر و باغ آدم باش گو</p>	<p>عقد عقلم گرفت از انتظام گردل غمخوار کردی غرق خون از غمت ہر زخم کاید بردست روئے تو دیدن چو صبح آرزوست بے لب رخسار تو راحت بجاست</p>	
<p>۷</p>	<p>مہرہ مہراز از حسن بر میچینی بر محبتیں این مہرہ در ہم باش گو</p>	<p>۶۶۱</p>
<p>در دست چرخ خانہ بہائے سرا گو اسپم کرو سلاح کرو چارپا گو صفہ کرو رواق کرو بار جا گو قزعاں کرو تعناں کرو آسیا گو شادی کرو ملیج کرو زیر کا گو حجت کرو قبلا گو ماجرا گو</p>	<p>ماہیم یک قباشدہ آں یک قبا گو اکنوں کہ وقت لشکری آمد چہ ساں روم گر میہاں بیاید جائے نشست کو شرمندہ مانم از پے ترتیب نان نشان کس نیست تا کہ کوزہ آبے دہد مرا یک خانہ پر کتاب کنوں کاغذے نادر</p>	
<p>۵</p>	<p>حالم زبے نوانی اکنوں چناں شدہ بر خلق می ہم چو حسن خویش را گو</p>	<p>۶۶۲</p>
<p>ہم نشین و ہم نفس ہم دوست او می ننگد ہجو گل در پوست او</p>	<p>دل بدو داویم چوں دلجو ست او چوں صبا بر ہر کہ روزے بگذرد</p>	

معتبر نبود پریشاں گوست او
عالمے بدگویش نیکوست او

دل ز زلف او شکایت میکند
ہر کہ خواهد یار نیکو رو اگر

۹

گر کسے را بہت در عالم کے
مر حسن را ہر دو عالم اوست او

۶۶۳

دام ہستی بر در مرغ بلا را دانہ شو
وہ بدہقانان رہا کن شمنہ ویرانہ شو
در صفات گیسوانش صد بان چشمانہ شو
اے خردمند جہاں گر عاقلی دیوانہ شو
مرداں پیاں نئی دنبال این پیمانہ شو
گر فسانہ میثوی باے چناں افسانہ شو
خواہ شیر کعبہ خواہی سگ تجانہ شو
خویش کن از خود جدا و ز خویش ہم گمانہ شو

اے حسن عاشق مشو گر میثوی مردانہ شو
حاصل عالم چہ پرسی عشق را برکش علم
در مقالات بخش چوں آئینہ یک روی باش
زلف او زنجیر شد دیوانگان عشق را
ظاہر اندر جامہ زہدی و باطن سوئے جام
جاں شیریں در رہ جانان بدہ فریاد و آواز
پنجہ ہمت قوی کن طوق زنجیر استوار
در رہ دلبرمنہ بر خویش و بر بیگانہ دل

۹

کار مردانست بر روی نیکو عاشق شدن
اے حسن عاشق مشو گر میثوی مردانہ شو

۶۶۴

آب حیواں دز رخندان دارد او
آن ندارد ہر کسے کاں دارد او
بیش زان اکنون دو چندان دارد او

قوت جاں در لعل خندان دارد او
در ہمہ عالم نظر کردم بسے
انچہ یوسف داشت در حسن جمال

<p>دلِ سنجی، سچو سنداں دارو او عاشقاں را باغ و بستاں دارو او بے رخ خود، سچو زنداں دارو او وہ چہ شیریں دردناں دارو او گوئیا بہر چہ پنہاں دارو او</p>	<p>سینہٴ سپین زرش را مبین از رخ چوں لاله وز تند چو سرو عصہٴ روئے زمیں در چشم من زیر درج بعل و یا قوت لبش گرد روزخ شب زلفین خویش</p>	
<p>۷</p>	<p>گر حسن از عشم بنالد آشکار درد پنہاں در دل و جاں دارو او</p>	<p>۶۶۵</p>
<p>یک دلی دارم در وصف گونہ تاب از روئے تو حلقہٴ محلب در گلست و در گلاب از روئے تو چند روزے عاریت بوداں خطا بے روئے تو میبر و از آفتاب و آفتاب از روئے تو قبلہٴ من تو دعایم مستجاب از روئے تو وہ اجازت تا براند از من نقاب از روئے تو</p>	<p>اے منور گشتہٴ روئے آفتاب از روئے تو روئے خنداں خوئے آلودہ چمنی پوشی از آنکہ راحت جاں گر لقب کردند گل را در بہا مہر چو رویت کے بود زان روئے کو پیوستہ رو بسوئے قبلہ باشد ہر کسے را در دعا حسن یوسف را سخن سازاں صفتہا کردہ</p>	
<p>۷</p>	<p>روئے بختا زانکہ اکنونما حسن را از فتوح وعدہٴ کردند باوے فتح باب از روئے تو</p>	<p>۶۶۶</p>
<p>دیوانہ و درپائے او بند گران زلف تو من بندہٴ شوریدگان اول از ان زلف تو</p>	<p>دارم دے دیوانہ در ہم بیان زلف تو اے کردہ زلف خویش را شوریدہ چوں احوال من</p>	

گفتی کہ حال خود گویا حرف گفتن کے تو چوں عہدہ دیدار شد زلفے بشوخی برشاں والفجر خواندم یک سحر آثار رویت یافتم گر چین زلف کافرت زد بر خراسان دلم	قصہ درازست ای صمہ چین داستان زلف تو بر کنگر مہ کے رسم بے ریمان زلف تو وایل گرخوانم دو شب ایہ نشان زلف تو آباد بادا تا ابد ہندوستان زلف تو
--	--

۵

کلاک حسن رازاں بود سودائے عطر اورواں
کو مشک بند دبارہ از کارواں زلف تو

۶۶۷

باز فناد در سرم غلغلہ ہوائے تو دیدہ تبار میکنم در قدمت قبول کن دل طلبیدہ ز من پیش کش تو میکنم سرچہ بود کہ تا ازو تو بسر رضا شوی	سوختہ عنسم تو ام ساختہ بلائے تو تحفہ نام نہائے ما خود بود منہائے تو وز ہمہ رائے سر کشی سر کشتم زرائے تو ہر دو جہاں فدائتم ز پے یک ضائے تو
--	--

۶

زار شد از غمت حسن لے مر آفتاب رخ
گر تہہ ذرہ شود کم نکتہ ہوائے تو

۶۶۸

ردیف (۵)

لے غمت آشنائے دیرینہ عمر ما پار چند روزہ ماست گر شبے از درم در آئی شاد	باتو مارا ہوائے دیرینہ عشق تو آشنائے دیرینہ لے تو شادی فزائے دیرینہ
--	---

<p>دید ہا ماجرا سئے دیرینہ منم آں مبتلا سئے دیرینہ کے گز اریم جا سئے دیرینہ</p>	<p>من فرود ریزم اندہ نونو گر زیارتدیم می پری سرا آستان حضرت دوست</p>	
<p>۷</p>	<p>توجھا ہی کنی حسن ہچناں برو فاسئے دیرینہ</p>	<p>۶۶۹</p>
<p>لاف محبت چہ زنی چوں نہ سنگ دلی قابل افسوں نہ چوں تو ازیں دائرہ بیڑوں نہ رو کہ چناں پاکبٹ موزوں نہ باتو چہ گویم کہ تو محسنوں نہ مانکشی مار فرسریوں نہ</p>	<p>مردنہ تاہم دل خوں نہ باتو چہ صنایع کنم افسوں عشق طعن مزین نقطہ تقلید را مد عینے گفت بلیلی بر ملنر لیلی ازیں حرف بخندید و گفت خشم فرو خورم عالم تراست</p>	
<p>۷</p>	<p>اے حسن احوال تو دیگر شدت انچہ کہ اول بدی اکنوں نہ</p>	<p>۶۶۰</p>
<p>آتش غم در رواں عاشقان افگندہ دامنا عشاق را اندر گھاں افگندہ کشتگان عشق را در یہ مکان افگندہ کایں چہ فریادست کاند جسم جاں افگندہ</p>	<p>شور شے زان لعل شیریں در جہاں افگندہ یوسفی یا ماہ گردوں یا فرشتہ یا صنم خون دلہا ریختی چند انکہ بیند چشم من ماہ رویا ناہائے زار من بین و بگو</p>	

جیف باشد زان چنان روی بجز مهر وفا
من بمیدان غم تو پہلو انی کرده ام

گر چه تو جور و جفا اندر میسای افکنده
زین جهت گویم کہ شاہ پہلوں افکنده

۶۶۱

در دلد دارد حسن از لعل خود در انشده
تا بگویندت کہ سایہ بر فلاں افکنده

۵

اے بہ خوبی در جہاں افسانہ
ہر چہ در کاشانہ خلدست جو
چشم از خون جگر در آشناست
من تہی کردم دل از پیاں زہد
گردل دیوانہ بردی جان مہر
یک شہم بر وصل خود پروانہ دہ

خود تو گنجی و جہاں ویرانہ
نزد تو نقشے است بر کاشانہ
با تو میگویم نہ با بریگانہ
کیست کو پرم دیدہ پیانہ
گفتہ اند از حسانہ دیوانہ
گو بسوزاں شمع تو پروانہ

۶۶۲

قابل سنگِ حرم نامد حسن
کاش خستے بودے از بتجانہ

۶

خہ کہ از ماہ خوبتر شدہ
راز من ہچو روز پیدا شد
آئینہ در نظر مقابل دار
دوشس دیدم مہ دگر بارہ
خوبی و نازکیت چہ تو اں گفت

سمن اندام و سمیر شدہ
تا چو خورشید پرودہ در شدہ
گر چہ منظور ہر نظر شدہ
مہ ہانست و تو دگر شدہ
زا پنچہ گویند خوبتر شدہ

۷	چند گونی رحیم دل شدہ ام بر حسن رحم کن اگر شدہ	۶۶۳
<p>وز بند ہائے شیریں ہم تنگ تو شکر نہ گل در شب نختیں می باشد و در گز ور سر و سر بندست ہم با تو سر بسر نہ در باغ ہم بماند اما در آں نظر نہ چوں شمع میگدازم ہمسایہ را خبر نہ آنکہ ز آشنایاں کس را بما گذر نہ</p>	<p>اے از در لطافت ہم سنگ تو گہر نہ ہرگز نبود بستہ چوں عنجبہ دہانت شاخ تمام قامت ہم قامت تو نبود چوں دید در تو ز گس چشمش بماند حیرا سر شام تا سحر کہ در سایہ دو زلفت پیش آکہ از دو چشم صد جوئے عمل روا</p>	
۷	ز اشک حسن حسن را تالمب رسید طوفاں اے دستگیر عاشق دستے بگیر ورنہ	۶۶۴
<p>لو لویت آتش ز لعل انگبختہ اے لب تو آب کو تر ریختہ خانہ خانہ از رخت بگریختہ ہر سحر از روئے خود بگریختہ آہواں بانا فنا آ میخت ماند جان من بد اں آویختہ</p>	<p>اے ز لعلت آب حیوں ریختہ از قد تو شاخ طوبی بشکند شاہ انجم بر بساط آ سماں آ سماں عقد ستارہ در ہوات خاک در گاہ ترا از روئے عطر زلف جاں آویز تو دیدم شبے</p>	
۶	گفت نعت حسن تو بندہ حسن بس دقیقت آں و نیکو بخت	۶۶۵

عمر سیت تانذیدہ امت وہ چسکونہ	عمرم فدائے روئے تو اے مر چسکونہ
بے من تو اے تمام تراز مر چسکونہ	بے تو چوماہ داسترام کا ہشتے تمام
چوں صبح از افق دمدا آنکہ چسکونہ	امشب اگر ہے نہ تمانی رخ چو صبح
مانیم ویک صراحی و خرگہ چسکونہ	مہ نیم جام شکل بدیں گاد پشتیت راند
اے پابگل باندہ دریاں چہ چسکونہ	گفتم دلا بچاہ ز نختداں او مرو

۶

۶۶۶

رہ میروی دل حسن خستہ فی بری
اے بروہ صد ہزار دل از رہ چسکونہ

۶۶۶

کوئے تو چو فردوست فردو چو کویت نہ	اے درمہ روم ورے یک روئے چو رویت
از دیدن او سیری وز دیدن رویت نہ	یوسف شدہ در خوبی بل خوبتر از یوسف
کو آنکہ بہر مونسے دل بستہ ہویت نہ	تہانہ منم دل را پر بستہ ہوئے تو
از بے نمکی پخت است از تلخی خویت نہ	شوریدگی عالم از خوئے تو شدنے نے
ہر سو کہ روی چشم مشنوکہ بسویت نہ	تو چشمہ خورشیدی من ذرہ خورشیدت

۷

۶۶۶

بگذار حسن دعویٰ کن عالم معنی من
زنکیت نمی بینم چہ رنگ کہ بویت نہ

۶۶۶

چہ تو اں کرد دریاں روئے بدیں دیدہ نگاہ	شاید اریار کشد پردہ براں رئے چوماہ
نبود راست تراز قامت او بیچ گواہ	گر بہ داور برم اورا کہ دلم را بردست
نور یوسف کہ بدل کرد دست اریکی چاہ	آب حیوان نتانم بدل خاک رمیش

<p>نیست در مذہب عاشق نیز از توبہ گناہ بحقیت کسے از سر حقیقت آگاہ خضر را نیز دریں باویہ کم گرد و راه</p>	<p>توبہ فرماییم از عشق مبادا کہ کنم ہر یکے از درقے عشق فرو خواند و نشد چہ تو اں کردا اگر رخت بمنزل نرسید</p>	
<p>۶</p>	<p>حسن ار سر طلبند از تو بشکرانہ بدہ طالب سر شدہ ذلک من فضل اللہ</p>	<p>۶۶۸</p>
<p>آہ من می شنوی محرم این آہ نہ گر چو گل مونس مرغان سحر گاہ نہ رخ دریں عرصہ منہ بیدق این شاہ نہ مرد میدان تو کلت علی اللہ نہ کہ تو در احسن تقویم کم از ماہ نہ تو عشاں بازش از خواجہ کہ گمراہ نہ</p>	<p>آہ یابا کہ ز درد وطم آگاہ نہ ہر چو گل محرم ستاں شبانگہ می باش تخت شاہیت کہ فیل ہندوزین نہ رخس تسلیم تو در صف صفائی لنگر سیر سارہ چہ پرسی ز منجم شب و روز منم و باویہ حیرت و گمراہی چند</p>	
<p>۹</p>	<p>گفتیم اے حسن این خرقہ چہ کردی تو کی بود وہ زدودے کہ بروں میدہم آگاہ نہ</p>	<p>۶۶۹</p>
<p>گل اندر حال گرد و خار گونہ ولے درد لہری عیسار گونہ یکے خطے بخش زنگار گونہ مگر زان زگرس بیمار گونہ</p>	<p>چو بنسائی رخ گلنار گونہ ہمیشہ چشم تو مست است جانا بدفع چشم بدگرد لب لعل شفا حاصل نشد درد وطم را</p>	

اگر د آید بت فحشا گونہ
 ہی باشد ولے بیکار گونہ
 لب تہم اندکے افکار گونہ
 نفس پیودن بیکار گونہ

اگر تو سوئے ترکستاں نگر دی
 خرد در صدر دیواں خانہ عشق
 کجا بودی کہ تزلزلید است زلفت
 چہ عمر است اینکہ بے تو میگزاردم

۹

حسن ہموارہ در وصف قدت
 ازاں گوید سخن ہموار گونہ

۶۸۰

بنفشہ زیر کلا سرور قبا کردہ
 ویک صبح صفت عاقبت صفا کردہ
 گلے و سبزہ از رحمت خدا کردہ
 فرشتہ روئے ترا دیدہ و دعا کردہ
 خشتائیاں بدوانیدہ و خطا کردہ
 دو چشم تو کہ سیاہند سرمہ ناکردہ
 تو نور چشم منی در و دیدہ جا کردہ
 بیک نفس ہمہ در و مرا دوا کردہ

نہے بہ آمدنت بخت مرجا کردہ
 عتابت چوں شب گیسوئے خود کشید را
 تبارک اللہ تا آن چہ روئے آنچہ خطست
 ستارہ خط ترا خواندہ و ثنا گفتہ
 بگرد تو ز سیدہ بتان چابک صبی
 بساں سرمہ سیدہ کردہ روز بر خوباں
 ہزار خوب چشم در آمد و بگذشت
 چہ گو میت کہ چہ نغز آمدی صبح صفت

۷

حسن بگرد درت گشتہ بر طریق طواف
 تو کعبہ وار ہمہ جا پیش روا کردہ

۶۸۱

منشیں و علی الدوام درودہ

ساقی مے لعل فام درودہ

<p>من ہم گفتیم مدام در ده ماسوختہ ایم حنام در ده چوں سبجہ نماند جام در ده مارا قدح تمام در ده امروز صلائے عام در ده</p>	<p>مے را بعرب مدام گویند گر نخبہ نصیب پختہ گال است مپندم را چنین تہی دست بر عنم صلاح نامتال فردا تو و دوستان خاست</p>	
<p>۷</p>	<p>گردوست گرفتہ حسن را آن دشمن ننگ نام در ده</p>	<p>۶۸۲</p>
<p>اے غیرت حورو پری وے حیرت خورشید مہ مہ پیش خورشید رخت ہم سر نہادہ ہم کلہ گر دولت از ما شد چه شد با بخت باقی باش تو گر مہرہ گم شد چه شد بر عرصہ قائم بادشہ جان پریشاں خاطر اں در زلف تو آسودہ بس زلفت عجب شوریدہ شوریدہ حالان را پنے شبکہ خیالت این طرف یکبار گشتے گرد و من وہ بار گشتیم بر سرش پاداش یک نکیست وہ ساقی تو کان عیش را العلی سہی بالعل و در مہ را چگویم چونکہ تو طالع شوی با بدر مہ ساقی بسکیوں لب بے بروی خمار مردماں</p>		

لے چشم و جاں را مرد مک نختے ازیں سوکن نگ



یک جرعه پرده بشو جلد گناہان حسن
از توجہ آید جز کرم و زماچہ آید جز گنہ



مرازد ابرو جمع یک خط افزوں وہ
مرا جگر مدہ آں بادہ جگر گوں وہ
بیار و سجدہ و سجادہ را بحسبوں وہ
ہمارا شتریلی بدست مجنوں وہ

بیا عزیز من از شیشہ بادہ بیرون وہ
کباب شد جگر م بے مے جگر گونہ
ازاں جلاب خرافات شوے یک جرعه
عنایتے کن لے میر کارواں یک روز



حسن لطائف غیبی ہناں نشاید دشت
جواہرے کہ درون دست بیرون وہ



بلبلان عشق را سرمست و شیدا کردہ
من کیے ز اں پارسا یا نام کہ رسوا کردہ
تو عجب ترکی کہ چندیں شہرینغا کردہ
وہ کہ دریک وعدہ چند امروز فردا کردہ
ما بجل کریم بارے ہرچہ با ما کردہ
من ندانم تاچہ دعوی آشکارا کردہ

سنہ ترکز گل سیراب پیدا کردہ
لے بعدت پارسا یہا برسوائی بدل
ترک بسیار آدست از بہرینغا این طرف
می نیندیشی کہ فردا نیست ہر امروز را
ہرچہ می خواہی کن باچوں توئے خصمی کرا
از لب از غمزہ ہم جان بخشی ہم جانتاں



لے حسن بر آستین نظم خود نوکن طراز
خاصہ این ساعت کہ طرز خاص پیدا کردہ



<p>زکس گل سرے چو تو در خواب ندیدہ ہر روز بخواندست و بروے تو دیدہ باوے کہ ز خاک سر کوئے تو وزیدہ صد تیر درو شانزہ کیے رانک شیدہ سردادہ و ہم پیش رکاب تو دویدہ اے برہمہ باریدہ و برما نچکیدہ</p>	<p>اے سر و خرا ماں و گل تازہ دیدہ صبح آیت زیبائی و افسون لطافت در آب حیات آتش غیرت زدہ حقا ہر لحظہ دلم را ہدفے ساختہ چشمت از گوئے تو باید صفت دوستی آمخت ابر کرم لطف تو بارانست بر حمت</p>	
<p>۷</p>	<p>گرچہ ز رسیدت حسن راز تو بویے بادات ہم میوہ مقصود رسید</p>	<p>۶۸۶</p>
<p>چشم خون افشان مارا تو تیا آوردہ ہاں بدہ گز نامنہ زراں آشنا آوردہ ایں نشانیہا کزاں ترک ختا آوردہ جرہاں شورے کہ زراں تیر قبلا آوردہ اے معلّم بت مسجد از کجا آوردہ سوے مورے کش زمستی زیر پا آوردہ</p>	<p>اے صبا گردے کہ زراں خوں ریز ما آوردہ آشنا با میکنم در خون چشم از انتظار تیر شوقش در دل من می نشانی بے خطا نیست اندر شہر ما امروز آشوبے دگر آں دبستانی نماز عالمے بر ہم نہاد اے سلیمان پری رویاں کیے آخر بہیں</p>	
<p>۷</p>	<p>تاز چشم شوخ یک غمزہ بزدی بر حسن زخم دیگر بردل آں مستلا آوردہ</p>	<p>۶۸۶</p>
<p>چشم مستت زخم برایاں زدہ</p>	<p>اے غم عشق تو راہ جاں زدہ</p>	

<p>وزقرہ تیرے دگر پہاں زدہ خمیمہ اندر وہ ویراں زدہ خند ہا پرستہ خنداں زدہ چوں گل نوحاستہ باراں زدہ اگہ بچین وگہ بہندستاں زدہ</p>	<p>تیغ را ذہ برضعیفاں آشکار شحنہ عشقت چہ خواہد از دم آں دہاں شکرینت غنچہ وار بارخ خوے کردہ بر بام آمدی زلفت آوردہ ز فتنہ لشکرے</p>	
<p>۷</p>	<p>پائے بند زلف تست اینک حسن دست در سودائے بے پایاں زدہ</p>	<p>۶۸۸</p>
<p>مادے بے تو نبودہ گر چہ تو با مانہ اے عفا شد پس کرائی تو اگر مارانہ زخم تو پیدا تو در ایچ جا پیدا نہ ہر چہ سخوای ہیگیونی بگو تنہا نہ ملک خوبی خوش ہمیراں تو دین غوغا نہ ہاں حریفایں خرابی چند ہستی یا نہ</p>	<p>جان خود جائے تو کر دیم ارچہ خود آنجانہ ماترا ایم از ہمہ عالم خلاف ہر کہ بہت ترک من خوریزیت پہاں ہی ما عجب گفتی از تنہائی تو ایچ غم نبود مرا عشق اگر لشکر کشد تا قلب عاشق شکند توز شوخی شیر گیر و ما ز جام عشق مست</p>	
<p>۶</p>	<p>جاں فروشد و غم جاناں ستانند اہل دل رخت گرد آرائے حسن تو مرواں سودا نہ</p>	<p>۶۸۹</p>
<p>در مندانِ غمت را پرستے کن گاہ گاہ خرمن صبرم بباد نیستی شد گاہ گاہ</p>	<p>اے طیبِ آخز من تا کے نہ پرسی آہ آہ میکشم بار غم عشق تو بردل کوہ کوہ</p>	

لے در پیش کس۔ لے برود لے تاکشم

میشود باریک نہیں غم میگر زرد ماہ ماہ شاہ رخ بنالہ مات است از غزلے شاہ شاہ داروئے درو دل ریش از لب دل خواہ خواہ	در ہوائے ابرویت پیوستہ سرگرداں ہلال پیل بند عشق تو بر عرصہ دل استوار ورد جاں سوزم بدرماں بہ نگر دوای حکیم
--	---

۷

از سرستی حسن چاہ ز نخدانش گرفت
دست بگرفتیش کہ لے دیوانہ بستی چاہ چاہ

۶۹۰

رسید آتش عشق در مازوہ
بداں حرف کونین را لازوہ
زودہ ناوک وبے محابازوہ
رہ دین و دل ہر دو یک جازوہ
ولے خویش بر قلب تنہا زوہ
یکے ہرزہ گردیست صفر ازوہ

بت مست خوئے کردہ گرامزوہ
یکے لام الف بستہ عیاروار
زنوک مژہ بر دل عاشقان
کمیں کردہ آں خال بندے او
زگیسو برانگیختہ لشکر سے
بخولی او کے رسد آفتاب

۷

حسن را چو زلف سیاہش نگر
ہمیشہ پریشاں و سودا زوہ

۶۹۱

رویف (می)

قم علی السباق ایھا الساقی
گرچہ خود آفتاب آفاقی

مست دوشینہ بادہ باقی
یکدم از دور ماہ مجلس شو

دل بیک داؤد بردہ احسنت	ہمچو ابروئے جنت خود طاقی
قول خود راست کے توانی کرد	کہ ز پروہ دراں عشاقی
پار بستی بقول خود میثاق	تا خود اسال ہرچہ میثاقی
قصہ جاں میکنی و خوشنودم	کہ تو مقصود جان مشتاقی

۷

بحسن وہ بوجہ احسن وام
یا کند جمع غصہ در باقی

۶۹۲

زے خط نہادہ بر قمر پائے	ز خط عہد خود بیروں مہر پائے
من از رشک رخ تو داغ بردل	گل اندر جیب دارم خار در پائے
تن از بہر رکابت خستہ کردم	گر بوسے تو انم داد بر پائے
اگر یک پائے بر چشم با لے	بالم چشم دیگر بردگر پائے
سخن می بشکنی تا وقت گفتن	ز تنگی دہانت شد شکر پائے
ز عشق آنکہ بر خط نہم سر	قلم کردار می سازم ز سر پائے

۷

اگر جورت حسن را دیر تر گشت
تو از دور فلک ہم دیر تر پائے

۶۹۳

دلا با آل لب دلبر چہ بازی	ترا صفر است باشکر چہ بازی
ببازی دین تو برد آن دغا باز	حریف خود نہ بینی ہر چہ بازی
حذر کن اے تنگ دل ز ان دل سخت	کلائے را با ہنگر چہ بازی

لے ر لے گل اندر جستجویت خار در پا لے ز جامی

ترا باست عذراست ہر چہ بازی	چہ زد عشق می بازی بد اں چشم
چنین باتیرو باخجر چہ بازی	چہ کردی گرداں مژگان و غمزہ
کہ او بردست مطلق ہر چہ بازی	چہ مہرہ می نہی در ششدر عشق

۶

حسن اول چو دل برداشت دلبر
کنون داو پس با سر چہ بازی

۶۹۲

زاں آب حیات اثر چہ داری
از غایب ما خبر چہ داری
بخش من ازاں نظر چہ داری
اے من سگ تو دگر چہ داری
زین سہم فرے تر چہ داری

اے باد ز گل خبر چہ داری
سگشتہ چو گرد باد گشتم
بر عارضش از نظر فتادت
گفتی ہمہ داغ خواهدت دوست
دشنام لبش فزودہ عمرم

۷

ہر صبح حسن ہسی نواز
کامے باد ز گل خبر چہ داری

۶۹۵

سرخیل بستان روزگاری
مہ پیش نشست از عماری
اے سرورواں چہ شہسوری
امسال کیے ازاں ہزاری
افسوس بود بہر شکاری

روئے کہ صفت کنند داری
تا کو کبہ تو مہ رواں شد
گل پیش تو کمتسریں پیاد
پارا چہ کیے بدی ز خوبی
بر بندہ کماں کش کہ تیرت

اے چشم تو ترک غمزا تیر		ہم ترکی وہم سلاح داری	
۶	اے زندہ دے حسن بیادیت یک بوسہ بخش یادگاری	۶۹۶	
اے رشک ہمہ بتان چینی مہ می تا بد ز آسماں روئے ناز تو عظیم دلنواز ست اے چوں تو کیے نیسا فریدہ در پردہ چہ ماندہ چوغنچہ		مہ جہہ و مشتری جبینی زاں روئے کہ تو مہ زمینی الحق کہ عظیم ناز مینی در خورد ہر سزار آفرینی بخرام کہ سرور استینی	
۷	بابندہ حسن دے ز احساں بنشیں کہ حریف و ہمنشینی	۶۹۷	
ماہیم و دے و آرزوئے بے مایہ تراز سبوئے بے آب خلقیبت بختجوئے آل ماہ اوموئے زموئے فرق کردہ وصل ار بجموشی دست ناید اے باد بر پیامے آنجا		در ماندہ بعشق ماہ روئے آبے نچشیدہ از سبوئے از ہر مژگ شادہ جوئے مادر غنم موئے او چوموئے زیر پس من و عشق و ہائے ہوئے از بستہ بند آرزوئے	
کایوسف روزگار آخسر			

۱۰ اے چشم تو تنگ غمزا تیر ۱۰ ہشتینی ۱۰ بھلکیدہ

<p>۷</p>	<p>دریاب دلِ حسن ہوئے</p>	<p>۶۹۸</p>
<p>جاں مستُ جہاں خراب ہووے یک جرعہ ازاں شراب ہووے روح القدسش خطاب ہووے ازتلف دلم کباب ہووے گر در جگر من آب ہووے باری شب ماہتاب ہووے</p>	<p>گر چوں لب تو شراب ہووے اے کاش چہار جوئے فردوس چوں جاں دہنت نہاں ست ورنہ گر سینہ نہ تریڈے زرا شکم کشتہ شدے آتش دلم پینہ گیرم کہ ہم جہاں شب آمد</p>	
<p>۷</p>	<p>کرد از تو سوا لہا حسن دوش یا لیت کیے جواب ہووے</p>	<p>۶۹۹</p>
<p>بر لبے دستے بمالم یا لبے نزد روز روئے تو سیلیا شبے از تو روستن تر نتابد کو کبے کز لبت شورسیت در ہر کتبے ہر کرا جانے بود در قسابلے ورنہ بکشایم خدنگ یاربے</p>	<p>آرزو دارم کہ روزے یا شبے بالب شیریں تو شکر شرابیک گر زمیں را آسماں سازد خدا اے دبستانی کہ بود استاد تو عاقبت دم از ہوائے تو زند دست عشق تو دہان من بہ بست</p>	
<p>۵</p>	<p>صد طریق است اہل معنی را ولے از حسن وصف تو خواہند اغلبے</p>	<p>۷۰۰</p>

از ما چه دیدہ کہ چنین زود میروی از ما غماں بتافتہ در تاب میثوی ایں جان دیر مانده ز ما زود می رود اینجانمی نشینی از بہر خاطر م	ما را بگشتہ خود گل آلود میروی آتش بجان ما زود چوں زود میروی زین غم کہ دیر میرسی و زود میروی ہر جا کہ میسل خاطر تو بود میروی
--	--

۹

از بہر یک نسیم تو صد جاں دہدگ
گر تو بدیں معاملہ خوشنود میروی

۶۰۱

الحق کہ تو حق آں ندانی
یک ذرہ دراوند مہربانی
امسال شنیدہ ام ہمانی
آخر تو بروے ہم چنانی
یا تربیتہ بد آں زبانی
یارب کہ بعہدہا بمانی
دشنام بدہ بدیں روانی
چہ چارہ کہ از درش برانی

دل ندیم اگر چہ دستانی
کو از دل تست نیم ذرہ
بے مہر عظیم دیدمت پار
از بہر چہ خویت این چنین است
گفتی چو زباں کخم بکامت
با آنکہ بے نماذ عہدت
گفتی سخن روانت با دست
بیچارہ حسن سگ دست

۷

گر طوق شکار در خودش نیست
داغیش بنہ پیاسبانی

۶۰۲

منت جاں حیت کہ جانان تویی

دل تو زنده است مگر جان تویی

دولت شہراست کہ سلطان تونی
 وانچہ برون صفتت آل تونی
 چہیت مگر چشمہ حیواں تونی
 ہم سبب راحت ایشان تونی
 حکم تو کن صاحب فرماں تونی

با تو چہرا شاد نباشد ولم
 آنچہ صفت میکنم از حد برون
 این ہمہ تاریکی گیسوئے تو
 گر بعد از اندز تو عاشقتاں
 ماہمہ در خوف ورجا مانده ایم

۷

جان و سیر تو کہ وجود حسن
 صورت عشق است در و جان تونی

۷۰۳

حریفان خود را فراموش کردی
 سخنہائے بیگانہ در گوش کردی
 ولے بادہ جائے در گوش کردی
 دگر بار این دیگ در جوش کردی
 مگر سرو مارا در آغوش کردی
 مرا بارے از ہوش بہوش کردی

بگزار رفتی وے نوش کردی
 ہمہ آشنائی نہادی بگوشہ
 کلم دادی و نقل الوان نعمت
 تفت دل برون میدہ از دہانم
 گل افشاں ہی آئی اے باد خوشبو
 نمیدانمت نافہ یا چہیت با تو

۷

نکوشد کہ بہوش کردی حسن را
 ازین گفت دگوا فراموش کردی

۷۰۴

عشاق ز سر گیرند آئین سر اندازی
 گر تو برسی آنجا از بیخ بر اندازی

از زوے دلاوریت گر پرودہ بر اندازی
 طوبی کہ بہ ہر شلخے از قد تو میل افد

باز آ کہ دریں میدان کس نیست حریف تو اے در تن مسکیناں از تیغ تو جانے نو جاں را ہدفے کردہ نزدیک تو می ایم اے چشم و چراغ جاں ناز تو چہ کم گردد	شمشیر زدن از تو از ما سپر اندازی افتد کہ بریں کشتہ زخمی و گراندازی آناوک مژگان را نزدیک تر اندازی اگر جانب بدروزاں روزے نظر اندازی
--	---

۴

کت گفت کہ شہرے را بد ہی بکرم دستے
چوں وقت حسن آید از پاش در اندازی

۴۰۵

درستم راستم یک رائے و کیرے عروس دہرتا در جلوہ آمد کہ خواہد آں عروس بیوفارا کیے چوں بگذرد دیگر در آید ہمہ بٹسبع خود کم می توان یافت نہ در ہر روئے بنی رنگ یوسف	کجی در من نہ بنی یکسر مومے دلہم ہرگز نظر ننداخت ہر سومے کہ ہر روزے کہ نوشد نوکت شوے بآمد شد عمارت یافت این کومے طبائع راتقا و تہاست در خومے نہ در ہر پیرہن دریابی آں بومے
--	--

۵

نبا شد حاسداں را با حسن خوش
بتابد ز نگبار از آئینہ روسے

۴۰۶

اے کہ لاف از عالم من میزنی دین دل دادی بدنیالے عزیز روزبان خویشتن را سربہر	ترک عالم کن گرای فن میزنی دوستاں را کفش دشمن میزنی بے زباناں را چہ گردن میزنی
--	---

کوہِ راسُکِ فلاخنِ میزنی	عربہ باجرخ داری اے عجب	
<p style="text-align: center;">(۵)</p>	<p style="text-align: center;">اے معنی صد شہے ہچوں حسن چوں معنی میری تن میزنی</p>	<p style="text-align: center;">(۷۰۶)</p>
<p>وے چوں حدسِ اوندانی از کجا گوئی کہ احوال گدائے چند نزد بادشا گوئی بشارت نامہ عشق بہت نام یارما گوئی من از تو خود نیازم ندانم تا چہا گوئی</p>	<p>دلا خواہم کہ یک ساعت تو صف یارما گوئی مرا بار سیت در دل اے امیر بار بیچ افت چو نامش بشنوم غمہا بشاد و بہا بدل کرد ہمہ دشنام گوئی گر سلامی گویت جاناب</p>	
<p style="text-align: center;">(۶)</p>	<p style="text-align: center;">ہمہ ز انعام عام تو رسیدہ بر سر گنجے حسن اینک بکنج صبر مشغول دعا گوئی</p>	<p style="text-align: center;">(۷۰۸)</p>
<p>کہ نوشد با تو شرط دوستداری ہمہ ہنگامہ پرہیز گاری بزں چوگاں کہ تو چاہک سواری سر شک ماست یا خون شکاری دریں کلبہ کلبہ خجہ آں عماری</p>	<p>بیائے تازہ سرو جو باری بیک نظارہ رویت ہم زد ہمہ پیش تو سرگرداں چو گویم چرا خست آں دامن قبایت خیال روئے تو وانکہ دل من</p>	
<p style="text-align: center;">(۶)</p>	<p style="text-align: center;">حسن یار تو شد تو یار او نشو کہ یاراں این چنین کردند یاری</p>	<p style="text-align: center;">(۷۰۹)</p>

روز من از دست روشن اختر مقبل توئی
 در زباں بادگیراں مشغولم و در دل توئی
 و سفر پیش آیدم ہمراہ و ہم منزل توئی
 من نمیدانم معادان آن مشکل توئی
 پرسم از محل و لے مقصودم از محل توئی

اے برخ شمع بتاں چشم چراغ دل توئی
 عالم باطن تو داری میل ظاہر حکم نیست
 گر بکنج خانہ نشینم نور آن خانہ زتست
 در سواد زلف تو اشکال بینم موبوسے
 پرسم از ہر سارباں کت چیت در محل بگو

۷

اے حسن جاں برفتاں بصورت مقبول یا
 با تو زان گویم کہ این احوال را قابل توئی

۷۱۰

کاش کز پاپوسی خوشیم سر فراری دہی
 کعبتین چشم غلطانی مرا بازی دہی
 غمزہ را دیگر چہ فتعل ناوک اندازی دہی
 وہ چہ خوش باشد اگر تیغے بایں غازی دہی
 دزد را با آن چناں طرار آنبازی دہی
 تا من درویش را ملک سخن سازی دہی

من کہ باشم تا مرا تشریف ہمرازی دہی
 نزد عشقت پاک میبازم ولے ترسم از آنکہ
 چشمت از خنجر گذاری عالمے را خون برخت
 بندہ خود را میکشد پیشت زمانے خوشن
 طرہ را از خال کیوں کہ نیکو ناید آنک
 تجھنا میبازم از نقد سخن در وصف تو

۷

گر بنوشی دروے از نمخانہ دروے حسن
 داد معنی از مے سعدی شیرازی دہی

۷۱۱

جاں را بتو بخشم کہ تو جاں بخش جہانی
 اے رفتہ و بگذشتہ بر ما نگرانی

اے عشق ترا بردل من منت جانی
 این دیدہ ماسوسے تو دایم نگراں بود

باید کہ کے شرط کنی بامن ازین دو از درد غمت بر جگر سوخته دغلیت پر ویز نصیب از لب شیریں چو شکر برد ایں درد چنانست کہ گفتن نتوانم	یا خود برسی یاد دل مارا برسانی اے بیخبر از درد تو ایں داغ چہ دانی مارا شکرے بخش کہ شیریں ترا زانی ور نیز بگویم تو شنفتن نتوانی
---	---

۹

تا چند حسن عشق شراب و غم شاید
باز آ کہ ز پیراں نہ پسندند جوانی

۶۱۲

سرد خرابی من بچپاره در کنی
روزے بود کہ جانب ماہم گذر کنی
ناز و عنایت عریبہ روز دگر کنی
ایں وعدہ را امید وفا ہست گر کنی
گر ایں طرف بگوشہ چشمے نظر کنی
ہم عاقبت بر رفتن من دیدہ تر کنی
گر این طرف بگوشہ چشمے نظر کنی

افتد کہ سوئے گوشہ نشیناں گذر کنی
اے رفتن خوش توبہ از چشمہ حیات
امروز آشتی کنی و ہر دم رحمت
گفتی بداع خاص مکرم کنم ترا
قصہ ہی ستانی و ماہم بایں خوشیم
دی گفتیم بخون تو شمشیر تر کنم
گوشے بدرود دل نکنی ہم خوشیم ما

۶

بچوں بر در توجاں دہد از دوستی حسن
باید کہ دوستان دگر را خبر کنی

۶۱۳

مہ بر فلک آں تاب ندارد کہ تو داری
سرواں ہمہ اسباب ندارد کہ تو داری

درد و صدف آں آب ندارد کہ تو داری
یا خال خوش و خط ترا فزون تری از ماہ

چشم تو یک غمزہ جہاں بستد و ز گس عالم تو نیک است تو بگشائے کہ سلطان نوروز بفصل گل و در صد ورق و س	ابن دولت در خواب نثار و کہ تو داری این گوہر نایاب نثار و کہ تو داری یک فصل ازین باب نثار و کہ تو داری
--	---

۵

بوسے بختن دہ کہ شود مست باں لطف
کیں لطف مے ناب نثار و کہ تو داری

۶۱۴

دل دیوانہ خرابست تو ہم میدانی باغ بے دوست عذابست تو ہم میدانی عمر در عین شبابست تو ہم میدانی جان من در شکر آبت تو ہم میدانی	جگرم بے تو کہا بست تو ہم میدانی دوستی نیست کہ در باغ نشینم بے تو امید تو کنم صبر و بسیکن چه کنم ہم از اں تشنہ نوازی کہ بہت کرد شبے
--	---

۵

از حسن این چه سوالست کہ مشوق تو
این سخن را چه جوابست تو ہم میدانی

۶۱۵

چرا ندہی دیدی غرقاب دستے مگر از ننگ چوں من بت پرستے جہاں از قنہا امین نشستے مراقبت اندر ہر شکستے	بخون دیدہ می غلطم چو مستے چرا چوں تو بتے در پردہ باشد اگر سرت چنین زیبا نمی خواست شکست قلب مسکیناں گراز بستے
---	---

۶

اگر خون حسن را ریخت چہ شمت
چہ میرنجی خطائے کرد مستے

۶۱۶

<p>گلے یا سرو یا بدر مینیری برے ناخوردہ از نخل جوانی دل و دین خدمتی تست بپذیر ز گورشته ات می آید آواز یکے در بہت ذرہ نگہ کن اسیرت خواہم این دل را و ہرگز</p>	<p>بہ ہر و چہ کہ گویم بے نظیری دریں حسرت بسر برویم پیری سرے شکرانہ گر ہم می پذیری کہ یارب قاتل مارا نگیری ہوائے کینتیش یا آن فقیری خلاص او خواہم زان اسیری</p>	
<p>۷۱۷</p>	<p>حسن عمر تو از نو تازہ گردد اگر در پائے سہ رویاں بمیری</p>	<p>۷</p>
<p>زہے رونے خوبت بہار خوشی تو سرے زبالا رواں کردہ خوش رخت خوشتر از روعے گل دبہا ترا گرد لب سبزہ زارے خوش مرادوش با تو شبے بود خوش لب ت پرے و چشم ہا پر خار</p>	<p>غم تو مرا غمگسار خوشی من از دیدہ ہم جوئبار خوشی خط تو پرو تو بہار خوشی مرا از مژہ لالہ زار خوشی نہ شب بود لب روزگار خوشی شرب خوشی یا شمار خوشی</p>	
<p>۷۱۸</p>	<p>غزل خوب خواہی حسن را بخوان کہ یادت دہد روزگار خوشی</p>	<p>۹</p>
<p>اے کہ سر تا بقدم جاں کسے</p>	<p>جاں کشم پیش تو جانان کسے</p>	

۷ بہرہ صغی ۷۱۸ میں حسرت رسانیدم بپیری ۷۱۷

چند دشنام چو زہرم بدہی
 زلف چوں چترسیہ باز کشائے
 خانہ چشم زوم آب ولے
 خال تو دل ستد و باز ندا
 نیست در عہد لب کافر تو
 خوانی از طنز مرا کافر دل
 داغ کردی چو دلم صد جا پیش

اے بوسہ شکرستان کے
 اے بدیں قاعدہ سلطان کے
 تو کجا آئی مہمان کے
 نیست این طفل بفرمان کے
 ناخلل یافتہ ایمان کے
 چہ تو الگ گفت مسلمان کے
 بیش ازین داغ مکن جان کے

۷۱۹

صد سخن داں چہ سخن عاشق تست
 اے تو معشوق سخن داں کسے

۷

بگرداں نگارا شراب خوشی
 کہ مار از زلفت شبے خرم است
 من از ناز مستانہ تو خراب
 ببت خواہم آخر زبانی بدہ
 چو خوش بود و شینہ مطرب کشت
 ولے ساہا شد کہ این نخت من

باتنگاں در وہ آب خوشی
 ز روئے خوشت مابتاب خوشی
 تو مست خوشی من خراب خوشی
 سوالے خوشی را جواب خوشی
 سرود ترے و رباب خوشی
 بخت است نا دیدہ خوب خوشی

۷۲۰

حسن کار بختت ناخوش مشو
 خموش باش و در کش شراب خوشی

۷

صد ہزاراں زاہداں را بیدل و فیدا کنی
بس کہ آخر چند کس را همچو من سوا کنی
چند چوں مجنوں مرا گشتہ ہر جا کنی
بو کہ یکدم آیں تن مارا بنجاک پاکنی
وہ کہ تاکے خلق را بے دین دل حویں پاکنی
یا ہی خواہی کہ باز از سر مرار سوا کنی

یکزماں گلگشتت گر در جانب صحرا کنی
شہرے اندر عشق خودے شوخ رسوا کردہ
ایکہ در عالم بحسن خویش لیلی گشتہ
خاک گشتم بر سر ہر کو فنا دم ہر آنک
فتنہ رویت شدم اے فتنہ انگیز جہاں
مدعی بگذر زور و عشق او پندم مدہ

۶

چوں کنم وصف جمال تو مرا گوید رقیب
اے حسن تاکے حدیث آں رخ زریا کنی

۶۲۱

عالم ازاں اخترت حاصل نیک اختری
بے لب چوں شکر ت آب دار و تری
زلف زلب دور وار دیوز انگشتی
زانکہ خوئے بشود ز اں برخ مشتری
اے کہ بدو لعل تر زاب خضر خوشتری

اے رخ چوں زہرہ ات رشاک رخ مشری
بے رخ چوں زہرہ ات ماہ ندارد کمال
نوش لب و وقت بوس زلف چہ آری لب
خوئے زہرت باز شد بند قبا باز کن
خیر بدو رخ یکے آتش موسی منائے

۷

شوبہ حسن ختم کن خاتم گویاے خود
زانکہ برو میشود ختم سخن گستری

۶۲۲

صدائہ سہت یاب زندہ گزار بایستے
یک آرزوے فلان ز کفار بایستے

مرا بروز غم امروز یار بایستے
گزار بر در گورم در آرزوے فلان

اے بوکیرہ ایں تن افتادہ خاک پاکنی سے شہرہ رسوا کردہ

<p>دریں چنین سر وقت آہ یار بایستے کہ چاکشنی ز لب آن نگار بایستے ہولے غبت ما ساز گار بایستے عجب ازیں دو کیے برقرار بایستے</p>	<p>مرا خود آہ درونہ برد از سر وقت طیب چونکہ مرا شربتے دہد گویم منم غریب ز شہر و تونی غریب ز من من از غم دل و دل دزہولے یار بخت</p>	
<p>۷</p>	<p>حسن تو در صفت عشق استوار کردی پائے ولیک پایے سر استوار بایستے</p>	<p>۷۲۳</p>
<p>از دوست ہوئے دوست رسانید پیامے کاں سر و مد آور دیکے سر بسلامے افتد سوئے آن کبک خرامند خرامے در بارگہ شاہ زمین بوس غلامے ایں دستہ صحرائی و آن رستہ دامنے ناپختہ ترا از ہجو من سوختہ خامے</p>	<p>باو آمد و از سر و من آورد سلامے آباد بران باد کہ چنداں بدید او لے ہد ہد نامہ بر عشاق اگر صبح خدمت برسانی و بجز تو کہ رساند کے باو برو نامہ و ہد ہد خبر آرد آہ ایں چہ ہوا و ہوس ست آہ کہ نبود</p>	
<p>۷</p>	<p>بر خیز حسن گام طلب در رہ حق نہ کالحتی نرسی جز کہ ازیں گام بگامے</p>	<p>۷۲۴</p>
<p>ہرہ برچید ازیں سوختہ بازی بازی دست در ہرہ بدہری خودی بازی گرچہ تو خود بجنا لعب دگر آغازی</p>	<p>چشم شوخ تو کہ در عین دغا اندازی من بانڈہ بخطر خانہ مات و تو ہنوز باتو من دایم شطرنج و فاخوا ہم باخت</p>	

بیری از شہ انجم گرو حسن تمام گروم ہامید ز دل طرح چو میداغم آنکہ زلف کج میشکنی چون روش فرزین باز	گر دو رخ را تو درین عرصہ بہ پیش اندازی با چو من مفلس بے مایہ تو کمتر سازی ایں چہ منسوبہ فتنہ است کہ می پروازی
---	---

۷

دست برے بنمایم دو جہاں چو حسن
بکریغنی خودم یک نفس از بنواری

۷۲۵

مہ من چہ باشد اگر گئے ہوے دو تہاں گذرے کنی
بمرا دمانفے زنی بہ نیاز مانظرے کنی
شب من نگر کہ چہ تیرہ شد متوقعم بنا میت
کہ نقاب بر فگنی ز رخ شب تیرہ را سحرے کنی
چو بہ پیش تیغ تو سر ہم غلطت گر پے کشتہ
ز خطایہ سپے کشتی ز صف مزہ شترے کنی
بجاریوم ز صف نعمت کہ درید قلب مرا ہمہ
تو توانی از سر زلف خود کہ نشاندہ را طفرے کنی
دل خستہ را بنامیت ہامید آنکہ مگر گے
ز رخ و زلب مددے وہی ہم از ان کلکارے کنی
چہ غمست ازین مضمم اگر بیاد تم قدمے نہی
چہ غمستہ بر اہم گے ز بہا تم گے کنی

حسن از طریق غناستہ تا کہ در دہن ہاں

۷۲۵ بیری تعبیر ۷۲۵ زلف کج میشکنی چون روش فرزین باز
۷۲۵ ز رخ و بے مددے وہی ہم از ان کلکارے کنی

۷۲۶

نسر و کنوں بوفائے تو کہ بجائے او دگرے کنی

۶

رو باز کن از تیر چہ پری
 اوصاف بہشت بر چہ پری
 دل سوختہ شد دگر چہ پری
 بریاں شدن جگر چہ پری
 چندیں زدرو گہر چہ پری

بو سے بدہ از شکر چہ پری
 بردار نقاب از رخ خوب
 گفتی کہ چہ حال شد دولت را
 سوز دل خویش با تو گفتم
 لختے سخنان بندہ را باش

۷۲۷

جاناں خبر حسن زمن پری
 از قاصد بے خبر چہ پری

۷

بالماس اندروں مر جاں تو داری
 بعیاری چنین میداں تو داری
 سرش را گوئے کن چو گاں تو داری
 عے چوں چشمہ حیواں تو داری
 شکر در پستہ خنداں تو داری
 بجدتہ کہ امروز آں تو داری

بیاساتی کہ قوت جاں تو داری
 قدح میداں و مے رنگیں کہتے
 سر از چوگان زلفت ہر کہ بر تافت
 دلم جان تو از چشم تو دارو
 چو مے دادی بگو نقتل از کہ خواہم
 نمک را عاشقاں آں نام کردند

۷۲۸

حسن دور سخن بر یادشہ نوش
 کہ آں معنی دریں دوراں تو داری

۹

دلا آں در مزن تا دہنسانی
یکے شمعے برافروز آں جہانی
مراد من بن کے میرسانی
تو ناز ناز نیناں راجہ دانی
ازوتیغ وز عاشق جاں فتانی
سبک بارے بر آسود از گزانی
کہ نیکو مرد آں بد زندگانی
ولے بر طور تیغ لن ترانی

در جاناں زدن کارسیت جانی
چو میدانی شب آمد این جہاں را
مراد از شمع نور عشق دارم
گرایں رہ میسروی ہشیار میر
نثار افشاں تیغ یار جانست
بجاناں داد عاشق جان خود دوش
بشہر امروز آوازہ چنانست
بہ موسی گو کہ بر ہر کوہ تیغ است

۷

بہ تیغ عشق شو کشتہ حسن وار
اگر خواہی بہتائے جاودانی

۷۲۹

سر رشتہ عشق است میلنے کہ تو داری
کابیش بر دآب دہانے کہ تو داری
بر بندہ یقین است گمانے کہ تو داری
صفہا شکند تیر و گمانے کہ تو داری
جوشن چہ کند پیش سنانے کہ تو داری
بارے ہم ازاں سر روانے کہ تو داری

سر چشمہ نوش است دہانے کہ تو داری
کوثر بحضورت نختاید دہن لاف
گفتی کہ بکشتہ شدنت نیست گمانم
بشکرت صف عقل مرا غمزه و ابروت
از نوک مژہ چاک زوی جوشن صبرم
گرفتہ بعالم نگانہ قامت خواباں

۷

گفتی حسن آشفته خوابان جہانم
چہ خوب جہانست جہانے کہ تو داری

۷۳۰

<p>بیاد ت شاد بنشینیم بارے بما بنگر کہ مسکنیم بارے بیا یکدم ترا بسینیم بارے کہ گر خشکیم شیرینیم بارے تو با خود باشش ما اینیم بارے ازاں لب جرعہ بگزینیم بارے</p>	<p>چو دل را رفتی می بینیم بارے ز خواباں یک نظر و جز کاشتت چه بینم این جہاں بیونارا چو خرمی گے خارے بازن درین ره کار کار بنجودانست چو جام پارسانی خورد بشکست</p>	
<p>۷</p>	<p>حسن گردن زیب تقلید خوش کرد اکمن گو ما بریں دینسیم بارے</p>	<p>۷۳۱</p>
<p>بہ ہر موئے مسلسل مبتلائے بلائے ہمنشین مصطفائے کہ من دارم در حاجت روائے فزودہ دلبرے برد لر بایے دریں دیا ہمیزن دست پائے بگویم گرنہ خواہی گفت جائے</p>	<p>گرہ زو باز زلف بلائے بنام ایزد زبے حال و بے زلف بکعبہ بردم حاجت نداری نہادہ حال بر رخسارہ خوب پیاسے آنکہ ہستی طالب مرا گوئی کہ جائے او نشان دہ</p>	
<p>۷</p>	<p>حسن صد بار سر آشنائی بگوید گر بسیار آشنائے</p>	<p>۷۳۲</p>
<p>خط صلحہ ز ترک جنگ جوئے</p>	<p>کہ می آروز زلف یار بوئے</p>	

<p>فروشد دل دریاں بالا و ہرگز اگر روزے ازاں رخ فال گیری گل ارچہ تو بر تو شد ہمہ لطف یہ یوسف چشم روشن داشت یعقوب کجا پیراہن یوسف کجا ما</p>	<p>نگفتیم هیچ بالا و فروئے زہے روز خوش و فال نکوئے نشہ ہمتائے او در بیچ توئے چنینہا چشم دارند از چو توئے بندست از سر گیسوش بوئے</p>	
<p>۴۳۳</p>	<p>حسن تو جاں بجاناں وہ کہ خوبست فدائے خوب روئے خوب گوئے</p>	<p>۴</p>
<p>زہے دل کز جہاں جانش تو باشی گرایں دل راتفت عشق سوزند دلہ در تنگنایے مرگ ماندست شود مرغانِ عرشی را نو بخش چہ حاجت عطر روح افزائے فردوس مژہ چوں خیر میدارد مرصع</p>	<p>زہے جانے کہ جاناںش تو باشی دریاں دوزخ گلستانش تو باشی کجا میرہ اگر جاناںش تو باشی سیراں بلبل کہیتانش تو باشی دریاں مجلس کہ ریجانش تو باشی بشرط آنکہ سلطانش تو باشی</p>	
<p>۴۳۴</p>	<p>بامیدت حسن با درد خو کرد خوشا دردے کہ درانش تو باشی</p>	<p>۴</p>
<p>بے دو چشم مرا تو بینانی چشم از طلعت تو روشن بود</p>	<p>کس مبینا درد تنہانی در کہ سینه چو پفت بینانی</p>	

ہمہ دارم ولے تومی بائی
درو دیگر کہ ویری آئی
جان من پیش ازین چه میپائی
عاقبت سرکش بر سوائی

ہرچہ بایست آدمی باشد
درو دیدم ز زود رفتن تو
جاں نپاید اگر نپائی تو
ہر کر اپائے بندگشت فراق

۴

حسن این جا سرشک خون می بار
یار یکبارگی شد آنجانی

۶۳۵

مرا بیدل رہا کردی و جستی
زدیدہ خاستی در دل نشستی
اگرچہ عہد با کردی شکستی
مرا از سر نخواہد رفت مستی
مثل نشنیدہ مستی و بستی
دروں کعبہ نتوں بت پرستی

دلم را در ہوائے خویش بستنی
کہ میگوید کہ رفتی از برم دور
مرا گفتی دل تو نشکنم بیش
لب شیرین تو تا بہت میگوں
بہل متناہ در پائت تو مست
بگویت آمدہ در خورچہ بہنم

۵

حسن چون از دو عالم در تو آویخت
براں بے خانماں در از چه بستی

۶۳۶

مست گشتی و راہ گم کردی
مور بیچارہ زیر کسم کردی
من نہ داوم تو اشتلم کردی

نرک من دی گزربہ خم کردی
مست گشتی و تند راندی رخش
گفتہ بودم کہ دل نخواہم داد

لے کنوں تومی آئی

مازلت دراز دم کردی	تازہ گردن گرد گنج رخت	
۶	حسن از ساکنانِ صومعه بود تو بشو خیش و قف خم کردی	۶۳۷
بے تو چو بیدار بزاری تو ہمہ بہ سنج روزگاری با آنکہ بدیدہ در نیاری لے دوست بیار کہ تپیداری بہ زین نبودت مہاری	اسے سر و روان جو باری روزے نوخت روزگارم سر مہ کنم استخوان خود را ما دشمن غفلت و جاں خویشیم ہم بہ تمام کرد بستر	
۵	بستنت حسن بزلف او دل جفت گرش فرو گزری	۶۳۸
بندہ ما ہمیدری محم ز کیستی سر و بند قاسمی عسہ در کیستی لے ہمہ داؤبات خوش چارہ باریستی عاجت روانی کیستی	لے تو حسن بادشاہ بندہ نواز کیستی کدر بزرگ قیستی تاج سر کہ میشتوی روئے تو ز دیکوئی برده زماہ چارہ لے بکرامت آمدہ بر سر وقت بندہ	
۷	بندہ حسن لعل زبان گفتم بندہ تو تو بزبان خود جو بندہ نواز کیستی	۶۳۹

چو غنچہ در صف گل صاحب کلاه توئی
 کمر بند کہ سالار ہر سپاہ توئی
 زبے رواج در اں کشورے کہ شاہ توئی
 مرا بروز و شب آفتاب ماہ توئی
 ز تو سوئے کہ گریم گریز گاہ توئی
 گناہ چیت چو بخشندہ گناہ توئی

بیا کہ بر ہمہ خوبان شہر شاہ توئی
 کلہ پوشش کہ فرمان ہر دیا تراست
 زبے نشاط در اں سینہ کہ منزل آست
 برو نشان فلک حاجتے تدارم از انک
 ز دوست تو بکہ نام ز نام حکم تراست
 ہر اس چیت چو امید مرحمت از تراست



کدام قاضی حکم حسن تو اند کرد
 کہ ہم میا نجی و ہم خصم و ہم گواہ توئی



چہ بتے کہ بیچ سرے نبود بدیں روانی
 خبر از بروں چہ پرسم کہ تو در درون جانی
 تو بیا سلامت اینجا چہ سلام میرسانی
 اگر ای حیات گیرم بحساب زندگانی
 چہ شود شبے نشاطے ببری برو نشانی
 بہ مفرحے مدد کن ہم ازاں شکر کہ دانی

چہ گلے کہ بیچ غنچہ نبود بدیں جوانی
 سفرے پو تو عزیزے ز نظر بودہ از دانی
 تو عثمان بدیں طرف وہ چہ رسول میفرستی
 بجمال جانفزایت کہ عزامتست برین
 ہمہ روزہ می نشانی غم تازه بردل من
 بہ ہوائے یک حدیثت من صد ہزار سودا



بجمال حسن و قتی ز حسن ربودہ دل
 دل و جاں فدائے رویت کہ منوز بہمنانی



منم درویش تو شاہی مرا با تو چہ ہمراہی

من آہ سحر گاہی تو از جافم چہ میخوای

<p>جبال دم زون ہم نسبت میکن هر چه نچوای ممالک را مسلم کن بطغرائے شهنشاهی چه معلوم است تلبنے او چگونه می تپدماهی</p>	<p>سراز دام تو نتوان یافت میکش هر چه میگزی بگرد نقطه خورشید مشکین دایره برکش تو از دور و فراق من چه دانی زانکه دربارا</p>	
<p>۹</p>	<p>ز غمهای حسن لے جاں اگر آگه نئی نشاید ز اندوه تپتی دستاں تو نگر راجه آگاہی</p>	<p>۶۲۲</p>
<p>شادمانی با نئی نگری آه من از ستاره سحری من ندانم نسون زیو و پیرکی خود تو از حسن عالمی دگری وے بگاہ خرام لبک دری نیاک بریگانہ وار میگری کہ ہمہ عشر نام من نبری کہ ہنوزم ز جبال عزیز تری</p>	<p>و عدا میکنی و میگزی ہر سحر یک دو گام پیشتر است نشد از من خیال زلف رخت کس بحسن تو نیست در عالم لے بوقت طلوع بدر منیر نہ سلائے وہی نہ دشمنانے من ہمہ عمر خود ندانستم ہم بجان عزیز جات کنم</p>	
<p>۹</p>	<p>حسن از عشق مست و بیخبرست تو ازاں مست خویش بیخبری</p>	<p>۶۲۳</p>
<p>از غریبان نئی کنی یادے بیگنا ہے اسیر جلا دے</p>	<p>لے بشوخی ہما دہ بنیادے دل گرفتار غمزه تو بماند</p>	

چشم تو جاں تنال لب جان بخش
 داد چشم ز گیسوئے تو بتافت
 کونسیم صبا کہ از زلفت
 زلف تو توبہ مسرا ماند
 اے کہ تا دور عالم است نزا
 دل ویران من بدولت عشق

ہر یکے در فن خود استاوی
 تا فن چیت گر نمیداوی
 ہر کجا مشکست بکشاوی
 کہ ہی بشکند بہ ہر یادے
 از تو زیبا تر آدمی زاوی
 ہست امروز محنت آبادے

۶۴۴

بہ کہ در پائیت او فتم چو حسن
 نیست مارا جزایں بہ افتاوی

۶

اے رخت اوراق گل را محلے
 سرو ہرگز رہ برفنارت نبرد
 عقل عشقت را ندیدہ آخرے
 از کزراں ناید نشانے با تورا است
 دل بجاں بستہ چہ آید برورت
 از قدومت ہر مقامے روضہ

خود تونی سرد فر خوبی بے
 ہرگز این اقبال یا بد کاہے
 آ پنجاں در آفرینش اولے
 یکدو بیند ہر کجا ہست احولے
 در حرم نبود جنب را مدخلے
 وز فراقت ہر باطلے مقلے

۶۴۵

با حسن گفتی چرا عاشق شدی
 صد جوابت این سوالت راوبے

۵

زہے با عاشقان نو کردہ نازے

چوناز تو مرا با تو نیازے

<p>چہ پرسی مچنتے وارم ورازے شوی بیچارہ را چارہ سازے نمیدارد عفی اللہ جاں نوازے</p>	<p>ہم شب در خم آن زلفت مشکیں بود گاہے کہ بہان من آنی چرا بیمار خود را جاں بخشیں</p>	
<p>۷</p>	<p>حسن گر روئے تو قبل سازد مباد اکش تسبول افتد نمازے</p>	<p>۷۳۶</p>
<p>جاں در بلایے ہجر کجا مبتلا شدے ایں روز روشنم شب تیرہ کجا شدے یار بچہ بوئے اریکے از صد وفا شدے ہستم براں کہ بند ز بندم جدا شدے طاعت قبول گشتے و حاجت وا شدے اے کاش کایں بقائے دور روزہ فنا شدے</p>	<p>جاناں اگر امید من از تو روا شدے خورشید رویت ار شدے غائب از نظر از دست وعدہ ہائے تو یا یارب آدم من ایں جدائی ار مثلاً دیدمے بخواب تو کعبہ منی و چہ بوے کہ از تو ام چوں خواست بود روز فراق تو عافیت</p>	
<p>۷</p>	<p>کے کردے بخوں چو سن ہر دم آشنا آب حیاتم ار نفسے آشنا شدے</p>	<p>۷۳۷</p>
<p>وگر داری من بارے نداری ولے تیمار بیمارے نداری مگر جز من گرفتارے نداری زمن دلسوز تر بارے نداری</p>	<p>نظر بر ایچ غمخوارے نداری طیب عاشقانت نام کروند بہل کروم ہر دم کشتی تیغ اگر چہ سوختی جان و دل من</p>	

<p>تو با این کارها کارے نداری کہ دل داری و دلدارے نداری</p>	<p>بروئے عقل ما دانیم و عشقتش بروئے مدعی عمرت حرامست</p>	
<p>۶</p>	<p>دکان لاف مکشائے حسن باز کہ چنداں روز بازارے نداری</p>	<p>۴۲۸</p>
<p>خشم را حدیثت آخر آشتی کردی لے جاں آنچه در دل آشتی آشتی کن آشتی کن آشتی عاقبت بگذشتی و بگذشتی تا بکے در بند شام و چاشتی</p>	<p>رفتی و رسم وفا برداشتی داشتی در دل کہ بیجانم کنی خشم را از سرنگن چوں خوب نیست گفتی از تو نگذرم نگذار مست روز عمرت بر سر آمد ہوش دا</p>	
<p>۵</p>	<p>اے حسن عاشق شدی رفت مجھے گنہ مت ندہند چوں جو کاشتی</p>	<p>۴۲۹</p>
<p>ورستے رسد ز تو داور آں ستم توئی جز تو کہ رہ برد در آں محرم آں حرم توئی منت غیر چوں برم زانکہ ولی نعم توئی خود چو حساب میکنم حال آں رقم توئی</p>	<p>گر غم تست روزیم مونس روز غم توئی کعبہ دل بخون جاں پاک بستم از بتا وعدہ قبول کردہ نعمت خود تمام کن صفحہ جاں عاشقان ہست بخون رقم زدہ</p>	
<p>۶</p>	<p>روز قیامت ار حسن ہچو شمار ہر کسے عرض سخنوراں شود در صف شاں علم توئی</p>	<p>۴۵۰</p>

اے چو ہلال داشتہ شخص مرا بلا غری سی و دو کو کبت میں و ارجح دارتا مگر یوسف اگرچہ روشنت آئینہ جمال زو تاز تو قوتے ہی یا بد اساس حسن تو کارو با استخوان و تو خوردہ ز ظلم خون ما	درد و ہلال خود نگر میں دو کو اکب دری بیت و دو سالہ عمر با باز رجبت آوری یوسف عہد ماتوی آئینہ کو کہ بگری بر دل من قوی بود قاعدہ قلندری گر پری استخوان خورد تو ہمہ خون چرخوری
--	---

۶

روے تو مشتری حسن از پے حوت می تپید
ہم تو براں مقیم شو کوست مقام مشتری

۷۵۱

اے ز بہار تازہ تر سوے بہار میروی خلق بوجے تو دوواں شد سوے باغبان رواں رشک فریب تاختہ تیغ کرشمہ آختہ غمرہ چوتیر دانستہ زہر براں گماشتہ رہ چو صبا نوشتہ تازہ چو گل گذشتہ	پیش تو گل پیادہ شد تا تو سوار میروی اے تو بہشت نیکیاں تو بچکار میروی زلف کند ساختہ سوے حصار میروی رحم فروگذاشتہ زخم گزار میروی کبک خرام گشتی گام شمار میروی
--	---

۷

اے ہمہ دل بدام تو بندہ حسن غلام تو
ہفت زمیں بکام تو تو ز کنار میروی

۷۵۲

اے کس چو تونہ از چو منے سیر چرائی دور از تو چو تو دور شدی بند ز بندم سرفے کہ سوے کس نکند میل بہر باد	چوں دور زمانہ کے دیہ پائی از دور جدا گشت نے درد جدائی امروز چہ باد ست کہیں سوئے گرائی
--	---

<p>دل خانہ تو سازم اگر تنگ نیائی اے جان من آخر تو مدانی کہ کجائی کا قبائلہ واد پارم حکمیت خدائی</p>	<p>ہمان منی خانہ من تنگ تراز دل جان تو کہ من بے تو ندانم کہ کجایم افلاس مرا طعنہ من پر خدا زانک</p>	
<p>۷</p>	<p>تند پیرچہ سازد حسن اکنوں کہ برآمد نام تو بسلطانی و نامش بگدائی</p>	<p>۷۵۳</p>
<p>روئے چو بہت بہت چو شمع چہ گدازی گر چارہ کار من بچہ سارہ نسازی کز گوشہ نشینان نہاں خانہ رازی ہند و بچہ پا ترک کساندار بازی لیکن تو ورائے نہ ترکان تراز رخسارہ خود کردہ ام از دیدہ نمازی</p>	<p>اے ماہ کہ شمع ہمہ خواباں طرازی امروز دین کار مرا چارہ کہ سازو ہرگز نتوان داشت نہاں از دل از تو پیوستہ بد نیالہ چہشت روداں خال پر جلد نیکنی ترکان چو سرازند از بہر تجھ در تو دوکش ہمہ شب</p>	
<p>۷</p>	<p>از تو بند بندہ حسن جان بحقیقت کیں عشق حقیقی ست نہ سودائے مجازی</p>	<p>۷۵۴</p>
<p>جانم فدائے نامت با من بگوچہ نامی در چاروہ نباشد ماہے بدیں تمامی گر سیم خود پوشم نوعے بود ز خامی زان نعل آبدارت یک چند بوسہ وامی</p>	<p>اے سر و خوش خرا ماں یار چہ خوش خرامی سرکش چونہ سپہری روشن چو بہت کوب تا عارض تو باشد سیاب گوں در افشاں با آنکہ در وصلم بخشیدہ تو خواہم</p>	

<p>بے قصد بود و انم رمیا بغیر راعی اے کعبہ را کیشده در سلقه غلامی</p>	<p>عفوست کز چشمت تیرے رسید مارا گوئی تو کعبہ دل دل کترین غلامت</p>	
<p>۵</p>	<p>سہلست اگر حسن را کردی بکام دشمن باید کہ دوستش را بینم بدوست کامی</p>	<p>۷۵۵</p>
<p>امسال یار باشی چون پار بزرگروی تو خون جان من خور ز ہنار بزرگروی یاری کنی و ہرگز از یار بزرگروی تا گرد اندک خود بسیار بزرگروی</p>	<p>اے یار بیعتی کن کز یار بزرگروی گر روزگار با من ز ہنار خورد بر گشت یاری چو کردی از نو در گردنت کہ من بعد سرمایہ جوانی بس اندکست جانان</p>	
<p>۶</p>	<p>ہر بار از حسن گر برگشتہ نگارا بارے امیدش اینست کہیں بار بزرگروی</p>	<p>۷۵۶</p>
<p>بے محرم خود مرہم یک ریش نیابی آن مایہ کہ از دست وہی بیش نیابی آن رہ بچپ و راست پس پیش نیابی تا گم نشوی گم شہ خویش نیابی این گنج بجز در دل درویش نیابی</p>	<p>اے دل بہ تمنائے غرض خویش نیابی دروے بتو دادند ترا مایہ ہمانست زاں سوئے جہانست رہ یافتن دوست از خویش بروں شوز در دوست دروں دنیا طلباں را چہ خبر از غم مولے</p>	
<p>۷</p>	<p>بگذر حسن از دعوی ہر رمز و اشارت دعوی ہمہ ہیچیت چو معنیش نیابی</p>	<p>۷۵۷</p>

لب فروستی ماراد زباں انداختی
خندہ کردی و شورے درجہاں انداختی
گوے بروی گفت گوئے درمیاں انداختی
یازوہی عالمے را درگساں انداختی
غلغلے درلب بلان گلستاں انداختی
خش بر کردی و خاکش درواں انداختی

از کرشمہ باز شورے و جہاں انداختی
آں دہان پر نمک بر بھکیں پیدا بنو
شہسوارا اے کہ بیرونی زمین صفت
چست برستی کمرانگہ نہ چیرے درمیاں
دی کہ رفتی سوئے بستاں ہچو گلزار ہشت
گل دہان باز کردہ میزد از شکل تولد



باداد اں نامہ دادت حسن گریہ کنال
قصہ اش خواندی و درآب رواں انداختی



باغ و بہار حسن را سرور و ان دیگری
تو برخان لالہ گواں لالہ ستان دیگری
زانکہ تو در صف بتاں سخت کمان دیگری
من بتو زندہ ماندہ ام زانکہ تو جان دیگری

اے دو جہاں فدائے تو تو ز جہاں دیگری
گرد و بگرد شہرما بہت ہزار گلستاں
عقل سپرنی کند پیش خندان عشق تو
زافت مرگ مہچ تن جان نبرد مگر کہن



اے ز جہانیاں ترا مثل نیافتہ حسن
گرد سرت ہمہ جہاں تو ز جہاں دیگری



بہ نشیں کہ بہت در تو سیلے آشنائی
ایں نامہ میکشی تو یا نافہ می کشائی
خورشید خوشہ سپند مانند روستائی

اے قاصد از کجائی از ہر کجا کہ آئی
از آستینت مارا پریشاک گشت دامن
دارم بشہر ماہی کز خرمن جمالش

جاں بخش جاں ستاند بے دعویٰ خدائی
سودا اش کرد غارت بازار پارسائی
خوش وقت صبحکامان آغاز و شنائی

باوام چشم مستش واپس پتہ سخن گوئے
عشقش کشید کشمیر در راہ لا ابالی
امروز وقت صبح آمد از وسلائے

۵

ہاں اے حسن شب روز آید ناکہ آخر
روز وصال باشد بعد از شب جدائی

۶۰

پیشیں مگر باز آیت چشم زخوں آلودگی
خالے و خطے بے خلل چشم بے فرمودگی
استغفر اللہ زین سخن عشق تو و آلودگی
نہ دست تو دار و خبر نہ تیغ تو آلودگی

اے شہد نوشین لب ت پاک از ہمہ آلودگی
داری جمال بے بدل روئے تو بے مثل
لغتم بر غم عاشقاں آسائے گیرم ز تو
اے خون خلقے ریختہ وانگہ از آن عمل بخین

۶

نور حضور تو چناں بر ما تجسلی می کند
کز خود حسن غایب شدت از غایت کم بوئی

۶۱

دوش در دل بوہ امروز در جان منی
جاں بزیر پیت افتانم کہ جانان منی
من از آن مرغان تو، تو باغ وستان منی
تو بدیں لبہائے شیریں شکرستان منی
قطرہ در کار من کن کاب حیوان منی

اللہ اللہ این توئی یارب کہ مہاں منی
سر بسوداے تو در بازم کہ سر باز توام
مرغ صبح از بوستان و باغ یاد مہمید
خسرو پرویز گر شیریں شکر ہر دو دشت
اے کہ عمرے تشنہ بودم شکر وصل ترا

گر حسن صد بار میگوید کہ من زان توام

۵	کے چناں باشد کہ یک رہ گوئیش آن منی	۶۶۲
جام جاں پرور کرم نیاں بسبب کیوں کیے ہم دروں باتو کیے داریم ہم بیروں کیے خستہ ہا صد پارہ شد ہر پارہ درخوں کیے باک نبود چوں دل لیلی ست باجنوں کیے	اے دو چشم درہوائے لعل تو درخوں کیے ظاہر باطن بدغ اتحادت سو ختم دی زرد سے سینہ باد یوار میگفتم حدیث صد ہزار آتوب اگر ہر دم رسد زابل عزت	
۶	گر حسن آہے زوے دوش از درون بقرار برقرار خود کجا ماندے ز نہ گردوں کیے	۶۶۳
چوں نسیم گل حریم قدسیاں را محرمی چند وہا را فراہم کرد با ایں درہمی نعمت فردوس را ہرگز کجا باشد کمی آدم آجا با بلغزیت مسکین آدی حال اینست تو ز احوال غریباں کے غمی من کمینہ بندہ ام تو بادشاہ عالمی	اے بہار خرم از رویت گرفتہ خرمی زلف تو با ایں کہ در ہم شد ولے این مین کجا حسن تو ہر روز از روز گرا فزوں تر عقل گوید از چہ دیدی روئے گندم کون کوئی نغمہائے تو اندر جائی گاہ جاں رسد گر بہ بخشی و ربگیری چارہ جز تسلیم نیست	
۷	آستان عشق را بنیاد نو کن اے حسن کیں بنائے زہد را چنداں نباشد محکمی	۶۶۴
غنیچہ گر خوش مت در نظر تو خوشتری	اے زطراوت رخت تیرہ شدہ گل تری	

تو ز بہشتی اے صنم بلکہ بہشت دیگر
 ماہی و مہ قرآن کنند چون در آب بگری
 سر بہت نہم مگر پائے نہی و بگری
 دیدہ قدم کنی ہی بر طرفے کہ پے بری
 شکستگی خوشم گر تو شکستہ پروری
 من بہ شکستگی خوشم گر تو شکستہ پروری

جملہ بتان نازمین از ختن اندیا ز چیں
 شکر گل یکے شونڈ چون تو باغ در شوی
 جاں بغبت و ہم مگر رحم کنی و دل دہی
 جاں بہ نثار میکشتم بر قدمے کہ می زنی
 روز غم تو مر مر از از شکست گو شکن

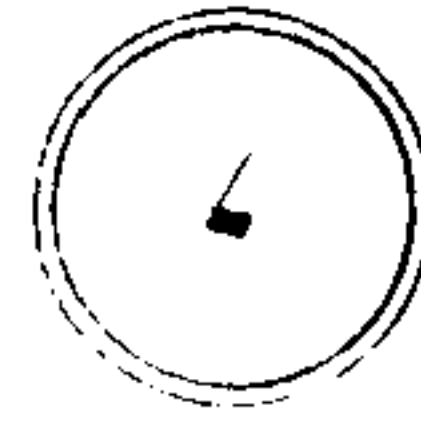


چہیت کہ شکستی از حسن شکستہ دل
 خون دلش بخوردہ بیچ غمش منخوری



جانم اسیر غمزہ اقبال میکنی
 ہر جا کہ الف می نگری و ال میکنی
 خود گوے می ربائی و خود چال میکنی
 تعجیل عمر میں تو چہ اہمال میکنی
 خون قرابہ بہر چہ پامال میکنی
 بس قلب عاشقان را و نبال میکنی

باز این چہ جور ہاست کہ ہمال میکنی
 پیش کہ خط نوشتہ اے شوخ کز جفا
 حالی چونیت در ہمہ میدال حریف تو
 ساقی بدہے کہ دہد را حتمے بعمر
 اے محتسب چو توبہ بدستت ندادہ اند
 جانماں تو از سخت صفت صبری دری



این طرفہ کز حسن کہ ضعیفست و بے نوا
 کہ قصد جاں و گہ طلب مال میکنی



پر پرویا بنام ایزد جمال حور عین داری
 مژہ چوں نیش زنبورے دلے چوں انگبیس داری

لہ چال کردن معنی گرو بردن

کہ بیند تیز و در خالت ز بیم چشم قنانت
کہ از بہر یکے ہند و دو ترک اندر کمیں داری
اگر مہ روئے روشن دارد و گل بوئے جاں پرو
ترا چونان صفت کردن ہماں داری ہمیں داری
اگر خوباں بسا عدلے سیمیں خون حنلقے را
ہمی ریزند این محبت تو خود در آستیں داری
ز حال دین من کہ کہ چہ می پرسی تعالی اللہ
مرا چوں خود توفی قبلہ بس انگلاف داری
اگر در چین بتاں باشند گیسو ہائے خم در خم
تواند ہر خم گیسوئے چندیں جائے چیں داری

۷

حسن گریار سلطان وار حکمے کرد بر جانت
ترا آں بہ کہ درویشانہ روئے بر زمین داری

۷۶۷

نزار دل شدہ را بند بستہ بختانی
اگر بتاں تو سجدہ بر ندی شانی
تو حاضر آمدہ انگہ مرا شکیبائی
میان خوبان سر و بلند بالائی
گبو سخن بدر از سیت یا زریبائی
غلام امر تو ام ہر چہ حکم فرمائی

بہر کجا کہ تو گیسو کشاں دروں آئی
شنیدہ ام کہ بتاں سجدہ رانمی شانید
بطنر و طعنہ ہی گوئیم شکیباباش
بقامتے کہ ز پستت ولے بلند ترا
منازعے سخن سر و گرد راز کشد
سگ تو با شتم و خاک درت شوم حکیم

<p>۷</p>	<p>اگر نہ چشم حسن خاص بہر دیدن تست بہر خویش بیسناد روئے مینائی</p>	<p>۷۶۸</p>
<p>چرا روز مرا بدخواہ بودی نہ یک شب منترلم را ماہ بودی تو مر خوش خفتہ در خرگاہ بودی وراں بیعت تو شاہنشاہ بودی مگر کز عشق من آگاہ بودی سفر کردم تو ام ہمراہ بودی</p>	<p>چو از شہائے من آگاہ بودی نہ روزے بردل من ہر کردی من از تو چون شفق در طشت خم ز ملک حسن میشد در ازل ذکر مرا گفتی سفر کن یا بدل کن بدل چشم کے چوں تو ندیدم</p>	<p>ق</p>
<p>۵</p>	<p>حسن این راہ صاحب نعمتاں بود تو بارے فی امان اللہ بودی</p>	<p>۷۶۹</p>
<p>مے شہانہ کہ باقیست نوش می نکنی چرا ہماں کرم مشب چو دوش می نکنی چہ فائدہ کہ یکے زان بگوش می نکنی چہ دیگ اے دل سنگیں کہ جوش می نکنی</p>	<p>چہ شد کہ قول حریفان بگوش می نکنی بیک کرشمہ مرا مست کردہ بودی دوکشا ز عشق لعل لببت صد ہزار در سقتم ز کاسہ سر عاشق گذشت آتش عشق</p>	<p></p>
<p>۵</p>	<p>چہ مرغی اے حسن این ناہائے لکشت بیعت اسیر دام شدی و جوش می نکنی</p>	<p>۷۷۰</p>

چی باشد گر شبے با من بسازی قیامت کرده از شب کمند اگر رویت نباشد قبله من چه شکر می نماید تلخی دوست	کنی دلدادہ را دلنوازی باز روز قیامت در درازی نباشد یک من از من نیازی چه شیرینیت یارب عشق بازی
--	--

۶	حسن کارسیت بر عکس او فتاده ازیں سو عجز و زان سو بے نیازی	۷۷۱
---	---	-----

حریف من توئی امشب اگر چہ پرت خرابی در آمدی و بر آمد امید گم شدہ من چہ نیم مست گذاریم شہر بند تکلف بہ جستجوئے تمنا مباش تا فتنہ ای دلہا بدوستی منجم ستارہ سعد نگرود	نصیب عمر ہمینست قدح بیار شربانی حدیث من بچہ ماند با ہتاب و عربانی بیا کہ عالم عقلم نہاد رو بخرابی چو حکم اوست سر امر تو سر حکم چہ تابی ہم نشینی زرگر کلید گنج نیابی
--	---

۷	منم مقیم در او حسن کجا رسد انجا کہ آن مقام ندارد محل خاکی و آبی	۷۷۲
---	--	-----

خواب دیدم کہ چو گل خندہ زناں می آئی چوں سمن تازہ و چوں سرورواں می آئی گرد رخسارہ نیفتانده بحکم عادت ہچناں نازکناں خندہ زناں می آئی

دیدہ ام رفتن تو نغز ترا ز چشمدہ خضر
چشم بد دورچہ گویم بہ ازاں می آئی
من چه گفتم چو بیدم کہ در ا بسم اللہ
جاں کنم جائے تو کز عالم جاں می آئی
چمن آب و گل این میوہ کجا آرد بار
بارک اللہ مگر از باغ جناں می آئی
بخت رامانی و بنیاد ہمہ دولت ہا
بخت ایشاں تو کہ در خانہ شاں می آئی

۶

جایگاہت حسن از دیدہ بدل کرد بل
چکند کز نظر خلق بہاں می آئی

۷۷۳

خندہ چہ پرسم از کجا خوے کردہ خنداں آمدی
بسم اللہ اینک نزل جاں کز منزل جاں آمدی
خوش خوش بہ تخت دل برآ جاں خاک راہ تو چرا
آگاہ نا کردہ مرا ناگاہ ہماں آمدی
گنج کہ گوہر چینت سروے کہ سایہ شینت
ماہے کہ روشن بینت صبحی کہ خنداں آمدی
اے شاخ کیسویت علم وے قلب عشاق شرم
از مشک بر گل دم بدم صفت کش سلطان آمدی

رختے چو آتش زیر تو صحرائے دلہا صحن او
خورشید و ش کے خاستہ تنہا بیدار آمدی

۶

مسکین حسن نالاں چو نے مخمور تو ناخوردہ مے
در کلبہ تار یک دے چوں آب حیواں آمدی

۷۷۲

چو زلف تو بکتری وعدہ داد تا دیرے
نکو بانڈویریں اعفتا د تا دیرے
قدم بر آتش نتواں نہاد تا دیرے
کہ ت بداری وقت کشا د تا دیرے
کہ می بنا لہر باد تا دیرے
پس از قیامت ہم تازہ باد تا دیرے

خط خوش تو کہ سر سبز باد تا دیرے
بخدمت لب خندان غنچہ دل در بست
درون دل کیمت جاوے بشکائی
بہ تیر غمزہ جہانے خراب خواہی کرد
مگر کہ فاختہ ہم داغ دارد از تیر سحر
بہار سن تو خوانیم تا قیامت خوشی

۷

سرا ز در پیکش یا بکش حسن را زود
کہ بر دست نتواں ایستاد تا دیرے

۷۷۵

جان و سر تو جاناں کاں ہم ہیانتے
با آن ہمہ تنگی ہم دستے بدمانتے
خون منجورد از حسرت کے کالج چھانتے
کو با ہمہ خیر خود چیزے بنومانتے
مہر جا کہ سلیمانست دیوانہ آنتے

دل می طلبی سہلت گر حکم بچانتے
رہ یافتے اریک رہ دستم بدہان تو
غنچہ دہن تنگ ست تا دیدہ شد دل تنگ
گل رفت و پس از رفتن عیش چہم کالج
انگشتی لعلت پوشیدہ بماند از نہ

گفتا کہ در اشکت از دیدہ روان کردم | در گنج سخن گفتی آن نیز روانستے

۷

خط تو بعین عشق افکند جہانے را
ورنہ حسن خستہ این حرف ندانستے

۷۷۶

دل ضعیف قوی شد بیک پیام کہ دادی
دوگانہ و اجہم آمد بیک سلام کہ دادی
نصیب بود بیم را کنی ز شکر خاصیت
کنوں فرشتہ نگس نشد صلاے عام کہ دادی
تو دیرمان کہ ناندسہ سالہ ہے بہ دو بوست
سہ سالہ مست بماند ہیں دو جام کہ دادی
بصفت بار برآ دیدہ لگام با بلق
کہ بر دو کون برآید بیک لگام کہ دادی
عقیقہ از لب لعنت بیدہ وام گرفتیم
چو دیدہ غسل نشانند بگیر وام کہ دادی
پیام دادی و گفتی قرار گیر بہ محنت
مزید راحت من شد ہاں پیام کہ دادی

۷

حسن زنت بریں در مقام یافتہ اوہ وہ
گرش مقیم گذاری دریں مقام کہ دادی

۷۷۷

روزم بہے فروشد در عشق می فروشد خردے ولے بخوبی یک فتنہ بزرگے در وصل دل فروزے در بحر سینه سوزے ہنگام عشق داؤن ہر موے از وزبانے داوہ مرالبالب جوشان مے کہ ازوے گویند ہست در چہیں شہر سیاہ پوشانے	دل را ازو ہر اسے جان ازو فروشدے بیشمش بغمزہ نیشے لعلش بخندہ نوشتے در ہر سست ہمدے در کینہ سخت کوشے در وقت دلنوازی یکبارگی غموشے ہر جرعہ فگندہ در مغز عقل جوشے در چین زلف او میں ہر سیاہ پوشے
--	--

۵	پیر خرد حسن یا اکنون مرید گرد کز توبہ توبہ کرد دست بردست مے فروشدے	۷۷۸
---	---	-----

کوشش طلب از مسند جمشید چہ پرسی بوسے کہ دہد عود تو از بید چہ پرسی از بوم صفائے رخ خورشید چہ پرسی تحقیق امید از دل نو مید چہ پرسی	رویش نگر از طلعت خورشید چہ پرسی یارے کہ کند یار من از غیب چہ جونی از عقل صفات رخ محبوب نیاید گشتی بچہ حدست امید تو بدلبر
--	---

۷	ہر بار ہی پرسی کا حوال حسن چسیت ہیہات ازیں محنت جاوید چہ پرسی	۷۷۹
---	--	-----

بروں خرام کہ تا زیر پات انگنے بخاک پات کہ دندا ہنانش بشکنے خداے دست وہ تا زینخ برکنے	سرے کہ بر در این آستانہ می زغنے زلفت از سر موے طمع کند شانہ چہ کرد طوبی با قامت تو پائے دراز
--	--

تویار غار منی و مرا چہ بہتر از اں اگر نہ خار غمت می گرفت دامن من دلے بر آتش سوزاں ہی ز غم یارب	کہ عنکبوت صفت بر در تومی تنمے کہ می گرفت کہ چوں گل دریدہ دامنمے چہ سخت جانم گوئی ز سنگ و اصنمے
--	--

۶

فسرودہ ماند حسن از غم جہاں اے کاش
ز آتش غم تو شعشعہ بر او زنی

۷۸۰

ساقی بیا کہ از شب بگذشت نیم پایے زاں پیش کا و روح از ز سرح طشتے با ما پلاس دارد چرخ ار نہ در نہ بستے دارم خار غصہ صافی وہ ارد ہی مے پیش سگ افکنم دل تا قدر من شناسد	زاں جام جاں نماندہ بر جان ما سپاسے در وہ سب جہاں رازاں بعل صرف تاسے با فاضلے فضولے با اطلسے پلاسے خود در دران باشد بادرو من قیاسے چوں نامدست ز آدم یک آدمی شناسے
---	--

۶

بے خوف و بے رجائے همچوں حسن نباشد
نرکس امید دار و ز بیچکیس ہراسے

۷۸۱

شب و روز چوں غریباں کشم از غم تو خواری شکرے ز پستہ بکشا بظرافتے کہ دانی نہ بہت چرخ باشد ملکہ بدیں لطیفے بکرم چو آفتابی چسکنم اگر نتابی سر و کار من دین غم بکجا رسد کہ داند	ز تو بس غریب باشد گرم فرو گزاری نظرے بجال من کن بطفافتے کہ داری نہ بچار رکن عالمہ ملکہ بدیں سواری بہ صفت چو ابر رحمت چکنم اگر نیاری نہ مرا مجال قربت نہ ترا طریق یاری
--	---

	<p>حسن ارچہ کج بہاوی کلہ کرشمہ برسر بیر تو بند اکنوں کمر امید واری</p>	
<p>پاے بگلستان نہ گردست سے داری اے گل بتو خوشنودم تو بونے کسے داری اے صبح تو یاری کن گز خوش نفسے داری من کشتہ این کارم خیزار ہو سے داری</p>	<p>گل خمیہ بصر از زبان گر ہو سے داری اے سرو بتو شاد م شکلت بچلاں ماند مارا بدعائے مانکشا دورے اشب جاناں ہمہ خواباں را باشد ہوس کشتن</p>	
	<p>گر با تو حسن وقتے صحبت طلبہ مشنو حیفت کہ گوہر را در سلک خسے داری</p>	
<p>دایم امید اکنوں نظارہ گلزارے امروز کہ گل داری بر دوست قشاں بارے امروز مرا باشد ز اقبال تو بازارے ایں کار گراز بختت اے بخت بکن کارے دریا بگہر داون مفلس نشود آرے یکبار بدل داون دریاب دل یارے</p>	<p>گر بود ترا خارے رفت از در تو بارے اے تازہ بہار جاں رنم دل دشمن را گر بندہ خریدن را از خانہ بروں آئی من سر ز تو بر زانو ہم زانوے تو دو نا چشم نشد از گریہ یک چشم زدن خاپلی تا چند بجاں بردن در قصد کساں بائی</p>	
	<p>تو خواجگی خود را کردی بہ حسن ثابت اں کیفیت کہ می وارد از بند گیت عارے</p>	

میوہ باغ نیکوئی مایہ شوخی و خوشی کاج مقرر م شود قاعده سبوکشی دردل آن نور ترے شدہ آب آتشی جرعہ او پیش اگر آب حیات می چستی	کودک می فروش میں کردہ چو عقل سرکشی من چه کسم که از کفش جام میزد و کشم روئے چو آفتاب او چوں به پیالہ تافته اے خضر از شراب خود جرعه فشان بخاکه
---	---

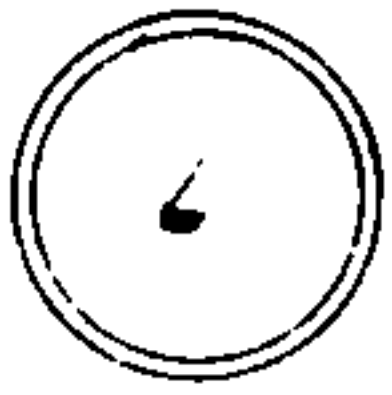


خیز و چو خاک پست شو پیش سگ دشمن حسن
گر تو بہت بلند آدمی ملک و شی



جاں بے تو ہی نالہ چندیں چہ ہی پائی
با جملہ جہاں بے تو فریاد ز تنہائی
ور صبح شود طالع دانم کہ تو می آئی
تا کرد مرا چوں خود شوریدہ و سودائی
نام تو بروں آمد از دفتر زیبائی
ہم چشم کنی روشن ہم خانہ بیارائی

گلبا ہمہ باز آمد وقتت کہ باز آئی
اگل آمد و صد گونہ خوبان چمن باوے
گر غنچہ دہد بوئے دانم کہ تو میخیزی
سوداے سر زلفت انگند بن شورے
فالے کنگو دیدند در شہر بتان چلیں
اے مردک دیدہ افتد کہ بنور خود



گفتی کہ بخواہم شد مہمان حسن روز سبک
تاخیر نمی شاید حکمے کہ تو سرمانی



چرا با بندگان در بند کینی
وہاں بکشا کہ جسد نگبینی
شود روئے بتان روم چینی

مکن نازا رچہ ترک نازینینی
ز خاموشیت عیش بندہ تلخ است
زرشک روئے تو اے ماہ بت رو

<p>کلج نہ کہ ماہ راستینی زماں داند کہ خورشید زمینی بنزد ہر گدائے کشتینی</p>	<p>بہ پیش تو کمر بند و ستارہ مرنج ارخوانمت ماہ زمانہ ترا خوبی چو ملک کیتباد است</p>	
<p>۵</p>	<p>حسن را درجہ حال آفریں گوئے کہ کرد اندر سخن حسر آفرینی</p>	<p>۶۸۷</p>
<p>مرا طاقت نمی ماند برفقارے کہ می آئی شدم دیوانہ رویت نمی ترسم ز رسوائی توئی روشن دریں عالم من سکین بگرد تو چو پروانہ ہی سوزم مگر تو شمع دلہانی اگر روزے بروں آئی تماشا را بگلزارے زہر سوسرو ہا تا زد بدیں خوبی و رعنائی نظر بر روئے تو کردم بیک دیدن ربودئی دلہم خود رفت وی ترسم کہ جاغم نیز بر بانی</p>		
<p>۷</p>	<p>حسن چوں روئے تو بید زند نعرہ چنیں گوید مرا طاقت نمی ماند برفقارے کہ می آئی</p>	<p>۶۸۸</p>
<p>وز بیچ غمے غم نخورم تا کہ تو باشی دل تنگ چرا باشد آزا کہ تو باشی</p>	<p>من خانہ بسازم مگر آنجا کہ تو باشی وحشت چہ گذرد آرد آنجا کہ تو آئی</p>	

از طنز ہی گوئی خوش باش تو بے ما دینے ودے بود مرا متبدا احوال کردم ہی از نقش بتاں کعبه دل را این گروم گردد و آں گرو خرابات	آں روز بود روز خوش ما کہ تو باشی اکنوں ہمہ اینست تمن کہ تو باشی تا کس نبود در حرم الا کہ تو باشی من گرو سرت گروم ہر جا کہ تو باشی
--	--



اے عقل مزین لاف کہ یا حسن ام من
بیگانہ عشقی تو مبادا کہ تو باشی



ماہ سبک سیر مرا اشتہر بجا آید ہی داوہ چو اشتہر ما شتم از خار و خار با شتم تا اشتہر او شد رواں چون بحر کف لب دہاں تا آہوئے من یک نفس را نہ شتر را پیش و پس اشتر چو گردوں ہیچکے ناسودہ از ہنجا رده از سکہ رخ زر کشتم بر اشتہر ز زور کشتم	ترکم بر ہم سارباں اشتہر سوار آید ہی در پائے اشتہر نا شتم خلخال و آراید ہی جوع منش در ہر زمان گوہر شمار آید ہی از شیر مرداں چوں جرس آواز زار آید ہی اشتر سوارم ہجومہ منزل شمار آید ہی پس رشتہ جاں بر کشتم بزورے ہمار آید ہی
---	---



پیش حسن رو بر زمیں بر رخس جاں افگند زیں
چوں ہست رختے این چنینی اشتہر چہ کار آید ہی



من از حے توبہ کردم میل خاطر ہیناں باقی
ازاں لبہائے میگونت خمارم بشکن لے ساقی
بدہ یک جوعہ ام عالی و نام نیک باقی کن

نگو گفتند درویشاں مرا حالی ترا باقی
 مراستی نہ از بادہ ست بہت از چشمست تو
 کہ از طاق ابروان عہد چوں ابروے خود طاقی
 مثل گویند شہرے و گلے اکنوں توئی آل گل
 چہ گل چہ گلستاں و اللہ بہارستان عشاقی
 ترا گر روز و شب خورشید و مہ گویندی شاید
 کہ در روز آیت نوری و در شب شمع آفاقی
 چہ فرماں میدہی چندیں کہ زہر افشاں شولے غمزه
 لیے آن لعل شیریں را اجازت دہ بری باقی

۵

چہ می نالی بدیں نالیدن زار حسن جاناں
 چو مرغ در قفس ماندہ برے دوست مشتاقی

۷۹۱

من بندہ آنکس کہ دل و جانش تو باشی
 آباد ہر آں خانہ کہ مہانش تو باشی
 ملکِ دل من ملک تو شد تنگ نگرود
 اے دولت آں شہر کہ سلطانش تو باشی
 اے نقش نگین لب تو "فیہ شفاء"
 از من مبر آں درد کہ درمانش تو باشی
 عاشق چو خلیل آمد و عشق تو چو آتش

کے ترسدا از آتش چو گلستانش تو باشی



دل تنگ تر از حلقہ خاتم شدہ لیکن
دیوانہ آم کہ سلیمانن تو باشی



وقتت بوئے عود را گیسوت بختا اند کے

شام است ماہ عید را ابروت بختا اند کے

دیم بوقت صبح دی یک نیمہ پیشانیست

چوں آفتاب اندر طلوع از گوشہ پیدا اند کے

صد بار بازی دادیم از گوشہ ابروئے خود

یک رہ بجنده باز کن لعل شکر خا اند کے

خلقیست از خاموشیت با اشک چوں غنابت

وہ آل لب غناب و ش بختا چوستہ اند کے

مجموعہ عالم نگر چوں زلف تو ابر شدہ

آخر ازاں خط خوشت ز نار بختا اند کے

ہر چند ناز و شوخیت بسیار بسیار است ہم

گگہ مراعاتے کین احوال مارا اند کے



جاں میدہمیت چوں حسن بانگہ پیرے لکنت
بسیار بختا از کرم پذیر از ما اند کے



بروے نظر انداختہ باشد چوتو ماہ ہے بارے بنگرہ چشم تو نگاہ ہے صادق ترازو خود تو مال یافت گواہ ہے بارے چوشوم مات بدست چوتو شاہ ہے وہ این چہ عذابست بدیں سہل گناہ ہے سد قطرہ خون بر سر ہر نوک گیا ہے	ہر شب من نظارہ سیارہ کہ گاہ ہے آن چشم کجا تا بجالت نگر تم سیز بیدار می شبہائے مراجع گواہست ہر تعبیه ناز کہ درست نیسنگیز روتامتی از من کہ زوم بوسہ بیاپیت روزے نگر می سبزہ زگورم شدہ پیدا
---	---

۹

فایغ نشیں گرچہ حسن می نزنند دم
آہ ارزد دل سوختہ بیروں زند آہے

۷۹۴

ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے
ما قبلہ راست کردیم بر سمت کج کلاہے
خیزاے خطیب برخواں ہر خطبہ کہ داری
رویش نگر چو عیدے ابرو نماز گاہے
گر سرود مسہ ندیدی با یکدگر موافق
بالاش میں چو سرودے بالائے سرماہے
با آنکہ کرد تو بہ فسق از دل فراموش
ہم گر لبش بہ بسینم یاد آیدم گناہے
بندے اگر کشانید از زلف ظالم او
از ہر خمے بر آید سر یاد و ادخواہے

ہر سچ اشک من میں سر بر زدہ ز مژگان
 چون شبنمے کہ افتد بروئے ہر گیا ہے
 یارب نگاہ در پی چشم و چراغ مارا
 گرچہ نگر دھڑ سہرگز در حال مانگا ہے
 قناتی گواہ بخوید در عشق با زنی من
 و اندک نیست حاجت اقرار را گوا ہے

۷

عقل حسن چه باشد اندر حضور عشقت
 طفل جہاں ندیدہ در پیش بادشاہے

۷۹۵

من پیش کرم خدمت گرے سپرم بخشتی
 تیرے بجز نشستہ تیرے دگر م بخشتی
 تا از شکن زلفت یکشب کرم بخشتی
 افتد کہ ز نخل خود خرماے ترم بخشتی
 از خندہ شیرینت گر گل شکر م بخشتی
 گرا ز لب و دندان لعل و گہرم بخشتی

ہر لحظہ ز شوق خود سوز دگر م بخشتی
 در دے بگو ماندہ در دے بگوریزی
 ہر روز جہاں بازی پیش تو کمر بندم
 مرم صفتم از غم لب خشک فرو ماندہ
 در دل مسکینم شاید کہ بیاراد
 گفتی کہ مفرح کن آن ہم تو اں کردن

۷

من بندہ حسن زان رو پیش درت افتادم
 امید شکر دارم و وقتت گرم بخشتی

۷۹۶

ریخ عشق تو بہ از راحت جاں بیارے

یاد نام تو بہ از ملک جہاں بیارے

بے رضائے تو کرا دل کہ ہند دل بجاں بیش لعل لب تو سنگ ندارد یا قوت گرچہ از جور و جفائے تو کسے دیر نماند سُخ گل کسیت کہ لاف رُخ زنگیت زند جرم بسیار مرا چند صفت خواہی کرد	یک رضائے تو بہ از ہر دو جہاں بیایے جوہر جہاں نہ بہ از گوہر کال بیایے تو براں عادت دیرینہ ہاں بیایے خاک پائے تو بہ از خون فلاں بیایے اندکے عفو تو آخر بہ از اں بیایے
--	---

۷

حسن از نالہ مرغانِ قفس عبرت گیر
خامشی بہ بود از زخم زباں بیارے

۷۹۷

ای ماہِ دو ہفتہ رام کجائی از دور نظر ا رہ نمائی ما ذرہ تو آفتاب مائی جز نسبت عید و روستائی بے روئے تو روئے روشنائی وصل تو لطیفہ خدائی	یک ہفتہ گذشت در جدائی افتد کہ فتادگانِ خود را ما خود عدیم بے وجودت مارا بتو، سیج نسبتے نیست ناویدہ جہانیاں جہاں ہم ہجر تو علامتِ قیامت
--	---

۵

در بحر غم تو شد حسن غرق
دستیش بدہ باشنائی

۷۹۸

با سوختگانِ خود بازی رخسارہ عاشقاں نمازی	افتد کہ شبے بدل نواری بے آب و چشم خون دل نیست
---	--

<p>در چین و حبش بہ ترک تازی تاریک شبے بدیں درازی</p>	<p>چوں زلفت تو بندوے ندیدم زلفت چو شب درازیار ب</p>	
<p>۹</p>	<p>گر چوں حسن او فتم بی پیت زین پس من ولات سرفرازی</p>	<p>۷۹۹</p>
<p>ترحم حالتی وانظر بکائی کمن دور از دو چشم روشنائی بصراء الفراق من فضائی حریفان جلد یاران ریائی فراشی حزن و همی متکائی چہ باشی کز دم ناگہ درائی شفائی فی شفا کما شفائی چہ بودے گر نبودے آشنائی</p>	<p>جیبی مہجتی قلبی منائی چونور چشم من چشم تو باشد شربنا شربة فی یوم ہجر زبانم مالہ و خون جگرے وجودی مولم قلب جریح چہ خیزد گر پرسی عاشقانزا رجائی فی لقا کما جیبی اذا ما انت عنی غاب روحی</p>	
<p>۷</p>	<p>حسن را وارہاں از ظلمت غم چو داری در رخان نور خدائی</p>	<p>۸۰۰</p>
<p>ہزار دل شدہ را بند بستہ بختائی اگر بتاں تو سجدہ بر ند می شائی تو حاضر آمدہ آنکہ مرا شکیبائی</p>	<p>بہر کجا کہ تو گیسو کشاں درون آئی شنیدہ ام کہ بتاں سجدہ رانی شایند بطعن و طنز ہی گویدم شکیبائی</p>	

<p>بگو سخن بد رازیت یا بزیبائی غلام امر تو ام ہر چہ حکم فرمائی میان خویاں سر و بلند بالائی</p>	<p>منازع سخن سر و گرد از کشد ساگ تو باشم و خاک درت شوم حکیم بقامتے کہ زیست است نے بلند ترا</p>	
<p>۷</p>	<p>اگر چشم حسن خاص بہ دیدن نشت بمرخوش میناد روئے مینائی</p>	<p>۸۰۱</p>
<p>جہاں بطلعت آراستہ بیارائی جمال خود جو ہمہ نو بہارنمانی سلام می نکنی کہ گہے کہ پیش آئی کہ وہ سلام مرا یک علیک فرمائی دلہم بخششی و بر جان من بخشائی تو از جوانی و خوبی خود بیاسائی</p>	<p>چو با مداد پگہ بر کنسار بام آئی مرا بہ بینی و گر من بہ بینمت از دور ز تو توقع پر سیدنی نمی داریم منت سلام کنم صد ہزار بارے کا دلہم رہودی و جاں می بری چہ باشد اگر ز چوں تو شاہ سوارے دے نیاسوم</p>	
<p>۶</p>	<p>ز پاور آمدہ دست حسن بگیر امروز و گر نہ قصتہ او سر کشد برسوائی</p>	<p>۸۰۲</p>
<p>عبت زیبا جمالی آیت فرخندہ عالی دیدہ در روئے تو حیراں اینت صنع لایزالی گل کجا روید ہویت مرہ کجا ماند برویت تو گل از باغ بہشتی تو مسہ از اوج کمالی</p>		

سبزہ گرد گل عیاں کن خال مشکیں را نہاں کن
 با چناں خالے نباشد روزگار از فتنہ خالی
 آدمی زادی تو یا مسریا پری استغفر اللہ
 ہر خیالے کاں بندم تو بروں از آن خیالی
 ما و عشق ماہ رویاں عاشقے خود مینویس
 ان یکن ہذا اضلالی ما ہدانی من ضلالی

۵

ہر یکے راست حالے با یکے صاحب جمالے
 اے حسن تو حال خود گو حال من میں بود حالی

۸۰۳

مرو کہ میرود اینک ز نوک ہر شہرہ سیلی
 تو میہمانی عالم دریں میانہ طفیلی
 نبود قبلہ مجنوں جز از قبیلہ سیلی
 ہمیں اثر دہد الحق طلوع چون تو سہیلی

زہے درونہ دل را زماں زماں تو سیلی
 بیا کہ مادہ لطف کردگار جہاں را
 اگرچہ در عرب از بہر قبلہ کعبہ نباشد
 بساں قطرہ باراں سرشک من ہمہ شد

۷

عنانِ عہد حسن را سزد کہ سہل نگیری
 کہ سخت مشککش افتاد با جمال تو میلی

۸۰۳

در خون من مسکین چندیں چہ ہی پوشی
 حال من بیچارہ می دانی و می پوشی
 جامے بغریباں کس گرابادہ ہمہ پوشی

مہ را بخط مشکیں چندیں چہ ہی پوشی
 در پردہ چہ می داری آن روئے نگارین را
 دستے بغریباں وہ گرز ہدہ ہی وزری

موقوف بہ بندِ غم در کج فراموشی وانشد کہ درون دل پیوستہ در آغوشی در چشم زلیخا دار آں روز کہ بفروشی	گفتی کہ کجا بودی از دولت تو اینک با آنکہ بروں بُردی رخت از نظم ظاہر اے خواجہ بقلبے چند آں دُر کہ خریدستی
---	--

۹

بگذر حسن از دعویٰ کاشفتہ خو بانم
در تو نژد آتش بیہودہ چرا جوشی

۴۰۵

خلوتے خوش دارم امشب با چو تو یہیں تنے
سرو قدے چوں توئے سوسن زبانے چوں منے
آں لب میگوں چہ می پوشی مگر شرم آیدت
مے ہیا کردہ ام جامے بخور شرم ایشکنے
بے لبت مے ذوق نہد بے رخت جور بہشت
بے حضور دوستان گلشن چہ باشد گلخنے
مہ پیا پوس تو صدرہ افتد از بالا فرو
چوں کند چوں نیست بام آسماں را روزنے
زحمت پروانہ را اعراض کردن روئے نیست
ہر کرا چوں شمع خواہد بود روئے روشنے
دی مگر دامن کشاں سوئے چمن کردی گدر
کاں طرف امروز جاک افتاد در ہر دامنے
دعویٰ حسن بت من میکنی اے گل شکن

تو ازاں یوسف چہ داری جز ہماں پیرا ہمنے
دوستے کز مہر و مہ رویاں حذر فرمایم
نیست و اندر نزد من دشمن ترا زوے دشمنے

۸

خون من در گردش گزناور و یاد از حسن
ہر کہ بازیار خے دستے کند در گردونے

۸۰۶

غرق غم کنی کنی غم گسارے
گرچہ دولت نہ سوزد بر ہیچ زارے
تیرے ز دست غمزا چشم تو کارے
اندر خور کند تو چوں من شکارے
آخر بنگبوت رسد پر وہ دارے
راہی ہی رویم با مید و ارے
ناموختت عقل دریں صف سوارے

دیرست تا نیکنی لے دوست یارے
در آتش غمت دل و جاں زار ختم
درمان در دمن نہ بازوے ہرست
معذوری ارمن نظرے ننگنی کہ نیست
خلوت مرے غار اگر اہل قرب راست
از مانہ علم جوئی نہ زہد و نہ معرفت
میدان گیر و دار تو داری ہم از ازل

۶

جانا ز درد عشق تو در ماندہ شد حسن
نشیندہ کہ در حق در ماند یارے

۸۰۷

اللہ اللہ ایں توئی یارب کہ ہماں منی
دوش در دل بودہ امروز در جان منی
سر بسو دایے تو در بازم کہ سر باز تو ام

جاں بزیر پات اندازم کہ جانان منی
 مرغ صبح از بوستان و باغ یادم میدہد
 من از ان مرغان نیم تو باغ و بوستان منی
 خسرو پر ویزگر شیرین و شکر ہر دو داشت
 تو بدای لبہائے شیرین شکرستان منی
 اے کہ عسمرے تشنہ بودم شربت وصل ترا
 قطرہ در کام من کن کاب حیوان منی



گر حسن صد بار میگوید کہ من آن توام
 کے چناں باشد کہ تو گوئی کہ تو زان منی



بتے شوخے لطیفے دستانے
 خوشے خوبے حبیبے مہربانے
 ظریفے نازکے تیرے کمانے
 قضائے محنتے رنجے قرانے
 امیرے بادشاہے پہلوانے
 لطیفے سرکشے جانے جہانے

بہر از من روان من روانے
 مے ہرے گلے مشکے عیرے
 حریفے دلبرے شنکے دلیرے
 طبیبے داروے دردے بلانے
 کمنڈے ناوے تیرے خدنگے
 شریفے شاہدے خمرے خمارے



حسن مداح او گشتی از ان شد
 زبانت در سخن گوہر فشانے



<p> نہ بر گفٹہ خود وفا میسکنی نہ فکرے زر روز جزا میسکنی نہ از قید جورم رہا میسکنی چرا کام دشمن روا میسکنی مکن جاں مکن جاں خطا میسکنی بگویم کہ با من چہا میسکنی جفا با من آخر چرا میسکنی </p>	<p> نہ دردِ دلہ را دوا میسکنی نہ یک شب بجا لم نظر میسکنی نہ کامِ دل یک نفس می دہی چرا زخم بر دوستان میزنی بخونِ غریباں کمر بستہ فغانے بر آرم ز جور تو من چو جاں در ہوایت دہم مردوا </p>
--	---

تزا در جہاں نسبت عیبے جزایں
 کہ بیدا بر آشنا میسکنی





دور ازاں دل دارو آں رو آبرو	روے زردوم زرد داروئے او
آہ از درد درون و آرزو	آرزوئے روئے او دارو روا

دورِ دولِ داوری آرزو روح	داروئے روئے حسن شد روئے او
--------------------------	----------------------------

ما کے برعاشقاں نیائی	اے دلبر بے وفا کج سانی
با دشمن دوست آشنائی	بیگانہ زدو ستاں شدتی
تا بو کہ چومہ زور درائی	روزاں و شبان دو دیدہ برور
وز دم دم عیسوی منائی	در رخ کف موسوی تو داری
تو صورت رحمتِ خدائی	مانند تو نیست در ہمہ شہر

<p>ور تیغ کشتی مراد مائی اے جان جہاں گر قضائی چوں مسیکنی از برم جدائی</p>	<p>گر خشم کنی حیات جانی عشقت چو قضا گرفت مارا بروی دل و رفتی از میانہ</p>	
	<p>مپار دلم بچشم خونریز بنشین وز راہ فتند بر خیز</p>	
<p>بر پائے دلم چہ جدی آل ہو از چہ سرخ بر آوری بگیسو یک تیر زن از کمان ابرو تا چند جفا کنی تو بد خو در خون بسگر نشسته آہو در گوشہ حسلو تے من و تو باشد کہ ربد ز چشم جاو بر رہ گذرے ماہ من گو</p>	<p>محسنوں تویم اے پر پرو بکشائے دوزلف تاکہ زہر خواہی کہ ہزار دل بانی اے صاحب حسن نیوئی کن از نافہ امشاک گیسوانت کے باشد و کے بود کہ یکدم غم ہائے دل اسیر گویم اے باد صبا گر شن بینی</p>	
	<p>مپار دلم بچشم خونریز بنشین وز راہ فتند بر خیز</p>	
<p>عقل از دست رفت و فریبک سد دل چو دل بست او نگ</p>	<p>تا کردہ غممت ز پر وہ آہنگ در ہر سر مویتلے دل آرام</p>	

بستم بدل خرین خود سنگ
بر لاله و گل ز خون مارنگ
وز سر بنہ اے نگار من جنگ
اے سرکش شوخ و دلبر سنگ
پشتم ز غمان تست چوں جنگ
در دامن رحمت ز دم جنگ

چوں سنگ ولی کنی تو من نیز
در باغ در آسے تا بہ بسنی
از دل بدر آ کر مکرو دستاں
در باب کہ جاں بلب ریت
نایم چو فراق تست چوں سائے
اے فتنہ دلبر! چیں چوں

سپار دلم بچشم خونریز
بنشین وز راہ فتنہ بر خیز

مویت ز عبیر بردہ رونق
شاید کہ کنی تکبیر الحق
ہم شیوہ بچشم تست ملحق
نام نہند جسز کہ احمق
میکن کہ ترا ست دست مطلق
زینہار کشش مرا بنا حق
چوں بندہ تو شدم محقق

اے روئے تو بر قمر زودہ وق
مثلے تو نیامد از نہ و چار
ہم فتنہ بزلت تست مضم
گر من نشوم ترا بجاں دوست
گر زانکہ جفا کنی تو امروز
من با تو نظر سرب پاک بازم
اے دلبر جاں فری سرکش

سپار دلم بچشم خونریز
بنشین وز راہ فتنہ بر خیز

<p>در لب صنما چو غسل نابی در مسجد دل کند خرابی تو بامے و حسنگی و ربابی بنگر تو خودشس کہ بازیابی باماتو همیشه در عتابی زیرا کہ مدام بر صوابی محبوب حبیب شیخ و شابی گر طالب رحمت و ثوابی</p>	<p>در روی ہما چو آفتابی محراب دو ابروی کمانت من با غنم و غصہ و مشقت در زلف تو جان بندہ گم شد آخر چہ خاست من چہ کردم حاشاکہ ز تو خطا بیاید تنہا نہ حبیب مائی اے دوست یعنائے وجود کرد چشمت</p>
---	---

مسیار دلم بچشم خونریز
بنشین وز راہ رفتنہ بر خیز

<p>وے زلف تو دل کشاد و پرست وز عشق تو نیم داما مست جاں بر سر درو و غنم نشست کز ما ببرد با کہ پیوست بام غنم عشق رویے تو ہست پاد غنم تو مست آہست لے جاں و رواں تو مست آہست</p>	<p>اے چشم تو دلربا و سرمست از ہجر تو نیم چو خساراں قدت چو بناز و عشوہ بر خاست آخر بنگر با پروانست گر زاناک دل تو نیست بام چوں دید دلم کہ چارہ نیست مپسند جناب و جور چہ نیست</p>
--	---

مسیار دلم بچشم خونریز

بنشین وز راہِ فتنہ بر خیز

چشم تو بجا دوی نگارا ہم رحمت و شفقتی و مہرے در زلف کہ ہست ہچو چو گال آخر چہ شود اگر بعاشق زینہار مرا مکش بفتوہ گر باد صبا وز دجوت در درو دلم مدام جانا ہر شام و صحریاد زلفت	بر بست روان جان مارا ہم لطفت و ترخے نگارا چو ما گوئی مزن دلم سوارا یک ساعت کے کہنی مدارا دریاب مہا بتا خدا را از غیرت پے کھم نصبارا بفرستند بدو ما دوارا گویم کہ بسیار کو کہ یارا
--	--

مسیار دلم بحشم خونریز
بنشین وز راہِ فتنہ بر خیز

از روی تو روی روح زیباست آن زلف چرا بود پریشاں زاں موبہیاں چرا بندی اے باد صبا جو بیام در گفتن او نکو نگہ کن بنشینم و صبر پیش گیرم	وز مویے نو درون خود است اونیز گل ز عشق شیدا آن رہزن ہیں مگر چلیپا کال یا از جان خود مہرا کز از سر عہد خویش برخاست وز زانکہ دل طیب با ما
---	--

بِخِیْنِزَمِ و دَسْتِ یَارِ گِیْمِ اَلْقَصْبِ بِجَوْشِ کَاے دَلِ اَزَارِ	کَزِ جَمْعِ بَتَانِ دَلِ مَنِ اَو خَوَا گُویمِ سَخْنِے چُو تَد تُو رَا سَتِ
---	--

مِیْپَارِ دِلْمِ بِچِشْمِ خُو نَرِیْزِ بَنْشِیْنِ و زَرَاہِ نَسْتَنَہِ بَرِ خِیْرِ

آں زلفِ سیاہ پر شکن میں تا بندہ خوابِ عاشقانِ را بکھائے دو چشمِ را بہا کی در ہر طہرے فرعشقِ رویش در ہر مژدہ ز چشمِ جا دوش اے دوست تم جو موشِ از غم یکشب بدرم گذرمنِ آخر گذر ز جفتِ ریزِ چشمہ	واں روئے چو ماہِ پر فتنِ میں در حلقہٴ زلفِ اہرمنِ میں وانگاہِ رُخِ نگارمنِ میں جاں دادہ ہزار مردوزنِ میں افزوں ز ہزار را ہرنِ میں یکبار سیاہ حالِ تنِ میں نالیدنِ وزاریِ حسنِ میں انصافِ وزیرِ انجمنِ میں
---	--

مِیْپَارِ دِلْمِ بِچِشْمِ خُو نَرِیْزِ بَنْشِیْنِ و زَرَاہِ نَسْتَنَہِ بَرِ خِیْرِ

زلفِ شور انگیز او با مہر و مہر بازی کند شرحِ حالِ بیدلانِ از غمِ منتشِ ہر ہر کہ دید آں طرہ بر بالائے پیشانیِ چہ کفایت	چشمِ سحر آمیز میں با فتنہ طناری کند کو بیک دم صد ہزاراں کرو غمازی کند ہندوی آشفتمی تا ترک سر بازی کند
---	---

تاہمائے درد عشق سایہ برمن گسترید
 مایہ دار عشق رویش مایہ محنت وہد
 تا قبول زلف آں بت گشت جان پر غم
 میروم از دست جوڑش تا در شاہ جہاں

لبیل ذہن منیرم دعوی بازی کند
 ابھی جان من میں باکہ انبازی کند
 باز جانم ہر شبے در قید پروازی کند
 آنکہ سم خوش او با سدرہ ہمزازی کند

شہسوارے کزین دریا غبار اینگختست
 تارک ترک فلک از طاق عشر آوختست

چشم کا فریش او از دل مسلمان برد
 اے کہ گفتی چارہ کن دل ز چشمش وارہا
 قصد دل کردن روا نبود و لے معشوق
 زلف عنبر نیز او باشد پریشان ذہن
 من بدیں شیوہ ندیم ماہ روئے در جہاں
 گر بقاشان چہیں رستمے برند از صورتش
 ظلمت غم از رواں جان مجزوم مگر

مشکلات عقل را از تن باسانی برد
 چارہ او چوں کنم کو دل پریشانی برد
 کو دست اینہا نذاذ او ز نادانی برد
 کاں نسیم زلف او از دل پریشانی برد
 کو بیک ساعت رواں ہر سی جانی برد
 در زماں آں حسنہا از صورت مانی برد
 نور رائے روشن آں لطف یزدانی برد

سرورے کز فرط جودش زہرہ انداب شد
 بود شہ از سخا و بذل او سیراب شد

ہرچہ پیش میکند ابرو باویاری وہد
 خط او باشد موجہ لیک مشکل این بود

آں عزیز مصر دل دایم مرا خواری وہد
 کو چو بیند عاشقان را خط بیزاری وہد

<p>در شام روح بوی مشک تا آری دهد کو بماه آسمانی غاشیہ داری دهد او همیشه مرسن را ناله زاری دهد چشمہائے مستی در حال میثاری دهد آنکہ عدل خفته را از تیغ بیداری دهد</p>	<p>بوی زلف عنبریں آن نگار سرو قد اینچنین خورشید روی من ندیدم در زیا من ز چشمای صد ہزاراں لعل در آوردم تا خورد و خول روانم چوں بہ بیند مرا دلبر اطلبے مکن در عہد این صاحب قرآن</p>
---	---

سرفرازے کو سزای افسر و دیہم گشت
 میربان خلق عالم ہچو ابراہیم گشت

<p>و آنکہ شاہ نہ فلک برپایے او سہمی ہند تاج آں حرفیم کو اصل مصدر می ہند قیصر اندر درگہ او تاج و افسر می ہند لیک خوش خوش نخت در ہر شوق می ہند یک قدم بر قطب یک برفرق محوری ہند آفتاب اندر کف او صترہ زر می ہند در دہان خاطر من چرخ گوہر می ہند</p>	<p>آنکہ باز چرخ اندر راہ او پر می ہند مصدر افعال نیکو کف را درود من خسرو اندر خدش بند میان چرخ بند گرچہ دشمن در رہ او تیز گامی میکند رخش او در مرغزای چرخ چون جلاں کند ہر کہ اندر دامن وے دست دل زد و امانا تا زباں را بر کشوم در مدیخس ہرزماں</p>
---	--

شد نشانی گرجینش ہر وہمہ پیدا بود
 لایق تخت قباد و مسند دارا بود

<p>دی کہ شیر چرخ از شمشیر تو رویہ بود</p>	<p>لے کہ فتح و نصرت اند ہر رہت ہمہ بود</p>
---	--

آیت نصر من اللہ ورجبیت واما
تو سن تند فلک در زیران چو آوی
دشمن اندر روز حریت گرشود خود عالمی
عقل کل برقد جا بہت گرد و زد جا
آسمان خرگاہ جاہ باوج فرشتہ ست
باچہیں جاہ و جلالت باچہاں راے ہنر
صد ہزاران درجاں پرورد ہمت آختم

ہمچو نور آفتاب اندر حسین مرہ بود
در زبان اہل گردوں جلاہسم اللہ بود
خندہ طہنر تو آن دم جلگی تہقہ بود
از شعار چہ سخ طلسن قدس کو تہ بود
بندہ طبعش شد ندانچہ دریں خرگہ بود
ہر اگر شہیر نسوز اند عظیم ابلہ بود
حق تعالیٰ بر ضمیرم شاہد و آگہ بود

در مدحیت خاطر من شمع جاں افروز باد

روزگارت دانما چون عید چوں نوروز باد

سرور اختر سعادت در ہریت دوار باد
شاہدان بخت زاد کار گاہ بے زوال
ہمچنان کاں جان پاکت بگرگو ہر بار
دوستانت از تنعم در نشاۃ حرمی
سرفرازا از عطاء بدل احسان کفیت
زاد فی الطینور نخبہ می شود گر خواہے
رخش دولت گاہ و بیکہ در صحاری جبال

باغ اقبال جلالت دانما پر بار باد
سال ماہ و روز و شب بارگاہت بار باد
ہمچنان کف سخایت ابرو تو بار باد
دشمنانت از عنای غم بریز دار باد
مر مر اور ہدیجے جتہ و دستار باد
از صطبل خاص اسپے تنگ رخسار باد
زیر زین غزم و حرمت دانما سیار باد

ناصرت در کار دینی راے عقل مستفاد

حافظت در دار حقہی خالق جبار باد

ہم شتر غلطید و ہم رخت اوفتاد
بخت ماہنگر چہ بدبخت اوفتاد

چوں شوو عالم دریں سیلاب غم
صبر کم دل غایب و دلدار دور

اے حسن مردانہ بر سختی عشق
دل بنہ کیں صاعقہ سخت اوفتاد

مہ زخے شیریں بے دلدار کے
فتنہ حیلت گرے خونخوار کے
بندہ و او بود دیگر یار کے
لیک برد از پائے مجرم خار کے
پیش رفتم چیت از طرار کے
تا کنم در نیم شب بازار کے
حالے اندر جان من زودار کے
من ندیدم سچو تو غتدار کے
رحم کن بر بندگاں یکبار کے
کے بیابی ذوق بے ایشار کے
پیش بروم بستہ در ایزار کے
ایستادہ راست چون سمار کے
رو بساز از بہ خود افسار کے
زانکہ نبود بہتر از این کار کے

دوش دیدم دلبرے عیار کے
شاہدے شنگے لطیفے چاہے کے
خلوتے خوش بود از یاران جنس
گرچہ از گلزار رخ یک گل نداد
صبر کردم تا شد اوست و خراب
دست در پایش زوم با صد ادب
چوں گرفتم از لبش شفتا لویے
قصہ شلواریں چو کردم گفت ہے
گفتن لے شاہ حسن از روی لطف
گفت بے زر چوں رسی در سیم ما
اقچہ چندا سچہ بود از ما حنفر
چونکہ بستد دیدم آن دم شنج را
در نشاندم گفت ہم چو چیت این
اے برادر بازین کاری مداں

یک نماں گلگشت گرد جانب صحرا کنی خلق اندر عشق خود اے شمع رسوا کردہ اے کہ در عالم بحسن خویش سیلے گشتہ خاک گشتم بر سر ہر کو فدا دم ہر آنک فتنہ رویت شدم اے فتنہ انگیز جہاں مدعی بگذر ز درد عشق او پس دم مدہ	صد ہزاراں ز اہل را بیدل و شیدا کنی بس کن آخر چند کس را ہچون سوا کنی چند چوں مجنوں مرا گزشتہ ہر جا کنی بو کہ یک رہ ایں تن افتادہ خاک پاک کنی وہ کہ تا کے خلق را بے دین دل چیں پاک کنی یا ہی خواہی کہ باز سر مرا شیدا کنی
---	--

چوں کنم وصف جمال تو مرا گوید رقیب اے حسن تا کے حدیث آں رخ زیبا کنی

رسید جان جہانے ز غیب زور ہی طولیہ گہر از درج دل چو خاقانی امید واری من دفتر لیست تو بر تو نثار راہ سم خنک و خاک گلگونش	ہماں بہ بندگی جان خود فرستادم بصدر دولت خاقان خود فرستادم بہ تحفہ کہ ز دیوان خود فرستادم گل سخن ز گلستان خود فرستادم
---	---

ہزار جاں بفاے دلش کہ دریا میست کہ گوہرے برش از کان خود فرستادم

تیغت ز پے ضبط جہاں حجت قطعیت دریا بہ ازل چوں صفت تیغ تو بشنود اے چتر سپید تو در آیات سیاست	تیرے تو بدیں قول و ہدراست گواہی تا شزرہ دور نکو از تن ماہی بگرفت جہاں جلمہ سپیدی و سیاہی
--	--

چوں شد حسن اندر ره اخلاص تو یکتا بادا بجاں قاعدہ کلک تو محکم اندر کف عدلت ہمہ افلاک و ستارہ	نازد فلک اندر تن او بیش تنہا ہی حکم تو بر احوال جہاں امر و نہا ہی واندر پنے عدل تو شہری و سپاہی
---	---

قدر تو معظّم تراز انست کہ خواہد
عمر تو فراواں تراز انست کہ خواہی

در پرودہ چہ داری تو آن روئے نگارین را دستے بہ عزیزاں وہ گرز بہ ہی ورزی گفتی کہ کجائی تو از دولت تو اینک با آنکہ بروں بردی رخت از نظر ظاہر اے خواجہ بقلبے چند آن ور کہ خریدستی	حال من بیچارہ میدانی و می پوشی جامے بہ غریباں بخش گراہہ ہی نوشی موقوف بہ بند غم در کنج و فراموشی وانشد کہ درون دل پیوستہ در آغوشی در چشم زلیخا وار آن روز کہ لبشوشی
---	---

بگذر سن از دعوی کا شفت خونام
در تو نزد آتش یہودہ چسرا جوشی

یکے حکایت حال فلان دین مسکینت نشاند وقت ملاقات باز باغ بہشت ز چرخ نالہ برآمد چو او کشید کمان ولے چہ سود کہ یک عیب در آں سرہ مرد	کہ شاد باد زہے ذات بادشاہ امیں برینت وقت حکایات آب و شہیں بہر لرزہ برافناہ چوں کشاد کمیں کہ ایں ہمہ نہش را فرو برد بہ زمیں
--	---

سوال کروم و گفتم بگو چہ عیبست آن

بہشت بہتہ اشارت نمود و گفت ہمیں

کہے کہ خلق حسن یافت یافت ہر ساعت ولے کہ یک رمہ پارہ کند برات طمع بداں کہ تا شود اسباب عقد و حرم و حریف شوم بر آتش خود خاک آب بر سرنگ	ز خلق حسین و ز کردگار احسانے بخل و عقد دو گوش دہند فرمانے زدل توری سازم زویدہ طوفانے ببار برد آسب خود از پئے نامانے
---	--

برائے ماں حکم پیش دست حق داناست
مگر کہ وقتے آبی خورد مسلمانے

شہنشاہ زمانہ دولت تو ہمہ عالم ز مشرق تا بہ مغرب جہاں در روے تو اقبال یوسف دریں میدان بہر عیدے کہ باشد علوے طالع شہزادو کانت مہیشہ شادیت بادامبارک	امان اہل ایماں باد آ میں ترا بر خط فرماں باد آ میں چروے عید خنداں باد آ میں بد اندیش تو فرماں باد آ میں فراز چرخ گرداں باد آ میں بہ وید از خضر خاں باد آ میں
--	---

ازاں چار اختر مسعود یارب

مدار چار ارکان باد آ میں

خسرو از راہ کرم بہ پذیرد سخنم چون سخن خسرو نیست	انچہ من بندہ حسن میگویم سخن اینست کہ من میگویم
--	---

ضابطہ دائرہ ملک علاء الدنیا تا کہ در دائرہ و نقطہ حدیثے گویند	کہ بدو دائرہ چرخ ہی گرد و شاد فتح در دائرہ لشکر او حاضر باد
ایں ہم از زور و ہم از روئے لقب نور رخسار تو شمع ہر نظر برورت آوردہ دانایان سجد ایں قوافی خواستی حال مرا	آمدہ ارکان این دولت اسد لفظ در بار تو جان ہر جسد وز کف تو بروہ دریا ہا حسد دل بدیں خستہ کہ گفتم می رسد
نصم تو از خار خاری خستہ باد در گلوش افتا و بخیل من مسد	
بخیل بر پے حرمت گذر کند نہ سماع کہ اگر حلال بود ہم شنید نہ تواند	کہ خوب گفتن بخیل این لطیفہ ترے ازاں قبل کہ ندارد کراستے کرے
فصل نور و موعظہ باد است نیشہ زو خاکیاں باشد زندگی حبیبیت دل ہی داون باد جاں پرورست اما باد	نہ صدق بود در و کز سر و گیر و ذوق نہ آن کریم کہ بہ طمرب بخشہ او درے
عقل از باد میسرود کو رو از نمش خمیر باد ہا باشد	خاصہ روزے کہ باد ہا باشد کہ درال سبب باد ہا باشد مرد باید کہ باد ہا باشد گر پے دل باد ہا باشد

کس چنین پائے بند جاہ نامد
 بیچ مو بر سرست سیاہ نامد
 بیچ زاغے بہ دام گاہ نامد
 دم سردی چودود آہ نامد

خواجہ بر خیز یک دم از سر جاہ
 یک سر سو دولت سفید شد
 چون حواصل بہ دام گاہ آمد
 گاہ گاہے براں خطا ہایت

اے حسن توبہ آں زماں کردی
 کہ ترا قوت گناہ نماسد

بہ کہ مکافات او کنی تو بمنہا
 تو قدحے بیش بر احسن منہا

ہر کہ تر انیک گفت نیم درم سنگ
 خلق چو جام سلام نزد تو آرد

(❖)

کہ بہ تنصیف نقش می گیرد
 کاہوام انچہ نقش بہ پذیرد

میکنندم سوال از حرفے
 بست چارست حرف نقش پذیر

(❖)

عفو تو پذیراے پشیمانی ہا
 اے جمع کنندہ پریشانی ہا

اے فضل تو تختہ شوئے نادانی ہا
 از لطف بجن کار پریشانم جمع

(❖)

ما نیم گرفتار گرفتاری ہا
 اے فضل تو آساں کن دشواری ہا

اے یک نظرت طیب بیماری ہا
 دشوار مرا فضل آساں گرواں

(❖)

ثمنانی از و صدست یک ثلث دوست

صدر لقبے چون لقب خاص تو نسبت

بنگر چه نیکو نشست این جالقبنت
معنی غریبیت دریں حرف بایست

(❖)

ماہیت ضمیر پاکت اے صد زماں
کلکت ذنبے ولے نہ بر جیس نشان
اینجاست ہفتہ نکتہ از لقبنت
از ماہ و ذنب مگر بروں آید آں

(❖)

دیدم پسرے کہ پائے ماور برداشت
بس دست بر آورد پدر را بنشانند
وز دست پدر کلاه زبر برداشت
ہم بر سر آں پائے کہ ماور برداشت

(❖)

افسوں خواندم براں صنم باز نخواند
بر صفحہ دل ز خون دل قصہ خویش
از لوح و فاش یک رقم باز نخواند
بنو شتم و پیشس بروم و باز نخواند

(❖)

جانا چو دولت نرم نگر و دانم
گفتی کہ چنین سیل مریر از دیدہ
الابہ نم دو دیدی گریانم
در کوئے تو تا ہی رود میرانم

(❖)

ہر دم ز تو اشک من دگر گوں آید
در شبیوہ عشق تو ہی غلطد جاں
گا ہے ہمہ آب و گہ ہمہ خوں آید
بینم کہ تا چگونه بیسروں آید

(❖)

جانا گل اگر چه رایت حسن افراشت
گوید کہ قبائے لطف دارم چو تو حیت
پندار و را چو باد باید پنداشت
گوید لیکن درست نتواند داشت

گل خندہ زناں و نشاد و خوش می آید
 فصلے خوشست بموسم گل اینک
 با قافلہ مراد خوشش می آید
 ہم اول روز باد خوشش می آید

قمری بقیس ہوائے بستاں دارد
 گفتا کہ چہ پرسی کہ فرود آمد دوشش
 بازاری ہر چہ زار ترمی زارد
 او عنسلفہ می کند کہ بی سروں آرد

غنجہ ز دروں چو گنج بصر افان است
 گلزار کہ کردست گل رنگیں گرد
 شبزم ز صفا چو طبع نظر افان است
 گویا کہ محلد سپر با فان است

امروز صبار از قدم با سے بہار
 کہ با خورشید در مشارق جنید
 در علم حدیث بود گونی تکرار
 گاہے بر چید از گل اخبار شمار

بر خاست بت سنگدے سیمبرم
 چوں سیم و چو زر گرچہ گراں سنگم لیک
 چوں سیم نماندہ یک درم سنگ برم
 گر بے زر و بے سیم روم سنگ خرم

دیوان برسانمت چو فرماں باشد
 تو واحد عہدی ز کرام کر ماں
 گر بخل کنم مایہ حسر ماں باشد
 نزد تو سخن زیرہ بکر ماں باشد

یالیت ہزار جاں بہ تن داشتے
 تا در قدم شاہ و زمن داشتے

بغداد و چو جسد آب شد زین حسرت کاے کاش چنین حلیف من داشتے

اے خلق مبارک تو ماں پرور خلق خواہند ہمہ تسلق ز حق تا باشی
وز عدل تو جو سخن ماں و بر خلق تو سایہ حق و سایہ بر سر خلق

اے جملہ جہاں بہ نوبت ملک تو شاد تپانج بود نماز راقوت وقت
نوبت نوبت فلک بیائے تو قناد اسلام بہ پنج نوبت فاسم باد

کارے کہ دل مبارک سلطان بخواست در ملک موافق ترازیں کار کجاست
آن خواستہ را خداے می آر و راست کاندیشہ تو موافق حکم خداست

دارم دلکے غمیں بیامرز و میرس شرمندہ شوم اگر پرسی غم سلم
صدہ واقعہ در کہیں بیامرز و میرس اے اکرم اگر میں بیامرز و میرس

در عہد تو اے دوست وفائے نہ بود بر چہرہ گل رنگ چہ می زری اشک
واندر دل تو غیر جفائے نہ بود باران بہار را ابقائے نہ بود

دارم دل و دین و سرچہ پیش تو کشم گرجاں نہ دہم ترا چہ خدمت باشد
لایق چہ بود مگر چہ پیش تو کشم بخشیدہ دست بہرچہ پیش تو کشم

جانا بہ کرم یک نظرے بر جانم
من هیچ ندانم بجز از غم خوردن
کز طالع خود چو سنج سرگردانم
یک بار بگو کہ غنم مخور من دانم

اے روئے تو و النہما اذا جلیہا
اے عقل تو سر بنہ بگو کہ طاہا طاہا
گیوئے تو و اللیل اذا یغشیہا
کاں قبلہ ماست قبلہ ترضیہا

یک تربیت تو یا منتم می پویم - دنبال دگر
حال دل خود بگفتن تم و می گویم - احوال دگر
صد سالہ حیات تو مقرر کشتہ - در روز ازل
از فضل خدا و بعد ازین می جویم - صد سال دگر

دل یافت نسیم جان فزا در شب گیر - یعنی بوبیت
کردست بہ رفتن گلہستان تدبیر - یعنی کویت
چوں کرد مرا بہ سار گہ دیوانہ - یعنی رویت
دیوانہ خویش را بہ فرما زنجیر - یعنی مویت

غافل مرواے حسن درین رہ ز بہار
زاں گونه کہ هیچ بودہ اول بار
بین السعدین است وجودت ہشدار
صد بارہ ازاں هیچ تری آخر کار

اگر نام تو نقش دفتر افلاک است
اگر نوح ہزار سال در عالم زیست
ہم از ورق حیات روزے باک است
شد چند ہزار سال کا ند خاک است

امروز کہ گل شد است دفتر پرواز
کرد است صبا ورق شمردن آغاز

جلد ورق شاخ چو سر بالاشد غنچہ چو حساب عقل می گیرد باز

— (❖) —

برابر فرو میسرود این غم کہ مراست در صبح اتر می کند این دم کہ مراست
گویند مرا کہ صبر کن در غم یار اندازہ صبر نیست این غم کہ مراست

— (❖) —

عاشق چو شنیدست کہ رفتی بہ کتاب از دیدہ ہمے ریخت سحر کہ مے ناب
از پر وہ چشم خویش بہر سفرت می دوخت بہ سوزن مژہ جامہ خواب

— (❖) —

اے یار بیا بیا پیوندا حشر با یار مرا بیا رخسار خرد آخر
اگر دولت آن نیست کہ میرم پیشیت این محنت بے تو زین چندان حشر

— (❖) —

ہر صبح دے واقعہ ماہنگر از آتش ہجر سوختہ جان و جگر
آہن عفتم در غم آن آہنگر با سوختگی کوفت گیارہ سر

— (❖) —

ما آیت ہجر اں ترا بر خواندیم جان و دل خوشتن جویت ماندیم
اے آنکہ دلت بہ کام خوشت امروز تو کام دل خویش براں مارا ندیم

— (❖) —

در عشوہ چرخ ما سچ تقصیرے نیست در رفتن عمر ما سچ تاخیرے نیست
ہر چند بگرد میلہ بر می آیم جز فضل خدائے ما سچ تدبیرے نیست

مفرد بچہ روئے در سفر می آرد
چندین دل و جان زیر و زبر می آرد
برمی دارد دل از ہمہ چہ توان کرد
کشتی گیرست و سنگ برمی آرد

چرخ از دل من تمام بر بود نشاط
عمریت کہ پیش روی نہ نمود نشاط
با عقدہ بسازم چسکنم پندارم
یک خادمہ گریز پا بود نشاط

دل را غم یا رخا رخاے دگرست
تقوی و صلاحیت شعای دگرست
مشغول شدن بدو شعای دگرست
بیرون ز نماز و روزہ کارے دگرست

تعلیبت بہ از ہزار فیروزہ ترا
خواہیم بصد ہزار در یوزہ ترا
گفتی مہ روزہ است اینہا کم گوئے
یک بوسہ بہ ثواب سی روزہ ترا

بقال بچہ از ہمہ شوخاں شنگ است
بروے ہمہ چیز ہست شکر تنگ است
می گفت کسے بدو کہ سنگش قلب است
بر قلب ہاں حدیث قلبش سنگ است

جانا ستم تو بر کہ و مہ بگذشت
دستان وقایے تو ازیں وہ بگذشت
گفتی شنبہ بیایم آخر شد مہ
از وعدہ تو چہار شنبہ بگذشت

دل تنگ مشوای حسن از مشتے دوں
وارند ہنر کم و مہا بات فزون

اگر لاف زنی دفعات عنہم فاصفح ہر طائفہ بما لایہم فرحون

(❖)

دل بستہ و بوسہ نہ فروخت
سودا از دکان خویش را سوخت
داد و ستداست کار بازرگان
آخر پذیرا سیج، نیا موخت

(❖)

وزد آمد و گرو خانہ ام جولان کرد
نظارہ افلاس فلش حیران کرد
یک جامہ نو نیافت یک دانہ جو
نثر منندہ او ہم شدہ ام چہ توان کرد

(❖)

ہنگام جوانی کہ چو گل بشگفتیم
ہرگز نہ بود میان ما و پیری
ہم آخر کار راہ رفتن رستیم
پیری چو سلام کرد خدمت گفتیم

(❖)

مدخل مردے در خور طعن و طاعون
بر خاستہ اش ہر کسے از مناعون
منہی صفتے ز جسم سماعون
در طائفہ و یمنعون الماعون

(❖)

داری خط و لب از کرم یزدانی
چون غسل تروزمرد ریحانی
مارا بیکے بوسہ چہ می رنجانی
آخر پیر خواجہ بازرگانی

(❖)

اے ترک اگر مرا اسیر تو کنند
پایت بوسم چو دستگیر تو کنند
جانم ہدف ناوک مژگانہ ساز
آں روز کہ امتحان تیر تو کنند

عرضے کہ تو دادہ دران عرصہ دشت
 ابروئے ترا گر چو کماں گوشہ گہبست
 حیراں تو بود حور و جنت ہر بہشت
 چشمت بارے سلامت از تیر گزشت

(❖)

جانا رخ تو کہ مرہ دران حیرن است
 ہر طرہ برو چو سنبلہ می بسیم
 میزان صفت از دوروی نور افشان است
 از سنبلہ بگری ہیماں میسران است

(❖)

امشب منم از شکل مرہ نوحیساں
 گوئی کہ فرو خیزد روز جولان
 آن کو کب رختہ بڈ کردہ قراں
 یک میخ زر از لعل سمنہ سلطان

(❖)

با آن کہ نہ ایم باز دنیا داراں
 یا این ہمہ شکر یا باید کردن
 خواریم بہ پیش چشم نعمت خواراں
 بسیار نکو تریم از بسیاراں

(❖)

شطرنج کز وہ ہزار منصوبہ کشاد
 شہ را چو ہزار فیل در دست افتاد
 قائم بہ یکے دگر نیاردا استاد
 این تعبیرہ تا قیامتش باقی باد

(❖)

دایم دل خود بہ معصیت شاد کنی
 دنیا ز تو رفتہ و ترا دعوی ترک
 چون غم رسد ت ہزار فریاد کنی
 کنج شک پریدہ را چہ آزاد کنی

(❖)

مائیم زلف غم جگر تافتہا
 با سلسلہ درد تو دریافتہا

جانا بمراد خود مکن چندیں جور بر طائفہ مراد نایا فہتہا

— (❖) —

زرخواست بتے کہ ساعدش سمین است
اینک رُخ چوں زرد و سرشک چوں سیم
گو نیم کجا است ز سخن اندر دین است
ہر سیم وزرے کہ ہست مارا این است

— (❖) —

بکشائے دگر بہ زمی و لطف دہاں
بامردم و مردمی جہاں خوش باشد
دل رازگفت حرص و حسد با زرہاں
بے مردم خود نمی توں دید جہاں

— (❖) —

اے گاہ تخم سوختہ چوں سوختہ عود
من سوختہ ام ز بخت ناساختہ کار
گاہ از نفس سوختہ ام سوختہ دود
با سوختہا ساختہ می باید بود

— (❖) —

شیری تو چہ شیر گو میت شیر زری
یک شیر زردہ شیر نہ دیدم صد شیر
بس شیر دل و شیر و شش و شیر فری
تو شیر ز شیراں جہاں شیر تری

— (❖) —

اے ترک مرا کہ رفتم از دست بخواں
شاہیں دلم باز ہوائے تو گرفت
بنواز و بخوان وصل پیوست بخواں
چوں میدانی کہ خراذنی ہست بخواں

— (❖) —

نام بت من بیا با خلاص تمام
در فاتحہ فکر کن ہے بیروں آر

— (❖) —

محمد گریوں آری زاحسد روا باشد کہ ہست احمد محمد

(❖)
 لطف خدا کہ بر بہرہ واجب سلام تست گو ختم کن یکے بہ یکے عین نام تست

(❖)
 یک حرف تو صد صباح آدم نور یک حرف تو بہشت خلد را ما یہ سور
 حرف سویمی پہل ولی رادستور زان چار چہار رکن عالم معسور

(❖)
 گل آمد و بوئے او ندارد چہ کخم چوں آب ز جوئے او ندارد چہ کخم
 دی دفتر گل ورق ورق میسکوم یک نسخہ ز روئے او ندارد چہ کخم

(❖)
 گرمے دہی از دو نرگس مستم وہ ، وز مشک از اں دوزلف چوں شستم وہ
 زلف تو کہ نامہ مرا می ماند انکار قیامتت دردستم وہ

(❖)
 با قاضی عشق داوری بیہود است کورا ہمہ حکمائے ناحق بود است
 زانگاہ کہ ماجرائے ما بشنود است غم را و مرا ملازمت فرمود است

(❖)
 از مکید کہنتہ نوبہ نو غم دیدم یارے کہ بہ غم یار بود کم دیدم
 یک چند ز دیدم دست درد امن صبر لے صبر گر زیبا ترا ہسم دیدم

چند از می غم مست نشینم بے خود
من بے دل و این دل خرنم بے خود
روزے باشد ترا بہ بسینم بے خود

— (❖) —

از غنچہ آں دہن دل من باغ است
از زلف تو در سینہ من صد و باغ است
طوطی لب ت را بہ سخن نتواں داشت

— (❖) —

در عہد تو اے دوست وفائے نہ بود
کا ندر دل تو غیر جفاے نہ بود
بر چہرہ گل رنگ چہ می ریزی اشک
باران بہار را بقتاے نہ بود

— (❖) —

دعوی چہ کنی بہ حسن چنداں اے باغ
آن عکس رخ گل مراداں اے باغ
تو بیش نہ از و پس این گلہارا
بیفائدہ بر خویش مخنداں اے باغ

— (❖) —

زلف تو کہ کار بندہ بکشاید ازو
اے دیدہ و
جاں میدہمت ہم بہ ہائے اول
نہ فروشی کہ بوے مشک

— (❖) —

دوش آمد و زلف غبریں بر سر دست
در بر شکنے شکستہ رامی بست
گفتم بزخم زلف چوں مست تو دست
خندید کہ نازدہ چہ می گونی بست

— (❖) —

سبزہ ز خط ترش دبیری آموخت
گل از رخت اوراق حریری آموخت

دل را گفتم کہ سحر گیر از چشمش زلفش بگرفت و مارگیری آموخت

(❖)

گفتم بہ نهم زرے کہ در چنگ آید
آن خواجہ کہ نان و جامہ دادت ہمہ سال
از بہر کفن چو پائے در سنگ آید
آن روز ز بہر یک کفن تنگ آید

(❖)

معزمت و ملک اے عزیز کردہ حق
بر آمدی و گرفتنی جہاں بنام ایزد
دریں سراچہ شمش روزہ زیرفت طبتق
مخالفتان تو از عسر خود پشیمانند
بازہ اند پریشاں عدو چو تخم ہیود
دعائے عمر تو گویم کہ اندراں صورت
خدا ت در سفر و در حضر نگہبایاں باد
ہمیشہ بر سر تو باو سایہ سلطان
مدار دولت الخ خاں سر ہمہ خانان
چو آفتاب کہ طالع شود زرافشانان
تو میربان کریمی و سلق بہانان
چنان کہ مرگ بخندد براں پشیمانان
کہ ایسچ تخم مبادا از اں پریشانان
دعائے خود کنیم و جسمہ مسلمانان
خدا بحق خدا از ہمہ نگہبانان
کہ اوست سایہ سبحان و چشم سلطانان

(❖)

نوز فلک نستوح خوا ہم شہ را
گر نوح ہزار سال در عالم زیست
افزونی عقل و روح خوا ہم شہ را
من عسر ہزار نوح خوا ہم شہ را

(❖)

گل آمد و فتح نام شہ بود
یک مزدہ کہ داد جاہ تو بر تو یافت
در پوست نمی گنجد و جائے آل بہت
یک خوشخبر سکہ گفت زرا بہت

لے شاہ نخلق تو چہ ماند گل غسل
از ہر ورقے میح تو خواند گل غسل
چوں خندہ زناں روا کئی تنگہ زر
گوئی کہ بہاری فشاند گل غسل

(❖)

در خدمت شاہست کمر بستن گل
وز بخشش بے کراں است زر بستن گل
بر شادی شاہ قبہ می بندد باغ
انگاہ رو و ببین بسر بستن گل

(❖)

در شادی شہزادہ خضر خاں بنگر
بر قبہ سپرخ آفتاب اسپر زر
بادا ہمہ زین سراچہ اش عشرتہا
آراستہ تا دامن روز محشر

(❖)

العیش کہ عیش بیکرانست امروز
شادی شہنشاہ جہانست امروز
الیاس نخلق می و ہد شربت خاص
یعنی کہ شہی زان خضر خانست امروز

(❖)

شہزادہ خضر خاں چوں سکندر شد راہ
تا خلق کند ز خضر و اسکندر یاد
خضر سیت کہ از سکنہ ز ثانی زاد
این خضر بدان سکندر از زانی یاد

(❖)

شہزادہ مبارک کہ شہ گہبان است
خدیج کہ دلیل بخت بتواں دانست
خان ایست کہ تاج سر صد خاقان است
در روئے مبارک مبارک خاقان است

(❖)

شہزادہ کہ شادی دل سلطان است
شادی کہ شہاں کنند شادی آن است

تاہست جہاں شادی شادی خاں باد چوں شادی جاہناہمہ از شادی خان است

(❖)

تاہست جہاں فرید حناں خواہد بود از دولت شہ جہاں ستاں خواہد بود
چوں شد بہ جہاں ہم لقب شیخ فرید الحق کہ یگانہ جہاں خواہد بود

(❖)

شہزادہ ابو بکر کہ خاں ایست عزیز با حنلق جہاں صدق نہاں دارونیز
بو بکر کہ او حلیفہ اول بود بخشید بدیں خلیفہ زادہ ہمہ چیز

(❖)

شہزادہ عسمر مدار دوراں با دا موصوف بہ عدل و بذل سلطان با دا
شاہے کہ کند شاہ عمر عدل امروز یک یک مدد عمر خاں با دا

(❖)

زاں گونہ کہ یافت در نبی عثمان راہ آثار نبی گرفت زیر عشاں جاہ
تا در عالم مناقب عثمان ہست باقی با دا مرا تب عشاں شاہ

(❖)

شہزادہ عسلی شیر شہ عالی رائے چوں نام علیست نام او روح فزائے
تا در ہمہ نسجا عسلی شیر خداست ناظر با دا باں عسلی شیر خدائے

(❖)

شاہی کہ بہ اتفاق شاہنشاہ است رایش ز بد و نیک جہاں آگاہ، مست
با بندہ حسن گر گنہے ہمراہ است ہم حنلق کریم او شفاعت خواہ، مست

شائبے کہ بہ اوج فلکش دست رس است
آمد چو خضر خانش ہمایوں پسرے
با خضر چہ پایہ زلیتن ہم است
در عالم ہمیں سعادت اور است بس است

العیش کہ حق نعمت ایماں بخشید
آراستہ شد قصیدہ ملک بہ شاہ
ملک عرب عجم بہ سلطان بخشید
شہ بیت سعادت بہ خضر خان بخشید

خاں را کلہ بخت مبارک باوا
چوں بیت سعادتش موافق افتاد
بروے ہمہ فضل حق مبارک باوا
این منقبتش نیز مبارک باوا

شائبے کہ رخ اوست سوئے دولت ویا
پیل از بہت شکوہ خود فرے داشت
بر پیل نہاد زیں زبے رے متیں
شہ میں کہ مزید کرد با او فرزیں

جز بردر شہ کس این قدر پیل ندید
زیں گونہ کہ فوج فوج می آید پیل
پیلان گلہ کردہ میل در میل ندید
واللہ کہ کسے طیر ابابیل ندید

اے شاہ کہ تخت فلک مینائی
اقبال ترا تعبیه ملک آموخت
بگرفت ز نور چہرہ ات زیبائی
تاہر طرفے کہ رخ نہی بکشائی

ماہیم زلف غم جگر تا فتگاں
باسلا در دو دریا فتگاں

جاناں بہ مراد خود مکن چندیں جو
برطائفہ مراد نایافتگاں

(❖)

از سبزہ کہ بسیار شد و گل انبوه
چوں کوه ہمہ لاله بہ دامن دارو
ہم باغ جمال یافت ہم کوه شکوہ
زاں پس من دوست عشرت دامن کوه

(❖)

چوں ریخت ز ژالہ آسمان ہرہ ہیشتم
ہم غنچہ شد از زرفراواں پر دل
پیدا شدہ ابرہا پر اگندہ چو ہیشتم
ہم باغ ز بسیاری ز گس پر ہیشتم

(❖)

گفتی کہ مرا باغ و زرو کا فسانہ است
دیدار تو خواہم آں دگر افسانہ است
آں کز تو بجز تو طلب دیوانہ است
باروئے تو ام بہشت کوئے خانہ است

(❖)

چشم ز غمت دوش ہمہ خون نگیخت
خوں گرچہ ز باران سر شکم بگریخت
باران سر شکم آبروئے جملہ بریخت
بیچارہ بہ ناودان مرغاں آویخت

(❖)

اے دل ز لبش شکر و قندے می سائے
کار تو بدایں دہان زلف افتاد است
وز زلف دراز او کندے می ساز
درجاں چہ بود بہ تنگ بندے می ساز

(❖)

عاشق چو بہ پہنائی دل می بسیند
تو روشنی صبح نگر ہر صبح
بر عشوہ چرخ شاد می شیند
کز چرخ چگونہ ہرہ بر می حسیند

آن دور نویس کو دک تلبیس
ہر چند کہ نقش اوست چون نفس
نوشہ خطی کہ دور شد بر رخ او
ہست این مہم فریاد من از دور نویس

در خانہ چشم آن بت حور نزا
شب ہماں بود و من بدماں ہماں شاہ
صبح آمد اورفت من اندر فریاد
خانہ نبود بہ جز بہ ہماں آباد

کہ آب ترم موج زند در یادش
با این ہمہ گنج عشقت اندر دل ما
کہ آتش سینہ سینہ را دار و خوش
چندانست کہ نہ آب بود نئے آتش

گردوں کہ بجال زار من خون نکشد
این غصہ کہ گردوں نکشد از دروش
یک غم ز درون سینہ بیرون نکشد
بارسیت بریں دلم کہ گردوں نکشد

اے گاہ تخم بہ سوخت چون سوختہ نمود
من سوختہ ام ریختہ نا ساختہ کار
کہ از نفس سوختہ ام سوختہ دود
با سوختگان ساختہ می باید بود

اشر ز بہ نہ ہر شتر شیر ز راست
تا چند شتر شتر شتر را چہ محسل
این بیت شتر میں کہ شتر بر شتر است
احسانت نہ یک شتر شتر بر شتر است

بر پیل نشیں پیل تنا پیل بریاں
تو پیل وشی پیل صفت پیل تو اں

پیل تو چہ پیل است زہے پیل کہیت
یک پیل چو پیل تو زہے پیل جہاں

(❖)

آں شوخ چو در راہ ریاضت ہشتا
گفتم کیے بوسہ بہ درویشاں بخش
یکبار عنایاں ز نامراداں بر تافت
چنداں کہ نفس زویم تو فتیق نیافت

(❖)

امروز خلاصہ زمین جز من کہیت
از انجم و انجمن منم خجسم مہین
در حسن ملاقات حسن جز من کہیت
کاخر بسگر در انجمن جز من کہیت

(❖)

از آتش و آب و باد و خاک ست بشر
روح نہ ز خاک و آب و باد و آتش
من ز آتش و آب و باد و خاکم برتر
بر آتش و آب و باد و خاکم چہ گزر

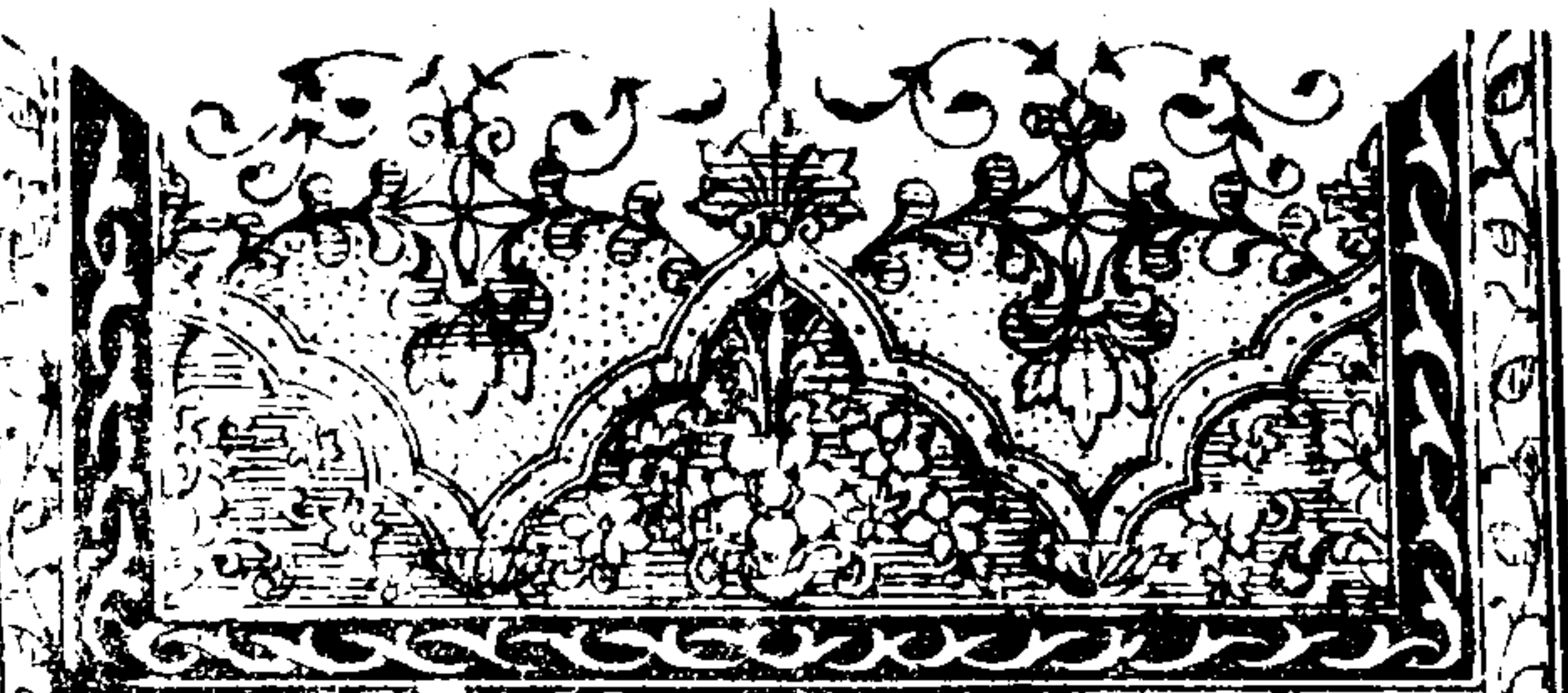
(❖)

فرزند عزیزت بہ امیری بر ساد
این بخشش غیب ہست از حکم ازل
در ہر ہنرے بہ بے نظیری بر ساد
ہم در نظر پیر بہ پسری بر ساد

(❖)

ہمائے اوج مالک علایے دنیا و دیں
ہمیشہ تا بجہاں از ہمائے ذکر کنند
فگندہ سایہ انصاف بر زمان زمین
جہاں بہ چتر ہمایونش تازہ باد آئیں

(❖)



قصائد

۱

رویت الف

۲۸

شے کہ مدد من بود فیض فضل خدا
 شے چگونه شے من زدستیاری طبع
 شے چگونه شے برخلاف عادت عرف
 شے چگونه شے بر سماع دعوت من
 زمیں مثال فروماند من منادی غیب
 کہ خیز بر حسب این ندا مطرا کن
 با سم حق ز سر سرخسین کا سمائل
 مرا بشریت این وعظ امید صحت شد
 طیب چون بکشاید درد و اساری
 ہزار معنی نویافتی تم ز ہاتف غیب
 ازین قصیدہ خواندم بر آسماں یکست

پداشت یک نفسم از غرور نفس جدا
 زیاد را آدہ و دستگیر فضل خدا
 گہر قرین خس و شاہ ہمنشین گدا
 سپہر حریخ زدہ صبح دم دریدہ روا
 بگویش ہوش من از آسماں ساندہ ندا
 ہوائی گل زندامت چوروی گل زندا
 بدیں طریق بزع عظمی یم یافت خدا
 کہ اندکے دل بیمار من گرفت غذا
 در آں مقابلہ خست و داع خوابہ روا
 بنکتہ کہ ادا کرد نیست حسن ادا
 ز ہفت گنبدش حست خاست گاہ صدا

زکا و کا و خاتم چہ عم کہ عصمت حق
 عجب مدار ازین یک شب جو اہرن
 شنیدہ باشی لوئے ز نختہ الریحان
 حسن بقاعدہ اہل شوچہ فضیلت این
 شبے کہ ذکر وے اندر ثبات این پوست
 تمام چہرہ شب داشت نگ روئی بلال
 شب دراز و من اندر لطف ارہ کردوں
 خیال اینک ازین آئینہ یکے صورت
 نختہ مرکب بہرام آن شگافتہ عم
 عظیم نختہ سرو نختہ نرم دم رختہ
 رسیدہ برے او چار پایہ دیگر
 گنجے بختن بچارہ گزار وہ شاخ
 دگر بصف دور و جوانی زرق و نفاق
 ز شول آن شجرہ بس عجب ہمدام
 پدیشتہ دگر آب کار بد طبع
 کر یہ کثر و آن پنج پاک علت است
 اسد ہمہ حسداں بد مزاج کافر چشم
 کشادہ موئے ز سر سنبہ بقوت کرم
 دو کفہ دگر آنجا اگر چہ ظاہر داشت

بندہ باشد بنی و نیم بر شد
 چگونہ ساخت بیک شب چنان نوا شد
 حدیث نعت سدا اور حمد عدا
 ز سر گوی و نختہ رسائش از مبداء
 چگونہ شب شب تیرہ تر از شب یلدا
 و لیک کام سحر بوئے درد بود روا
 شدہ ز جملہ جہاں فرد چشم بر فردا
 بود بریں دل تار یک شتر زنگ روا
 بدیں شگفتہ چرا گاہ سبز شد پیدا
 خرد ز ہیئت اضداد ادا شدہ شیدا
 کہ پایہ پایہ بنزد درد دم سودا
 گمے بکار غریبے لکزدہ عدا
 بشکل حور کمر بستہ بام او دروا
 کہ یہ سچ خوشہ جو زانہ ہم من جو زنا
 برو ہمیشہ کیے رنگریز کار افزا
 چونچہ اسد آفت رساں و عمر گزا
 کہ قتل کاؤ اسلام نزد دوست غزا
 دروں ولے شدہ جو جو روش غزا
 عدالتی ہمتام دسویتے بازا

نوٹ۔ جن اشعار علامت استفسار بنائی گئی ہے وہ باوجود کوشش کے پڑھے نہ جاسکے۔ صرف صورت نویسی کر دی گئی ہے۔
 اس قصیدہ کے اکثر اشعار کا یہی حال ہے۔ مولف

بعدل فرق نکرده زنا سزا سزا
 کہ این سرش ہمہ نزل است و آن سر سزا
 ز زور ز سرش گزیدہ مارا ف
 زشت آفت او و اجست تیر آسا
 از و چونہ کے را بود امیت کشا
 تعلقش بد و تار شتہ صباح و مسا
 کشیدہ شکر غم بردل ستم فرسا
 مقدمہ شترین آمدت و ساقہ رسا
 مساحت کتم انشا و حہ انشا
 ز شتری ہمہ ایام عیش من چو عشا
 شدت طالع من زین و چشمہ چشم کشا
 میان گاہ خس و بر کران کوہ حصا
 ہماں نمودہ کہ خسرعون را نمودہ عصا
 بروں زدائرہ حصہ و انظا احصا
 کو اکبش ہمہ ازہ بر کنناں بحرف ہجا
 نہ حسن مدح درو بسیم و فتح ہجا
 رسیدہ اند بہفت اخترم بہفت اعضا

و لے معنی چوں خوںے ناسزایاں کر
 زبے ترازوے انصاف باد و پتہ عدل
 و گر کہ شروے الحق گزندہ تر زمان
 کمان چرخ پے فتنہ زہ شدہ کہ گریز
 بڑی کہ سبزہ او آسماں شبان زحلست
 نداد گو بیگے پشہ آب تا داند
 نشانی شدہ اند صرف جفا ماہی
 منازل بہ ازاں شکر بلا فوجے
 بدان شدیم کہ وہم شرح آن در ہامیم
 ز ہندوی فلک احوال بخت من تیرست
 ز ترک تازی مرغ و کیسہ سازی ہر
 خسے کہ دور قمر پیش ازاں کہی باشد
 بخلق زخمہ ناپید و کلک تیر از ہم
 جفلے لیں ہمہ را کے توان نمود کہ ہست
 سپہر بیت دبستان فتنہ را لوح
 برونگاشتہ شعری معطل از ہمہ چیز
 تمام شب من و نالہ ز چرخ و اسم او

ہمیں قدر در این فصل نظم یافتہ بود
 کہ ناگہاں درے از فضل باز کرد قضا

۵۰

۲

رسید وقت صبح و وزید باد صبا
 شد ز کثرت انوار و غایت پاکی
 رکاب خسرو و انجم روانه شد اینک
 چمن نموده دو صد جام گل نسیب بریند
 می شبانه خورد خنده خوش از لب کاس
 یکے خلیفه ملک معافی آمد جام
 نزاو یک نعل آراسته چون بت لکم
 زیائے باد و طلب حشر عیش ادا
 صبح گویم عینی چو با مسدا شود
 ز بوسه صبح چنان گشت رنگ لاله لطیف
 به لاله بین در قے کاغذی سیاهی رو
 دم طرب که زنی آن حلال گیر چو تیغ
 شراب لعل طلب خاصه آن ماں که فلک
 کنوں که صبح بر آمدے مصفا جوے
 بروں فتاد ز خمسانه فلک جرے
 فروشت پوسلطان شام از ادم
 سر از در پیر بروں کرد شاه مشرق
 خیال دیو پوشه بسته از بسیط جہاں
 چو زیر پائے عدم پست گشت صورت زشت

سپر سبز گل گشت و کوه زرد قبا
 فلک مدینہ اسلام و صبح کوی قبا
 خروس ہر طرنی در فروشن چون نقبا
 فلک کشیدہ یکے خوان زر بغیر آبا
 ترش گرفت چه شغے چو کاسہ سکبا
 دلیل گرفت بود از چنان خلیفہ آبا
 ہزار سال ز چار اہتات و ہفت آبا
 بوقت آنکہ بر امداد وصل گردو پا
 صبحیاز سبک دور نوش دیر میا
 کہ لعل گشت از و جسد کہہ سرتاپا
 چو کود کے کہ بہ مکتب فرستدش بابا
 غم جہاں کہ خوری آن حرام و انج ربا
 بدل کند شبہ خویش را بگاہ ربا
 و گردن عیش مکر کنی و مسرہا
 بشکل ہجو تیرا بہ رنگ چوں صہا
 سوار گشت شہنشاہ صبح بر شہا
 پدید گشت ز سر عشق بازی حبا
 جمال داد از ایوان جم عروس سما
 جلوہ دست بر آورد لعبت زیبا

بلے کہ این و گہے آن بود کہ بافت اند
 نہ ہر یکے ز پے چیزے آفریدہ شد است
 برائے تعلق نمود است ناوہ صالح
 یکے است محض کریم نام انوسیم حر
 یکیت تا بہ ابد اتر چو باد سموم
 چونیک در نگری در ہر آدمی ہر است
 چنانکہ کو کہ صبح ہم دلیل کند
 نوائے فاخت و برگ تازہ گل شرح
 صدائے نوبت و آوائے نوش نوش لبان
 تو سبزہ بطلب و ز پیالہ میدان کن
 برائے تسلیت جان تاخت حکراں
 شب در لہز و شاقان پسخ درباری
 یکے شہارہ گلر زرخیت بہ زمیں
 فلک بہ خنجر خورشید خون آطفلاں
 برو گواہ چہ حاجت بود درین صوت
 ہمہ معاملات او بصدق بازاید
 ز زہرہ نمٹ آہنگ آنکہ او دارو
 فلک کہ گوہر خود را بر نخت پنداری
 خزینہ ہائے فلک سر بہرقت است

بکار گاہ ازل ہم گلیم و ہم دیبا
 یکے نشانہ راحت یکے نشان بلا
 برائے ہر رسولت ناوہ غضبا
 یکیت مایہ تکبت خطاب اونکبا
 یکیت ہم ز ازل خوش نفس چو باد صبا
 نشان فتح و صباحت ہم از او ان صبا
 کہ شاہ شرق بروں تاخت آورند لوا
 صوحیاں را ترتیب کرد برگ و نوا
 ہزار بار مرا خوشتر از ہزار آوا
 چو ساخت شاہ افق قصر سبزہ را ماوا
 بہ از شام کافور صبح نیست دوا
 چنانکہ سیل جوانان بود بہر دو ہوا
 یکے ستارہ آتش گذاشت بہ ہوا
 رواں بر نخت چنان خوں کداشت روا
 از آنکہ سرخی شمشیر بسست گوا
 نخت اگر چہ غلوئے کنسند را غوا
 گرفت مرغ سحر یاد اینست ذہن و ذکا
 نخل دختہ نقش است و عقد ابن ذکا
 نصیب صبح کہ یکدم میان خوف و جا

کشیدہ شکر کثور کثائے رومی روز
 ز تیغ ہائے حسد در گریز خیل نجوم
 نمود روشنم این نکتہ کا سماں ہر صبح
 عجائب فلکی را نظر ارہ می کردم
 دریں نظارہ خیال نگار در نظم
 براں خیال خطاب من آنکہ تا کنی
 وہاں خم بکش باوہ و ما دم وہ
 چہ خفتہ اید عرفان باوہ کس کیشد
 بصبح صادق بسند رخسار مطلع او
 رواں چو باد ببادہ قریب بایشد
 نہ خوش بود کہ رود در ایگان حسن وقتے

نماند زنگی شب را بسج با منجا
 ہمہ بز او یہ غسب ساختہ لمجا
 کند ز صفہ آنجہ ہم کیے صف ہیجا
 غرایب فن کر اندر ضمیر یافت جا
 گئے پدید گئے ناپید مسچو سہا
 من ز پائے در افتادہ راز دست ہا
 کہ بر تہہ یسنم چہ پیری زدانش وز دہا
 زمانہ مہرہ ز راز وہاں اثر دہا
 خلاف شعر کہ ہست احسن او اکذہا
 ہاں صفت کہ قریب است ان باوہا
 کہ کس نیافت ہمہ عمر وقت خوش بہا

۴۹

عروس سج بدیں خوبی و تری آنکہ
 مزید کردہ بروز یور بہتار بہا

۳

چہ شد کہ آن مے گلگون نیادری بر ما
 خنک بود اگر آہستگی کند سر ما
 اثر ہی کند از آفتاب می گرما
 بر آنکہ ذبح کند بزہ ثمین سما
 کہ یافت است ز ہر برج پایہ اسما

کنوں کہ شکر غم صدف کشید بر ما
 چو در رسید بہار خجستہ گر ما گرم
 چہ التفات ز سرمائے گل کہ در مجلس
 در آفتاب نگر بر شیدہ تیغے تیز
 حمل ز آفت عین الکمال تہی

چونک لالہ ولوی سمن گرفت جہاں
 مے طلب کہ نمودار رنگ بہرام
 چو گل بر آرزو صف طرب نشانی عیش
 یکے نظارہ نور ستگان بیتاں کن
 گل از جواہر شبنم چو تخت کج خسرو
 نماز اطرافت سیستان ناگویند
 بنفشہ کیت چو خاتون گل جمال ہر
 بصحن باغ برافروخت گل سوری
 بہ غنیمت میں صبیہ نو بہر گل خفتہ
 چہ خوش تے است گل ابا و فاند اردیچ
 زمانہ در مہر روئے زمین سوسن و گل
 نظر بہ بیچ نظارہ نیکن رنگس
 ہوا کہ عطر طرازست از کجاست مگر
 چہ می کشای چندین متاع مشک اے باد
 بہار از گل و گل باغ آدم و حواست
 گل شگفتہ مگر گفت شرح کجی الارض
 بہار را چہ دم شرح و بسط پنداری
 غرض اقامت سردست و بار گئے چمن
 بنفشہ پشت خمیدہ سری فرو کردہ

می چو لالہ طلب از بست سمن سیا
 ہماں شمائل این ہفت گنبد شتا
 کہ چند گاہ نماز نشان ماوشما
 ز ابر باد بہاری گرفت نشو و نما
 چمن ز رنگس جام جہاں نمایی نما
 بنفشہ روز و شب اندر رکوع مست و نما
 میان صف کمر بستگان یکے داما
 ہزار شعلہ آتش ز چند قطرہ ما
 چو فلکے کہ بگوارہ بند و شش ما
 خوش آنکے کہ نگوئی و رآخرش از ما
 مثال داد بہ تشریح تیغ و سنگ ما
 کجا رود چہ کت سخت علیست عما
 رسید محل مشک از طراز و از نمیا
 اگر ولایت نمیا نکر دہ یغما
 چو ساقی از قد و لب نخل مریم و خرما
 زبان نامیست تھریرا صرح المرعی
 بہشت را بر میں کردہ انداست ما
 کہ ہدیہاں بہ نمازند و بلبلان
 گماں بری کہ مگر می بہ پیش امعا

ہم فروشدگان سرز خاک برگیرند
 کتاب خلقت گل اکہ بس خلق شدہ بود
 چو زازر بکف آہ سر از زہ پویند
 گلاب میچکد از شویہ فلک آہ
 بہر ورق کہ از و جب گل شود تازہ
 گزشت گرچہ ہمہ عمر شاخ را با شاخ
 طریق عاشق دارند شیوہ معشوق
 بجوئے باغ نگر مار پیچ چون ثقبان
 چہ موسم است کہ مخصوص شد شکوفہ گل
 نمود لالہ و گل حسن را مراعاتی
 ہزار گوینہ نور دست در سہر ہر گل
 مگر بہار بنام ہم بتم کند خطب
 مگر کہ بر رخ گل یار من تجسلی کرد
 جمال گل ہم بہ روئے خوب رویانست
 بہار گوئی کہ می آرد از در خوبان
 سلامی از لب دلجوئے من مرا خوشتر
 دو کون صرف وہ از نیکوان بوسہ بخر
 مے چو گل طلب از گلرخان آہوشم
 فسوں گری صبا و خیال بازی سچ

تجھے مثل زندا میں روز را بروز جزا
 فراہم آئدہ بارو گر ہمہ اجزا
 اگرچہ مرکز پویند را نگہ سرد را
 ز فیض دوست چنین بو خوش گرفتہ صبا
 بخط سبزہ کند کہ خدائے باغ امضا
 ولیک مرغ وے میزند با سر حیا
 کہ این تمام ستیزہ است آن تمام رضا
 کشیدہ ہر طرفے یا سمن یہ بیضا
 برائے خندہ و گریہ چو عید عاشورا
 مراعتی کہ نمایند بر سبیل مرا
 چہ حاجتست کہ با او سخن کند انرا
 کہ سر و منبر او گشت و قمر این قرا
 کہ نور او ز ثریا ہی رسد بہ ترا
 دریں حدیث نہ بنیم مجال چون چرا
 گل و صبارا ہرسم جامی وہم اجرا
 کہ ہشت باغ در و چار جوئے را مجرا
 چنین کنند بازار عشق بیع و شرا
 سپیدہ دم چو رسد آہوئے فلک بچرا
 کشیدہ لالہ از خار و لعلے از خارا

<p>بنفشہ می نگری کو زچوں متدو اتق بنفشہ پیش بتان چمن سرافکنده است چنار نخب بر آورده شاخ زر خوشه عروس غنچه بصد روتے روتے پوشید نوائے مرغ شنو پند ناصحاں مشنو</p>	<p>قد چنار گر راست چون متد عذرا کہ جملہ لعل و سپید نوا کیے سمرا تو کو سیا اسد است این دگر عذرا بجز صبا کہ کشاید نفت آب عذرا کہ جملہ ہرزہ در ایند بر مثال در</p>	
<p>۴</p>	<p>درآب مجلس و جامے بخواہ از مے جام تو پختہ حذر از ناقصان خام در</p>	<p>۴۹</p>
<p>چہ جائے زرق و نفاقت ای غلام بیا زباں بہر بدم ماند مطر با تو بگو بیاد جرعے دہ بدیں شکستہ خویش بخندہ گفستی بوسی بختہمت یا نہ نذاہمی کندت روح یا نہ ہم القلب کہ یائے وصل تو ام صلح میکنم بپوش ہو ابہ قالب گل میدمد دم عیسی دہان بلبکہ بشا کہ گردد از بوشش بخاصیت بہد بادہ ناتواں ازور بنجاک اگر بچکانند آں گداختہ لعل نگر چہ روشن شد روز عیش با چو گرفت</p>	<p>بیک دوبادہ مرا وار ہاں زریو وریا خرد بہ شہر عدم رفت ساقی اتوبیا کہ ہومیائی من نیست جز بہ میم و بیبا ہمان بخشم نغزست اگر نکوی یا ازاں گے کہ نذار اعلامت آدیا نگر چہ قافیہ بجل شست کہ یا یکے عزیز صفت کن نظر ارہ احیا زبان سوسن چوں سوسن زباں گویا بے تواند بودن خواص در اشیا ہمہ ز مرد سدر بر زند بجائے گیا ز آفتاب شر آب سماں شیشہ ضیا</p>	

شراب نیست کہ دریائے گوہر طلبت
 سمن بکے کہ کشد یک دو جام شرم شکن
 ز جام بادہ اگر قطرہ فروافت
 چو ہست کوثرے مجھے کنسیم امروز
 طلب کنیم مزامین اول از بر بط
 مغنیانش نیایش کنان ولیکن است
 و گرہاں کہ بیک پای قیام میکند او
 رگش ز پوست بر دل آمدہ عجب پیرے
 رباب راست الئے غذائے روح درو
 گے ملازمتش با ورق چو اہل صلاح
 دف است صاحب دور و ہاں ہی ماند
 بکوب سینہ دف تاملے آرزو کنم
 نے است شور و مادام بیاری ہمدم
 چہ نے کہ زانغ سیاہست خوشنوازاغی
 چو مرد حسنی خوش دم بہ خستی وز می
 مگر ز بانگ کمانچہ بخواب شد ساقی
 چرخ می برم این باز کن سر گنجے
 سخا و تم بکن لے ترک یک شرابم وہ
 زغم چو جامہ گل شاخ شاخ شدل من

پدید کردن گوہر در او بہ از دریا
 بست باز چو گل بر درون نقاب حیا
 حیات تازہ دہد خاک مردہ را چو حیا
 وے چو مجلس فرود کس مجلس غلیا
 کہ اول او در رحمت کشادہ دنیا
 چو کودکے کہ بود خفرت در کنار نیا
 سلام گوید ہر شیب کردہ آمد تا
 کہ در سوا چہ پیر است و در سخن بر نا
 پوسے تنگے بر کشیدہ روے انا
 گے معاملتس با خرک چو اہل زنا
 کہ حاضرست بہ مجلس از پے آہنا
 بلے ز صہ رہی خیسند اے پسر تنہا
 دشمن نمازد اگر یکدے بود تنہا
 کہ ہجو مرغ شکر خوار ہست شکر خا
 چو اہل ہمت کیساں شدت و بر خا
 بلے خواص سماع آمدست استر خا
 کہ انتہاش بہیمست و ابتد اش ز خا
 بتنگ چشمان حالے ہمیں بس ست سخا
 بیار جامے لالہ رنگ لالہ رخا

اگر روم کنسند از صفائے صفتے
 مے کہ گزمشلا خوردنشن بجالبقااست
 نشاطمی ز دروں گنجهباروں آرد
 مراهم این دم خوش طیب ازمی منغیست
 بتان سخن بریایم بفسدوده و دو
 تاملے کہ نمودم دراز تر ز امل
 چوروز صیف اگر چه دراز گفتم شعر
 دراز گفتن نزدیک من ستوده نبود
 قصیده نیست کتابے شدت از یک شعر
 گرایں کتاب من استا و ز نذر خواند
 یکے بہیں کہ چہ سدرنج برده آرس
 لزوم قافیہ جنس وز حمت اقوا
 ہمہ مواہب نیجے است این و آنم نیست
 خدای عزوجل اندرین گریوہ تنگ
 ہمیشہ برتن از فیض غیب کشف عطا
 اگر خلاصہ انشا خود کنم انشا
 سپہر نہ ہم از احکام طار طبع نیست
 قلم زنا قلم آہستہ دار چند دماغ

عجب مدار کہ ز ناز بگسلد تر سا
 روی کج خوشش اومی رسد بجابلسا
 کز ان شگفت مگردد سر رجان و نسا
 کہ تحفہ می بردش کارواں بروونسا
 نگر چشش برون دوزلف غالبہ سا
 مگر کہ بر امل خود دراز کردم تا
 وے خوش است چو قلب تا بقلب تا
 وے زبان خود بہت است این قصیدہ تا
 کم از کتاب نباشد کہ نسخہ شد بہہ تا
 فرود رہمہ اوراق نرند باوستا
 زکات کج نہیں رہم آمد است
 نگاہ داشتن از شایگان و از ایطا
 این طرف ہمگی شکر و زان طرف اعلا
 کشادہ کرد در فضل کمال عطا
 چو بر علی رضی اللہ عنہ کشف عطا
 سپہر چاک زند بر خود این کی بود قبا
 بلے حساب حمل صرف چو آمد طلا
 اگر چه بہت سواد خط تو مشک ختا

دریں خط کہ خاکی و خطہ خنداں

یکے بصفہ صفت قرار گیر ولا
 بشہر نفس تو آشوبہاست از شہوت
 در مجاہدہ زن تماشو دولت روشن
 نبار بود و صفا در دل زمین و فلک
 اگر صفا نکند مرد بردست فتور
 اگر ولایت تحقیق ملک خود دانی
 خلیل و ارپنساں راہ رو کہ از بہت
 معانی کہ ہی پر سیم خلوت پرس
 پرس ہر چہ کہ خواہی کہ خاصگان خدا
 عطیہ است مرا این سخن خالق من
 ہر آنچه من کنم املا عجب کہ گزینند
 ز چار طاق فلک ساز خیم و حدت
 حجاب راہ تو طبع چہا پایہ تست
 کجاست جائے تو در زم قریب تا کنی
 گرت چو دریا شور می و جوششے باشد
 اگر بشوی آلالش فضول از خویش
 دل فرشتہ وشت اضا خریدارت

کہ ہر چہ با طرف در گرفت گرد بلا
 چہ بہ اگر کنی آن شہرہ راز شہر جلا
 کہ ہیچ آمینہ بے صقلی نیافت جلا
 کہ این سفیل گرا سید و آن دگر بعبلا
 اگر وفا نکند را بر غلہ است غلا
 بیار حجتے از و ایان ملک ولا
 بجزیریل نکوئے انا الیک فلا
 از انک حکم طمانیت ہجو حکم فلا
 جز از خدائے نگویند در خلا و ملا
 اگر چہ بر ملاء خلق میکنم املا
 زبان روح قدس بر ملاک استلا
 مسیح وار گرت ہست ہمتے والا
 کجاری تو بدیں نزد بان بر آن بالا
 بسان چشم قرابہ دو دیدہ خون پالا
 بدیدہ باشد اشکت چو لولوئے لالا
 معاینہ کنی از فضیل حق ہمہ آلا
 بہت دیو چرامی فرشی آن کالا

بکنج غم کے بستنی چولا بر بند
 بہ چار باش لاکہ تکیہ زد مگر انک
 بہ ترک ہر دو جہاں گونے گرچہ باکے
 ز خار خار امل آن زماں اماں یابی
 مراکزین صفت اعراض کردہ ام کلی
 روم بہ سایہ دین و خرم گریزم از انک
 وجود من کہ یکے بوم عار غفلت بود
 گر آرزوست کہ بر چرخ پایہ شرف
 ہرچہ می طلبند از تو این جہاں فروش
 جہاں چہ باشد نزدیک نکت پیرایاں
 اثر نماید تسکین ہر دم سخن
 کجا رسند بریں سرجماعت غافل
 اگر باہل ضلالت جدل زنی صدرہ
 و گر بسوئے ہدی ساں کنسندت دعا
 بدار ملک بنا کن بنائے خسانہ دین
 بنص پاک ہمہ نیکبختی است و لیک
 ہوا و حرص مکن ہرچہ بہت یابی
 جو انیم شد و گر عمر ہم رود خوشتر
 مرا ز عمر چہ راحت کہ تنگ شد روزی

کہ گنج در برمی از گنج خسانہ آلا
 بدار کرد جہاں ہر دو برد و گوشت لا
 از انکہ ہرچہ کہ لا باش تر بود اوئی
 کہ این درخت ہم از بیخ بر کنی اصل
 گماں مبر کہ دگر پے در او فستق کلا
 یگانہ یافت تم آن ہر دو مرغ را چو ہما
 از اں دو عزیز ہما یافت دام عزیز ہما
 بر آوزند چو سیارہ باش شب ہما
 بریں متاع بدیں حد نشاید استغنا
 چنانکہ مزبلہ در جنب مسجد اقصا
 پیدا باش تلفیق نامہ ام سخن
 کہ غافلان را دورست کعب از بطحا
 چو گم ہیند چگونہ بر نہ رہ بہدا
 خدا چہ گفت فلن یھتد واذا ابدا
 ترا ہوس ہمہ بر مولدست و بر منشا
 ترا ہوا می تو بد بخت میکند حاشا
 چو رفتن سے است زوار الفنا بار ہما
 کہ من بہ آمدن خویش ناخوشم حقا
 مرا ز مشک چہ حاصل چو لنگ شد سقا^{ایلا}

چہ سو چشم نیلے کہ میرود در مصر
 سوئے خراسان سازه کہ ہست عنقا نام
 دریں دورنگی دوران نگہ کن اے خواجہ
 جہاں خراب تو عشرت طلب کنی لاجول
 جہاں بہ آبی ماند کہ ایسا دشمنیت
 بہ شعبدہ نتوانی نصیب برد از خلق
 ہما نچہ قسمت تست آن کشند درشت
 حرص راندہند از جہاں پرگے
 فلک ز خوشہ خود تو شہ رنجشہاں
 کے کہ نعمت حق انکا داشت از خلق
 حسن بہر نفست شکر و اجست از انک
 بہ میربانی اصحاب دل زویدہ و دل

کہ مرد قافلہ در باویہ با ستقا
 دریں دیار ہفت تہ ترست از عنقا
 حذر بہست ازیں دیو فعل جورفت
 مساویت کہ شیطان ہی کند القا
 تو برگذر چہ بینی چو بختہ اکھمت
 مقام ریے بس در مقام راں با
 اگر چہ شاہ و سپاہی و گرہ شیر و غنا
 اگر چہ نخل بس لطم در افگند غونا
 مثل اگر ہر شب باک شکر کند غونا
 دریں جہاں خلق است در آن جہاں سوا
 رساند حضرت حق ہر چہ داشتی دروا
 کمر بہ بند چو کردی در معانی وا

۱۳

کنوں بیار پس از شرح ہر ہفت غزلے
 کہ شرط با شد از بعد ہر خورش طوا

۶

ز دوز ترکش شش شوخی ہزار تیر جفا
 بروں چو آئینہ باہر ہرہ طریق صفا
 بنمزدہ دار سیاست ہوس دار شفا
 کہ بتکراں نشانند روئے شان نقا

کجاست آن مہترکاں گرفتہ ترک و فا
 دروں چو شانہ بے کین من ہمدان
 کشادہ چشم و لبش در ولایت خوبی
 چہاں ز غیرت رویش قفا خورندہاں

<p>چو دل مالک دل گشت و عشق و سلطان کنوں رفت ز من همچو یوسف از یعقوب دل مرا اگر آوارہ شد ز خانہ صبر حسن تو از ظرفائے زیادہ گوئے مباحش فر و گذار ز زار زبانت فار فضول اگر ز نازہ طبع شعلہ خیت نزد مگوی زین پس اوصاف اہل صریح مدار بیش بوصف جمال غم باں میل</p>	<p>وزیر عقل طلب میں نماید استغنا من و بلائے نسراق و نوائے با اسفا در خدائے بسندست حسبہ و کفنی بلے فضول نبودست حرفت ظرفا و گرنہ قا و بمانی چو مردم فنا سبک آبا و اب واجب آیدش اظفا مگر بصفت افکار و شیوہ اخفا کہ میل نبود صاحب جمال ابوفا</p>
--	--

۴۸

و گر کلام کنی بارے از کلام رسول
کہ ذوق در صفت مصطفاست مستوفا

۷

پیامبر نقتلمنی بگمانہ دوسرا
مراد آدمی و عرشیا ننتوح سرا
سر سران ملک صد صفت دوسرا
ز خاک پائے تو سر را عامہ دوسرا
موافقان ہمہ سر امنافقان صبرا
شہ دو کونی و منشور تو بہ بین الغرا
بداوہ حاصل این خط زمان خط ابرا
نگاہ داشتہ تا روز مگر استبرا

زہے ہوائے تو از من حلاص داد مرا
مدار عالی و علویانت شکر گزار
این صاحب سر صاحب سر بر تویی
زیاد نام تو دل را علامت دولت
ز سر دین تو و وجہ کین تو دیدہ
رسول باز پسینی و پیشوائے ہمہ
محمد اسم و مقامت ز فضل حق محمود
ز رنگ صحبت این گندہ پیر شیرین نام

شکستہ صدقہ تو قہر صدقہ کسری
 زور فشانی تو بودہ بحشر الرزہ
 ترا مظلمہ مجلس زد و وحہ طوبی
 شبے کہ مجلس عالی غیرتت بردند
 نخست مسند جاروب تو مقرر شد
 اگر نہ زیر کف پائے تو نہادی سر
 براق جاہ ترا جبرئیل پر بستہ
 ستارہ بہر شارت شدہ در منشور
 حسن زینت ثنائے تو بر افاضل عصر
 یکے بہر گرہ از جنس اوست پیش روئے
 ضمیرم میں قدرے کرد در سخن باری
 جہانیات بہ نسبتے کند و لیک
 خیال ازلف خورشید ممتت چہ عجب
 تو شہر علم و دران باب با علی است بول
 زنج فضل بریں مطلعے کہ ہفتم شد
 لزوم را و الف کردم این قوافی صرف
 کنوں چہ ہدیہ نون والقلم بحدت خاص
 نقاہ لفظ تو شد چشم گوش را راحت
 کند دعوت تو انچنان در از افتاد

ر بودہ صرصر قہر تو افسرد آرا
 ز گنج بخشی تو آفتاب را صفرا
 ترا سراپا چہ مطلع ز گنج خضرا
 بہ ز بساط ازین ہفت مفرش غبرا
 ز چہ زویدہ رضوان و طہ فرجورا
 بہشت ہر چو کف دست میشدے صحرا
 ز کار خانہ و النجم اذا ہوئی ہوا
 شب از برائے شام تو غنبر سارا
 مقدم است بدیں یک قصیدہ غرا
 صف کلنگ نہ بینی یکے از ان غرا
 چنانکہ حق شناسیت بود کرایا
 تو آفتاب جہانگیری جہاں آرا
 اگر شود ہمت یا قوت و ہر ہمہ حمرا
 تو باغ فضل و درود و شکوفہ نما
 نشا رکن کہ بس گنج دیدہ ام زیرا
 حکیم آخر صدے نہادہ قافیہ را
 کتم ملازمت نون پس از نذر مرا
 کہ نور دیدہ دینی و در درج دنا
 کہ عالمے ز درازی گرفت تا پہنا

چو اتفاق سواری بود و عجب نبود
 کسکه خاک دست را ساخت پرستم
 نزد که برد تو جان خود کنم تیران
 چو همیان مزامیست تکیه خاصم
 چه جای فست که گرام روز تا ابد با من
 طویل ز جواهر شیده ام اینک
 تو قائل انا افصح بحضرت تو خطاست
 بصدرت تو سخن من چنان بود که کسی
 ولی بفرشای تو و فضل تو هم
 تو صاحب ادبی پرده پوش اهل عناد
 اگر فنا شوم از دوستی نام تو به
 فلک کشد بعد دست ز آئین صبر هیچ
 اگر بیای تو افتد فلک باش کن
 کمال حسن ترا خود حسن چه در یابد
 زهی دقایق طعم ز نیم اشارت تو
 کنم بدولت ارشاد تو من جاگت
 قبول بخت یارب تسبول گردانی
 رسول حضرت تو سی صد و سیزده تن
 چو در محلت ایمان خویشتن کردم

که آفتاب جنیت شود بلال خبا
 شد آب دیده او جمله خون برنگ حنا
 تو کعبه منی و سده تو جائے منا
 مرا برون ز مزامیست فقرت منیت غنا
 ز گنج مدح تو وقت رفتت تست غنا
 نه بر طریق طمع بر سبیل استغنا
 سخن من روشی چون من فضولی غنا
 کشد بخوانچه خورشید مایه صمنا
 تو ان شد از فضلای زمانه مستغنا
 تو مایه گرمی دستگیر اهل غنا
 بقای نام تو خواهم چشم خورم ز غنا
 بران طمع که شود پیش استانت غنا
 رواندارم بر پشت پاسے تو مینا
 نگارخانه چین است و چشم نابینا
 تمام تر ز اشارت بو علی سینا
 بدرگه که دل دیده راست الش و سنا
 زکات خاطر من بر خواطر دانا
 بدان قیاس شد ابیات شعر من مانا
 بنام هر یک بیستی از من قصیده بنا

دوین معاملہ رازیت بندہ را پندیر
حسن چوستم سخن میکنی دعائے کن

کہ این خراب ہماں از پین وین
چنانکہ رسم کہن آمدست بعدشنا

۸

دوین محل چہ کنم جز دعائے خاقانی
کہ رہنا وقتنا شرما قضیت لنا

۱۰

اینست بزرگ نعمتے صبر بحالت بلا
تو چو زمین رہا کن قاعدہ نشو و تنی
ہر کہ بدور ایس زماں کرد بحالت آرزو
خلوت نہ کر بس خوششت الفت خلق گوشت کن
فقر اگر سببہ کند آسیت نہ مراد تو
چوں زوفا کشد وہ بردل خود در پچہ
صدق چو بنود اندرون روع او فتد خلل
خلق جہانست یکبیک ہر فساد ست
از سپہ نیاز خود بہتر ساز چوں حسن
ہر کہ دیر کہ در جہاں یافت نشان ننگی

وامم بلاست بول کن چون زودہ دوم و لا
آں فلک است کونہا و بر خود علا
حاصل از اں جلالش غم کہ پست یا جلا
بمع علائق خوشی یادست لایق خلا
تو بسر شک دیدہ رخ سرخ منسای بر بلا
روی بد اں در پچہ کن با ہم کشا پس اول
نمہ چو نیارد از فلک بر غلہ او فتد غلا
آہ کہ کس نمی دہد خوان صلاح را صلا
بو کہ بروں بری گے پے ز گزر کہ بلا
ہستی او بجاقت ہست نیست مبتلا

۹

نوح ہزار سال بہیم ہزار سال شد
در عدو جمل نگر بعد ہزار صیت لا

۱۳

از برائے عید می پرسید شہرے ماہ را

عید من آن بس کہ بوم آستان شاہ را

<p>غزۃ میمون شد دیدہ چہ بیستم ماہ را قبلہ سازد آفتاب و قمر و ظل اللہ را ہر زمان پیشش نہیں بوسد مزید جاہ را برتر از نہ بارگاہ چرخ خرم گاہ را بس اثر ہا دیدہ ام آوازہ افواہ را پاک کردہ از خس و خاشاک کفران اہ را وانکہ بدخواہ خد ابرو در آں بدخواہ را تا بروں نارد باسانی ز سینہ آہ را پنجہ باشیراں نباشد مصلحت رو باہ را جاں دہد برگ درختاں را و برگ گاہ را دشمن اندر جاں گرفت اندہ جانگاہ را</p>	<p>حش سلطانی مرتب شد چہ پرسم عید را بس عجب نوحہ کہ ماہ عید این پس منہ واد شد علاؤ الدین والدین محمد کاسماں کرد فراتش ازل نصب ان پی سلطان عید ہست در افواہ کاہ سال عمر او ہزار تیغ چون آتش ہمہ بر راہ دین دارد گزار خلق نیکو خواہ شد دست دعا برداشتہ خصم بدول اخذنگ شاہ لب لب بدوخت چرخ را با بندگان شہ ستیزہ روی نیست تا کہ بر مصداق یحی الارض نو نونامیہ باد از بختش رسیدہ مژدہ ہائے جانفزا</p>	
<p>۱۱</p>	<p>جان من بندہ حسن شاہ دان جان بخشی شہ حرز جان خویش کردم مدح این در گاہ را</p>	<p>۱۰</p>
<p>جاں نثار آرم سیر ویر پائے شاہ را بے اجازت بوسہ نتوان داد پائے شاہ را شاہ عالم آمد دع عالم برائے شاہ را نقش بند درایت کشور کشائے شاہ را تا چہ فرماں روئے خواہد دورائے شاہ را</p>	<p>این منم یارب کہ بوسم خاک پائے شاہ را خاک پائش بوسہ دام پائے بوسم آرزوست شہ علاؤ الدین والدین محمد کز ازل جبرائیل از آیت نصر من اللہ ہر زمان چرخ از جوزا کمر بست بہر بندگی</p>	

بے رضائے شاہ جاری نیت گوی آسماں
بھرا بصد لرزہ بریکھائے ساکن شد زشم
منت ایزورا کہ سر تا پائے من بخت گرفت
عیسیٰ از قانون طب میساخت بچونے و لے
شد بہار دولت اینک بستانا چنار

برضا سابق ہمید اورضائے شاہ را
تا صفت کریم روانے تمن عطائے شاہ را
اول این دیدہ کہ می بند لقلائے شاہ را
شریت از نوش خضر وار د شنائے شاہ را
دست بالا کردہ میگویشناے شاہ را

۱۱

چوں محمد بادشاہ در عصمت عون خداست
این حسن ثانی حسان شد ثنائے شاہ را

۷

ساقی جان تازہ کن از جام می یکدم مرا
گردیں موقوعے اندر کعبہ و زمزم رسید
فتح شد ذوالفتح آرزو ہا با شد ہم
آخر ماہست اگرچہ آخر سالست نیز
شہ علاء الدین والدینا محمد شاہ آنک
خسروے کا نعام عاشق بر طریق معدلت

خرمت بادا ہمہ عمر ارکنی خرم مرا
چتر شہ چوں کعبہ بود کفتیں زمزم مرا
گر کئی پیش از عزم با قدح محرم مرا
اول عمرت حالے از شہ عالم مرا
جز ببح جان نفاشس بر نیاید دم مرا
کار ساز و ہر مسد آفاق را وہم مرا

۱۲

صد ہزاراں سال بادا بر سریر ملک شاہ
ز انکہ شادی شنائش وار ماند از غم را

۶

شنشہ را اساس ملک تابا و اتوی بادا
علاء الدین والدینا محمد شاہ کر عشقش

سریر خسرویش از افسر کخسروی بادا
ظفر در ہمہری خواہد فلک در پیروی باہا

<p>پس از شہری کہ آورد او و سپیکر شہری باوا عدو چون بوم اندک کنج عزت منزوی باوا ہیں سر باد پانیدہ ہماں باز و قوی باوا</p>	<p>فلک ہر شب ہی آرد نثار شاہ شہری را چو گنج افشاں سلطان آفتاب آسا بہر سو شہ شاہان شہنشاہت باز و ملک را جاں</p>	
<p>۵</p>	<p>یہ بیضاست نے شکل مراد ہر شائے شہ چو دستش موسیٰ آدم ہم دعائش عیوی باوا</p>	<p>۱۳</p>
<p>رواں شہ باد نوروزی رواں کن بادہ حمرا کہ از اقبال شہ ہر روز نوروزت عالم را کہ این ساقی شد رواں میر بے شاہ عالم را بارک باد میگوسند سلطان معظم را</p>	<p>بیاساقی کہ فصل عید رونق داد عالم را ازین پس ما و جامی از ہلال عید روشن تر ازاں کجا ہی ایند عید و روز نو اکون بصف بندگان نوروز و عید اتساده پندار</p>	
<p>۱۶</p>	<p>علاؤ الدین والدین کہ از روز خلیق او بر از عید است ہر روزے کہ ہست او لادیم</p>	<p>۱۴</p>
<p>چو عمرش جاوداں آوند ملکش جاوداں باوا ہمہ حاجت روا بادش ہمہ فرمان رواں باوا کہ از الطاف غیبی انچہ او خواہد جہان باوا پناہ شش جہات قبلہ بفت آسمان باوا جہان دہر کہ دروے بندہ شاہ جہان باوا شادی کہ پایانش نباشد شادمان باوا</p>	<p>الہی دولت سلطان ہمیشہ کامراں باوا خضر مار بقا بادش ظفر عطف قبا بادش علاؤ الدین والدین محمد شاہ دین پرور درش کامزدوم چار طبع و پنج حس ہر وہ جہاں از بندگی شاہ آزادی شد ایم چو از شادی شاہان شد یار کبے پیوستہ</p>	

ہر مجلس کہ او فرمود زہرہ مطربش آمد
 چو از قلعہ چہ انداز زمین الا کہ برگردوں
 بریں فرخ بساطے کز نشاط بو مطرا شد
 خضر خان و مبارک خان و شاد و یحییٰ کہ ہر خان
 عمر خاں و شہید و صفت بو بکر خان ہر یک
 ہماں خان مبارک فال از نام فرید الحق
 خدایا حق آل پیر جو ان بخت ہو ان تر
 شہنشاہ آفتاب آسارین سیارگان تقام
 حسن کیں آستان کہف عصمت یافت عالم

بہر قلعہ کہ بکشاید عطا روح خوان بادا
 دہ و دو برج انرا نیز فتح شہ ضمان بادا
 فتوح غیب و عیش جاودانی مہمان بادا
 ز آفات و مخافت زمانہ در امان بادا
 چو بکرو عمر حکم ہی را حکمران بادا
 کہ بچوں نام مقبولان جمیع انس و جان بادا
 کہ بخت آن جوانان تا جہاں باشد جو ان بادا
 شعاع طلعت او زرخش خاں شان بادا
 کینہ مانج و کتر گلی این آستان بادا

۱۵

چہ باشد گرچہ باشد خاطر یک شہر یار او
 من آن گویم کہ یامب شہر یارش مہربان بادا

۷

وقت است کز ابر صفا یکسو نہم کرد جفا
 ای بحر عفو و عاطفت کافی کف و صافی صفت
 در پیش او ہفت آسماں سمر پر نہیں در ہر زمان
 مازع در باغ کمن دیا چہ اولاف کن
 چوں صمیم صد جنت او چوں ادیل رحمت او
 اعداش را چوں گمراہاں مہر ضلالت بہاں

روشن کنم چشم وفا از خاک پائے مصطفیٰ
 یا قوت ورج معرفت خورشید صیغ اصطفیٰ
 دل ادش دار الاماں جان البشر دار الشفا
 چوں ماہ کامل در سخن چوں صبح صادق صفا
 چوں ال تاج دولت بند بچو و سافر و نا
 اخراج بردہ از جہاں سیل خدمت از قفا

اکنون حسن دانی چہ بہ پایش بوس و سر بنما

<p>۳</p>	<p>جاں ورو فائے او بدہ در عذراں چنداں خفا</p>	<p>۱۶</p>
<p>روحِ آیین دعا کند دولت پادشاہ را عصمت حق پناہ باو این شد دین پناہ ا</p>	<p>دستِ فلک چو پر شد بنیق بجاہ را شاہ جہاں علاء دین کوست پناہ دین حق</p>	
<p>۹</p>	<p>عید رسید پیش کشش کردہ کہاں ماہ ا تہنیتے ہی کند دولت نخت شاہ ا</p>	<p>۱۷</p>
<p>ست دُرد و رو باشد سرم اسرار ما زانکہ جز قلب شکستہ نیست در بازار ما کار کار ماست کس را کار نے با کار ما کے خلد و اماں سے تر دانے ز خار ما ایں نہ بس باشد کہ من یارش شوم او یار ما گر تو ایں رہی سہ دتی یا بار خود یا بار ما آنکہ حاصل نیست حاصل نیستش انوار ما پس قدم در نہ بہاں حسانہ دیدار ما</p>	<p>دیدہ برستی ندارد عاشق دیدار ما خواجہ را گویا دکان بہت سہری گزوار ما کیے را بر کشیم آن دیگرے را در کشیم خار خار عشق ما در جاں جان بازار طلب آنکہ از دنیا و عجبی یارے می خواہد او بر در ما بار خواہی بار خود از خود بنہ اندریں رہ مہر تاباں یک بد گیر میرہ ای چہ سہ ز زنداں خانہ خاکی بر آر</p>	
<p>۲۲</p>	<p>چون حسن را بلبل داویم اندر نعت او تو صبا خلقی سخن بفسرستش از گلزار ما</p>	<p>۱۸</p>

بہ شکل دائرہ غنم گرد من محیط شد است
 ہی رود بخل بر گاہ مملکت صحر روز
 نوز دہ سچ بہ تنخی من آن نوا کہ غنم
 مباح و سچ کس از دوستان چنین کہ منم
 ز دور چرخ خراب و ز دور حادثہ زار
 بہ تیرہیں کہ چگونہ است در کشاکش بحر
 سفر گزید ہمہ مردمان من غافل
 و ناوری جہاں ہیں کہ از مکار بردزد
 ہزار شکر خدارا کہ نقد ایساں است
 پوشیدہ خفت بہ تہنا دہم ز حصہ خویش
 بصد شستہ عزیزان من آستان بوم
 چو گرد طبع بر ایم صلا دہم بہ
 دے ز طالیف میوہ دزد می ترسم
 جہاں ز نظم تر مہست چون ہا زب
 بحسن نظم حسن یک زباں شد نہ ہمہ
 زباںش نعت زباں رسول گوید و بس
 مہ چارہ وہ خورشید آفرینش کوست
 کجاست یوسف نختہم کہ ہجو یعقوب
 بما فرست خط عشق ما بہ، سچو خودے

من ضعیف چو نقطہ در اں میساں تہنا
 ز بے گرفتہ چو خورشید آسماں تہنا
 سقند پار کہ رفت او بہ ہفت خواں تہنا
 بکام دشمن و از جملہ دوستان تہنا
 ز اہل بیت غریب و ز خان ماں تہنا
 بگاہ آنکہ ہمہ گورد از کساں تہنا
 چو خفتہ کہ بانڈ ز ہمہ ماں تہنا
 عجب بود کہ توان بردفت جان تہنا
 اگر چہ ماندہ ام از نعمت اماں تہنا
 نہ چوں سگے کہ فرود گیرد استخوان تہنا
 رواندارم و در باں بر آستان تہنا
 کہ از کرم نبود طوف بوستان تہنا
 کہ باغ سخت بزرگت و باغبان تہنا
 منم زبان سخن گو در اں میساں تہنا
 منش ہی نستایم بیک زباں تہنا
 از اں زبان سخن گوست این زباں تہنا
 میساں دائرہ کون قطب ساں تہنا
 بہ بیت حسن ان با چشم خون نشاں تہنا
 و گر کے بہ پذیرد بساں ساں تہنا

نگینہ وار بہانہ بیک مکان تنہا

جہاں چو حلقہ خاتم شدست تنگ و منم

۱۸

دراں زماں کہ ہنی پا پر آستانہ خلد
تو دستگیر کہ بھی مرا مٹاں تنہا

۱۹

سرخس باز کشادہ در اسرار مرا
کرد آواز لب لب لب بیدار مرا
قاب تو سین نمود بروئے دلدار مرا
اینست اسرار کہ بر بود ز اسرار مرا
یا بروں میکنی از سایہ دیوار مرا
کاشش درد ہرغمی یا فتنے آثار مرا
ہم دریں محنت و محنت کردہ بگزار مرا
گل و گلزار ترا خارجہ گروار مرا
ثانی اشیں دین غار و سرمار مرا
حاجتے نیست دریں نکتہ بتگوار مرا
ہیچ دشمن نتواند کہ کند خواہ مرا
بس چہ اندیشہ بود از غم بسیار مرا
گیسوی دوست نگہداشت چو زار مرا
کہ بسن بستہ بر آرنیب زار مرا
جائے جولان نبود جز یہ سردار مرا

دوش معراج بُد از خانہ خسار مرا
جنبشش شہر طلاس ملایک خورشید
شب معراج من از خط خوش ساتی بود
ستیم ہیں کہ چہ اسرار بروں میریم
مدہ اسے خواجہ ہمایہ مرا چندیں پسند
گفتیم در تونمی یا ہم ازیں پسند اثر
چند گوی کہ درد دستیاں لازم گیر
خار خارہ معشوق بہ از صد گلزار
سبع ایوان تو بخشیدم و ہر نہایت
عشق کاریست و گر بار و گر گویم نہ
دوست گوید کہ عزیزم کند از آتش عشق
اندکے بار من ار از غم من اندیشہ
ز بدتے لیدیم از جادہ بروں می فکنہ
بستہ زلف بتال گشتہ ام دمی ہم
مرکب از شہیرم مقررہ از ماراز آنک

<p>این همان سلسله کوه است گرفتار ما تا چه روزیست ازین غنمزه خونخوار ما جام من تا خط بفت داده اسے یار ما</p>	<p>بند تصور سر زلف پریشانش بود همه روز از لب تو جان نوم امیدت و بله و جلہ چو منے از دیدہ فرورخت حسن</p>	
<p>۱۰</p>	<p>رویف (ت)</p>	<p>۲۰</p>
<p>ترک تپ سپسندیدہ ترین تدبیر است بام او خار گرفتست و درش زنجیر است عمر آن سی طفلیست که اندر شیر است هر چه آن سوی ہم است این سوی دیگر است اثر راستی حرف که اندر تیر است همه منصوبہ شدت تفسیر تعبیر است کہ ہماں یادگنہ تو ترا تذکیر است گو رکن را شب آدینہ چه دامنگیر است پنج برگ نہ چون خبہ بیدانجیر است</p>	<p>دل نہادیم ہم کہ از تقدیر است خانہ عافیت امروز مسلم نشود عمر آن نیست کہ صد سال بخون خوردن رفت و ہر ساز نیست کہ زیر وز برش آہنگست کثری مطلق از اجزائے کماں چون نبرد گر پیادہ است برین نطم دورنگی باشاہ ای بہ تذکیر شستہ گنہت یاد آری ظالمان را نبود پسند بزرگان مانع سر بہ نخوت چه بر آوردہ اسے سر و بلند</p>	
<p>۱۵</p>	<p>والشہام روز ہمیں بود دم من کہ چو صبح کای حسن این چه رو او اشستن تقصیر است</p>	<p>۲۱</p>
<p>نوروز بندہ یک نظر شاہ عالم است</p>	<p>خلق خوشمند و شاد کہ نوروز عالم است</p>	

باغ و بهار من کرم شاه عالم است
 صبح سعادت من سکیں ہاندم است
 کارش سرور بہت و چونچہ ہم است
 آفاق تازہ و آنکہ در آفاق خرم است
 اندر حرم غیب ہم سال محرم است
 کاندہ جہاں ہمیشہ چو قرآن معظّم است
 ہم ملک و ہم خلافت ملکش مسلم است
 فیروزہ سپہر خمیدہ چو خاتم است
 گرچہ بر آفرینش گمتی مقدم است
 بر خلق مکرم آمدہ و ز خلق مکرم است
 امیدار رحمت بندہ حسن ہم است
 تاروزگار نامیہ زندہ ہم از ہم است
 کا عداش را بسیط جہاں چون جنم است

بر شاخ و برگ بلغ کرم میکند بہار
 یکدم کہ آفتاب صفت بخ بن کند
 ہر کس کہ راہ یافت بہستان فضل او
 شاہنشاہ جہاں کہ ز خلق مبارکش
 سلطان علا و دنیا و دین آنکہ رای او
 صاحب قرآن محمد شاہ جہاں کشتائے
 داود و دار بلکہ سلیمان صفت برو
 شد ساہا کہ در ہوس دست بوس شاہ
 در اوج فت در اوز سد عقل اقدم
 ذات کریم شد کہ کرم وصف خاص است
 ہستند شہری از کف چوں ابر شہریار
 تا نام باغ زندہ ز آثار نامیہ است
 خوش باش فرش مجلس شہ چوں بساط خلد

۵

ایوان ملک شاہ مدام استوار باد
 کار کاں ادبعا عدہ مدل محکم است

۲۲

مردے کہ گھاں داسٹم یقیں فہست
 بیوم ازاں زخم آتش کجنگین فہست
 طرادت از گل دتری زیامیں فہست

بریں بساط پشیم کہ ہمیش فہست
 ز خلق ازاں کنم انزا کہ خلق ناپیاست
 دریں خزاں میر بساط جہاں کہ باغ مرا

<p>شکوہ تجم برود چوں از و نگین رفت دلے مرانظر امت سبب میں رفت بشرستگی اس سال دوز میں رفت</p>	<p>صفای دل نشود چوں در او حضور نیست ہزار مردم دیدہ ز چشم من رفتند کے کہ پار ز نخوت بر آسماں میرفت</p>	
<p>(۱۵)</p>	<p>اگر ز رفت بکام تو در جہاں کار سے حسن مریج کہ کار جہاں بریں رفت</p>	<p>(۲۳)</p>
<p>بہار اوستوح روزگار است کہ آن پروردہ پروردگار است ہمہ ایام گوئی تو بہار است ز سر سبزی بخت شہر بہار است بہر عمر سے کہ خواہ اختیار است بنائے دین و دنیا استوار است ز تیغ بیقرارش برقرار است زیں از خون کافر لالہ زار است ہمہ مقصود ہا اندر کنار است ہوائے ملک و دولت برقرار است زیں راز آسماں ہر دم نثار است کہ فتحش دین و ملت امدار است کہ عمرش جس چوں عطایش بیشمار است</p>	<p>ز فتح شاہ عالم را بہار است تہال ملک او زانست تازہ دریں حضرت ز فو غنچہ فتح مگل نصرت کہ رست از سبزہ تیغ شہنشاہ ہے کہ دائم طالع او عسکرا الدین والدین کہ از و محمد شاہ بجز و بر کہ اسلام چو پیدا کرد تیغ یا سہم نام چو حق را در میاں می بیند احق بجز اللہ کہ از باران عدلش الاتا وقت نصرت را بیت گل نثار تیغ بر آیات شہر باد دعایش خواستہم گفتن چو گویم</p>	

خدا کو را منزند و ہمیشہ از یار
شہنشاہ را بہر تہمید بسیار است

۴

حسن ازین بادشاہ بندہ پرور
چو دیگر بندگان امیدوار است

۲۴

کہ گل دولت او ہر طرف خندید است
گوینا شاہ جہاں مہر زرش بخشید است
کز تری ہر درخش یکبہ کہ چغید است
چند پر کالہ لیسلی کہ بدامن چید است
زانکہ تا چشم کشاد است ہمہ زردید است
کہ ہمہ ساز فلک گردہش گردید است

باغ امروز مگر طلعت سلطان دید است
ایں چہ شادید است کہ در پوست نیکیند گل
دفتر غنچہ سر اسر صفت خلق شد است
ہمہ از مجلس شاہ است گل سوری
بر کف شہ نظرافت اد مگر گرس را
شاہ ز بخش جہاں گیر عطار الدینا

۴

فصل حامی و حافظ او
ہر دعائے کہ حسن گفتہ خدا بشنید است

۲۵

موسے خود را مشک میدانی کہ میگوید کہ نیست
برہمن سنبل چہ میثانی کہ میگوید کہ نیست
روسے تو نور سلمانی کہ میگوید کہ نیست
ورمرا تو سخت جان دانی کہ میگوید کہ نیست
آنکہ ہست اسکندرشانی کہ میگوید کہ نیست
برہس منت جانی کہ میگوید کہ نیست

روی خود را ماہ میخوانی کہ میگوید کہ نیست
چوں رخ خود را بہشت عاشقان کہ گفت
طلعت طلعت زلف تو چہ شکل اندراں
گر ترا من زرم دل گویم کہ میگوید کہ نیست
جانم از خاک در شدہ آب حیواں یافت
شہ عطار الدین کہ می بینم ز جان بخششی او

۸	شاہرا صد بندہ چون خاقان میدانم کہ ہست بند پیشش صد چو خاقانی کہ میگوید کہ میت	۲۶
چشم خوں دید تو گوئی کہ دو چندان آموخت زلف تو گر چو خط آموخت پریشان آموخت کافہ را پیم غرض بود کہ قرآن آموخت دوشس نونالہ از مرغ سحر خوان آموخت آن ہمہ غمزہ جادو ہو آسان آموخت آن شکار سے زدن از میرانغ خان آموخت جبریل از لب او آیت احسان آموخت	تا خطت یخین خون سلمان آموخت شاد باد آن لب شیریں پو خط خوشن دارد مقرئی توب خون تو میدید آخر حسن امروز نوائے دگر آموخت مگر سحر ہائے کہ بد شواری ازومی زاید غمزہ تست کہ ختم است شکاری ز روش مصطفی خلق معزز اول آن کز پی خلق	۷
عمر چون خضر علوش چو سکت در بادش کہ صفاداری وصف کردن از ایشان آموخت	۲۷	
ختم رسل صفات کمال محمد است طاہا اشارتے ز جمال محمد است یک پایہ ز جاہ و جلال محمد است موقوف ابروئے چو ہلال محمد است کیس حرف خم پذیر چو دال محمد است جسد نواہسا ز نوال محمد است	باغ بہشت وصف جمال محمد است نون و القلم ہدایہ از لوح خلق او است کرسی کہ بہشت تخت فلک تحت قدرت او است آغاز عید شادی و انجم موصوم غم زان شد فلک ز تخته خاک این چنین بلند ہست این نفس نوالہ از خوان او بلے	

(۷)	آزاد شد دل حسن از بند ہر غمے کو بندہ محمد و آل محمد است	(۲۸)
-----	--	------

ایں دولت بندگیت بس نیت
بے نام تو صبح را نفس نیت
جز پیش تو مرد غم ہو س نیت
چوں بوسہ دہم کہ دسترس نیت
ایں طرف کہ بر تو یک گس نیت
آسے شب عید را عس نیت

اے خواجہ بدو لہم ہوس نیست
بے یاد تو سر غرا نو آنے
من شمع غم تو صبح شادی
آن پائے ترا کہ عرش سایست
حلو اے پسین انبیا تو
گیسے تو بند ہا کشادہ

(۹)	بر کسی حسن بہ بخشائے آن ظالم نفس گرچہ کس نیت	(۲۹)
-----	---	------

خداے غو جہل بس بود خریدارت
کہ سجدہ میبرد از دور چرخ دوارت
کہ نصرت ازلی هست تا ابد یارت
جہاں ستانا نیست در جہاں کارت
چو نور دیدہ ہفت آسمان دیدارت
کہ قطرہ بار و پیش کف گہر یارت

بہر طرف کہ ہند روے بخت بیدارت
خداگان سلاطین علائے دولت دین
چو کعبہ قبلہ اسلامیاں محمد شاہ
جہاں ز خم ستانی بہ بندگان بخشی
نظام و مصلحت ہفت کشور از درت
موجہت کہ برابر برق خندہ کند

<p>دوبارہ میسکنم این درغیب اثبات بہر طرف کہ ہندوئے نخت بیدارت</p>	<p>نگرچہ باز خجستہ است مطلع این شعر نگاہدار تو بادا خدائے عزوجل</p>	
<p>۱۱</p>	<p>حسن چکوڑہ شناگو پیت چو بار وہی کہ جبرئیل دعا میکند بہ ہر بارت</p>	<p>۳۰</p>
<p>بادو گلزنگ دوزے چون گلستان و اجبت پاسبانی تن و سنواری جان و اجبت در فرج ہم شکر ہم در و مر جان و اجبت جام این معنی کشیدن بر شناخوان و اجبت زانکہ بعد ازین فریضہ بندہ را آن و اجبت روز و شب مداحی در گاہ سلطان و اجبت دوستیش اندر ہمہ لہا چو ایمان و اجبت خاصہ امروز این طرف بر گل ارکان و اجبت از پے سر شستن خضر آب حیوان و اجبت عمر خضری خواہم داکتی دو چندان و اجبت</p>	<p>صبح بر گل خندہ زوتد پیرستان و اجبت بادو جان راراحتی تن او بدروے دگر مے چو مر جان جام چوں نوش چوں ساقی رسید جام بر یاد شنائے شہ کشم خود روز و شب حضرت شہ را دعا گویم چو دیگر بندگان بعد توحید خدا و نعت پیغمبر مرا شہ علاء الدین والدین محمد شاہ انگ خاص و عام از بخشش بخشایش او میجویند ز آب حیوان شست شہر زادہ دوران بلج از خدا در خدمت اسکندر ثانی بصدق</p>	
<p>○</p>	<p>اندریں مجلس حسن از باغ طبع این گل فشانہ ہر کجا مجلس مرتب شد گل افشان و اجبت</p>	<p>۳۱</p>
<p>کریم کامیاب و کامگار کامران دولت</p>	<p>زہے جان جہاں آرا و خورشید جہاں دولت</p>	

<p>نصیبش از فلک فتح و نصائبش از جہاں دولت کہ دار و اوز تا میدا زل از لامکان دولت بر و بارید گوئی جائے باران آسمان دولت چو بہر بازوئے اور است کردست از کجاں دولت کہ ہرگز سرنہ پیدیزیں مبارک خاندان دولت زلقمہ خانہ غیشش بہ پیش آورد خوان دولت خدا را شکر کن بکامروز پیوستی باں دولت بقائے جاوداں با بقائے جاوداں دولت</p>	<p>نکورے و نکورے و نکورے ان کو طالع معز آتقی والدین العن خان نماں اور ہمیشہ این نہال ملک را سر سبز می بینم کجاں چرخ با او کج نگشت و تیر کے گرد فلک سر بردار این خانہ می مالہ چومی دانہ چو در صدر سعادت جان ماکش میہاں آمد حسن تو دولت پابوس او ہر ہا پستی دعا را باش ہر ساعت بخواہ از حضرت ایزد</p>
---	--

۱۵

ہمیشہ تاکہ دولت اصل شاد و بہا بود اورا
بہ زمش ہمیشہ شادی بجز مش بمعناں دولت

۳۲

ہسچو گل تازہ روئے باید خاست
ہم شراب شبانہ باید خواست
تا کہ توفیق ایں دو گانہ کراست
بارے از صبحم کہ عین صفاست
وقت بیداری و سعادت ہاست
ہم چنپیں باشد آنکہ باشد راست
دوست بر سر رسید خوابت
روز روشن شد و جہاں راست

صبح چوں روئے گلستان آراست
بسرودے کہ شب ہمی گفتند
وقت صبح ست رو د باید دے
ساقیا گر صفائے آموزی
خیز یار از خواب دسر بر کن
صبح صادق ہمہ جہاں گرفت
صبح را دوست داشتند ہمہ
سر زبالیں بر آرتا گویم

بادہ بر یاد شاہ عالم نوشش
شاہ عالم عدائے دنیا و دین
بادشاہ جہاں محمد شاہ
ہم از اتفاق طالع اوست
مے صاف و کف مبارک او
خواست گفتن حسن دعایش لیک

کہ ز شاہان ہمہ بے ہمتاست
کہ در شش از سر فلک بالاست
کہ چو دور سپہر ویر بقاست
بسعادت کہ در جہاں پیدا است
گوئی این گوہرست و آن زیاست
او چہ محتاج این دعا و شناست

۳۳

ہر کجا ہست و ہر کجا باش
حافظ و ناصر و معینش خداست

۱۱

اے فضل خدا نگاہ بسانت
بخت از دست ہم رکابت
ز بخش عدائے دنیا و دین
شاہ عرب و عجم محمد
احسنت زبے سعادت من
اے آب حیات جرعہ تو
گر بہت کسے بر روم یا چین
تو شاہ جہاں و محمد عالم
این عالم پیر باد پیوست
تو آسودہ میہمان اسلام

سرہائے سراں بر آستانت
فتح ابدست ہم عنانت
اے جاں و جہاں فدائی جانانت
ملکت عرب و عجم از آنت
کا حسنت کشید از زبانت
نہ جام سپہر جرعہ دانانت
بادا ہمہ ریزہ چین خوانت
پر از علم جہاں ستانانت
در سایہ دولت جوانت
اسلام چو ملک میہمانت

تائید خدا نگاہبانت	تو دین خداے را نگہباناں	
۹	روایت (۵)	۳۴
<p>قرار جہاں میں چنیں ہم نماز شکر خندہ ناز میں ہم نماز جہاں دار اور نگہ شیں ہم نماز چہ نقش نگیں بل نگیں ہم نماز چہ تہا پھیں کہ پس ہم نماز ندانے کہ چہ رخ بریں ہم نماز کہ مونس نماز قرین ہم نماز سخن داں باریک میں ہم نماز</p>	<p>منزلے بت چیں کہ چیں ہم نماز بزم غم ارعاشے کشتہ گرد تہی دست ویرانہ خراب برید تہ جہم ماندا اینجہ نقش و نگینش نماز چیں ہیچ تہا آوخ چرخ بریں مسکنی تہا ایم چہ مونس ہی گیری از ہر قرینے اگر بگذرد مرد کر گوی و کم داں</p>	
۷	ہی نانشے ماند مسکین حسن را بترسم از آن روز کیں ہم نماز	۳۵
<p>کہ زیر ضربت چو گان عشق چوں گویند ازاں نو آمد گان کز چمن ہی رویند کہ از کہ یاد کنند آن ماں کہ گل گویند کہ روزے این خبر تو بد و ستاں گویند کساں کہ بر سر تابوت مرد ماں پویند</p>	<p>گزشنگان جہاں حال خویش چوں گویند یکے برس ز نور سنگان بلغ ایدل فراق دیدہ گل چہسہ گان نیدانم خبر شدت کہ فلانی برفت آگہ باش غم جہازہ خوداے عجب چہاں خورد</p>	

چوروشنت کہ آن فنگاں کجارتند	ہنوز ایں دگراں ہم کج سہمی پویند	
۳۶	حسن بکوی عدم گم شدنیارانت بگونشان زجاگم شدہ کج جویند	۷
فلک باکس دل یکتا ندارد درخت دہر سرتاپائے خارست جہاں از مرد مہرہا مردماں را دریں کوئے اریکے سرکہ فرود شد کے کہ ہفت بام جرج بگشت کے کاینجا مربع شنید از کبر	ز صد دیدہ کیے بیستنا دارد تو گل میجوی او اسلا ندارد نویدی میسدد اسان دارد منج از وے کہ او علوان دارد بس باغ ہشت در ماد ان دارد در ایوان شمن جان دارد	۷
۳۷	حسن آخر چہ اندیشی امروز ازاں نسر داکہ پس نسر اندارد	۷
بوئے راحت در ہرہ عالم نماند چند پرسی از نکوناماں از آنک مردم از غم کے رہد انصاف رفت ماندہ ام بایک وے صد جائے ریش یک نفس بر کار بود آنم گست باکہ خواہی دم زدن از نیسکوئی	آدمیت در بنی آدم نماند نیسکوئی را نام در عالم نماند بیران از چہ چون جہد تم نماند چون کتم چون در جہاں ہم نماند نیم جانے ماندہ بوداں ہم نماند حریت رایکے محرم نماند	۷

۳۸

حال محرم بشنو از مسکین حسن
در ہر عالم یکے محرم نماند

۱۵

کرد و جانہار ابجام شادی افزا شاد عید
قفل نور از مشرق نمنہا نہا بکشا و عید
داد استظہار ساغر را و کرد آباد عید
یازدہ مہ را اصلا می عشرت اندر و عید
دور دست این نیار بود دور از داد عید
ملک را نو نوز ماہ را است او داد عید
بندہ شد از ہمہ بند محسن آزاد عید
عین خود خواہد کند حال بدل با صدا عید
ہمچو طبل عید ہر سو بر کشد فریاد عید
بر کشید ایوان شادی ہمہ برال بنیاد عید
در رکابت ہمعنان فتح بفرستاد عید
فتح میگوید کہ زمت را مبارکباد عید
تا ماہ نور آرد قاست فرہاد عید
با دو چوں عاشور گریاں روئے بر سائید

ساقی ساعہ وہ کہ مہر سیکہ بکشا و عید
بود در مغرب کلیدے گم شدہ چون یافتند
گر خرابی داشت از دوری ستان سیکہ
ساخت جامے نو دریں یک مہ زرد ہدی
و او عشرت داد عید از عین عمل شولے
شد علاء الدین والدین ساجد شاہ آنک
عید شکل عبد شد بر شاہ یعنی بندہ شد
تا شود رسید از پے قربان شاہ بے بدل
خسرو اگر غرہ است رہنق بخت عید را
فل خنکت بر فلک ماہ نوے بنیاد کرد
فتح را بود دست عزم درگشاہ فلک
عید میگوید کہ زمت را مبارکباد فتح
تا ز سیارہ نماید خندہ شیریں سپہر
عید خنداں باد نو نوروزیت از دور پر خ

یک نظر از شاہ بر اتہام امید حسن

۳۹

پنچاں کا نذر روئیف شعر و افتاد عید

۱۸

تا چہارہ سخن بر دل من بندہ کشاد
 شاہ جاں بخش جہانگیر عیال الدینا
 داور کل مالیک محمد شاہ آنک
 اس خلیفہ بقیقت کہ ہم اکنون فرمائش
 ہر کجا راند سپہ پیش و سے افتاد عدو
 با و در سر نکند هیچ کس اندر عہدش
 بانگ عدے کہ گاہ ہی خیزد چیت
 دست شدہ کرد بہر نزل ازین پیدا
 شب سیرا چو توئی زبده کونین امروز
 رمضان در سپہ خاص تو میر مہ است
 وہیہ اول این مسد وہیہ رحمت بود
 ہر کہ در بندگی شاہ جہاں دل در بست
 وہیہ و دم این مسد وہیہ مغفرت است
 ہر کہ او طاعت شکر کرد شد آمرزیدہ
 وہیہ سیوم این مسد وہیہ آزاد است
 ہر کہ در بند غم افتد چو من از جو جہاں
 خسر و وقت و عا شد بہ عا ختم کنم

دل بہ احمی سلطان جہاں کرد مہ شاد
 کز جہاں تا کہ جہاںست خواہ شاہ نژاد
 دیر اسلام بدور کرش گشت آباد
 ہم نم از دجلہ روان تر بیسان بغداد
 در رہ ویں بہ ازین نیست دگر پیش افتاد
 در کند دادہ بود ہم سر خود را بر باد
 ابر از دست در افتا نشن آرد فریاد
 اختہ ان از زرد خنک شمس نو از پولاد
 حق تعالی بکفت داد سر شستہ داد
 عرض آن ہر مسد وہیہ پیش تو ہوا غم داد
 رحمت این وہیہ دانی کہ کج روی نہاد
 این وہیہ بر دل آنکس در رحمت بکشاد
 کایزدش از پئے آمرزش ما بفرستاد
 وز ادلی الامر ہمیں طاعت شہہ است مراد
 در دل بندہ حسن ہیں کہ چہ می آید یاد
 شود از یک نظر تر بیت شاہ آزاد
 ہم بہ بیستی کہ با خلاص تو دارد بنیاد

۴۰

دین حق را چون گنجان و نگه داری تو
حق همه جانے نگهدار و نگهبان تو باد

۱۵

مرغ ہر پرودہ کہ دارد ہمہ از سر گیرد
صد در گل نہ کہ در ہر کہ بود در گیرد
غنچہ از شوخی اورے بجاں در گیرد
جام بر یاد شہنشاہ منطفہ سر گیرد
کہ جہاں را نہ بتعلیم پنجہ سر گیرد
از سر تیغ بیک عزم سر افسر گیرد
کہ بقائے خضر و ملک سکتہ سر گیرد
نوبتے دارد در شش نام چو سنجہ سر گیرد
کہترین حاجب پایہ تیس سر گیرد
چو شود طالع زو عالم ہمہ سر گیرد
وانکہ گرفت خستہ ایش جہاں سر گیرد
ابر نیساں دہش درد رو گو سر گیرد
تا چو گل خلعت و چون غنچہ تر زر گیرد
ز گس از شادی آن جام منسبہ سر گیرد

روز نوروز کہ گل پرودہ زرخ بر گیرد
روئے گل تازہ شود از دم صبح صادق
ز گس آید ہمہ تن چشم بنگران چمن
صبح جام زرخورشید بروں آرد صبح
شاہ جاں بخش جہانگیر علاء الدینا
سر شاہاں جہاندار محمد شاہ آنک
شاہ راز آئینہ غیب جہاں روشن شد
نام سنجہ چنیں جائے کہ گیسو امر و
کہترین بندہ او دست چو سنجہ یابد
شاہ ز بخش بخورشید میماند راست
خسرا خلق جہاں نام تو برودیدہ گرفت
صدف اندر دل دریا کف تو یاد کند
ہمچو بلبل حسن آورد نوائے بر خویش
تا بہر کشورے امروز بوختہاں گل

باش صد قرن چو گل خرم و خندان کہ گفت

۴۱

جامے بخشہ و خواہد ز کشور گیسرد

۱۲

بوقت صبح چومرغ از بہار یاد کند
 بر او توانی و محبتی کہ رسم مرغانست
 اگر زگرے این فصل غنچه تنگ آید
 سیاهی است در او راق لاله یار نیست
 عمار دینا و دین بوالمنظر آنکہ چو بجر
 خدایگان زمین و زمان محمد شاه
 زمسرتنے کہ بدرگاہ شاه یافت سلام
 ز دست چرخ سترگ عنان شہر گرم
 چو دولتست شہنشاہ را صلاح اندیش
 اگر نہ ہم بہ ضمیمہ مبارکش گذرد
 خدایش شادی نو نو دہد کہ ہر نفی

صبحویساں را عیش سحر زیاد کند
 ہزار دستاں ہر لحظہ مستزاد کند
 ہم ابر آب زند ہم چنار باد کند
 مگر مکارم اخلاق شہ سواد کند
 یہ بزم و رزم گہر بخشہ ایستاد کند
 کہ کار دین محمد با عفت او کند
 ہماں ماں غم صد سال خیر باد کند
 کہ شاہ سہرہ کند بر طریق داد کند
 کرا مجال کہ اندیشہ فنا کند
 مرا بصد چنار باد شاہ کہ یاد کند
 مسرار غمزہ را اچھونڈہ شاد کند

۴۲

کلیہ حکم ہمیشہ بدست سلطان باد
کہ کار صد چو حسن در زمان کشاد کند

۱۵

باز عہد گل بگلگشت یا صین در رسید
 دی بگلگشت تماشاے چمن خوش بود گل
 گل زیکہ بگر بر رونق میرسد کیال بہ

شاخ اگر در دل امیدے داشت اندر برسید
 دوش چوں ترشد ز باران بسجدم خوشتر رسید
 سال ما اسال خود بر رونق دیگر رسید

نوبہ سال دیگر از بستان شادی در رسید
 گرفت دوم او بہار نوبہ کشور رسید
 ثانی جمشید از ثانی اسکت رسید
 طالع سعدش سعادت بخش ہفت اختر رسید
 صیت صحت خطبہ اش ز انوسے بر مبر رسید
 این زماں آن نامہ بر ہما نام پیغمبر رسید
 فضل حق ہر سو کہ رو برداشتہ رہبر رسید
 گوئی افواج ملائک مدد لشکر رسید
 چون گل آمد دورے شد نوبت ساغر رسید
 ہم دہانے پر گہر ہسم دانے پر زر رسید
 مردہ خوشتر بگوش این شن گتر رسید

غنی فتح از بہار خسروے شکفتہ بود
 سرو باغ سلطنت نخل ریاض مملکت
 ہست جمشید دوم با فروغ ہنگ تمام
 شہ علاء الدین والدین محمد شاہ تہک
 ضربت شس کہ اشن بر روی ہفت اجرام
 یافت پیغمبر نرق نامے ز بہر سبط گل
 آسماں ہر جا کہ منزل ساخت او شد پایاں
 لشکر منصور را ہر گہ کہ کرد فوج فوج
 خون کافر ہر چو جہرے زمین شد نختہ
 چون حسن بکشا گل شیر دہن در بیج شاہ
 خواست کردن گوش مجلس از دعای شاہ نوش

شاہ ماجا وید خواہد ماند بر تخت بقا

فاطمہ این حرف بر جاسوس غیبی در رسید

۱۵

۴۶۳

صبح طرب از مطلع امید بر آمد
 امروز کیے مشرودہ عید و گر آمد
 از آمدن عید حقیقی خبر آمد
 در خانہ خاقان معظّم ہم پر آمد
 شادی بدل کاف اسلام بر آمد

ما معظّم عید کہ عید و گر آمد
 زان پیش کہ فر ابرسد کو کہ عید
 ماشا و بدیں عید مجازی کہ حضرت
 اقبال خبر داد کہ بر طالع مسود
 خاں زادہ فرخندہ قدم کہ قدم او

اسلام از چشم کرم دارو دیارب
 تا مژده ملک ابد دولت سرمد
 جان بخش علارالدین سلطان جہانگیر
 سلطان قصص حکم قدرت محمد
 ہر شاہ تاجی است سرفراز ولی اوست
 چتر سہش مرد یک دید فتح است
 در مع کمر بستہ بدہ جاسن امروز
 طبعش زرہ تہنیت اینجا کہ افشاہ
 شہ را چہ دعا گوید از ازوئے کہ ملکش

این دیدہ دولت چہ مبارک نظر آمد
 در بندگی خسرو جہشید آمد
 کز مسج جہاں گیر جہانگیر تر آمد
 کافلاک مطعش چو قضا و قدر آمد
 آن شاہ کہ بر تاجوراں تاجور آمد
 گرد سپہش سرمد چشم ظفر آمد
 آمد چونے راست ولی نیشکر آمد
 آسے سخن از روئے معانی گہر آمد
 در عین امانی ملک داد گہر آمد

۴۴

تاج شہ ہوں شاہ جہاں باد کہ اورا
 نصرت چشم و فوج سعادت شہر آمد

۹

طراہ تے کہ گل و سبزہ راجواں دارو
 ازاں میاں چو گل آزادے زید سوسن
 نثار غیب کے نور و زراست کردہ ہمہ
 نگہ چہ راست فتاواست پل شب و روز
 خدایگان سلاطین علار دنیا آنک
 ابو المظفر شاہ جہاں محمد شاہ
 عجب نباشد اگر این سکن دشانی

ز نسل دولت شاہنشاہ جہاں دارو
 کہ مع شاہ جہانگیر سوزباں دارو
 برائے حسن شہنشاہ کامراں دارو
 نگہ شانی عدل حسد ایگان دارو
 کے چو ابر بہ سارے گہر شاہ دارو
 کہ فوج او ہمہ عالم چو گلستاں دارو
 مسرت تخت بگیرو کہ وقت آن دارو

کہ زندہ از کرم اوست صحت کہ جان دارد	ہزار جان گرامی فدائی جانش باد	
<p style="text-align: center;">(۹)</p>	<p style="text-align: center;">حسن رعایت اخلاص و رو خود کرده دعاے شاہ کہ چون فاتحہ روان دارد</p>	<p style="text-align: center;">(۴۵)</p>
<p>سبزہ رو تازہ جہاں راتازہ کرد مرغ صبح اسے ز آواز تازہ کرد آبروئے بوستان راتازہ کرد گل با گلستان تازہ کرد کز زرافشان جہاں تازہ کرد حسم زمین و حسم زمان تازہ کرد سکہ نوشیرواں راتازہ کرد گلشن ہفت آسمان تازہ کرد</p>	<p>نوبہ سار آمد جہاں راتازہ کرد دوش صوئے در دل من میگذشت باد بوئے صبحم راتخدا ساخت مھر ہائے نوکشید از غنچہ شاخ گل بدست شاہ دارد نسبتے شہ علاء دین و دنیا کز کرم نام او در دار ضرب مبدلت گر و میدانش صبا بر پنج بڑ</p>	
<p style="text-align: center;">(۴)</p>	<p style="text-align: center;">حسن طوطی مدحت خوان آوت زین شکر ہند وستان تازہ کرد</p>	<p style="text-align: center;">(۴۶)</p>
<p>اسلام و پناہ شہ دین پناہ باد سلطان عسلا و دنیا و دین باد شاہ باد احسانش حبت آو مدتش گواہ باد</p>	<p>یار بجمہ جہاں مدد عمر شاہ باد تا در جہاں ز دین ز دنیا سخن آود بر صدق آنکہ عرصہ آفاق ملک اوست</p>	
	<p>ہر جانے کہ رایت اسے روان کش</p>	

۳۳	فتح تبیین و نغمہ سزیش سپاہ باد	۳۷
تخت او بر فسق مہر ماہ باد نصرت سبجائیش ہمراہ باد	فتح غیبی ہمنان شاہ باد اختہ سعور ہر ہمیش	
۹	شہ علاء الدین و دنیا کا سماں چوں ہم گمیتیش دولت خواہ باد	۳۸
عقیقہ در تن الماس پنہانی ہی باید مرا از ہر دو آن غسل بخشانی ہی باید ز ستانے و بسا بزمستانی ہی باید ہمہ بہر نشا بزم سلطانی ہی باید حقیقت یہ کہ اورا ایں جہان بانی ہی باید ہمایوں ذات او اند جہان بانی ہی باید بلے آن کار ہا را فضل یزدانی ہی باید بس ایں ملک جہان بانی ہی باید	مرا اشبے چون صبح نورانی ہی باید پیالہ رنگ در دار و قرابہ رنگ فیروزہ می خر گاہ آتش دہان و خستی عود بر آتش فلک را گفتم ایں دریا چہ بیرون کی گفتم کہ ہا کہ در حق در حق سلطان سلیمان علاؤ الدین و الدین کہ تا نام جہان باشد فراہم میکند از فضل یزدان کار ملک و دین چو شد در دور بلکش ناز نمیشد در میان ارزاں	
۷	بریں در گاہ ہر بندہ فزون آرزو صد غافاں حسن کردار صدوح چو تاقانی ہی باید	۳۹
اختہم از مطلع وصال آرید	ماہ من ز مشرق جہاں آید	

<p>عید تو ان کر چوں طلال برآمد کو کبک ماہ بر کمال برآمد طالع مشا و خجسته فال برآمد قرعہ عمرش ہزار سال برآمد ہر دو طرف نقش لایزال برآمد</p>	<p>عقل تو ان باخترن ہر ابرو سے مشوق خونے چوتارہ زرخ برون زدہ گوئی صبح و مان فال نیکب تم از افلاک خسر و عالم عسلا و دولت دین آنک بخت چوزو سکے و مالکشر را</p>	
<p>۱۱</p>	<p>ورد حسن ش مزید فضل و جلاش واں ہر از فضل ذوا کج لال برآمد</p>	<p>۵۰</p>
<p>پشت شاخ از صیانجی دارد از چپہ دارد مگر غمی دارد دہل صبح ہم بے دارد جہاں بروں رفت تا دم دارد ہمچو من وقت خرمی دارد روز کارے سر ایتمی دارد صوت سجی دما دمے دارد سرایں گفتگوئی دارد تا چپہ آسودہ عالمے دارد شہر یاس معظمی دارد</p>	<p>روئے گل از ہوا سمنے دارد مرغ مسر بامداد نالہ زار گر نہ زیر خود س خوش گیرند صبح را در ہوا سنے گل یارب باغ را میں دروں بیرون خوش غنچہ از برگ سازی نوروز گر چہ امروز فاخت با من ساقی خیزی بدہ کہ حسن دش آسودہ از غنیم عالم گر چہ یکس شہر یاس</p>	
<p>کبک دین عسلا و دنیا آنک</p>		

۵	سرکے سچو زمرے دارو	۵۱
<p>یک وقیح درکار کن فاصک کیہ یارم میریہ بلبل تو صوت نو بگو کان نو بہارم میریہ چوں گے سر غلطان شوم کان شہسوارم میریہ اکون ازاں غمہا چہ غم چوں ننگسارم میریہ</p>	<p>ساتی مے گلگون ہوے بہسارم میریہ اے ابروے گل بشو اے گل دل بلبل بجو خیزم سے میداں شوم باقد چوں چوگان شوم زین پیش غم زادم بیے برجان من بوست تم</p>	
۵	<p>گفتہ حسن چونی تو ہاں گفتا خوشم بے اندہاں کانچہ از در شاہ جہاں امید وارم میریہ</p>	۵۲
<p>سر سہ چشم ظفر گرو سپاہ تو باد عصمت پروردگار پشت پناہ تو باد نورہ صہبہ دم طرف کلام تو باد تا با بد بھنسیں عدل گواہ تو باد</p>	<p>طرہ رخسار صبح چہ سیاہ تو باد ای تو شہین پناہ دیں تو اور پشت عقدہ نہ آفتاب تابکت تو شد یہ کنی از نسل حق ملکات ایم ملک</p>	
۵	<p>تاز ہوا بر زمیں سایہ ابرا وقتہ بر سر ہفت آساں پایہ جہا تو باد</p>	۵۳
<p>نویہ قطع بجر ص دراز دست یہ خبر حادثہ در زرگسان ست یہ کنوں چہ شینی دیوار خانہ پست یہ</p>	<p>سلام ضعف نقش ہوا پرست یہ غبار واقعہ در جوہر عیش آمخت یہ شد آن توجہ در ہائے کار خانہ غیب</p>	

جو انیم ہمہ شد چرخ و پیچ حاصل نہ
مراج عمر بران راستے کہ بود مناساند
چو تیر میگذرد سال عسمر من امروز
دریں معاملہ یکبارگی شکست رسید
بلائے شیب بدان شدتے کہ بہت رسید
حساب میکنم آن تیر با پشت رسید

۱۵

حسن اگر نفسے داشتی بلند آہنگ
بدار کاں ہمہ آہنگها پشت رسید

۵۲

بگیر دوست من یکبار در پائے شہ اندازو
چو سایہ در پناہ دولت ظل اللہ اندازو
چو استاد کہن کو طفل نور اور رہ اندازو
فلک چوں زو شود چوں زو چو سلیم زو اندازو
مبادا شیر چشم چشم سوے رو با اندازو
بیات پنجب ز شیران در مذہب غیب اندازو
چو باران قطرہ قطرہ کردہ از بالائے اندازو
پیدا نہ کسی کا تشش در انجا کہ اندازو
اگر بر اسپر خورشید و برجاس مہ اندازو
مہ نولعل زرشش کہ بعد ہر مہ اندازو
کہ زمین عنایت یک نظر آنگہ اندازو
اسد از قوس او خود را چو او اندر چہ اندازو
خدا در پائے جانے کیسی رہ اندازو

کرا گویم کہ نخت گم رہم در راہ اندازو
کرا گویم کہ آرد ز آفتاب مختتم بیرون
شہنشاہے کہ رایش عقل راوانائی آموزد
علاء الدین دالین محمد شاہ کز ہمیش
مبادہ شاہ دست تہر بر برج فلک دارو
دگر رو باہ یا بد از سگان صد کاش دل
عدو چوں ابر کر بالائی جوید وجودش را
چو بے دولت کسی کو کین آنحضرت بل دارد
جہانگیرے کہ تیرش بچو بر تے بگذر روشن
فلک بازیں زہر روز خنک فوتی شہ
بہ از صد چشمہ خورشید بینی چشم آنگہ را
چو جو زاوار بر بند و کمر ہر شکاے را
حسن میزان شہ شاہ سجد بسکتان فردا

بساط روز فراش زمستان کو بہ اندازو	الٹا چست تر گر دو قبائے شب تباستان	
<p>۵</p>	<p>بساط مملکت پر درگاہ شہ باد گسترده کہ دولت زخت خود در سایہ این درگاہ اندازو</p>	<p>۵۵</p>
<p>برگی مراد کامسراں باد چوں خضر بفتائے جاودان باد از چشم زسانہ در اماں باد بر خصم چو سپرخ قہر ماں باد نصرت ہمہ عمر ہمنماں باد زین پس چہ طلب کند ہماں باد</p>	<p>سلطان جہاں جہاں ستاند اسکندر روزگار سارا چوں مردم دیدہ جہاں اوست بر خلق چو صبح مہربانست فتوحش ہر سال ہجر کا بست زین پیش ہر آنچه خواست آفتند</p>	
<p>۶</p>	<p>یارب قلم حسن بدش پیوستہ چو تیغ اورواں باد</p>	<p>۵۶</p>
<p>کہ جانم را بیا د اوست پیوند خداوندان عالم را خداوند نہاد آدم از فیضت برومند منزہ از زن و فارغ ز فرزند نئے بستت از تو در کمر قند بیک دیدارشان خشنود و خرنند</p>	<p>بنامت میکشایم نامہ را بند خداوند تو عالم را خداوند نہاد عالم از فضل تو قائم توئی پروردگار جسد عالم نئے گشتت از تو در صف دور زبے وصف جانت قتل هو اللہ</p>	

<p style="text-align: center;">(۱۲)</p>	<p style="text-align: center;">توزیں چابک رواں بسیارواری حسن رادست بر فقر اکشاں بند</p>	<p style="text-align: center;">(۵۷)</p>
<p>زمانہ نزل طفسر و مبدم بروں آرد زفتح و نصرت و میل و علم بروں آرد چو لشکرے ز عرب تا عجم بروں آرد ہزار ز مزم فتح از فتم بروں آرد کہ با وجود سپاہش حشم بروں آرد کف تو خطا ماں اسم بروں آرد عنایت تو بدست کرم بروں آرد بجام ہند سے جام بسم بروں آرد یگان یگان غرض آن رسم بروں آرد ز صحن سینہ ہمہ گردنسم بروں آرد ولے چنیں ڈبے مثل کم بروں آرد</p>	<p>چو شہنشاہ ہمایوں علم بروں آرد علائے دولت دین کاستان حضرت او محبے کہ ہم از بہر دین وہم نامش بحق کعبت چوں او قدم بند بصاف سیاہ روی ماہ از صوف نیست از نست شہنشاہ فلک از جنبے کند بخطا و گر زمانہ بسا دافسہ و روز نہیں ز فیض فضل تو آنکس کے جوئے بچہ دل مبارک تو ہر رسم کہ بر لوحست حسن بگردنایت برآمد از پے آنکے برو منازع من سر بہ بحر فکرفرو</p>	
<p style="text-align: center;">(۱۶)</p>	<p style="text-align: center;">بقائے ذات تو چہ آنگہ تا بنی آدم سرو جو ز جیب عدم بروں آرد</p>	<p style="text-align: center;">(۵۸)</p>
<p>انتر شش بندہ افلاک خریدار آمد مہر کرایاری یاری دہ او یار آمد</p>	<p>ہر کرا نصرت سلطان ازل یار آمد تا ابد یاری اغیار نبودش حاجت</p>	

چونکہ شہ تازہ نہالیت بر آوردہ حق
 شہ جہاندار جہانگیر علیؑ دل و دین
 داور گل اقا لیم محمد شہ آنک
 دست افلاک ستارہ ہمہ از کار بماند
 کارزارے کہ در ایام شہ عالم رفت
 ہیچ کس راہ گریزے نتوانست گرفت
 رائے باریک شہنشاہ چوروشن گرو
 رفت چوں چشم جہان دیدہ سرفتنہ خوب
 قاف تا قاف ہمائے سر تپش گرفت
 سر پابوسی شاہنشہ دوران دارو
 چرخ و پائے وے اقتاد سرش بگرفت
 حسن اندازہ وصف تو نیار گفتن
 حافظت باد خند ہم شب ہم روز کرو

لاجرم شلخ امیدش ہمہ در بار آمد
 کہ جہاں را ابدالہ ہر خسریار آمد
 واد اوراہ سگر گنبد ذوار آمد
 بخت عالی قدم شاہ چو در کار آمد
 کار بر خصم پہ گویم کہ چہ شوار آمد
 وانکہ بگرفت سر انجام گرفت ار آمد
 ہرچہ از ہند سہ غیب پدیدار آمد
 این ہمہ از اثر دیدہ و بیدار آمد
 جان سیمرخ ازاں رشک بمنقار آمد
 دور افلاک ازاں دائرہ کردار آمد
 گویا ہمت والائے در اعار آمد
 گفت او انچہ در اندازہ گفت ار آمد
 روز ہر دشمن دین ہوشیار آمد

۱۱

حق نگہدار و نگہبان سزوش در ہمہ حال
 خلق را او چون نگہبان و نگہدار آمد

۵۹

روئے او خنداں چو گل نے بلکہ صد چنداں شود
 می نمود گرفت غیش بہ پشتیبان شود
 در علوط لع میوں او حیراں شود

ہر کرد اول چوں گل از باد صبا خنداں شود
 شاہ ما چوں ملت حق را کند پستی بدل
 شہ عطار الدین والدینا کہ چشم آفتاب

<p>ایں کہ برما قسط گرمی بار و گہر باراں شود ز ان شب روز ابلق شاہی پیش در جولان شود زین طرف زین گونہ لشکر در حق فرماں شود آسمان آکنگرہ بر برج ہم لرزاں شود تعبیہ کان بخشش انگیز حقیقت آں شود بر خلاف اتفاق فیل آب آساں شود مہرہ گردوں پیائے تخت او غلطاں شود</p>	<p>ابر گردستے ز نذر دست شہ از خاصیت شاہ را صف صفا با حضرت حق راست زان طرف فیلان جنگی بر سر ریش رسید مغربی چندین ہزاراں فیل کز فرطوم شاہ از برائے تختہ نرد شاہ می ایگنختند در بساط ملک فیل افزود حق باو شاہ شاہ قائم باد بر تخت بقا تا ختم را</p>	
<p>۱۱</p>	<p>شہ محمد را باسم و فعل امید است آنک ایں حسن در بار گاہ دولتش حسان شود</p>	<p>۶۰</p>
<p>کیست کروے سر کشد آزا کہ یزداں بر کشید کو علم بر اوج ماہ و فوج کیواں بر کشید روئے ماہ آسمان اداع نقصاں بر کشید وقت بخشش خوں لعل از دیدہ کال بر کشید سابانے دیگر از خورد تا باں بر کشید بر سر شہزادہ ایران توران بر کشید دورانعام تو نام ہر سخن داں بر کشید زہرہ تواند ازین زربا داماں بر کشید رعد برق خنجر دید و افعال بر کشید</p>	<p>شاہ مارا یزد از شامان دوران بر کشید خاص در گاہ خدا اعظم خدیو اعظم است شہ علاء الدین محمد آنکہ رائے کاملش گاہ جوشش آب روز زہر خور بر کشاد ساباں از بہر دفع گرمی خورد شہ شاہ چتر ایراں گیرا چوں رایت توران کشاد خسر و لعل سخن اپیش ازین نامے نبود بخشش شہ اعطارد در شمر دن عاجز بکر جو دست او بشنید شہ در گرفت</p>	

ہرگز اندر پلہ اندیشہ نہواں بکشید	تو سخن سنجیدہ میگوئی و لعل مدح تو
<p style="text-align: center;">(۱۳)</p>	<p style="text-align: center;">پایہ تخت ترا بندہ حسن تابندہ شد چرخ درخشش کردن دست احسان کشید</p> <p style="text-align: center;">(۶۱)</p>
<p>ز فسطاح میمون شہسار آمد زمین دولت سلطان کا مگار آمد زمانہ را بہ زمین پوشش افتخار آمد کہ چون محمد مقصود ہشت چار آمد چو باز دولت این شاہ در شکار آمد بخنجرے کہ علی القتل ذوالفقار آمد کہ پشت مملکت روئے روزگار آمد دو دو برج کہ در دورہ حسار آمد کہ ہر چہ خواست بزودیش کنار آمد کہ ہر کجے چمن ملک ابہار آمد وزاں نہال نہالے دگر بہار آمد کہ گل بدیدہ بدین خصم خار آمد بقائے اوست کہ اسلام را دار آمد</p>	<p>سعادتی کہ پیایے دریں دیار آمد جہان و خلق جہاں نوید دولت کام خدا یگان سلاطین علمائے دولت ابو المنظر شاہ جہاں محمد شاہ رسیدہ از چپ از راست فتح باریدہ بریدہ گردن گردن کشاں علی الاجمال جہاں ز پشتی شمشیر اوست روزانہ بلندی از سرش یافتت کنگرہ وار ہزار گنج بشکرانہ در میاں آورد چو گل شگفتن شہسار اباہمی خواہم باغ دولت او خضر خاں نہالے خواست ہمیشہ باد گلستان این ممالک خوش ثبات ملت و ملک از بقائے شہ باوا</p>
<p style="text-align: center;">(۸)</p>	<p style="text-align: center;">حسن چگونہ تواند شمار عمرش کرد کہ عمر و مملکتش ہر دو بے شمار آمد</p> <p style="text-align: center;">(۶۲)</p>

تا نام بقا باشد زبانش لبت بخشد
 خورشید صفت سلطان زرد در تہ جابخشد
 دین را بکتف و ارو و نیابوطا بخشد
 کا ندرول سلطانت می بخش که تا بخشد
 چون صبح زرد روشن بر صدق و صفا بخشد
 محصول تمام آن بر نیم شتاب بخشد
 در سایہ او یابی فرسے کہ ہر سہما بخشد

شاہے کہ بیک جرمہ صد گنج عطا بخشد
 خورشید نذیرستی گو بر ہر کس تا بد
 ز بخش علار الدین بروینا و دین حافظ
 یارب تو بفضل خود ہر گنج مراد سے را
 چون سپرخ دم بہت براوج علورانہ
 وقتے کہ شنا خوانند عالم چہ بود انجا
 در چہرہ او بینی نور سے کہ خد بخشد

۷

ایں مملکت کامل بخشید خدا آرسے
 نقصان کہ تواند کرد آزا کہ خد بخشد

۶۳

عقیقے در تین الماس پتہسانی ہی باید
 زمتانست اسباب زمستانی ہی باید
 ہمہ بہر نشا ریزم سلطانی ہی باید
 حقیقت شد کہ اور اور سلمانی ہی باید
 ہمایوں ذات او اندہ جہانباتی ہی باید
 بلے ایں کار ہا از فغنیسل زردانی ہی باید

مرا اشبے چون صبح نورانی ہی باید
 من خرگاہ و آتشدان و لختے عود بر آتش
 فلک را گفتم ایں ڈر ہا ز بہر پیست گفتہ
 کر مہا کرد حق در حق سلطان سلماناں
 علار الدین والدینا کہ تا نام جہاں گم شد
 فراہم میکند از فضل زرداں کار ملک و دین

۱۱

چو شد در دور ملکش ناز و نعمت جہاں ارزاں
 بس ایں ملک جہان سے ہم ارزانی ہی باید

۶۴

باز تازہ نعمتے از حضرت سبحان رسید
گوئی از فال مبارک چشم عالم نوریافت
کو کجے کان چشم جان نور بخشد رونمود
صوت ساز خرمی از کام ہفت اختر کشاد
بوستانے در میان گلشن شادی گفت
شہ علاء الدین والدینا محمد شاہ آنک
آں خداوند خداوندان عالم کر خدائے
جان خلق و دین خالق ترا پناہ از عدل تست
تا کہ دور از بقائے ہست از دور سپہر
داورد دوران ہمیشہ شاہ عالم بادوس

باز نوسردے بیاع دولت سلطان رسید
یا خضر پد پشیر و کان چشمدہ حیوان رسید
میوہ کان شاخ جانز اما بخشد آل رسید
صیت طبل تہنیت بام ہفت ایوان رسید
آفتابے در کنار سایہ یزدان رسید
نعل رخس ہمتشن بر تارک کیوان رسید
تا ابد بر خلق فرماں دادنش فرماں رسید
رونقے در دل فرود و احوئے بر جان رسید
تا کہ نوئے خواہد اندر عالم انساں رسید
چون ز دور عدل او آسائش دوران رسید

۶۵

دیج سلطان خستم کن ہم بردعا اوست
زانکہ ہرگز در کمال عدل او نتوان رسید

۶

شہر یار الملک و ملت بر مزید آورده اند
شہ علاء الدین والدینا تو آئی کز ازل
دیدہ روشن شد شہا از بخت سر سبزت مگر
عیش تو باشاوی شہزاد ہا فرخند باد
اسے کھیند بندہ ات بر تر ضد خوارم شاہ

ہمت در بانی ہمت اکلید آورده اند
ہفت گردوں باز پے جاہت پدید آورده اند
ببر دیدن چشم مردم را مفید آورده اند
زانکہ نسل تو چو عمرت بر مزید آورده اند
در ثنایت بندہ را رشک رشید آورده اند

بامے کش نام سے بر ملک سے پرور از آنک

۹	ذات تو از بہر این معنی پیدا آورده اند	۶۶
<p>سایہ دولت شہر بر سرشس ارزانی باد مدد دولت او سایہ سلطانی باد ہر دور ایشٹ و پستہ نصرت سبحانی باد کرم شاہ جہاں ہم مدد بانی باد روئے بخت ہم از ان آئین نورانی باد شاہ اقبال تو ما حشر ہستی ثانی باد مدد جاں شہ از عالم رہ حسانی باد چوں دل شہ پسند دین مسلمانی باد</p>	<p>خلق در سایہ اقبال اتع خانی باد جان اسلام معز دول و دین کہ مدام خان مار آمد از دولت سلطانی شد خان پوشد خانہ انصاف و کرم ابانی خسرواروئے چو در راہ شہ آوردستی شہ ز تاریخ ازل ثانی اسکن در شد روح روح تو چو از باد شہ عالم شد دل پاکت کہ امان بخش مسلمانانت</p>	

۱۳	روزگار شہ و خاں غیرت خاقان آمد گفتہ بندہ حسن غیرت خاقانی باد	۶۷
----	---	----

<p>فتوح ہمدوم و اقبال ہندشمن تو باد خدا کے عزوجل حسا فظا و معین تو باد کہ دوست دشمن در حکم مہر و کین تو باد کہ صد چو خاقان ہر روزہ چین تو باد کفایت ابدی نقشش آن نگین تو باد طلوع صبح وے از مطلع جس تو باد</p>	<p>خدا یگانا فضل خدا معین تو باد بہر مقام کہ آئی و کجا کہ روی علائے دینی و شاہ جہاں محمد شاہ شہ غلام تو خاقان چین و سیگوید عنایت ازلی چوں نگین دولت تست جہاں شبہ است بصبح سعاد آستن</p>
---	--

<p>ہمیشہ در نظر رائے دورین تو باد فلک موافق اندیشہ مکین تو باد رنمائے آن ملک کے قریں قرین تو باد کہ اعتضاد ممالک ہم ازین تو باد بحکم تو کرہ سپرخ زیرین تو باد چو سمر گم گئے کنی آسمان میں تو باد</p>	<p>ہلال فتح کز اوج ظفر نسیا دی روی برقع دشمن دیں چوں کنی تو اندیشہ رضائے حق طلبیدی چنانکہ حق رضائے توئی بین خلافت حسن دعا گویت خیمے میں پو خورشید شہوار چہاں زہے زمین زتدوم تو آسمان گشتہ</p>	
<p>۴</p>	<p>چو فتح باب ممالک آستان شہ کلید جسد مقاصد در آستین تو باد</p>	<p>۶۸</p>
<p>فتح داعی بخت چاکر چرخ دو تخواہ باد شرق و غرب اندر پناہ جاہ ظل اللہ باد تخت فرقد سائے او بر فرق مہر ماہ باد</p>	<p>شاہ را پیوستہ تائید خدا ہمراہ باد تا کہ سیر آفتاب از شرق باشد سو گنبد بخت عالی رائے او بر اوج چرخ چہاں</p>	
<p>۵</p>	<p>سعد اکبر کز سعادت ہاست بر فرخش کلاہ ہمچو جوزا از کمر بندان این درگاہ باد</p>	<p>۶۹</p>
<p>دشمن بہ قہر و قوت تو مستزید باد تیغ جہاں کشائے تو اور اکلید باد در پیش رائے تیز تو دایم مرید باد چوں دور سپرخ مدت ملکیت باد</p>	<p>شاہ با بقائے دولت تو بر مزید باد حصنہ کہ عاجزست جہاں در کشاد نش صوفی خانقاہ ششم این مراد کن اکنونکہ دین حق ز در تو مدو گرفت</p>	

<p>۵</p>	<p>بادات عیب فرخ واندر و یار ملک از ماہ رایت تو ہم عمر عیب د باد</p>	<p>۶۰</p>
<p>ہر آرزو کہ بست ترا در کتار باد پروردہ عنایت پروردگار باد تخت بلند پایہ تو استوار باد یارب کہ روز دولت تو بر سر باد</p>	<p>شاہ پنائے دولت تو استوار باد طفل امید تو کہ دو عالم طفیل اوست گر طاق چرخ روئے بستی بندہ با از جام انتقام تو شد خصم بیقرار</p>	
<p>۶</p>	<p>ہر صبح دم کہ گفت زبان حسن و عاقبت آمین جب بر نیل براں گفت بر یار باد</p>	<p>۶۱</p>
<p>بر جہلہ مراد کامران باد چوں خضر بقائے جاودان باد بر خصم چو سپرخ قہرمان باد خضرش ہمہ دم ز ہرمان باد دیگر چہ طلب کند ہمان باد</p>	<p>سلطان جہاں جہاں ستان باد اسکت در روزگار مارا بر خلق چو صبح مہربانست فتخش ہمہ سالہ در رکابست زین پیش برانچہ خواست آن شد</p>	
<p>۵</p>	<p>یارب قلم حسن بدش پیوستہ چو تیغ اوروان باد</p>	<p>۶۲</p>
<p>سرمہ چشم ظفر گرد سپاہ تو باد</p>	<p>طرہ رخشان نستہ چتر سپاہ تو باد</p>	

<p>نورده مسجد طرف کلاہ تو باد تا با بڈ چنسیں فتح گواہ تو باد بر سر ہفت آسماں پایہ جاہ تو باد</p>	<p>عقدہ نہ آفتاب طاق کمنند تو شد سیکنی از فضل حق ملک اقالیم ملک تازہ ہوا بر زمین سایہ ابرادفت</p>	
<p>۵</p>	<p>اے توشہ دیں پناہ دیں تو افزو دہ است عصمت پروردگار پشت و پناہ تو باد</p>	<p>۶۳</p>
<p>خلق راضی از تو حق خوشنود باد ہر چہ خواہی عاقبت محمود باد بد سگالت سوخت چوں عود باد در مبارک ذات تو موجود باد</p>	<p>خسر و افالت ہمہ مسعود باد تو محمد اسمی و محمود رسم نیک خواہاں از رویت عید شد نقد عمرے کز خدا خواہد خضر</p>	
<p>۵</p>	<p>اے زحق ہر روز شادی یافتہ طلعت چوں طلعت مسعود باد</p>	<p>۶۴</p>
<p>دولت تو در جہاں فیروز باد ہمچو نخل بوستان فیروز باد پیر گردوشش نستوح آموز باد روز تو ہمہ روز چوں روز باد</p>	<p>شمع اقبال جہاں افروز باد بزم تو بوستان و شاخ دولت طفل بختت کوست پیوستہ ہواں اے مبارک غزوات خوشتر عید</p>	
<p>۵</p>	<p>عالی خوش از نسیم خلیق تو دشمنت چوں مجھ اندر روز باد</p>	<p>۶۵</p>

شاہ راروز نو مبارک باد	حافظش فضل حق تبارک باد
شاہ عالم علائے دینا دین	کز ہمہ سال تو مبارک باد
خسرو طارم چہ سارم را	گردیدہ اشش تاج تبارک باد
بر در اونش رگ رود فتح	بر سر دشمنش پلارک باد

۶۶	ہمہ احوال او ہمہ پایوں شد ہمہ ایام او مبارک باد	۶
----	--	---

ہوا خوشست مرا جام بادہ می باید	شراب رنگین در جام سادہ می باید
بنام شاہ در آسماں چو بکشاوند	بیارے کہ در دل کشادہ می باید
علائے دینی و شاہ جہاں محمد شاہ	بشکر نعمت او داد بادہ می باید
گمے کہ باشد یوزاں شاہ راعرضے	نخست شیر فلک ر اقلادہ می باید
بیاد فتح شہنشاہ اے حسن امروز	خوشست بادہ ولے و جد بادہ می باید

۶۷	ہزار سال دگر عمر شاہ خواہد بود براں سعادت دیدہ نہادہ می باید	۱۶
----	---	----

بتم چو سلسلہ مشکبار بر بندد	بخمر من گل ازاں مشکبار بر بندد
برغ ہی فگند تار زلف و می ترسم	کہ راہ روز شبہائے تار بر بندد
رقیب بر در خود نصب کرد و عینیت	کہ باغبان رہ بلبل بخار بر بندد
میان سنبلیہ جوزا ہاں شود از بیم	چوشہ کمر ز برائے شکار بر بندد

علائے دولت و دین آنکہ باد بر خور دار
 شہنشاہست از مایہ شمال تست
 چو سوسن آنکہ زبان در شنات بکشاید
 ز بخشش تو گراسپے طلب کند ماح
 و گرشتر طلبد سایل از درت عالی
 بمرح نہو تو شاہے کشادہ دست کے
 و لے چو فرمان باشد برائے بندہ تو
 دل حسن کہ چو دریا کشادہ ز ابرو
 سخن اگر چہ بکام دست لیک ز بالمش
 ہزار گروچہ لقب کردہ اند بلبل را
 بکوہ تانہد ایام نعل بر آتش

بہر چہ از کرم کردگار بر بندہ
 بفضاحتے کہ سبب از بہار بر بندہ
 گرہ گزودہ او غنچہ وار بر بندہ
 تخت ابلق لیسل و نہار بر بندہ
 ز ہفت چرخ فلک یک قطار بر بندہ
 چنیں روین ز بہر چہ کار بر بندہ
 بدست فضل حسن چون نگار بر بندہ
 بسک نظر ہم در شاہوار بر بندہ
 مہابت توشہ کا نگار بر بندہ
 حضور شاہ نفس بر ہزار بر بندہ
 بہ بحر ہم گہر آب دار بر بندہ

۷۸

تو گنج پاشش گہر بخش تا ز شرم گفت
 دل معاون و دست بجا بر بندہ

۸

بخدمت چو تو یارے سلام ما کہ رساند
 ز دستگیرے زلفت برگ وصل بتانم
 مرا ز خویش برون برودہ است فرقت تو
 ترا ز غیب رسیدست باوشاہی خواہاں
 خدا یگان سلاطین کہ ہر چہ در و دش آد

سلام مرغ بگلزار جز صبا کہ رساند
 و لیک آن سر شستہ بدست ما کہ رساند
 بروں زچوں تو کریمے چنیں مسلا کہ رساند
 حدیث بندہ مفسس بپادشا کہ رساند
 ہمہ خداش رسانید و جہر خدا کہ رساند

<p>رسیدہ باد خدنگشس بہر کج کہ رساند بجملہ شہر رسید و بشاہ ما کہ رساند بسمع شاہ جہاں از من این دعا کہ رساند</p>	<p>مدار و ہر سلاطین علّائے دین کہ عدورا حدیث مفلسی من کہ نیت حد و قیاسش نوال او چو دعائے حسن رسید گردوں</p>	
<p>(۲۶)</p>	<p>رویف (۱)</p>	<p>(۷۹)</p>
<p>ملک مسنی را بخط غیب فرمان دگر وین کان کن فکان دارم نہ از کان دگر آفتاب دیگرست این آں در افشان دگر وم ہم زان خار بر روید گلستان دگر نظم و نثر من مگر ہر فصل بتان دگر روز و شب این داستان خواند نہ بتان دگر دور ہا نوشتند بر یادم بدوران دگر وین کرامت بست در شان سخن شان دگر او ہمیں سو داپر خورشس زد کان دگر عاقلاں گویند بر ہر نکتہ برہان دگر کو زنادانی شنید او ہم زنادان دگر اے دعوائے او چو دعوائے نیت نقصان دگر سکش کش رقت از گریبان دگر</p>	<p>تازہ کردم باز در نفس سخن جان دگر گوہر نطق ہم و رائے لامکان دار و دوکان طعم از انوار فضل و جانم از اسرار فکر ہر قلم ز کار و بار کیش کنم چوں نوک خار بوتساں ہر آن در یک فصل گرد زنگ و بوئے عذیب ایشو دیک داستانم از ہزار گر کے امروز از معنی من بہرہ نیافت اے بسا منزل شد آیات سخن در شان من اے بسا کس کو سخن دانی کند روز و صدق ناقلان اور سخن دانی نباشد بخت راستی حال ناداندا ز نادان پیرس اے دعوائے کمالیت بروں بروم ز حسد اے حسن دگر گریبان کشس کن این سرکشی</p>	

خوشتر از عزت نخواهی یافت همان دگر
 پیش نتوانی دست عهد بر خوان دگر
 هست درویشی دگر پهسات سلطان دگر
 بل جهان دین و دنیا را جهان بنان دگر
 او بعدل خود تواند کرد میسران دگر
 روز دگر هر مژده بنش پیکان دگر
 هست نفس دگر نقشش ز ایوان دگر
 برده از هر سفالی تازه ریحان دگر
 بر سر روضه ز دیده گوهر افشان دگر
 چون او سیم نیست جانے مژدندان دگر
 مدح خاصیت انجوا هم ساخت دیوان دگر
 خاست بر وقت حسن امروز جان دگر

چند باشی میسزبان همان بوالفضول
 چونک آمد خوانچه الفقر فخری در میان
 دستگیر ماو تسکین بخش درویشی ما
 مصطفیٰ کالطاف غیبی را جهان دیگرست
 کفہ مهر و مدارا رفتند در کف طلاک
 چشم دشمن گرشبے در خواب بیند تیر او
 کئی توان زد در صفات نفس پاک انفس
 شمه از خلق او گر بر زمین خواہد سبا
 درفشاندم در شایست و ز خدا خواہم کنم
 گوهر جاں آورم بر دوردندان نشار
 چون زد یوان قبولت یا ستم پروانہ
 لے رسول ہفت کشور بعد مفصل ہفت

۲۵

بر حسن گریستن یک روز حسن التفات
 پسند از دور فلک امروز احسان دگر

۸۰

بہار کرد علامات خرمی اظہار
 جہاں بہشت شد از اعتدال لیل و نہار
 گل انجہ ہائے زرو سیم آوریدہ نشار
 پییدہ دم چوزند ابرخیمہ در گلزار

رسید کو کبہ عید و کاروان بہار
 سپہ زیب گرفت از ہلال فسرخ عید
 ہلال عید و رم ریز کرد از کوکب
 نثار عید کند شاہ را در از دامن

بنوع انجم گرفت ۶۰ ص ۸ شام
 بیخ سوسن بکشاید و بچند بک

زمین نام شہت انتظام خطب عید
 علای دولت و دین کز بہار دانش او
 شکونہ چمن مملکت محمد شاہ
 گل از خزانہ تشریف او بہاری پوش
 مہ نواز کرمش مہر مغربی در حبیب
 ز فتح شاہ دگر عید شد گلستان را
 سان قوس قزح و سمہ کردہ ابر و گاہ
 بہار از مہ رایات اوست عیدی خواہ
 ہمیشہ رایات گلگون و عکس لالہ او
 زمین عاطفت اوست عید رار و نونق
 اگر عنایت اوست عید چیت و عید
 مریادش ہر روز عید و نوروز ست
 شہا ملوک پناہا سب رکت باوا
 تو عید عالم و چتر سیاہ تو شب قدر
 جہت عید تو آن نوبہا رمانہ
 حسن نگہ کہ بہریت شرح داد و فصل
 ہمیشہ تاکہ بعیدست وقت مردم خوش
 بہار باو نواس از مجلس عیدت
 بساز بر صفت عید جشن سیر شاہ

چنانکہ گل راز خلق اوست عیاً
 چو عید تازہ شود عیش بر صغار و کباً
 بہار عدل وے آوردہ عید عزت باد
 مہ اندر انجمن موکبش عساری دار
 گل از مکارم او آستین بیچ از دینار
 کہ دستہاے گل از ہر سو آستہ نگار
 بشکل دستہ گل نقش بستہ دست چنار
 چنانکہ عید ز عید سخاش اجراوار
 شدست عید چو تصحیف عبد خد مگار
 ز فر معدلت او بہار رار مقدار
 و گر رعایت اوست گل چہ باشد خار
 چو عید روزی او باد عید نوبہا
 چو در رسیدہ عید و مہد گل یکبار
 رخت بہار کرم چتر لعل تو گلزار
 کہ باشد آمدہ ایام عید او با یار
 بہار فصل و را بہ فصل عید انکار
 ہمیشہ تا بہارست زیر مرغان زار
 بقا ز برگ درختاں بروں ز صد شمار
 بباش در چمن ملک سرودیر قرار

چو ماہ در شب غزہ ز بزمِ فتح بر آسے

چو ابر وقت بہاراں اوجِ فصلِ بہار

(۸۱)

ہزار بارہ بہیں فصلِ عید و موسمِ گل
ہزار بار چہ باشد ہزار بار مسزاد

(۱۶)

بسا طہر نو تر گشت کار سربالائے
دل تبیلِ گل آسود کورا دوست میداد
یکے در خوبی گل ہیں خط بنر شس از بنہ
مگر گل ہجو من اخلص دار و دون دل
علا الدین و الدینا محمد شاہ دریاکف
محمد آشکارا کردین حق بنام ایزد
گراز ابر کفش یک قطرہ در بحر اوقد بینی
کو اکب ہر یکے اندر صفات بندگی شد
فلک در ہفت دفتر مینوشت اوصاف گفتم
جہاں بخشا تو اس شاہی کہ دست فتح بہر تو
مخالف خواست چون جگہ گردوں سرب افزو
خدایت یا خواہم تا بہ نیم در جہاں ہر دم
بدانائے کہ او دانائے اسرار است از شاہا
ہمیشہ تا بہار نو پے نظارہ در بستان
بہارت با و فرخندہ سراں پیشت انگندہ

ز شب نیم طرہ شمشاد ہر ساعت مطراتر
نروے دوستاں چیزے کجا باشد دل آساتر
خط زیباش تر گشتے ز بنہ ہر چہ زیباتر
کہ ہر بخش ز طبع صبح می بینم مصفاتر
کزین کرسی آمد پایہ تختش معللاتر
کنوں در جہد ہم نامش شد این دین آشکارا تر
بشکرش ماہیاں بزبان از مرغ گویا تر
چو خورشید ست یکتا بلکہ از خورشید یکتا تر
مدائح مجید ست از نسو خواہی کرد گنج با تر
کند ہر روز اسباب جہان داری ہنیا تر
ولے آن سر نشد از کنگرہ دروازہ بالائے
علمہائے جہاں گیر تر اباز و توانا تر
نیامد در امور ملک و ملت از تو دانا تر
کشاید دیدہ ز کس ز چشم پار رعنا تر
جہانت کترین بندہ فلک از بندہ مولائے

<p style="text-align: center;">(۱۳)</p>	<p style="text-align: center;">حسن ہر سال ہر روز نوت گفتت شعرو باقبال تو ہر شعرے زدیکر شعرا تر</p>	<p style="text-align: center;">(۸۲)</p>
<p>کشم زدور قدح گردول سراچہ نور میان جانش کہ پروردہ خوشہ انکور ز خوشین نیندم کہ شستہ ام مخمور کہ در کشم مے چون کوشرا ز کف چو تو حور کہ ہست دینا و دین از وجود او مہمور فردنشا ندغہ سر زمانہ مغرور کھیندہ بندہ او چیں در ابروے نففور نہ در سیر سلاطین نہ در کتب مطور بہ نزد من ز طریق ادب نماید دور کہ خود بخا صیت خوش می نشاند نور بسان تیغ بود در بر آمدن مشہور کشادہ باد جہاں دشمن از جہاں مقہور</p>	<p>پو صبح عید ز مشرق کشید ایت نور چاہے نکشد دل کہ گوشہ جگر است مے خمار شکن پیش ساقی استا جہاں ز عید بہشت ست ساقیا بہشتا بیاد دولت سلطان علا روینا و دین محمدے کہ محمد صفت بقوت عدل مخالف ارچہ کہ نففور پسین بو ننگد بحق حق کہ ندیدم ہمیشہ شاہے درم کہ خواست کند از چین شہ زرخش بر آفتاب تقاضاے نور حاجت نیست ہمیشہ تا پیر آفتاب ہر صبحے ز تیغ شاہ کہ ہست آفتاب عالمگیر</p>	
<p style="text-align: center;">(۲۳)</p>	<p style="text-align: center;">سپہر بندہ و اعدائے حضرتش در بند خدائے ناصر و ارکان دولتش منصور</p>	<p style="text-align: center;">(۸۳)</p>
<p>خوش ماہیت و خطش مشک قدش بر لب شکر</p>	<p>یکے در سن جاناں میں کہ جانہا تازہ کرد از</p>	

برفت از دیدن آن ما و مشک و شکر و سروش
 غلام آن مع آن مشک و سر و شکر کم آمد
 زہے تقدیر کو یک تھہ نوشین جان ا
 پستش بین انگشتش گرفتہ شیشہ پرے
 غزل رتم قدیمت از پے آن میکنم رنگیں
 و گرنہ با وجود مدح شدہ تو ان ستودن خود
 سر شاہان مدار و ہرورد ملک و پشت دیں
 مبارک روی و فرخ رای و گزروں دوریا
 جوان سال جوان نخت جوان و جوان دولت
 بوقت جام صد چشمہ و فرمان صد فریدوں
 کیمینہ بندہ اش فغفور و کمتہ چاکر شمس خاقان
 نیامد و وفا و عدل احسان و کرم مثلش
 ز عدل اوست امروز اسن و قہر شمس و شمس الحق
 کشد تیرش ز بند تیرش در و ہمیش برد قہر شمس
 اگر ز فیض فضل و عین عدل او بودناز
 نشاط آورد و چتر دور باش خوش و ستش را
 زہے شاہے کہ دارد خاطر و طبع دل روشن
 حسن از غم و اندیشہ و رنج و محن بودیک
 کنوں می بنیمت از جاہ جو و بذل عدل شد

قرار نفس و نفس از ہوش و ہوش عقل و عقل از سر
 یکے جنت یکے رو یکے طوبے یکے کوثر
 و بدل و نہہ لولو و مد سبزہ کشد عنبر
 ہو و صاف و سیم صرف و در ناب و لعل تر
 لب خامس رخ کاغذ دل دیوان سر دفتر
 سر سر و بر سو کس لب غنچہ قد عمر
 علامہ الدین والدین احمد شاہ بن پڑ
 مخالف سوز و شرع اندوز دین و زو دین گتر
 جہانگیر و جہان بخش و جہان دار و جہان دور
 بار و گیر صد دارا بستن صد اسکندر
 کیمینہ پاسباں محمود و کھتر نو بی سحر
 مگر بو کبریا فاروق یا عثم شمان یا حمید
 بہفت اقلیم و بہفت اعضاء و بہفت افلاک و بہفت اختر
 رگ ملحد پے مرتد دل مشرک سر کافر
 چین لالہ ہوا لولو فلک اختر صد گویہر
 ثوابت دیدہ انجم دل ممالک جان ملائک
 رضا بر دین سخا بر کان کرم بر ما ستم بر زر
 زبان ساکت قلم ساکن معنی کلم سخن کھتر
 سخن بسیار و فضل افزوں و شعر آسان سخن از بر

<p>کنند جلوہ شود خندان بود ساقی کشد ساغر قدر بر کف طرب دل شفا در تن غرض بر</p>	<p>ہمیشہ تا گل و گلزار و ابرو لالہ ہر سالے شہ آفاق مادر سال ماہ روز و شب یاد</p>	
<p>۹</p>	<p>قضا خادم قدما ضح جہاں مخلص طہن محمد فلک بندہ ملک داعی خدیار و خردیار</p>	<p>۸۴</p>
<p>ہمہ نظر ہاروشن شو و از ان دیدار نماید شس ہمہ مانند آسمان دیدار نمودہ ہر نفسش بخت کامراں دیدار مبارک آمدہ ازوے ہمہ جہاں دیدار نمودہ ہر نفسے فتح جاوداں دیدار بہار را شد با باغ و بوستان دیدار ز ساقیاں مے ناب و زوستان دیدار بہشت سیکند ازو عد بعد از ان دیدار</p>	<p>چو آفتاب نماید ز آسمان دیدار چو آفتاب صفت باو شاہ ریز و نور علائے دولت و دین شاہ کامراں دولت ابو المنظر و شاہ جہاں محمد شاہ کشادہ ہر نفسے نفسیل ازوی دیدہ زمانہ را شدہ با عیش و ضرمی الفت ز اہل عشق سماع و ز اہل طبع سخن بداں خدائے کہ ہر بندگان مخلص را</p>	
<p>۱۳</p>	<p>کہ بادولت سلطان علائے دیں باقی ہمیشہ ذات و را با وجود جہاں دیدار</p>	<p>۸۵</p>
<p>بہار فتح شگفت در ابتداءے بہار ز عدل معدش اعتدال لیل و نہار خداش را شدہ از ملک و ملک خوردار</p>	<p>فتوح غیب نگر پیش تخت شاہ نثار زقر نام شہست ابتداءے فتح و ظفر خدا یگان سلاطین علاء دولت دیں</p>	

<p>پناہ ملت و پشت ہنی محمد دار زمانہ داعی و اہل زمانہ خند مسکار زیر رور بہت تار کرد در تاتار زحل صفت رود اندر فراز مغت مصفا بنام خسرو کشور کشائے کرد ایثار کہ بر بساط ممالک خداش قایم دار ہمہ بدولت شہزادہ شہزادہ فیصل سوار بہر طرف کہ ہند رخ شہ ملائک بار</p>	<p>ابوالظفر خاص خند محمد شاہ سپہ بزمہ و سعد سپہر جا کرد ز تیغ آب و غاصف کرد در اسلام ز ہند ویشس بخت ہیچ ہندوئے گروہ رسید سجدہ کنائے رائے و ہرچ بود ہمہ زہے مقدمہ دست برد نصرت شاہ پیادگان درش قہر بیہ و اوں گردند بشاہ باد ہمہ سال تخت و تخت بلند</p>	
<p>۴</p>	<p>ہزار سال بقا خواہم از خداش را ہزار فیصل چہ چیز است فیصل خانہ ہزار</p>	<p>۸۶</p>
<p>کرد آسمان بفرق شہ کامراں نثار خویشداوج عزت و جمشید روزگار مقصود ہائے ہر دو جہانیش در کند یار ب بحر مست دل مردان روزگار اقبال در زمین فتوحات بسیار سال بقا ہزار از گویم کہ صد ہزار</p>	<p>در سعادت از صدف فضل کہ وگا شہزادہ معظّم و شمع دیار دیں امید ہائے ہر دو سرایشن آمدہ یار ب سپاکی دل پیران صبح خیز بادا ہمیشہ رونق این خاندان ملک شہزادہ دوام دولت شہزادہ اش باد</p>	
	<p>تائید غیب یار خضر شاہ خاں شدہ از فضل حق بحق خند داوند کامگار</p>	

۷

رویت (ز)

۸۶

نامہ بنام تو رواں گشت باز
ہم تو از ان موسم ازیں نیاز
بوکہ نسا زی شودم یک نما
از خود و از ہر دو جہاں احراز
مرحلہ بس دور رہے بس دراز
زانکہ کریمی و شکستہ نواز
کار بسازشش کہ توئی کارساز

اے ملک منعم مفلس نواز
از تو پیدا شدہ عرش و فرش
قطرہ از ابر عنایت بریز
زاں خودم کن نفعی تا کنم
رحمت خود رہبر ما کن کہ بہت
با کرم تو دل ما نشکند
بندہ حسن را کہ امیدشست

۵

رویت (ش)

۸۸

از ہر چہ گفت ایم و جویم بہت ہمیش
رونق گرفت عالم و شد راست دین کیش
اسلام شرع آمد ہر روز ہمیش ہمیش
زاں ساں کہ با ہم اندشب روز گرگویش

شاہے کہ برگزید خدایش بفضل خویش
اے خسروے کہ از دم لطف عنایتست
سلطان علاء دولت و دین کز علاو او
سرتابہر گرفت جہاں را بنور عدل

۱۳

در خلق چون محمد و حیدر بروز رزم
مداح او حسن شد و سلمان یار خویش

۸۹

فرخند و باو یارب نوروز و روز عیدش

شاہے کہ فضل ایند از خلق برگزیدش

<p>بہر طرب فزائی عید از عقب رسیدش کایزد محمد آسا از خسلق برگزیدش در آفتاب گردش گیتی دوم زندگیش از خسروان عالم ہمیشہ آفریدش بل صد ہزار چوں من بینی ادرم خریدش پیراہن سلامت چوں صبح بردیدش زین رو کہ خرد دارد چرخست یکدیش در نوبت ہمایوں الحق نکو دیدش بکشاد قفل دلہا بے پارہ کلبش عیشے چو عید فرخ فتحے چو گل جدیش چوں نقش عید باوا از کمرین عیدش</p>	<p>نوروز بزم شہ را افزود رونق نو سلطان عطار دنیا شاہ جہاں محمد بہت آفتاب سیرت شاہ یگانہ ایرا حتی کہ نیست مثلش در عالم آفریدن بینی ادرم خریدش ہر دم ہزار بندہ چوں شب کسے کہ با او زد از یہ دے دم زین رو کہ خطا نویسہ سیرت یکدیش خود چرخ گردہ شد تا شاہ گوئے بازو بندہ حسن آمدش وقت شکر فانی تا عید باشد و گل باوا شاہ جہاں را روزے حسن بسازد نوروز عالم آنجا</p>
---	---

۱۹

دوران چرخ رامش شاہ فلک سلامش
 ہم ملک بردوامش ہم عمر بر مزیدش

۹۰

مبارکباد و در دولت ہمہ ایام اعوامش
 فلک چوں موسم درکش عدو چوں غوروش
 تمامیت گرفت اکنون و در دولت تمامش
 وہان فتح خداں کہ دین بوز از جہاں کلمش
 نماز اندرتن لرزید چوں سیمار اس

شہے کا سلام را سکہ منور میکند نامش
 ظفر چوں شیر درشتن جہاں چوں قبضہ در دستش
 عطار الدین والدینا محمد آن کہ دین حق
 جہاں دارے کہ از تیغ زبانش در جہاں گیری
 مخالف تا نگہ کرد آتش شمشیر شاہی را

اگر از گنبد خورشید بردارند حماسش
 سمن بر فرق کیوانست اینجا کے رسد گامش
 کہ نہ طاق فلک یک نردبانے باشد از باش
 بے فضل خدایارست در آغاز و در انجامش
 خطا پوشیدن خاصش عطا پوشیدن عامش
 کنوں کیچونمی سنجند آن میزان ایامش
 بیک پلہ موجب بین یک پلہ انعامش
 الہی تاکہ عقرب ہست البیت ہر اش
 نسبت یاساں ہفت گنبد ہفت اندک
 عذاب ہفت و تریخ با و اند ہفت اندک
 مشرف ہم پت شریف و مکرم ہم با کرامش
 حیات نوح در جانش شراب خضر در جانش
 مرادرا خضر ہم جام و خضر را عمر ہم نامش

نگر و پاک خصم او چو سایہ از سایہ روئے
 بہ گفتہ تو نعل مرکب شامش ہی گفتا
 کہ یار و قصر شامش بر صفت کہ دن سہ گروں
 ہر آن کارے کہ آغاز و خجیر خوبی انجامہ
 زہے شاہے کہ ہم بر فضل و بر شتم شہ اکنون
 مواجب و ادب شاہاں میزان دگر بودے
 دریں میزان کہ عدل شاہہ آزار است میدار
 الہی تاکہ میزان است خصم خانہ ماہیش
 چو ہر اش فلک تا ہفت گنبد تخت گنبد با و
 کے کہیں شاہ ہفت اقلیم راموئے کر شاہ اندیشہ
 حسن را از نشانے او شرف حاصل کر اصل
 چو جان خود ہمہ جا ہا فداے جان او خواہم
 شہت اسکندر ثانی کہ داتم با و ارزانی

۸

ظفر مقدور بکیرانش عدو مقہور پیکانش
 ملک نامور فرمائش فلک محکوم احکامش

۹۱

تخت از سپہ ہفتم ساز و بساے خویش
 آفاق تازہ کرد زابر عطاسے خویش
 کوراست ست در ہمہ جا با خداے خویش

شاہے کہ ہفت کشور گیرد برائے خویش
 آن آفتاب ملک کہ چون کوکب بین
 زان راست آورد ہمہ تدبیر با خداے

<p>در سایہ سراوق او کر دجائے خویش دیدند از سیاست شاہی نژائے خویش اول دعائے شاہ کند پس دعائے خویش تا بر خور روز دولت بے منتہائے خویش</p>	<p>سلطان علاء دینا و دین آنکہ دین حق گو سر بتافتند خیمان نامرا بندہ حسن چو از کرم شاہ قایم ست شہ باد تا ابد چمن ملک انہال</p>	
<p>۶</p>	<p>چنداں بقاش باو کہ شاہان خویش را بند چو خضر دیر بقا و بقائے خویش</p>	<p>۹۲</p>
<p>ابریت آنکہ بر مس تابان ساندش آن طاقت از کجا کہ پایاں ساندش تا آن خضر بہ شمدہ حیوان ساندش ہم آہ من گنبد گہراں رساندش باشد بہار گاہ الفحان رساندش</p>	<p>زلفت کہ باو بر رخ رخشان ساندش دل پیش وارد از سر زلفش شبہ وراز عاشق امید بر خط سبز تو بستہ ست بستم باہ خود دل خاکی خویش را بر دست دل نغم پس ازین قصہ حسن</p>	
<p>۵</p>	<p>اعظم معز دولت و دین آنکہ روز کار ہر آرزو کہ او طلب آں رساندش</p>	<p>۹۳</p>
<p>در آمدن ظفرے در بروں شدن گردش چو دولت از حضرت بل سعادت از سفرش مگر ز آیت فسحت آیت ظفرش چنانکہ بود فلک یک قطار از زلفش</p>	<p>شہے کہ باو ہمایوں عزیمت سفرش علائے دنیا و دین آنکہ بود و خواہد بود بہر طرف کہ رواں گشت عالمے بکشاد فلک ضعیف کش آستان حضرت او</p>	

<p>(۱۰)</p>	<p>حسن زبور جہاں در پناہ شاہ گرنخت جز آستانہ شہ نیست ہیچ جا مغزش</p>	<p>(۹۴)</p>
<p>مرا ز عشق تو افتد و روں جاں آتش مرا چو آب حیاتے نماید آن آتش کہ جائے خار بماند ز کار و آن آتش گذرند از رفسد و ابر آن زبان آتش ز روئے تو شدہ تازہ چو گلستان آتش پیالہ کہ چو آبست و در میاں آتش ز وہ است دشمن دین را بجانمان آتش کز گرفت خجالت بہر زبان آتش بعب کہ بخندش از مغز استخوان آتش کہ ہم چو آب شدش وقت امتحان آتش</p>	<p>شب برات بر آند ہر مکان آتش ہر آتشی کہ بود عکس عارض تو بود تو میروی و من سوختہ ہاں شکلم کسے کہ نام تو ام روز در زبان آرد خلیل عہد منی اے در تو کعب من بدست خویش مرا یک پیالہ پیش آور کشم بیاد شہے کو بدہستی خدا شہ زمین و زمانہ علائے دولت دیں سو در از لطف تیغ تیرا در رزم حسن ز فرمائش چیں نوشت این سطر</p>	
<p>(۷)</p>	<p>رویف (ل)</p>	<p>(۹۵)</p>
<p>اے خادم خط گشتہ سنبیل بنگر چہ باشد این تمہل تا چند تو اس زیستہ تو کل شتم ہمہ بسند و ہا کنوں کل</p>	<p>خط تو رہر خطیست بر گل جز بردل من نیست بار ہجرت بس طرفہ طریقت عشق بازی بیارنو شتم حدیث خوباں</p>	

بارے چور و نظم را تفکر
سلطان سلاطین علاء دینا

در مدح شہنشاہ کنت تامل
از خاک درشن صرح زائل

۹۶

سرود میں ملک باد سلطان
تبارگ گلست و نوائے بیل

۱۸

نخست باد بتائید ایزد متعال
خدا یگان سلاطین علاء دنیا و دیں
محمد ست محمد صفت بنام ایزد
چو شتری و مہ چہار وہ است دولت او
اگر بطالع مسعودش التجا باشد
چنین کہ ملک عجم را از وفرد بہا
عجب نباشد اگر چتر سازد از پر خویش
فرشتگان بچپ راست شاہ عالم را
علو شاہ کہ ہست از خیال و ہم ہر ہوں
ہلال راایت تو دست چرخ رایارہ
اگر فلک را یک روز گوئے خود سازی
مخالف تو شفق وار غم سرق گوئد
عنان دال مراد این زبان بدست گتے
دلت بنور فراست چو سیکن روشن

وصول راایت سلطان بستقر ہلال
یگانہ دو جہاں ہم حسن و ہم بھصال
چو خضر از رخ شادی در ا مبارک فال
در آمدے سعادت بر آمدے بکمال
نہ ماہ نقصاں بسندہ آفتاب زوال
چنین کہ دین عرب را از گرفت حلال
ہمائے چتر ہمایوشں ابا سازد بال
برند غاشیہ در پیش و پست در و نبال
مرا ہوس کہ بشعر اندر آرم اینست خیال
کمند قدر تو پایے عروس را خنجال
فلک بر فقس در آید ازین ہوس بحال
شہاب ثاقب تو گر رواں شود چو ہلال
کہ بار کاب تو دارو تقسیم چو دال
مراد صاحب حاجت چاہتست سوال

مگر تو داوہ از آفتاب بدرہ زر حسن دعایتو گوید در انتہائے ثنا ہزار سال بقائے تو بادور و دولت بہر مقام کہ آئی و ہر کجا کہ روی	سپہرا کہ بود کوز پشت چو حال چو ابتدائے دعا در رہ اجابت دال ہزار گونہ ظفر دست داوہ در ہر سال معین و حافظ تو بادایزد معال
---	--

۹

رویف (م)

۹۷

دل بر تو جا گرفت نگارا کجا روم عالم ز شرق و غرب بفرمان حسن یاراں ہی روند تماشاے باغ گل کہ کہ بطنز گولی کز پیش من برو را ہے دراز و منزل بقصو و ناپید خلقے برائے حاجت خود کعبہ میروند سلطان علاء دنیا و دین کعبہ نست دست مبارکش بسجا گنج گوہر است	از خویش دور میکنم تا کجا روم اے ماہ روے ہم تو بفرما کجا روم من صورت تو دیدہ تماشا کجا روم جان و جہاں تو داری تنہا کجا روم نے رہبر و نہ قافلہ پیدا کجا روم من ہسم ہوس ہی کنم اما کجا روم ایجا سرے ہی ہسم اما کجا روم گنج گہر گذاشتہ دریا کجا روم
--	--

۵

گوید حسن کہ من در سلطان گرفتہ ام
آساں ازیں ستانہ والا کجا روم

۹۸

از جہت دل چہ جاں کنم کہ نہ دارم

از درونیا چہ دم زخم کہ نہ دارم

<p>می نکلند من چہ افکنم کہ نہ دارم خیرہ چہ گیرد و امنم کہ نہ دارم شاد تر از ہر ہمہ مسم کہ نہ دارم</p>	<p>خلق بخت امید تخم تمنا نقد مراد اندر آستین خاست شاد شدت شاید آنچہ دارید</p>	
<p>۴</p>	<p>دزد چہ کرد و بگرد من کہ حسن دار شب ہمہ شب نعرہ میزنم کہ نہ دارم</p>	<p>۹۹</p>
<p>وے در عالم خویش آفتاب عالم افروزم بنائے عشق را از من شب عشاق اروزم بدان فیروزہ و وصف صفا پیوستہ فیروزم دگر نایب بہ تیر آہ تا جواز اشس بروزم اگر بختم کند یاری بود روز نوروزم نظام الملک طوسی نظام الملکی آموزم</p>	<p>اگر چہ از گردش گردون تار یک شد روزم فضائے فضل ابا زم سر و صدق اسازم مر ابا خاتم ہمت فلک فیروزہ آمد کمر بستہ ز جواز پیشم آمد تیر خدمت مر امر و زچوں باغ خزاں دیافت ہنگر ز سلطان سنجہ تخت را امید یک نظر باشد</p>	
<p>۱۹</p>	<p>حسن گوید چہ پاک از سوختن شمع جہان من جہاں تار یک تر کرد اگر گمت شود سوزم</p>	<p>۱۰۰</p>
<p>نظر کردن بروے عالم آرائے شہ عالم جہاندارے کہ میدار و جہاں را اس افضل او خم کہ سلطان سلاطین است برہان بنی آدم شب قدر از برائے نیزہ او طسیر پر خم</p>	<p>زہے روز مبارک طالع و وقت خوش و خم شہنشاہے کہ می سازد شہاں اقبہ او عاجز علا رالدین والدینا محمد شاہ دین پرو سہ عید از ہولے ریح او شد صلحہ زریں</p>	

<p>برزم از پند او بیج حس بیکار بر زمینم روز رزم نام جنگ روز رزم جامم چنان چون دست انگشت چو انگشت خاتم درخت دولتش با بیج کرد اندر جہاں محکم بعد اونیا بی نام را جائے نشان غم حسن روح او حیران او ہنہا ملک ہم کفش از موسیٰ عمران دمش از عیسیٰ مریم کنوں کیں مہشت خیر آمد بد و روتش بد غم جہاں بندہ زماں چاکر ظفر ہمرہ و فاجہ دم ضمیر پاک او خلوت سرے غیب را محرم شرف در موسم نوروز یا بدست عظم کہ نوروز سعاد باد روز و روتش را ہم بہارستان غیبی دعائے اوست در محرم ز فیض فضل بزواں باد باغ ملک اورانم</p>	<p>برزم از بخشش او شش بہت آسودہ را و گر خود برزم در زرش دید بوندے کے گریختے کس چہ نیت میدیدار نیکین ملک را نامش نہال غم برافت او از ہنہا دون بیکبارہ ز سیرغ از نشانے نیت نامے ہست در گیتی فلک در طاعتش حاضر گر با او کو اکب میں چو گوید بجز ذاتش تو پنداری اثر دارو چو گوید ہفت کشور در خط فرمان او ماند خدا راضی قضا خاضع فلک داعی ملک مدد صفا و صدق او احرام گاہ فتح را محرم مرقع از گل اخلاق او بینی دل پاکان گوید آمد اینجامو سم نوروز و فصل گل اگر ذکر بہار اندر ثنائت اور مطلع ہمیشہ تاک باغ از باد و از نم میشود تازہ</p>
--	---

۷

کشید جاہا عیش چوں فرشتہ چین نو نو
 رسید ناہائے فتح چوں اوراق گل ہر دم

۱۰۱

مستحق انعمان معظم
 شدش نصر من اللہ نقش خاتم

بدار الملک کشور گیل عظم
 گرامی گوہر الماس کوکب

<p>زندش ملک چون گل شسته خندان زمین تا تازہ رومی باشد از نم زمین در حکم او باد از ماں ہم دے اندر سایہ سلطان عالم</p>	<p>زندش خلق چون گل شسته خندان فلک تا تیز رومی باشد از نو فلک داعی او باد الملک نیز من و جملہ جہاں در سایہ او</p>	
<p>۱۳</p>	<p>خداش از عسر بر خور و آرد من این دانم دعا و اللہ اعلم</p>	<p>۱۰۲</p>
<p>محدث ہمہ بدایع و تو بسع قدیم از آفتاب شمع ز راز ماہ طشت سیم فارغ ز آنس جنت و از وحشت جحیم خود مردم دو چشم جہانندان دو نیم پا چوں نگینند بر سر بخشش بود مقیم آن در کہ بود چندان گے در عرب تمیم انصاف چیست از رہ سنی ہمین دو نیم دے خالقے کہ خلق رسول از تو شد عظیم طبع جنین لطیف و خمیرے چنین فہیم در سال دال بود بر دور فرسود و نیم لیک از عذب عواقب یکبارگی عقیم نقدے چنان سرہ کہ بود سگد اش سلیم</p>	<p>اے حاکم جہاں و جہاں داور حکیم جز تو کہ داد مفرشس لیل و نهار را نقشم کیست تا تو از ان دورم از دوی میم محمد آئینہ چشم عالم است ہر کا وید خاتم انصاف تو بدست آخر نہ جاہ تاج لعمریک ہم از تو یافت انصاف بود مہ بدو نیم نہادش اے مالکے کہ ملک بقا از تو شد کبیر این نعمت اندکست کز انعام داویم انشاے این قصید کہ دال سعادت از راہ نکر حاصل سد بکر معنیم مار از وار ضرب قناعت عطیت کن</p>	

مرغان خوشنوا که در آری درون باغ در تنگنای پیچ و امید اوست او ایم چوں راست گفت اندک کار تو شد کرم	ہم بخششے بکن بدرون ماندگان یم چوں کار بر امید تو افتاد پس چه یم ایں ہم دروغ نیست کہ میخوانست کرم	
۱۰۴	گراز حسن نیاید فصلی چون نام او حرفی ز رحمت تو بسند است یا حیم	۵
الہی رسم کن کالود و صائم ہدایت رازہ و روئے پدید آید روایے نیست اندر سگہ ما بفیض فضل نقش ما فرو شوے	بخون دل بسگر پا بود ہائیم کہ مادر کار خود گم بود ہائیم کہ مشتے سرب سیم اندو ہائیم کہ از سرتا دم آلود ہائیم	
۱۰۴	یکے بروز کار ما بخشائے کہ ما بر خویش ما بخشو ہائیم	۶
ایں نامہ را بنام خد ابا زیم از جنبش قلم کہ کلید معانیت آن بلبلیم کہ شہر پر آوازہ منت ست سماع قول منہ اہل این دیار یارب تو بخش آن قدم کاندیں سماع ساہاں اگر شاہی خود میکنند ناز	سرنامہ سخن ز سر آغازیم درہائے ذکر رحمت حق بازیم کز اوج کنگر فلک آوازیم اینک بہاں طریق غزل سازیم رقصے چو عاشقہاں سر ازیم من چون حسن ببندگیت نازیم	

۱۰۵

ہر چند ایں حدیث خوش آئندہ تعذیبیت
انصاف را گناشتہ ایجب زینم

۵

روئے خوب تو والفتحی گفتم
سر و خواندم قدرت غلط خواندم
خواستم گفتم نعت تو بسیار
اے سزاوار صد چنین رحمت
آستان تو آسمان ماست
خون چشم شد از فراق روال

زلف و الیس اذ ابھی گفتم
مشک گفتم خط خط خطا گفتم
ہمہ گفتم چو مصطفیٰ گفتم
عفو کن ہر چہ نامنرا گفتم
ہم از اینجا من شس دعا گفتم
حکم سر بانی ما جہ گفتم

۱۰۶

حسن از پا و آہست عظیم
اے سر عمر و راں ترا گفتم

۵

کے بود یارب کہ دل اسوئے رحمت رہ کنم
خاک راہ او بہر میلے بگیرم سر سردار
ہر زماں بر عقل خوانم و آستان حسن
ماہ اگر پیش رخت لاف کمالیت زند
گرچہ کہ گچ رو و پائیم چو فرزیں زین ساط
وہ کہ بے اوزیستن نزدیکم از اسلامیت

جاں نثار و رضہ پاک رسول اللہ کنم
بیس بیل ہر شہ اندر و دیدہ رہ کنم
آن بد اں ماند کہ مر را جلوہ برا کہ کنم
کلک را اس و ذنب سازم منرا کہ کنم
عاقبت سرور سر ہر اہی آن شہ کنم
گر بہ پیش شہ شہم کاں ہم گردہ کنم

نیت جز گیسوئے او پیش حسن جبل المیتیں

دوش دروے کہ خاست از جگرم
 آتش جاں ازاں جگر نورست
 جگرم دروے خورد شب و روز
 جگر از تنگنای پہلوئے خشک
 تا مر ابرگ گندنائے بہت
 کوہ بر فرق مردک صد بار
 این نمک وین جگر مقرر شد
 گفتی از آسماں طلب روزی
 در روزیم تنگ بستہ چہ سود
 چیت حاصل کہ آسماں شب و روز
 در روزی چو آسماں وارو
 کاشکے نام ہم نبودی بہت
 چوں سخن مر مرا میر شدست
 سخن حکم چند خواهد داشت
 دولتہم راستارہ مانع نیت
 بشکنم بند گردا خواہ
 صد فم خورد بشکن آخواں

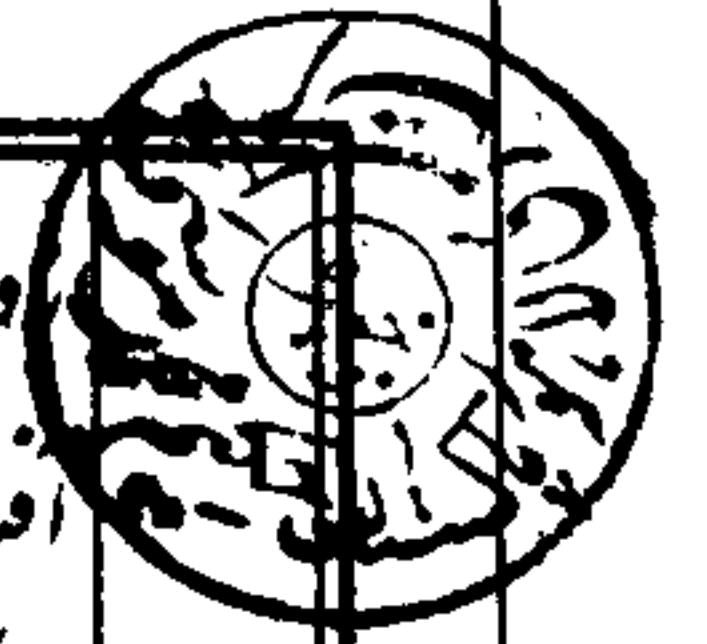
گوی از دوشش باز کرد سرم
 کاب نگذاشت سپرخ و جگرم
 بخت این بار بخت ما حفرم
 نمک از شورہ زار چشم ترم
 بہشت بستاں بتراہ نخرم
 بہرم بار منستے نبرم
 راتب توشہ خانہ سفرم
 آسماں سفد روزی از کہ برم
 آسماں نہراخ در نظرم
 می نویسہ برات خیر و شرم
 بر در غم و زید چوں گذرم
 در نسب نامہ ابوالبشرم
 چہ گل از گرانى سفرم
 شہر بند حظیرہ خطرم
 از قضا دید باید این قدرم
 چکنم بند بستہ اگر م
 تا بہ سنی بزرگی گہرم

من کہ از علم گشته آم با مال
 گرچه گوشه نشین شدم ز شوق
 واجب آمد زکات فضل از آنک
 مالک الملک این عطا کردست
 بوریائے بس است سر پیچی
 نیست در دم ز تیر سخت انداز
 آتش خانہ سوز بہتر از آنک
 گرفت و خفت مرغ بے مایہ
 روح عسوی و ویو نفسی را
 گزند این خفت از خدا باشد
 پدرم آنکہ زادہ ایم از وہ
 حکم حق اعتبار کلی یافت
 حکمتے کاں زرہ چناں برگشت
 تابدانی کہ ہم بدیں یک نفی
 می رسد زین دو از وہ ہر سال
 ہفت سیارہ بر سر این چاہ
 ہفت سیارہ ہفت روز و دل
 ہندوی سپرخ زہر داد مرا
 مشتری ہم بطل لعن مقرست

بلکہ با کوہ دست در کرم
 چون سہ زو بفصل مشہم
 صاحب گنج منازہ فکرم
 از فتاعت ممالک بکرم
 تختت بر زیر و تاج بر زبوم
 لیک سختت منت پریم
 نور و روزن افگند قمرم
 جبرئیلست مؤذن سحرم
 مایہ عسرو ساید خرم
 بخند اما بد منش بدرم
 وانکہ از من بزاید او سپرم
 حکمت خلق نیست معتبرم
 من چناں راہ کمتر ک پریم
 من ازین ثابتاست بیخبرم
 ہم چو پویست زیانہ ضررم
 یوسفے در سیاں نمی نگرم
 کافتہ از شتر ہریجے شرم
 ہمہ ہندوستاناں پر از شکرم
 ہیو طا سقرکت معتبرم

ترک کر دوں سوار برہ شکار
 آفتاب ارچہ خور ہی خوانند
 خاک در کاسم زند ناہید
 آنکہ سوئے عطاردش کیوست
 از جنوبے ساخت جانب من
 از حکیم این عطیہ حاصل بود
 گفتے بر فلک غبار اینجنت
 خاک بر توتیائے او کہ بود
 روز دولت بند شد ہمہ را
 تا بدیدم ز عفتل کل آثار
 سستی روزگار ہیں کہ فلکند
 طیرانم بر اوج معرفت است
 من ہی فرق دارم از دو دوام
 باہرہ راستی سیرت خود
 خوار چون خاکم از پس دیوا
 تا مقرب شوم بقربانے
 راست در حق من گو کہ کج
 کہ گئے خاص مہمان بہشت
 از حنیض و بال و اوج شرف

کہ زند شاخ و گاہ نیشترم
 نیست یکروز خور ز خواب و خورم
 چہ نواز و بقول کاس سرم
 از دور نگیش سخت پر خرم
 نہ شمائے شمسایل نظرم
 بر بروج و کوکب صورم
 ہم فلک توتیا و ہد مگرم
 سنگ بصرہ گوہر بصرم
 من ہمہ شب ستارہ می شمرم
 عقل بندوے نید ہدترم
 بچنیں عقد ہائے سخت درم
 زیں ہمہ شکنند بال پر م
 خواہ عتسیم خوان و خواہ خرم
 در لکد کوب چرخ کرد سرم
 چہ توان کرد آب پیش درم
 ہمہ تن گو کہ کج ن گو کہ سپرم
 پسید از گوش من مہر کہ گرم
 گاہ تہا مہا و ست سرم
 فرو از انم کہ آفتاب فرم



سڑ پائے بشکل پاؤں مرم
 ورق چنید بیدق نفسم
 نائے ارض تموت باخبرم
 بہترین دتہ کہتیں مہرم
 لاجبدم مہربان و مہرورم
 چون شنید آب داری دُرم
 کہ من از حد منع راستم
 زین در منسکند وزین عذرم
 ضرب شاں صیت یکشبہ سرم
 من زیک مادر زیک پدرم
 کہ بہ پنج کسے رسد بترم
 من بغیرت ازین سرا بدم
 چوں در مصطفاست مستم
 کز ہوایش بر آمد این شجرم
 بے شنایش نی دہد اثرم
 حسی اللہ ہے بس است برم

وجودم ہے رگے در پوست
 افتابے کہ خاور سخنت
 من گرفتہم جہاں بخت سخن
 بھر امانہ از چو من ابرست
 از سخن آیم از تواضع خاک
 شکم از غصتہ پارہ کرد صند
 منع بحد چہ میکنی خواجہ
 باز بعضے خساں و بددہنساں
 طعن این در سخن کنند و مباد
 چارہ مادر کنند و ہفت پدر
 دست در شاخ من زند و مباد
 در دنیا سرائے بولہبیت
 خانہ بولہب چہ جائے قرار
 قرشی اصل و ہاشمی نسبم
 شجر شرد شاخ نظم امروز
 نست او بر وہ رضائے خدا

۱۳

نظم چوں مر مرا محمد شد
 چغنت از گرانی صغرم

۱۰۸

کرامتِ قدم مہربان بیت حرم

سعادتے کہ جہاں راست ز آستان کرم

<p>نشار بارگہ بادشاہ عالم باد خدا یگان سلاطین عملاً دولت دین مدار ملت و پشت ہی محمد شاہ شہ فرشتہ دشت کز میا من نامش ز عدل او خلقتائے عرب شدہ حیران زمین معدت شش تازہ راہ ہا ایمن ز فرود دولت او کار ہفت کشور راست چون صبح گشتہ بدعوے طاعتش صادق صفات قدر شہنشاہ پروں از اندازہ دست ہمیشہ تاکہ بر رسم قدیم در ہر سال چو کعبہ باد در شاہ قبلہ حاجات</p>	<p>کہ ختم گشت برو بادشاہی عالم شہ ستارہ سپہ قطب آفتاب عالم کہ ہست ہجو محمد پناہ اہل اہم طراز یافت نسب نامہ بنی آدم چو از کمال جہاںگیریش ملوک عجم جہاں بدولت او چوں جہانیاں خرم ز بار منت او پشت ہفت گردوں خرم نگر چگونہ جہاں را گرفت در یک دم ہے تدر بود اندازہ زبان تسلیم مسافران سوئے کعبہ رواں کنند قدم ضمیر او حرم ستر غیب را محرم</p>
---	--

۱۶

چنانکہ حاجت جملہ جہاں بر آوردست
بر آورد ز کرم حاجت حسن اہم

۱۰۹

<p>نختہ باد و مبارک جو درایت عظیم رسد بنہ کرہ انکوں عنان شہرت شادی پناہ جملہ اسلام و پشت زمرہ ایمان خدا یگان سلاطین عملاً دین محمد زابر رحمت او گشت روئے ہفت زمین تر</p>	<p>زوار و گیر مالک بدست ملک معظم چو در رسید بدولت کاب خسرو عظیم مدار ملت احمد مراد خلقت آدم کشیدہ دائرہ عدل گرد مرکز عالم ز بار منت او یافت پشت ہفت فلک خرم</p>
--	---

محمدت کہ وارد بقیض نفس الہی
 بدای امید کہ بوسے زند نقش نگینش
 ازاں رسد بقدمش نثار غیب سایے
 رساند مژدہ فتحش صبا بملک یاسین
 بروز و شب مرد و مہر شش نہ اکند زبالا
 حدیث ملک جم اینجا نسبت است کہ آید
 ازاں طواف کند فتح گرد بارگہ او
 زبے بکعبہ شاہی صفات ذات تو مہر
 بدولت تو نداند حسن کہ غم چه بود
 زمانہ یار تو بادا بہر مقام کہ باشی

کفے چو موسیٰ عمران دے چو عیسیٰ مریم
 خمیدہ اند ہمیشہ فلک چو حلقہ خاتم
 کہ میکنند ملائک دعائے صبح و مادم
 ازیں نشاط نیاید وہاں غنچہ نہ ہم
 کہ اے جہاں بتو قائم جہاں تراست مسلم
 فدائے جرد جانش تمام مملکت جم
 کہ یافت اندل روشن نشان کعبہ زمر
 خیمے طراز الہی فمیر پاک تو محرم
 مگر برائے تو اسے کیش یاد دہ غم
 سپاسیانت بفرماند ہی گرفت زمین ہم

۱۱۰

چو بخشش تو ہزارست ہم فدائے بیخند
 ہزار سال بقایت ہزار سال بروم

۱۱۶

اے چرخ یار من شو کامروز یار یابم
 زحمت بے نمودی از روئے برف باران
 روئے مبارک شہ دیدن ثواب باشد
 سلطان علای دنیا شاہ جہاں محمد
 از اوج بخت شاہی گر کس کند سوالم
 از فضل دستگیرش بیدار گشت بختم

بکشاد سعادت خوش خاں بفتح یابم
 امروز تربیت کن روئے چو آفتابم
 یارب تو تا قیامت روزی کن این تو ابم
 صد روح دادہ ہر دم از فتح این کتابم
 ہم فرد دولت او تلفیں کند جو ابم
 وز عدل پادارش آباد شد خرابم

<p>چو گاہ چو رکف آرد تا گرد گونے گردو ایس روز خوش کہ دارم درد در شاه حقا نقل مراد گشته از دولتش نصیبم تا خیمه نصب کردم در عرصه گاد حش اوج سپهر مجلس فوج فلک حریمم یک شکر نعت حق بہتر نصیب تنعم چوں ہر طرف کشیدم رخس سخن بچولان باد اعزیت شد در ہر خط مسلم باد ہمیشہ رویم بر خاک آستانش باد سزار سالتش ایس جاہ با جلاش</p>	<p>خواہم کہ گونے گردم پیش بر شتابم ہرگز شبے زمانہ نہ نمود بسزنجوابم وز ہر مراد و ادوہ اقبال اونصایم خورشید سائبان شہ جبل التیس طنایم طاس تسمیر پالہ کاس فلک ربایم یک بے جوعہ شب بہتر نصیب شرایم اکنون سوئے دعا ہم نختہ عنان بستایم اول ہمیں منہ یاد از ہر دعا توایم تا چوں حسن بنیں در ہم نان بود ہم ایم انعام عام روزی ہر روزیں جنایم</p>
--	---

۶

دوش ایس دعا کہ گردم بر شہ با سما نہا
 از عرش بر گزشتہ میگشت مستجابم

۱۱۱

جانے دگر ز جام تو در تن در آوریم
 اکنون علم ز عالم عشرت بر آوریم
 و دوران چو قبہ فلک اخضر بر آوریم
 ماہم نشا رمت م او گوہر آوریم

ساقی بیارے کہ دے خوش آوریم
 عرض استدیم یکدہ را اور صلا
 زان مے کہ او بدور قدح قبہ کند
 شادوی ماہمہ قدم شہر باراست

۱۲

سلاطین علاء دین کہ چو ساغر کند طلب
 اے میں مے مراد کہ در ساغر آوریم

۱۱۲

دو تے از حق تعالیٰ یانستم
 خسرو اعظم منسزدین حق
 قدر اور ابان فلک کردم قیاس
 ذات اور اور صفاء و در صفت
 بزم او فرخنده تر از بهشت باغ
 شد کف در بخش او ریئے جود
 چشم بد دور از چنساں دریا کزو
 از خیالات مد بخش در ضمیر
 در بہارستان مداحی او
 در سواد خط معانی شناسش
 در متن داشتتم دیدار او

دست بوس غان الایانستم
 کش ز حد مدح بالایانستم
 پایہ قدرش معلایانستم
 راست چوں خورشید گویانستم
 جرعدانش جام مینایانستم
 من دُر دولت زوریانستم
 چشمہ خاطر مصفایانستم
 ہر چہ می بستم ہنایانستم
 بلبل ہر طبع گویانستم
 در شبہ لولہ لالایانستم
 شکر حق را کاں تنایانستم

۱۱۳

خواستم صد سال عمرش بر مراد
 این مراد از حق تعالیٰ یانستم

۱۱۴

چون چشم نیمست تو اندر جنت تمام
 میخواست صبر در دل تنگم گذر کند
 اے لاف پستہ لب شیرینت نادر
 آوازہ از قد تو شدہ نخل را بلند
 چند ان رشک رفتن تو خون گریست

دست تو شد بر سخن خون ما تمام
 غم نیست زانکہ عشق تو گرفت ما تمام
 دعوی سرو باقد زیبایان تمام
 اسباب زرخ تو شدہ ماہ را تمام
 کا ند میان خوش فرو رفت تمام

<p>حسن تراست چو روایت کند که است سلطان علای دولت وین خاصه نام محمد است بنام انبیا آمد است خشم تو خواست خرقه پوشید ہم نیا شاید قصید که مراد شنائے تست من ہم تمام میکنم این نامه اجواب در آخر مدح شنائے شهنور من اسکندر زمانه تویی دور دور تست</p>	<p>چون دولت شهنشہ فرمانروا تمام ہر چه از خدائے خواستہ دادہ خدا تمام بر خلق و خلق بر صفت مصطفیٰ تمام اندرست اسم خانہ یکے بوریات تمام نیچے رویف کردہ ولے درشتا تمام کز فضل او مر است ہمہ نیہا تمام کاندر مدیح طاقم واندر شنائے تمام مانند خضر درخش جام بقا تمام</p>	
<p>۱۱۲</p>	<p>رویف (ن)</p>	<p>۲۹</p>
<p>اے بصف صنع تو پویاں شہ چرخ بریں پایہ قدرت منترہ از سما و از سمک قدرت تو از بسا میں نقش بند در جہاں اے فلک چون حلقہ قائم دور ساختہ حکم تو چون نخت در دریا نام صلب سحاب کیست جز تو تا کشد در جلوہ گاہ گل برون روح حکم کاملت را ہم متابع ہم مطیع شوق تو در سینہ سرفرازان روح و عقل</p>	<p>ایں کرہ جزواغ تسلیمت نزارو بر سرین دگر فضلت مہرا از شہور و از سنین حکمت تو از مشیمہ پردہ پوشے بر جنین نیست بر نہ خاتش جز نام تو نقش نگین شد شکہاے صدف آبتن در زمین از پس ہر پردہ چندیں لعبت ان بانین عقل و فضل و افرت را ہم رہی ہم رہیں طوق تو در گردن گردن کشان شرع و دین</p>	

اسے خوش آن دیوانگان کز یاد نامت ماندہ اند
 لشکر نرود صف شکر تو پش
 با چو تو ہتہ رمانی دنی محض خطاست
 اسے بفرق ہر سر از تاج تو دو لہتہ اعیان
 روز پریش ہم بروں آورد از خوف و حزن
 بر درت آلودہ چون آیم کہ نتوان آمدن
 با کہ آویزم مباد اگر نہ بخشی تو اماں
 غرق بحر غفلتم در ماندہ درد گناہ
 بحر شفیع آوردنی در من نہ بینی ہیج کما
 اول آرم آخریں انبسیار اعذر خواہ
 آنکہ می آویختے در ذیل اورج القدس
 و اس سرافشا ندہ بہنگام سجود از آسماں
 و اس چو سبزہ سرخاک از شربت نہ ہر آزمائے
 و اس ہلائے کو چو نو پورخت اشک از دیدہ صاف
 و اس بیانی کو کہے با کو کب فقرش قرآن
 بو ضیفہ ہم شفاعت خواہ می آرم دگر
 پس شفیع آرم ربیع بن شیم ہم را بوجہ
 آبروے خواجہ ثابت آنکہ ثابت داشت دل
 آن حسن کو بود بصری دیدہ دین ابصر

خاج از ناز و نعیم و نسا رخ از ماہ معیں
 اسے تو سلطان ازل با تو کہ یار و کرد گیس
 خاصہ از چوں ما ضعیفے چند از ماہ ہمیں
 و سے کینج ہر دل از تو گنج و انشہاد فیض
 کہ عقوبت خایفم و ز عاقبت گشت ہم خریں
 در ہیبت پاک با دماں تر از پار گیس
 وہ کعب با شتم مباد اگر نہ باشی تو معیں
 از گرم درمان من نہ چو در ماندہ چمن
 اس چہ آوردم بر جہمت مکنظر در کجا ہیں
 نور خلقت را نختیں و در دعوت را پس
 و آنکہ می بگریختے از ظلمت او دیو لعین
 و اس کو تہ افشاں بہنگام کوع از آستین
 و اس چو لالہ رخ بچوں از خنجر خوباں ہمیں
 و اس ہلائے کو شفق ساں داشت دل چویراں
 مطلع ز بہش اقران ز ہادت بقیہ میں
 شافی کو بود مردیں ضیفہ را میں
 خلوت خدام ایشان باغ فلد جوزیں
 حرمت داؤد طانی آنکہ طیب داشت میں
 و اس حسن کو بود نورسی نورطاعت را میں

<p>واں جنودی کز جنید صدق بکشادوی کجین پورا دہم کا دہم اخلاص پوش زیر زمین شبلی آن شیر صف عشاق بل شیر عریا بو سعید آن لوح آیات سعادتش زین واں شفیق بلخی از بلخی خوش نگر تہ چین صالح مرئی صلاحش حاتی اہل یقین پور صلاح آنکہ خود را پنے کرواز</p>	<p>آن حسینی کو بتعریف عجم بستے مکر پیر بطام آنکہ بحسب عشق بطایش بود مالک و نیار از صدیق بل گنج صف پوسلیماں آن شد آثار تسلیمش سمر آن سعید رازی از راز و دشمن ناگشتہ تنگ ہل عبد اللہ صفتش رفتہ در ہل و جبل خیر ساج آنکہ با غیرے نشد در بافتہ احمد حضور یہ آن آفاق را خصم و گر و کز و آنون و حدیث صفوت سفیان عجم رافت رزاق و سر و سر و خواجہ اصل شیخ عبد اللہ انصاری زیاران بزرگ دردستان سہر یعنی سہروردی کہ داشت آن بیکانہ در صف بحسب مولانا فرید پیر ابدال صفا یافت تقاضی حمید حق دین پنچہ کہ بخش از پنچہ نفسم خلاص می طہ چون باہی اندر شت از سودائے چاہ سین و ایش بشین شکر خود کرداں بدل ابوعینے ساخت ہر کس او ہم این خمیس نوشت گوز کلک لاغزش حرفے بہ بحر آبدست</p>
<p>احمد غزالی آن اسلام را بسلمتین باز عرواں دل معروف شمس العارفین خلوت خواص و قرب حاتم خلوت نشین خواجہ عبد اللہ مرداں پیر مردان گزین ہم جلای در تصوف ہم نہانی نھدین عین علمش آفریدہ فسر عالم آفرین میرا قواد مبارک روئے سید نورین بوکہ یکبار از سر این سگ بر آرم پوشتین شت او آن سین سو داشت بلے داشتین حرمت حسینی کہ بود ست آن نیک توشتین چوں عدوئیل دہم سنیش را برابرین ہم تو از غیث سماحت شویے آن عیبین</p>	

<p>واریہ مستان عشق از جام جوہر میں از جام تشریف آں یک پین از ملکیت</p>	<p>اے محمد شاہان عصر از خوانِ فضلت زلہ خواہ درقبائے اعتقاد نیست چینیہ از صفا</p>	
<p>۵</p>	<p>دائمت یاجتی یا قیوم تا جان در تن ست ور تو رحم آری گویم وقت جاں اداں ہمیں</p>	<p>۱۱۵</p>
<p>کہ می در آید در شہر شہر مار جہاں زبانہ خدمتے آرد فلک شارقشاں کہ باد تا باد بر ہم جہاں سلطان بتیغ ہندی گرفتہ ملک مندستان</p>	<p>زہے مبارک ساعت زہے تجستہ زماں ظفر جنبیہ کش و سح عاشیہ دوش ابو المنظر سلطان علاء دینی دویں کشاد و قلعه کفار کردہ قطع عدو</p>	
<p>۱۳</p>	<p>خداش در سفر و در حضر گہیاں باد کہ عدل اوست گہیاں عرصہ گہیاں</p>	<p>۱۱۶</p>
<p>سعادت ہمہ آفاق ز آخر سلطان ز روے انور و روے منور سلطان مدار کعبہ ملک و ملک در سلطان ظفر تیاقی فوج مظفر سلطان شہے نبود و نہ باشد برابر سلطان نگر چہ حجت قطیعت خنجر سلطان زدور چون نگر کرد لشکر سلطان</p>	<p>طلوع کوکب فحست ز افسر سلطان تبارک اللہ دین ہدی چہ نور گرفت سر سلاطین سلطان علاء دینی دویں ابو المنظر شاہ جہاں محمد شاہ مقررست کہ در ملک مشرق و مغرب بدفع تعبیہ گردان ملک امروز عدوز خشم ہماں چشم بدنگاہ کند</p>	

<p>چو آفتاب ز پاشیدن ز سلطان چو شور کردن در یازگو ہر سلطان بزیں رایت اسلام پرور سلطان کہ امتثال سولیم و جاگر سلطان حسن ز فکر ت غیبی ثنا گر سلطان</p>	<p>ہمہ ز زر گری آفتاب حیرانند سرشکباری ابراز کف شہنشاہت ہزار شکر کہ می پروریم جان درناز ز بعد بندگی حق ہمیں تفاعریس ہمیشہ فضل الہی رفیق سلطان با</p>	
<p>۴۰</p>	<p>رضائے سلطان سایہ فگندہ بر خلق ہمماے چتر جہانگیر بر سلطان</p>	<p>۱۱۷</p>
<p>غزہ ماہ می دہد مژدہ عسمر جاوداں خوان سراے شاہ را حمد سراودح خواں نختر مہرہ تیغ زر طرہ صبح طلیساں از اثر علو راہ عین ہلاک شد عیاں حافظ نقد و ملک دین اہب گنج بحر کاں پہمچو محمد امین کا فہ ملک الاماں چتر جہاں نماش سایہ و رائے لامکاں میں سجاد او بس است ارشاد شد نہاں سورہ ملک در ضمیر آیت فتح بر باں صریح کہ بیدیدہ زہ گوشہ گرفت جوں کہاں صدیک ازاں صفت کتم گر بتواں نہمیتواں</p>	<p>موسم عید می بند خواہ عید در میاں عید چو نقش بندگی بستہ نطق بندگی منبر عید شد فلک خطاب نام شاہ را فر خطاب خسری زوش بتافت بر افق شاہ جہاں علاء دین خاص خدا علی یقین پشت مدہی محمد اں کوست ز روعے معدت تیغ جہاں کشاں را صیت برون ششست چتر سیاہ او چو شب رونق عید عید زو نختر طبع او حرف بحر فدا شد شہ چو کمان ملک را کرد بدل چاشنی جہد و جہاد کو نمود از پیے سد خنہا</p>	

آنچه کہ کرد میکند بہر بقائے دین حق
 حصن توئی کہ بر شیدانی حضرت انے بحسب
 خلد ز منظرش غلج حرج ز لنگر شش زبون
 وہم بشر کج رسد در حد ارتفاع او
 ذات جہاں کشائے شہ باو مسلم از فتن
 شاہ جہاں کہ مثل او چشم جہاں دید ہم
 ہر چو سکت آمدہ طالع شاہیش قوی
 داعی شاہزادہ ام خود بنیایت زل
 عہد شہان نگرش باوز قمر ہر فنون
 اے فلک آنچه دیدہ از خلفائے ماسیہ
 مجلس عید گاہ میں رونق بارگاہ میں
 خاتم حمہ در آستین باغ خلیل نظر
 صفہ بارچوں فلک صف ملک چوں ملک
 چتر سفید بر سر شش باز چہ زیب میسید
 بر شہ مصطفیٰ سیر چتر سفید گویا
 اے بزمان دولتت گر کہ مرئی رسد
 دست تو ابر مجلس است اینت عطا ایزد
 شاہ مبارک اخترے اختر اوج سلطنت
 عید ز عدل تست خوش تر خوشی کہ میشود

ہم بخدا اگر کند جز کرم خدا چنان
 عاشق شکل او ست دل عاجز شرح او بیان
 از سر رفعت انجمن از در صولت آنچنان
 ہست فرود خندش ہفت حصا آسمان
 زانکہ بدوردشس دار سلام شد جہاں
 شاہ جہاں جنیں سرود دادہ وہ جہاں نشان
 آئینہ مقاصدش طلعت شاہزادہ او
 در نظر مبارکش حضرت قاست خضر فغان
 در ہرہ وصف بیقرین رہم صاحب قرآن
 برد شاہ ماگذر وصف گذشتہا ہماں
 فرش ز اطلس فلک ردہ زندس جہاں
 شربت خضر در قح خواں سج در میاں
 شاہ دو چترش از دو سواہ میان فغان
 راست چو سج رو کشا آمدہ آفتاب آں
 زا بر سفید مصطفیٰ ساخت از سامان
 وے بزمان رحمتت ماہ رفو گر کتاں
 تیغ تو برق معرکہ اینت بلکے ناگہاں
 بحر بلند گوہرے گوہرکان کن فلکان
 عقل بخشش او گوہر نجیب راو گراں

دشمن تو خراب با دازمے محنت زماں
 خون عنب چر خورم آب حیات درد ہاں
 کاب ہم از تو یا فتم و زور دولت تو ناں
 از کرم تو بزمے انس و رائے انس جاں
 خلق تو چوں می بہشت آب جوئے جاں
 وے شد ہر نگاہ تو حیرت بہت ہوتاں
 ہم بید یہ تر سخن ہم بدم بدح ورفشاں
 عید در آید و شود جشن زمانہ رازماں
 شادی دل نفس نفس نصرت حق زمانماں

مے پو پو چوست شد خلق ز جام جو تو
 یا تو بر لب آنکے بادہ کشم خطا بود
 جز بشارتت مبارک دازمے آب کے خورم
 گوہر شادیت کرم از پے آنکے میرم
 فکرت تو جو جام ہم آئینہ جاں منامے
 اے شدہ بار جائے تو غیرت بہت منظرہ
 خاست بید و حسن از دو جہاں گنگامے
 تا ہوائے مجلیت از پے نفس و زہا
 جشن تو باد و بنو عید فتوح و مبہم

۲۱

تخت چو تخت پیر پانچ چو عمرش چتر سا
 عیش چو عیش بید و عمر چو ملک بکیراں

۱۱۸

عالم چو تخت خسرو عالم نگر جواں
 سو سن بشکر فتح شہنشاہ تر زباں
 چوں عرضہ داشت فتح سپاہ فدا یگان
 عالم سر و زگوہرے از کان کن نکاں
 عمرش چو عمر خواجہ خسرو باد جواداں
 ادا عدل اوہ و آخر زمان
 چشمہ کہ در میسانہ دریا بود رواں

مہد مسابا ساحت گلزار شد رواں
 بلبل بیاد غنچہ نو خیز خوش نواست
 اوراق غنچہ میں کہ چساں نو بنور سید
 سلطان علاء دینی و دین شاہ بچ کف
 سد مدی محمد اسکندر دوم
 آثار نفس اول البشر
 تیج جہاں کشائے کف گنج بخش اوست

خشمش بجان سیدہ از غم فلک نہاد
گفتم بعقل خویش رو آستان شاہ
عقلم ز زربان نہم پسرخ بازگشت
چرخ آخو مرا کب خاص شہنشاہ است
نور زمی کس نہ جہانے ولیک کرد
از تیغ بندگان شہ خوان اہل کفر
کفارت گشت کہ روز شمار ہم
آنکس کز استخوان بزرگ آوردید فخر
ایں از کمال دولت سلطان عالم است
تا آسمان نشاز تقدیر ایزوی است
گیتیش بندہ باد ہمہ عمر بندہ وار
تا بندہ ہمیشہ سین وی و بخت ہمیشہ
تا روز ہست نصرت غیبی ندیم او

از گریزش بگردن او منتی گراں
اول بوس پس صفحے کن اگر تو اں
گفتم چرا تو گفت لب است آسمان
ورنہ در اں محل چو کند آہ کہکشان
نوروز فتح لشکرش ہنشاہ جہاں
سحر اے جنگ ہوسن تری بودار غواں
فہم فرشتہ باز نیارہ شمار آں
یار بچو ز خورد شکستہ استخوان
وزراے کا نگاروی و بخت کامراں
گیتی نقش بندی او یافتہ نشان
سر بر زمین طاعتش آوردہ آسمان
اقبال ہمرا کاب وی و بخت معناں
چوں شب رسید دولت بیدار پایاں

۱۱۹

و م در کشاے حسن کم گنجان او بیں است
تار عیب پوش دہانہ از غیب داں

۲۰

جہاں راقب اب دین زمین سایہ نیرواں
عباد اللہ را راعی بلا داد اللہ را سلطان
کشادہ کشور روم و گرفتہ ملک مندستان

ز سہ اسلام را بخت خیمہ آفاق را سلطان
امور ملک را ضابطہ روز غیب را واقف
علا رالدین والدینا محمد شاہ دریا کف

<p>پر جبریل را ماند سواوشن چون خط فرماں بن پشت پناہ ملک و ملکش دادہ سبحان بفرمان رسول اللہ ہمیشہ گیتیش در فرماں خارج استان ہفت اقلیم تو بخش ما پرکاش این ملت احمد امان نمرہ ایمان سمند دوشش آردہ در صحن فلک جولان و فادریج اوسا کن ظفر و قلب او مہماں حیاتش چون حیاتش لوح زمین غرق در طوفان مہ از خاک درش روشن خون از رخسار نشاں ستم در عہدش آوارہ جان از عدش آبادان فلک را کشک سیرت کوئے با آن دست ایں نثار فتح اورا برد از ہر طرف باران چو خاقانیش صدای ہزارین بندہ چون خاقان بقایش با وجد و کماشش باد بے نقصان ہمہ امید ہا حاصل ہمہ دشوار ہا آسان دو چشم اندر سر دولت خضر خان مبارک خان</p>	<p>بنام یزدت ہے چتر شہدین دار کز عظمت برخ نور سواد چتر و چتر شش بید دولت بہ برہان الطیبو اللہ ہمہ عالم مطیع او پناہ شش جہات گیتی و مقصود نگرددوں ہار و ارونیا و مرا و خلقت عالم گمنہ قدرش انگنہ در جرم عقوہ ملک با عزم او محرم فلک با خرم او ہمد گفتش همچو کف موسیٰ حاسد گشت شت گل جہاں از عدل او بنعم زمین از خلق او خرم حشم از جہاںش افزودہ خدم از جودش آسودہ جہاں را فرشتہ برنش گریبا آن ز بہت وافر بساط جہن او را فلد از ہر سو گل انگنہ ز بس داوند عید کچو افریدوش صد ہولا شاے بے بدل گفتیم دعاے بے ریاضتو ہمہ اندیشہ ہا صاحب ہمہ تدبیر ہا فرخ سہ جان در نفس سلطانی چو بخشج چتر شہ</p>
---	---

۶

علی گروا دیں گستر جہاں در خد متش قنبر
محمد وار دیں پرور حسن در خد متش حناں

۱۲۰

آسماں در پیش تو سرمد زمیں

اے دست منزل لکہ روح الامیں

<p>من چه گویم رحمت اللعالمین یاد تو شد دی لبائے غمیں حضرت حق را بجان تو ہمیں اول و آخر ہمیں گویم ہمیں</p>	<p>ذات پاکت آیتے از رحمتت نام تو تعویذ اصحاب مرض زمرہ دین را بجہاہ تو یسار دستگیر اول و آخر توئی</p>	
<p>۷</p>	<p>یک نظر کردن داری شود این ہمہ خرمہرہ اش در شمس</p>	<p>۱۲۱</p>
<p>نبوت را از تو امکان و تکمیل دریں عرصہ نہ شدہ بودے نہ فرزیں کہ آدم بود بین المار و الطیں توئی امروز سلطان السلاطیں پس آنکہ قلب آن لشکر چہ یاسیں یکے در حال مابیح پارہا میں</p>	<p>نہے محراب شمع و قبلہ دین تو بر تخت نبوت شاہ بودی ترا آرزو شد بنیاد این کا ز درویشاں کہ سلطانان قفر ضدایت لشکرے دادہ ز قرآن الا اے مردم چشم دو عالم</p>	
<p>۹</p>	<p>دعا ہائے حسن در دین دنیا بآمین تو مقسورں باد آئیں</p>	<p>۱۲۲</p>
<p>فتوحات فلک صد نوع فتح شاہ صیدہاں بشارت میدہدے دگر از ہر بنیاد بجائے گل ہر سنگ بجائے دل ہر بندہاں</p>	<p>دل اسلام شد خرم دل اسلامیان خنداں حصارے فتح شد اکنون ہر دناہ ازوے نگر تا ظف شہر آورد بر قومے کہ بود انجا</p>	

<p>بلے این معجزات فتح شاہنشاہیں پرو شہ عالم علارالدین محمد شاہ دریاکت فلک را گنبدے پندارد در گریابہ غاش جہاں گر خورد سو گندے سر شاہاں گہے انوں دے کز سنک کلک امر و زرتیب نظم آورد</p>	<p>نہ در وہم غر و گنبد نہ در ہم خرمندان کہ از باد سناں او چو گل شد عالم خندان سہ نوطاق و خوش آئینہ خورشید رندان بود خاک کف پایت سزاں بہد سو گندان حسن جان شاراندر کباب خسر افگندان</p>
---	--

۱۲

جہاں تاہست او باشد خداوند ہمہ عالم
معین جاہ و ملک و خداوند خداوندان

۱۲۳

<p>روا بود کہ کنند اہل آسمان وزیں سر ہمہ خلفائے امم محمد شاہ ز فرق تا بقدم تاج و تخت دولت ہمہ بہ بندگی شاہ راست روشد اند خدا بکت دشمنیش خواند ہمہ اول چو او بکت دشمنیت میں تحسین حرف مرا کہ طوطی باغ لطافت است لقب ہر ارفال حسن بر من انچنان نبود نفس کہ میزنم از فقر دولت شاہ است چو دین و دنیا در حفظ و در ہونت دوست ہمیشہ قاعدہ دین بر و قوی بادا</p>	<p>دعائے دولت سلطان علار دیناویں خدا یگان فلک چتر آفتاب نگین جہاں ندیدہ چو او تاج بخش تخت نشین نماند کج روی امر و زجر نہ کہ در فرزین پس این خطاب نمایند تا برو سپین بلے چگونہ شود و دریں ز صحبت نشین شدہ ز مایہ شکر دوست شکر چسین کہ بشنوم ز شہ شوق و غرب یک تحسین و گریہ حدین مختصر بود سپین خدا کے عزوجل خواہم سنس غیظ و سوسین بنور روح محمد بحق روح این</p>
--	--

<p>زہفت چرخ شاد و ستارگان مسنت ز چار پیر دعا و ز فرشتہ آئیں</p>	<p>۱۲۴</p>	<p>تاجہاں باشد تو بر تخت جہانبانی بہاں مالک الملک بخشیدست ملک جاوداں چون موسیٰ خواست برویں دین دولت را ماں شاہ ہم پسندش زیرا پسندیدہ است آن تا ترابیں بدست دیگرے ندہ عنان کہ می در آید در شہر شہر یا جہاں کہ باد تا بید بر بستہ جہاں سلطان بہ تیغ ہندی گرفت ملک سنتاں</p>	<p>اسے خدایت برگزیدہ از سلاطین جہاں جاوداں در ملک فرمان کہ بہر دین حق ہر نفس فرعون گرگی می نمود ناچہ باک یا مچی آید مر از میت استادت ہم آسمان صد ہزاراں دیدہ آخر کو نیست نہے مبارک ساعت زبے خجستہ تکاں ابو المظفر سلطان علای دولت و دین کشاد قلعہ آفاق و کرد قطع عہد</p>
<p>خدا شس در سفر و در حضر نگہباں باد کہ عدل اوست نگہبان عرصہ گہباں</p>	<p>۱۲۵</p>	<p>زیبائی نہ از چہ بود از ماہ زیبا روئے من حالا چو شمع در رسیدنا داشت گیسوئے من صبح این طرف ماہ آن طرف خورشید ہر انوئے من انوں کہ بہت از نام نہ توید بر بازوئے من ای حق ز چشم ہمت دار و نظر ہا سوئے من</p>	<p>امروز وقت صبحدم آمد من سوئے من دور از تو حالے داشتہ تر از گیسوئے تو آہوئے صبح آراستہ مغرب نہ پیراستہ با من اسد در آسماں گر چہ اندازد چہ غم سلطان علار الدین کہ باوار حق نظر ہا سوئے او</p>

گیتی غلامم میشود ترک فلک بندے من	چونا کہ من بندہ شدم در گاہ شاہنشاہ را	
۴	از شب گذشتہ چار پاس از مہ گذشتہ چار مہ مہ در گذشتن یاز شب شب یازم پہلوئے من	۱۲۶
فاتحہ بر خوان و پس اخلاص با آن یار کن نثر این شاہ فلک قدر ملک مقدار کن فتح موسی کار فرسہ فیض عیسی کار کن	شاہ عالم باد و ایم این عابر کار کن نظم پرویں یار کن انگاہ از بہر نثار شہ علاء الدین والدین کہ در نزدویت	
۵	اے حسن گر بہت چیزے از برائے تہمت نیم جانے بہت با صدق تمام ایشار کن	۱۲۷
عدل تو پناہ اہل ایمان جان عرب و عجم الغنائ صیبت کرم تو در خراسان وزراے تو جسم دل اجاں بادات بہر و بحر نماں وز دشمن خود غم و زبناں	اے دولت تو مدار دوران ز بخش معز دولت و دین ہم سپر تو در عراقین از رویت چشم ملک را نور تا خشک و تری بہر و بحر است با دوست بصد سرور بنشین	
۲۴	جاے بگف نشاط می گیر رخشہ بصف مراد میراں	۱۲۸
ایواں کہ ہند پائے شرف بر سر کیواں	امروز چہ خوش پردہ کشیدند بر ایواں	

تا کنگرہ عرش شد افراشته منظر
 بر صحن و طبق میوه و مجلس شرح انگیز
 پس لیلان عماری کشش ازین آہ در آیند
 ہر ہفت ستارہ گہرا نشانہ بانواع
 بستہ بہ پیلان جرس از زرو یا قوت
 بر صحن چوزہ رہ است ازین تعبیر قاص
 ہم مجلس فرخندہ یکے تازہ بہارست
 بادہ چہ تو ان گفت یکے شربت کوثر
 رضوان نگرید آمدہ در صبرست خانان
 میدان شہنشاہہ زمین ساحت گزوں
 بر آتش خورشید سپند آمدہ کو کب
 مریخ براں شد کہ نہر و آورہ اورا
 ز زنجش عسار الدین سلطان جہانگیر
 اے پشت و پناہ امم و بازوے خلقت
 خواہم ہمہ سالہ ہمہ اقلیم مطیعت
 چشمت سوسے شہزادہ و دست سوسے باؤ
 آن شاہ مبارک کہ ازو چشم بدان دور
 یک شاہ و گرنیہ مبارک قدم آمد
 شاہا تو نگہ داشتہ قاعدہ دیں

از جملہ فردوس شد آراستہ ایوان
 از بام فلک افخند دولت گہرا نشان
 تاشاہ نظارہ کند آن کوہ خرامان
 ہر ہفت فلک نیز متق بستہ ہر سال
 بر گرد عماری کمرے از زور و مرجان
 اقبال چو تختت بایں مایندہ ہماں
 ہم بادہ گلزنگ یکے تازہ گلستان
 مجلس چہ تو ان گفت یکے رضوان
 از جوے بہشت آب نہ درہ بر میداں
 خورشید شدہ گوئے درہ نوشتہ چو گلان
 گردوں شدہ چون کنگرہ گنبدہ دوراں
 پاکو سن ترکی در مجلس اس سلطان
 سلطان جہانگیر و شہنشاہ جہاں باں
 اے دیدہ اسلام پسندیدہ سبحان
 خواہم ہمہ عمرت ہمہ آفاق بفرماں
 ہم خضر تو ارزانی و ہمہ چشمہ حیوان
 خاک قدمش روشنی دیدہ دوراں
 ہم بر تو و ہم بر خود ہمہ بر ہمہ ارکان
 دیں را تو نگہبان و نگہبان تو یزداں

<p>چوں نوح حیاتت طلبیم بلکہ دو چندان دشوار ترین کار باقیبال تو آسان ہر لحظہ زدہ اشہب مبدان تو جولان من بندہ حسن بر تو دعا گوئی و ثنا خوان</p>	<p>اے کشتی عدل از قدمت ماند بیک حال بادات خدایا رہے کار کہ باشی ہر روز شدہ کار باقیبال تو روشن دولت بدعا و بہ ثنایت شد حاضر</p>	
<p>(۱۰)</p>	<p>روایت (۹)</p>	<p>(۱۲۹)</p>
<p>اسلام راز رویش روز فال نو داو از کمال عدل جہاں را جمال نو از چتر شہ خداش با فرو جمال نو بکشادہ در ہوائے ظفر رربال نو ہر روز ضبط عصر نور امتثال نو اعداد و فوق دان و منہ سفال نو بہر رکاب دولت اوراد وال نو رومید ہدیز بکر معانی خیال نو حرفے بروز نامہ ایام سال نو</p>	<p>فرخندہ باد بر شاہ آفاق سال نو سلطان عمار دولت وین آنچہ چون بہا روئے عروس دین محمد جمال نیت بازیست تیر شہ کہ ہم از دست شہ پرد نیز از دہیر شاہ محل ماند چون بدید نقش نجوم راز پیستخ زادش از ثور بر کشد اسرار حاجت او فتد حج حسن شد آئینہ چوں ہر نفس درو نامی شود پدید ز تقویم کن فکاں</p>	
<p>(۷)</p>	<p>شہ سربوستان بقا باد آمدہ ہر بار باغ دولت اور انہال نو</p>	<p>(۱۳۰)</p>
<p>در درنا ب رنجیت یا قوت ناب تو</p>	<p>گل خواہم از جہان مے چوں گلاب تو</p>	

<p>صبحے دمیدہ دوائے چوں آفتاب تو خرگہ تہیٰ یک بطلے بر شراب تو تا وقت صبح ماو شراب و کباب تو دروغ و در غزل شہ مالک رقاب تو دانی پندرق ہاست میان جواب تو</p>	<p>رونے بیہنم این شب اندوہ خویش را جانے و دیکبک بر سر آتش بداشته امشب بیدہ و دلم ار میہماں شوی گھنٹے حسن خوش است کہ گویاش کردہ آن گھنٹی جواب خوش بہت بے تو خود بیا</p>	
<p>۷</p>	<p>خواہم کہ در خرابی من سر دروں کنی من باشم و دے کہ تو کردی خراب تو</p>	<p>۱۳۱</p>
<p>نام ماورد فتر انعام تو اے کلید گنج دولت نام تو دست در فتر اک فتنس عام تو خاک عالم زاوہ اکرام تو گوش اور اعلق پیغام تو بندہ را یک جہ و بخش از جام تو</p>	<p>اے سر نامہ نقش نام تو ماچہ در کج محنت ماندہ ایم عاجزے چندیم دلائف از فضول آنکہ کہ منابنی آدم شنود اے خوش آن گوش نشین کار است بہت مال مال جام رحمت</p>	
<p>۷</p>	<p>سر بند بر نقش نام تو حسن اے سر نامہ نقش نام تو</p>	<p>۱۳۲</p>
<p>بام فلک پایہ از جاہ تو روح آیں پایہ کش راہ تو</p>	<p>اے بسرا پر وہ جان راہ تو روح قدس تر وہ وہ مقتد</p>	

<p>واضح طابا رخ چوں ماه تو آگہے در دل آگاہ تو در پندر دولت برناہ تو ہر کہ چو ذرہ است ہوا خواہ تو</p>	<p>معنی والتیس شب گیسویت ز آمدہ و رفت سانیدہ حق پیر سپہ آمدہ چوں کودکاں ذرہ از نور نگرود جدا</p>	
<p>۸</p>	<p>اے سگ در گاہ تو مسکین حسن سگت کہ خاک سگ در گاہ تو</p>	<p>۱۳۳</p>
<p>ماہ رکاب دولتش چرخ رکابدار او اختر سعد یاورش فضل خدائے یار او ابلق چرخ زیر راں گنج ظفر نثار او بر ہمہ غالب آمد دولت کامگار او یافت بہد مصطفیٰ باز بروزگار او عدل چو دعادتش بزل چو فضل کار او باز چو در حضر بود حفظ خدایار او</p>	<p>شاہ رسید و میرسد کو کب شکار او رایت فتح رہبرش فوج فتوح کشورش خاتم ملک در بناں مہر دوام نقش او شاہ جہاں علمائے دین ملکستان موم چہر شسع نبی و دین حق نشو و نما زکر و فر از اثر سعادتش عمر ز حد زیادتش باز چو در سفر رود نصرت غیب ہمیش</p>	
<p>۵</p>	<p>بندہ حسن بعد زمان داعی دولت توشہ خسرو اختیاراں بود ماح روزگار او</p>	<p>۱۳۴</p>
<p>چوں ماہ نور فضل خدائیش جاہ نو عکس ہلال رایت اعلاش ماہ نو</p>	<p>فرخندہ باد بر شہ آفاق ماہ نو سلطان علمائے دنیا و دین آفاق ملک</p>	

<p>گل بر سر پریشاہ ز غنچہ کلاہ نو از کار گاہ فسح و ظفر بار گاہ نو از فوج فسح و لشکر نصرت سپاہ نو</p>	<p>تاج شہی تبارک اوباد تابد ہر دم دریں سراوق اقبال نصیب باد ہر روز در رکاب سعادت رسیدہ باد</p>	
<p>(۷)</p>	<p>روایت (۷)</p>	<p>(۱۳۵)</p>
<p>شرف ہی طلبی مایہ وبال بد ہر آنچہ بہت فدائے چنان حال بد بریں منال ازیں پیشتر منال بد بنام نیکو و کوری بد سگال بد حصول ہر دو جہاں ہم بیک سوال بد یکے بگوید خواجہ کہ کو اقبال بد</p>	<p>کمال معرفت آرزو ست بال بد عروسستی آساں جہاں نہ نماید منال دنیا چنہ دیا و خواہی کرد چو دیو با تو سگالہ کج جمع کن زرویم جواب سخت مدہ سائلان مسکین را نہے مجالت وقت ابرو درویشے</p>	
<p>(۱۳)</p>	<p>نگار زر طلبہ از تو اے حسن زر کو سرے کہ داری پاسے او ببال بد</p>	<p>(۱۳۶)</p>
<p>سجدہ بر ہم مجلس راحت رسان شاہ لے ہر کجا کہ جائے پیوند جان شاہ از شرق تا بہ غرب ہمہ ملک از آن شاہ اندر پناہ مملکت جاو ان شاہ</p>	<p>کے باشہ آنکہ بوسہ ز نعم آستان شاہ پیوند جان من نظر رحمت شاہ است سلطان عملا دینی و دین شاہ بحر و بر شاہ جہاں محمد شرع محمد نیست</p>	

علہ بظہر کسی قصیدہ کی تشبیہ معلوم ہوتی ہے۔ مولف

زیرا کہ ہست دین حق اندر امان شاہ
 و ان حیت نامت مگرد میسان شاہ
 ہم سر فلکند گرد و پیش کمان شاہ
 یک جردان بہفت فلک صردان شاہ
 مانیم و دامن کف گوہر شان شاہ
 گر نیم آفسرین شنوم از زبان شاہ
 قرصے کہ ہست رابطہ اوز خوان شاہ
 بندہ حسن کہ ہست یکے مدح خوان شاہ

بے هیچ شبہ شدہ بود اندر پناہ حق
 ملک دوام را کرے ساخت است نخت
 گرچہ کمان ماہ شد چرخ بس بلند
 از جام شاہ چشمہ سرشت خلدرا
 دریا اگر بجیب عدم سر فرو برو
 پر ڈر شود چو کام صدف گوش من تمام
 ہر روز از فلک ہمہ آفاق راست خور
 در بزم شاہ خوان عاین کہ چوں کشید

۹

چوں خلق شاہ خلق خدا راست پاسبان
 بادا خداے عز و صل پاسبان شاہ

۱۳۶

عرضہ دارم حال خود برائے شاہ
 از چہ از روئے جہاں آراے شاہ
 کا سمان سر می نہد بر پائے شاہ
 از شعاع تاج گردوں سائے شاہ
 چوں قبائے ملک بر بالائے شاہ
 رائے فتح انگیز و نصرت ز آشاہ
 راست چوں صیت فلک پیمای شاہ
 باد بر تخت ممالک جائے شاہ

دولت من میں کہ بوم پائے شاہ
 دیدہ امید خود روشن کنم
 شہ عمار الدین والدینا کہ ہست
 آفتابے تافت بر گردوں دگر
 تاج دولت بر سر شہ چست میں
 قلعا بکشاد و کشور ہا گرفت
 بردریش نظم حسن بالا گرفت
 تاک تخت چرخ را شہ ہست مہر

۱۳۸

شاہ قائم بر بساط مملکت
ما تکتہ پھوپھیل اعدائے شاہ

۸۶

عید استیباب بر یکب یک مسیاد آشت
ساقی در ان کشتی زرد ریامے دارو بخور
در روے خوردیدی کہ چون شد ہچو دامتق ندگوں
خورشید در کشت نماں چون خمر زہد بگیان
از نختی روزہ مگرتا داشت از گرمی اثر
یکسو شد اینک ناگہاں مہراز افق مہراز ہاں
عید آمد وزو بر زمین قنبدیل طاق چار میں
برداشت ماہ روزہ پے اکنون سالہ خواہے
جان از جامے نوی دل از نوائے خوش قوی
چنگ ست شکل قالبش آداب مجلس حاصلش
بروہ رباب اندر نغم از ہر دل اندوہ ستم
نے زن بجر یکسیاں داروید برضیاعیاں
وق از ورق کردہ سلب حاشیہ نقتے عجیب
ساقی ہمہ جان چوں پری شاہ بتان آوزی
علش لبالب نوشت بریکان و سنبل پوشن میں
برمست خوش خوش میں دروے آفتش میں درو

مے از طراوت کردہ گل مجلس مطرا داشت
کشتی ماہ نو نگر بر روے دریا داشت
روے فلک را میں کنون ابروے عدرا داشت
زاں خمر زہد میں آسماں یکشاخ پیدا داشت
چندانکہ می لرزید خوربا لرزہ صفرا داشت
می عقد بستہ باہاں رواز تبرا داشت
بر جائے آن قنبدیل میں جام آشکار داشت
سی روز شہرے بہر روے دل را شکیبدا داشت
بتان بزم خسری مرغان خوش آوا داشت
در خدمت اہل دلش مطرب بکیا داشت
از بہر دستاویز غم چخبہ میا داشت
طرفیہ بیضا ست آن شبان گویا داشت
چوں نخت اہل ادب صلبے محشا داشت
خلس مثال لبری ابروشس طعرا داشت
صوتہ بانے نوش میں مفسنی مینا داشت
ساعر منقش میں درو میوہ منت داشت

فوج افاضل تاخت اشعار نو پروا خست
 شد در مقام بار خود با دولت بیدار خود
 سلطان علاء الدین کہ او بادا ہمیشہ در علو
 گروں براں القاب بے الحکم میخواند ز بر
 عید از سحر تا چاشت تک ز زورست از خان
 شعر حسن شعر متین خاص غزل سحر میں
 ترک من ساقی گر چون سرو بلا داشتہ
 این سرو نو پیر استہ نو فتنہ دان خاستہ
 این ماہ پیش یک دگر آرنہ حلوا حاضر
 سودائے چوں من بجان گشت حلوا آزاں
 رویشن پاکے پھودیں دین ہمہ دہا یقیں
 اے برو زلف تافت در حسن ہو بگنافتہ
 زلف اثر دہا وجہ سرخ مہر ہو بہتر ز گل
 من چون کیے یا ہم دگر طوطی لبے طاؤس فر
 در عاشق خود میں بسیار لداوہ و دلیرتاں
 تو آفتاب کیوں دل با تو چون سایہ دواں
 صبح از دولت نقش ستم اشکم نگرے ماہ کم
 چشم تو در ہر چشم زد دستے کند بیرون صد
 کہ چشم شوخت دمبدم غوغا کند مارا چہ غم

بعضی مردوں ساخت بعضی مقفا داشته
 در دست لولو بار خود یا قوت حمر داشتہ
 از حضرت اعلام او القاب علیا داشتہ
 تشریف ہر نامے نگر از صدر طاہا داشتہ
 در حرف اول کن گنہ اینک ہاں دا داشتہ
 این شرح و بسط عید میں ہم پے غزل نا داشتہ
 اندر میان لعل تر لولوئے لالا داشتہ
 رویش جو عید آراستہ لب شیر خرم داشتہ
 او در دو ماہ نو نگر صد گونہ حلوا داشتہ
 صد ماہ نور اور زمان زیر شریا داشتہ
 برگرد دین پاک میں کفرست عدا داشتہ
 خوبی یوسف یافت نطق مسیحا داشتہ
 خط شام و عارض صبحکہ ہر ششٹن بکیجا داشتہ
 طاؤس کردہ جلوہ گر طوطی شکر خا داشتہ
 گرچہ تن گشتہ دو تا دل با تو یکتا داشتہ
 اے از ہلال ابرواں یک شہر شیدا داشتہ
 شستہ کجا گرد در رقم برسنگت غبار داشتہ
 اے چشم تو مست ابد لب رنگ صبا داشتہ
 تا عدل سلطان امم بردن غوغا داشتہ

<p>سلطان علاء الدین کے دے بالک اوشد ہمیش خورشید بہر جاہ را خسل اص آن در گاہ را پاپوشش تا نامزد از تاجداران معید</p>	<p>ملک کند و اربین شد قادر بادا شد نام محمد شاہ را بر شہم مینا داشت اوپایہ کرکی خودش از تلج و آرا داشت</p>	
<p>۱۳۹</p>	<p>چترش درائے فرقدان زوباد گرد ہا فرق داں بختش بسرچوں فرقدان عرش معلاد داشت</p>	<p>۴۶</p>
<p>اسے پائے ہمت از فلک پابلا داشت اسے رای تو خورشید ز اندر علو خورشید در گاہ تو چون آسماں شد قبضہ ازل زماں آنجاست دولت تاختہ سجد گے پرداختہ ذات جہانگیر تو شہ نخت ممالک سا پنہ اسے بندہ خلقت سمن تازہ بعدل تو چمن شمیر تو آتش نشان حوں اژدہا آتش نشان غنی بہد خود کرد راینی بستہ کمر خستہ کہ از وے لالہا بستہ اگر چہ سالہا ہم ز آب حیوان کرم روے ہوا رادادہ نم اسے دادہ ملک بیخیا چون دو گردون پیا از قام این لوح کہن دانستہ ستر پاپہ میں طفلیت بخت نام جو پیش فلک قدر تو</p>	<p>افلاک انجم یک بیک بر تو تولاد داشت خورشید آن خورشید اطاعت تو خرد داشت من جاہماں دارم کہ آن حاجب سجاد داشت بختش امل جا ساختہ اقبال بلجاد داشت ماندہ عدد در مانگہ چون رخ بہیجا داشت گل در شنائے تو چون ترب اجزا داشت در جوئے جائے سر کشاں آب مجراد داشت حقہ پر از یاقوت و زروے سحر او داشت اصداف ابر از شاہا لولوے بیضا داشت ہم زیر چوگان حکم گوئے زمین را داشت خاصہ معانی را خدا فضیلت پاداشت رائے تو در اسرار کن حل مہماداشت پیران چارار کاں ازو خاطر مصفا داشت</p>	

چو خلق باغ خوش لقا کوثری در ضوا صفی
 طفلیست کونیش بکف زو چار ما در اشرف
 بل دیده ام بلغ جناب در بزم تو سجده کنان
 ادیس در بزم تو شرف جناب داده ره
 میدان سلم بنیت گو از فلک بنیت
 خنکست اگر بینی ز جاخیزد معلق زین فضا
 نعلش مریخ پنجش از کیسویں ہر دیش
 دیدم نشانت دمبدم ہم در عرب ہم در عجم
 ترکانست ہم بیگان نصرت بقضیہ چون کمان
 پوید فلک شام و سحر خاکت بود گر
 خصم بد اختر را ہیں برہت تو بگزیدہ کیں
 اے دوست بدخواہت قلم و زانہ درست الم
 بندہ حسن ہیں سال و مدد طاعت این بارگہ
 پروردہ فضل ایزدش ارشاد غیبی مرشدش
 ہست اندرین دولت سرفرد شکر و مدحت سرا
 از دولت شاہ جہاں آسودہ پیدا و نہاں
 چرخست اگر چہ کشتے مائل از دور سرکشی
 اما بعہدت این زمن در بندگی در داوتن
 من زانچہ برستم ز تو دل شاد شستم ز تو

ہرست بہستان بقادر وے تماشا داشتہ
 دست تفاعز این خلف بر ہفت آباد داشتہ
 پیمو نماز مومنان سجدہ مشن داشتہ
 جاروب صحن بارگہ از زلف حورا داشتہ
 از شام ادہم بنیت از صبح شہباد داشتہ
 عرشیت پذیرای قصت برفرق غیر داشتہ
 خورشید گردے از ہمیش بر آسمان داشتہ
 در ملک گیری چون علم بازو توانا داشتہ
 آہنگ نیما ہر زمان بر چین و یغما داشتہ
 طمع بدین حس نہ نگر آن باد پمیا داشتہ
 بگذاشتہ جبل المتین ز نار ترسا داشتہ
 کشور کشا کردی علم پس عالم آرا داشتہ
 از بہت والائے شہ صد گونہ آلا داشتہ
 بودہ بدایون مولدش دلمیت منشا داشتہ
 شکر ایادی ترا داتم ہویدا داشتہ
 ز خود شکایت ز جہاں ز جور خفرا داشتہ
 در حق سر یوسف و شکیستی ہویدا داشتہ
 از کل اوصاف فتن خود را مبرا داشتہ
 اینک بہ ہیں ستم ز تو عیثے مہیا داشتہ

داون بدرویشاں نعم اقبال شاہانراچکم
 اے ہر کہ دانستہ سیر بر خاک پائیت سود سر
 چوں حرز بر خود بستہ ان مدح ترا ہفت آسماں
 اے باکفت دریا چو حسن برہر در نظمت ہوس
 نظم حسن میں بر محل نظمے بیس مثلے مثل
 کرم بہیج خسروی بر حکم فرمان سوری
 از شعر ادبی مایگان مایہ گرفتہ رایگان
 منصف شہے در بحر و بر انصاف میدمی نگر
 تا خود بریں چرخ بریں شاہے بود از راہیں
 صد سال ذات پادشہ چون تاج بر تخت گ
 صد سال اگرچہ شد ششم صد سال برے باد منم
 روحانیاں اندر نہاں در دعایت در وہاں
 کرد بیساں از جاہ توراضی بر رسم راہ تو

بہرام ہم بود از کرم میلے بہتاداشت
 چشم منائے تو نظر بر جان انداشت
 اہل میں تعویذساں بر ہفت اعضا داشت
 عین عنایت ہر نفس بر اہل انشا داشت
 ہم وصف عید و ہم غزل ہم مدح مراداشت
 تا ہم ردیف ہم روی خاقانی آسا داشت
 شعرش نہ دماغ شایگان نے عربی الطا داشت
 اینک سخن از خشک و تر بیش تو شاہا داشت
 ہم تا جو ہم تخت شیس ملکہ بہنا داشت
 بر تخت خود بر تاج مر از تخت برنا داشت
 صد سال دیگر آن رسم گیتی تمنا داشت
 تیغ جہاں سوزت جہاں بفرق اعدا داشت
 تا حشر دولت خواہ تو سر بر مصلا داشت

۱۴۰

باد اور تو دیر ماں از دور ہفت این آسماں
 ذات تو در عین اماں ایزد قبالا داشت

۱۱

دوش از دم در آمد زیبا رنے یگانہ
 در روشن شادی در لب نشا طخندہ
 روئے چگونہ روئے زلفے چگونہ زلفے

بر ماہ بستہ زیور بر مشک رائدہ شانہ
 در دل ہوائے عشرت در سری شبانہ
 این رسم بشارت و آل عشق دیباہ

در صف غبرویاں سپہ سالار علم نشانی
کز قزطلعت تو فردوس گشته خانه
از نام نسبت خود گویم تمام مایه
پیوستہ ہم عنانم باخسرو زمانہ
کوراست گنج نصرت سید و بیکرانہ
ہر روز واجب آمد طبل ہزارگانہ
با مملکت منسلک با غم جلاودانہ

در جمع ناز نیناں سپہ سالار نور
گفتم بگو چہ نامی وز نیکوان کدانی
خندید گفت کز من چون باز پرس کردی
من بخت کا مکارم کز عالم عنایت
سلطان علاء دنیا شاہ جہاں محمد
اسال چونکہ شہ رافتح ہزار سلطیت
یارب بدار باقی سلطان ان عہدا

۱۱

تقریر جلال اور ترز ہفت کیواں
بندہ حسن بریں در مداح آستانہ

۱۴۰

وز درون و برون ما آگاہ
فیض فضل تو تھوے گناہ
شہد اللہ بریں حدیث گواہ
وے غنی رفتہ از تو حاجت خواہ
یافت از سجدہ ملایک جاہ
و آنکہ تسلیم یافت در بن چاہ
برو بر طارم چہ آرام راہ
بر نہ ایوان دہشت حسد خجہ
سر بلندی تازہ وہ چو گیہ

اے قسم راندہ برسید و سیاہ
دست لطف تو نقش بند امید
نیت جہ خداے حکم نیست
اے خجل ماندہ از تو حجت گوے
بخت آیت خلافت آنک
و آنکہ تکلم یافت بر سر کوہ
سر روشندلے کہ چون خورشید
روز بازار شب روے کہ نکر و
کہ حسن راز خاک در گزینش

اوشس چول ز شہر بند عدم رہنمائی تو کردہ ناگاہ

۱۳۱

آخرین روز ہم بیدار تہ بخش
شخصہ لا الہ الا اللہ

۶

مطلع دیوان بنور غیب میں آراستہ
نیت این دیوان کہ ہست از فیض عقل عالمی
خانقہ کو آسماں اوزیں اصناف است
دست لطفش بستہ اندر طرہ شمشادیں
ویدہ مر را کجبل شب منور آراستہ
یک بیک الوائش از فتح میں آراستہ
عالمی از نام رب العلی میں آراستہ
ضع او ہم آسمان و ہم زمین آراستہ
طرہ چون زلف نکور دیاں میں آراستہ
گوشش ماسی ابد رہائے میں آراستہ

۱۳۲

حسن را تا ہمہ بارمتشش افتاد کار
کار دنیا راست گنشت و کار دین آراستہ

۱۳

ہزار شکر کہ ازین فیض فضل الہ
بدیں جلالت و فتوح آسماں مقرر آمد
سریرشہ رازاں میرد سپہر وجود
لوک ماضیہ را پیش ازین ستارہ فتح
ولیکن اکنون ہر دم صد آفتاب ظفر
خدا یگان سلاطین علاقے دولت دین
سر ہمہ خلقائے امم محمد آنک
جہاں جواں شد ز آثار فتح شاہنشاہ
زہے مرید جلالت ہزار موسی و جابہ
کہ شہ سپہر سریرست و ہم ستارہ سپاہ
بر آمدے سعادت بت آسمان گاہ
طلوع میکند از سائبان نسل الہ
کہ ہست رائے وے از صرخ ناروا آگاہ
کہ دین پاک محمد بدو گرفت پناہ

<p>کشادہ رو ز چہ از رفع دشمنان تباہ تو گوئی آن ہمہ فیست رتہ جائے گیاه بہ بندگی شد آزد با عم ساری گاہ بفتح گل بود از ناز کج نہ سادہ کلاہ</p>	<p>ہمہ سواصل بحر محیط و دہوش ز فیل تو چہ تو ان گفت در بیط زین عجب نباشد اگر فیسل آسمان اینز ہمیشہ تاکہ بیک بہار عشق نو</p>	
<p>۱۱</p>	<p>قبائے فستح ہمہ سالہ در بر شہ باد ز دور دامن او دست فتنہ کوتاہ</p>	<p>۱۲</p>
<p>بہ تیغ سپو دریا کار دریا بار بکشادہ کہ بہت از روئے در ایش عالمے را کار بکشادہ زلزل از ہیبت شمشیر او ز نار بکشادہ سراسر در قدمگاہ فتوحشس کار بکشادہ شان او کمر از گنبد دوار بکشادہ زور ہائے نہیں انبار در انبار بکشادہ بہ تیغ قہر خون از دیدہ کھتار بکشادہ ہمہ بحر محیط از تیغ گوہر بار بکشادہ کہ از خیرہ سراں چرخ فرزیں دار بکشادہ وزاں ہر چشم باشد چشمہ انوار بکشادہ</p>	<p>کلید فتح شہ بنگر جہاں کار بکشادہ علاء الدین والدینا محمد شاہ دیں پرورد فلک در طاعت در گاہ او احرام در بستہ شہنشاہے کہ می بسیم جواریان عینی را خندنگ او کلاہ خسرو افلاک بر بودہ ز فیلان جوان زنجیر در زنجیر بستہ بہت عدل جانزاد تن اسلامیاں کردہ یکے از بندگان حضرت اعلا شہ بنگر بیک عملہ بفر شاہ چندین قلوب گرفتہ ہمیشہ تاکہ بکشاین ہر شب چشم اختر را</p>	
<p>۱۳</p>	<p>سعادت پاسبان آستان شاہ باد امین در ہزار زوا از دیدہ بیدار بکشادہ</p>	<p>۱۴</p>

<p>وینچہ ملک را تو ہم بحر و ہم برداشته سورہ انا فتحنا نقش افسرداشته آفتاب آسایک تن ہفت کشتورداشته بر تو شد ہم دین و ہم دنیا مقررداشته سدا سلامی و لیکن کے سکندرداشته ہر دو عالم زین ظفر عیش موقرداشته تایامت میں دوشاخہ از دو پیکرداشته اے برمت گرد کفر اے رو دین برداشته از فتوحات خدا این یار و یاورداشته آنکہ شہر علم بودست از علی درداشته این طبق پر گوہر و آل طشت پر زرداشته آب در چشمش فلک مذوق در برداشته</p>	<p>اے برمت گرد کفر از روئے دین برداشته آیت نصر من اللہ و رد جانم یافتہ صبح سان یک نفس شہر شربت را کردہ ضبط شہ علاء الدین والدین محمد کز ازل در ثنا اسکندر ثنائیت میگویند یک عالمے گشتہ ز کافر عالمے کردہ اسیر چرخ گردان بہر گردانیدن بدخواہ را باز خواہم گفت مصراع کز اول گفتہ ام ہر کجا رو آوردیاری دہستح و ظفر از دعائے او علو و رگشاہیت باد آسمان و مسجد مہر نشا ر مہمت قصہ ضربت بہ تیغ آسمان گون خضر را</p>
--	---

۱۰

بند گمانت ہر کجا رہ بردہ ہر سزین حق
حق تعالیٰ شاں بفرمودہ مظفرداشته

۱۲۵

<p>ملک از آسیب ہر فنہ مسلم یافتہ ہم خلافت از ازل مانند آدم یافتہ بل سکندہ وار ہفت اقلیم عالم یافتہ از ازل ختم سلاطین مہر خاتم یافتہ</p>	<p>اے ز فیض فضل یزدان ملک عالم یافتہ ہم ممالک رتا پیشل محمدداشته راست ہچوں نام خود ہستی پناہ ہر شہ علائے دین و دنیا شہوار شرق و غر</p>
---	--

<p>خلق عالم را از شرق و غرب فرم یافته نوش دارو چون لب عیسی مریم یافته عمر خضر و ملک ذوالقرنین را ضم یافته ایں بشارت ہفت چرخ و عرشیاں ہم یافته پایہ آل تخت جابر تارک حم یافته صبح وار ایں روشنائی ہما و مادوم یافته</p>	<p>ایں زمین صحت کامل بقائے خوشستن نور صحت چون کف موسیٰ عمراں داشته آب حیواں یافتہ از زمین عون کردگار طل شادی ہیں و رائے گنبد گردان چرخ ہم بساط از موج در چون بجز پر گوہر شدہ خاطر بندہ حسن افروخت از مدح شاہ</p>	
<p>(۱۷)</p>	<p>ردیف (می)</p>	<p>(۱۴۶)</p>
<p>جہان بنانے کہ چست آمد بر و تلج جہان بنانی پناہ ملک پشت ملت و سید مسلمانانی کہ دریا را وہن بازست پیش او بجزیرانی چنانک از شک جو دش قطره قطره کرد بارانی بنام از و چگویم تا چہ می بخشد باسانی زمین فرش زریں بست امروز از زرافشانی کہ در رسم جہان داری نداد و در جہان ثانی مدار ہفت استلیمی مراد چارارکانی جہاں را داد بخشی و زستگردا دبستانی بجائ شبی ترا بر ہر تنے شد منت جارا و گر ہر دم دہی صد گنج ازاں ناید پشمانی</p>	<p>مبارک باد بر سلطان عالم حسن سلطانی مدار عالم و دارا سے دور و دور دوراں علاء الدین و الدینا محمد شاہ مدیافت چو دریا بارش را دید از رنگے برنگے شد زرے کہ کاں بروں آمد بشواری خلائق را اگر فردا زمین از نقرہ خواہد بود شاہ ما نہے شاہ جہان بخش جہان دار و جہان اور یگانہ خسروے کرے عدل و بدل و ادویں عدایت عمر تو بخشاد نو تا کہ پوسستہ بہ زروا دن سپاسے بر سر بہ کس نہادی کے را کہ گناہ خود شیاں شد گنہ بخشہ</p>	

<p>خود آن نقش سعادت در ازل بدین پیشانی مگر اورا حکم این شرف گویند میرانی زہے لطف الہی تا قیامت با در زانی تر آمد بندہ چون خاقان بندہ صد خاقانی ترا خلق محمدش حسن را مثل حسانی</p>	<p>ز خاک آستان نقش شد پیشانی مرا ز حل چو ترا زور است شد باندگان شد بعهد تو ہر آن نعمت کہ میخواہیم از زانست خدا را صد ہزاراں شکر آمد اندرین حضرت درین شش طاق شش روزہ پانہ مفصلت نفسہ</p>	
<p>۶</p>	<p>ہمیشہ تا جہاں آتش جہت باشد ترا خواہم کہ در دولت بہفت اقلیم ملک جاودانی</p>	<p>۱۳۷</p>
<p>ترک عالم گو گماہن فن میزنی دوستاں را کفش دشمن میزنی کوہ را سنگ فلاخن میزنی پس چرا لاف تہمتن میزنی شیر بارو بہ چہ سوزن میزنی</p>	<p>اے کہ لاف از عالم من میزنی دین و دل راوی بدینا اورین عربہ با چرخ داری اے عجب ناکشید بترین خود را از چہاہ یک سر سوزن مذاری شیرینے</p>	
<p>۱۳</p>	<p>اے بد عوی صد تنہ چو حسن چوں معنی میسری تن میزنی</p>	<p>۱۳۸</p>
<p>مخصوص زقر ازل و سلم الہی چتر سیہت مردک دیدہ شاہی اچھی شہر دین پرورد اسلام پناہی</p>	<p>اصفت زہے ختم بتو آیت شاہی گرد سیہت عالیہ گیوئے نصرت جان بخش علار الدین سلطان جہانگیر</p>	

<p>اسے دین محمد بوجود تو مہربانی توزیب دہ اندر رونق دہ گاہی رزو ادن تو صبح صفت ہم زنگاہی تیر تو بدیں حرفت در راست گواہی تا حشر زره دور نہ کرو از تن ماہی بحر رفت جہاں جملہ سپیدی سیاہی حکم تو بر احوال جہاں امر و نہاہی نار و فلک اندر تن او پیش دواہی اندر پنے عدل تو شہری و سپاہی</p>	<p>سلطان جہانگیر جہاں بخش محمد گوزا نسرو از گاہ بدے رونق شاہاں زر بخشی تو بر صفت نے ز تامل تیخت ز پے ضبط جہاں حجت قاطع دریا بازل چون صفت شست تو بستند اسے پتر سپید تو در ایات سیاہت باد ایجاں قاعدہ ملک تو محکم چوں شد حسن اندر رہ اخلاص تو یکتا اندر کف فضل تو افلاک و ستارہ</p>
---	---

۱۳

قدر تو معظم تر از انست کہ خواہند
عمر تو نسر اواں تر از اں باد کہ خواہی

۱۴۹

<p>صفائے غیب بخش از شاہے حضرت شاہی ہمی خیز و ز نوبت خانہ نغمہ من اللہی ز سرش جہات و سیرت افلاک آگاہی سعادت در رکاب او عنان دادہ بہرہی ولیکن تا ابد در طاعتش و رزیدہ کیتاہی نہی یار و دہاں پایہ رسیدار دست کوتاہی ہماں مہر شکستہ میرسد ہر ماہ سزہی ؟</p>	<p>مرا ملقین دولت بہ کہ الہام سحر گاہی شہنشاہے کہ اندر پنج وقت آوازہ افکش علا رالدین والدین محمد شاہ کو دارو ظفر رار اہمہر سیم بہرہاے کہ شہ خواہ فلک کہ چہ ہم از روز ازل نیتش دو تا آمد ہمی خواہد کہ بوسیدے بخشش آسماں اما ہلال از بخشش شاہت روشن ورنہ از چرخش</p>
---	--

ہی لوزد عدو سے چند لڑناہ رایاتش
 جہان پر حیراں در جو انہائے تخت شہ
 عیاذ اللہ از قہر شش کشاید پنچہ گردوں
 حسن امیدال جاہ داری مع سلطان گو
 شہنشاہ رعیت ایزد از زانیت منخواہم

چو آب یواں ماہ و چو بروئے زمین باہی
 جوانی نخست این است بل آواز بناہی
 اسد باآں ہمیشہ مقررید برو باہی
 بکھداشہ کہ آن امید ہم با میت ہم ہی
 بخواہشہائے سبھی و دعا ہا سحر گاہی

۱۵۰

طرب چیدا کہ میرانی ظفر چندا کہ میدانی
 جہاں چندا کہ میگیری بقا چندا کہ میخواہی

۱۲

بیاساقی دلم بکشا چو ہر شیشہ بکشاوی
 وگر سر و نو اندر بوستان ملک پیدا شد
 بدہ جاے بنام شاہ ہفت اقلیم آتش ہے
 علاء الدین والدینا محمد شاہ دین پرور
 خدا ہادی خلق و شاہ ہدی خلق پیوستہ
 جہاندار ابرارے رزم و بزم تو ہمہ سال
 سر دین محمد شہ ز ہفتم آسماں برتر
 چگویم وصف ز بخشیدن ذات کریم تو
 ہمیشہ باد عمرت ہر کہ در عالم فدا ہے
 زہر سیوہ کہ اندر باغ دولت میرسد بخور

کہ از اقبال شہ مارا ہمہ شادیت بر شادی
 کزاں سر و ستارہ شرق و مغرب بازای
 کہ نار و کرد پیش ہفت ارباب دعوی ادی
 کہ از عدلش اساس شمع دار و تخت بنیادی
 ظفر بنیاد فیروزی و فتح از ہدی ہادی
 کند خورشید گردوں گری میخ ز زنادی
 چو تو پای مبارک بر سر یکک بنیادی
 کہ واللہ از تو انصاف انصاف کرم دوی
 تو ہمچو خضر بر خور دار عمر خوشستن بادی
 کہ دلہا از نسیم ممت چون باغ بکشاہی

حسن اگر گشت شاگرد عطایت در شانے تو

<p>۷</p>	<p>باقیالت رسد روزے زشاگردی با ستادی</p>	<p>۱۵۱</p>
<p>چو راسے خسرو عالم شدہ در عالم افزوی نمی بینیش پوشیدہ قبائے لعل زر و وزی نگر چون خاست سوسن زبان ہم در نو آموزی کہ خلقش عین فرزند است دستش بر نووزی نبودے آب آجان بخشی آتش لاجبانی برآں فیروزہ نقشے کردہ بخت از فتح فیروزی</p>		<p>فروز غروے گل نگر چو شمع از باد نوروزی گل سوری ز نسیح نو خبر آورد بر سلطان دعائے شکر کند تلقین بر اہل بوستان لبیل عمار الدین والدینا محمد شاہ دین پرو اگر در آب و در آتش نبودے لطف و قہر تو بگین خاتم ملکش نگر فیروزہ دولت</p>
<p>۷</p>	<p>حسن از صبح دولت را بہدو ز این دعا گوید کہ نوروزش مبارک باد و فتح و نو نوش روزی</p>	<p>۱۵۲</p>
<p>بالماس اندران مرجان تو داری ببیاری در آسیداں تو داری سرس آگوسے کن چو گال تو داری مے چوں چشمہ حیواں تو داری شکر در پستہ خنداں تو داری بجھانند کہ امروز آن تو داری</p>		<p>بیاساتی کہ قوت جان تو داری قدح میدان دے رنگین کھتے سراز چو گال نلفت ہر کہ بر تافت دلم جان نواز تو چشم دارو چومی دادی بگو نفس از کہ خواہم نمک اصوفیاں آن نام کردند</p>
<p>۷</p>	<p>حسن دور سخن بر یادشہ نوش کہ این معنی درین دوران تو داری</p>	<p>۱۵۳</p>

درستم راستم یک رائے ویک روئے
 عروس دہرتا اور بسلوہ آمد
 کہ خواہد این عروس بیوفارا
 یکے چوں بگذرد دیگر در آید
 ہمہ بر طبع خود کم می تو اوں یافت
 نہ در ہر روئے بینی رنگ یوسف

کثری درمن نہ بینی یک سرموسے
 دلم ہرگز نظر نذاخت آن سونے
 کہ ہر روزے چونوشد نو کند شون
 بامش عمارت یا این کوئے
 طبائع راتفاوتہاست درخوئے
 نہ ہر پیرا ہنہ رایابی آن بوئے

۱۵۴

نباشد عاسداں را با حسن خوش
 نباشد زنگیاں راز آئینہ روئے

۱۱

سفیدہ دم چو ز باد معطر سحری
 مرا بفرودہ فتح اندرون گلے شکفت
 چہ مردہ مردہ فتح ممالک مشرق
 بفرودت سلطان علاء دولت دین
 جہانکشائے بفتح ابد محمد شاہ
 شکستہ تعبیر خصم نیل بردن او
 نہ خدا و میت از کمال فضل خداست
 خدائے عزوجل ہر زمانش فتح ہوا
 سپہرادیاتی در گشت تاحشر
 ہمہ جہاں شد در دست اوسلیمان وار

سمن بچندہ در آمد چمن بجلوہ گری
 چو غنچہ گل سیراب از دم سحری
 رسیدہ گشت چمن دم بہ شکی بتری
 کہ بر ترست خیالش ز فکر ت بشری
 عنایت از لش راہ رو براہ سری
 چہ بدہمت شہ خواست برد چوں گری
 حدیث تیغ علانی و دولت نہری
 جختہ دست وے از نقش زمانہ بری
 ستارہ در سپہ بکران اوشتری
 بکلم نقش نگینش روانہ دیو پری

<p>۱۳</p>	<p>حسن بھفرت او خدمتے کند جاں را چہ باشد از چو منے آنچه بہت ما حضری</p>	<p>۱۵۵</p>
<p>قوام مملکت و قوت مسلمانی چہ پایہ از قد مشن یافت تخت سلطانی کہ بہت او بخلافت سکندر ثانی کہ ختم گشت بر او آیت جہانبانی کز دست بر ہمہ اسلام منت جانی کہ گنج بخشد و باشد کشادہ پیشانی ہزار سال و گریاد ملکش از زانی بزخم تیر آورده لعل پیکانی ز اشک کردہ رواں قطرہ قطرہ بارانی بشکل دست در افشانے گوہر افشانی کہ صدرت و پشت یہ دنیاہ ایسانی</p>	<p>نجات بخش شوند امین از پیر شانی</p>	<p>نجستہ باد بر آفاق فرزندانی بفر دولت سلطان مشرق و مغرب ابوالمظفر سلطان علاء دولت دین جہاں کشائے بفتح ابد محمد شاہ بجان جملہ اسلامیوں خورم سو کند بزند ہی ہمہ روز آفتاب امانہ ہزار سال کہ ہم ملک کرد دولت شاہ بگوہ بر شدہ خورشید از صلابت تو چو ابرویدہ باں نوع تیر بارانت ہمیشہ تا کہ کند ابرو در ہم عالم در سعادت دولت شار صدر تو با</p>
<p>۴</p>	<p>کمینہ بندہ جاہ توبہ کہ صد خاقان حسن بفر شائے تو صد چو خاقانی</p>	<p>۱۵۶</p>
<p>ثبات مملکت و عمر جوانی بفر طبع صاحب قرانی</p>		<p>مبارک باد فتح آسمانی تو اں شاہی کہ ہستی چشم شاہان</p>

علاء الدین والدین کا دولت
چو دست ہجو خورشید دست دریا
چنان قلو کہ گوئی آسمان است
ہی خواہم کہ بر خوردار باشی

کنڈ بر آستانت پاسبانی
بزر پاشیدن صاحب قمانی
تو بکشادی بفتح آسمانی
ز تخت و تخت و اقبال جوانی

۱۵۷

بنام نیک کشور بر کشائی
بکام خویش دولتہا برانی

۱۳

بیا کہ از لب جان بخش سر بر جانی
میرس تا بفرق تو حال من چو نست
برو نیاں اگر از حال من نمیدانند
ہمہ جہاں را گرد و سر تو گردانم
بخوانمت مہ نو یا ستارہ یا خورشید
اگر ماند برگے ز شاخ گل مثل
گرہ کہ بر سر گیسو زوی نکو کردی
خدا یگان سلاطین علائے دنیا و دیں
سر صغیف ملک و مل محمد شاہ
چو آفتاب در افشانی آنچنان فرمود
بخاک پائے ہمایوں تو کہ بندہ حسن
دعائے دولت سلطان شرق و غرب کند

مرا بفرقت خود پیش ازین سپہ نجانی
بیا کہ از آمدنت ختمے بود جانی
تو کہ درو نہ بروں نیستی نمیدانی
اگر عمان وصال این طرف بگردانی
کہ ہر چہ و صف کتم صد ہزار چندانی
تو دیر مان کہ بخوبی بہشت رامانی
بعدل شہ تو اں این قدر پریشانی
مدار مملکت و بازوئے مسلمانانی
نشان سبع مشائے سکندر ثانی
کہ ماند دیدہ جیہ پارگان میسرانی
بغیبت و بحضورت در شاخوانی
کہ باد دولت او تا بخشہ ارزانی

<p>۱۳</p>	<p>جہاں چودپہنشس باہزاراہنہنیست ہزارسال بہمانادورجہاسبانی</p>	<p>۱۵۸</p>
<p>حرفیاں شبانہ ہم نمازند از میاں نیچے رخ مشرق ہمہ گرفت روتے آسماں نیچے تو گوئی بو العجب مہرہ بر آورد از میاں نیچے بجان تو کہ اندر تن نخواہد ماند جاں نیچے ہم آخر راست کن آن خوابے نامہربان نیچے شیشہ ہمہ بکشاے و درخانہ نماں نیچے نذار تو کل بالائے تو سرو بوستاں نیچے چو آن ترکے کہ او بیرون نند تیر از کماں نیچے چہ میری نامداے دوست بہن زان میاں نیچے کہ بگرفتی تو از اقبال شہ دوستاں نیچے کہ چوں جلد جہاں گرفت بخشد از جہاں نیچے کہ خورشید فلک بگذرد بر زباں نیچے کہ در صد سال تو ان گفت از ان یک داستان نیچے</p>	<p>سیاساتی مے در وہ کہ شرفت از میاں نیچے غلا گنغمتم طلوع روز نزدیکست نور خور نظارہ کن کہ اینک بعضے از خورشید شد طلوع من از جام عطیت ستم بدہ کچھ عہ روشن مرا یک بوئے گفتمی چہ خوابے بود آن عہ بہیں تا شب خوش بودیم بادہ خوار از ان خوشتر اگر دوست بالائے تمام تست در عالم چہ عزیزست اندر نیم غمزہ چشم تر کانت دو نیمہ کردم از عشق میانست چوں حسن خنجر را اگر گیرم یکے را از دوزلف تو فلکست گوید علا رالدین والدین محمد شاہ دریا زبام عرش بر شد قدر او نا کہ رسید انجا زباب خلق او در ہر باں صد داستانم</p>	<p>۱۵۹</p>
<p>۷</p>	<p>خداوند اتو شاہ کامراں را عمر چنداں دہ کہ باشہ عمر نوح از عمر شاہ کامراں نیچے</p>	<p>۱۵۹</p>
<p>چرا بابستدگان در بند کینی</p>	<p>مکن نازا چہ ترک ناز مینی</p>	<p></p>

<p>دین بکشا کہ جسدا نکمینی شود روئے بتان دم مہینی کل کج نہ کہ ماہ راستینی زماں داند کہ خورشید زمینی بہ نزد ہر گداے کے نشینی سیماں وارد حنا تم نگینی</p>	<p>زخا پوشیت عیش بندہ تخت ز زشک رویتو اے ماہ بت او بہ پیش تو کمر بند دستارہ مرنج ار خوانمت ماہ زمانہ ترا خوبی چو ملک کی قبا دست علا الدین والدینا کہ ہست</p>	
<p>۹</p>	<p>حسن را در ہمہ حال آفریں گوئے کہ کردت دشمن اسحر آفرینی</p>	<p>۱۴۰</p>
<p>اے بتوانس جان با رازق انس و جان توئی ہستی تہیے نشان ہست بدین نشان توئی ہیچ خلل نہی رسد زانکہ نگاہاں توئی تبیخ زبان بندہ را آب و بیاباں توئی منعم عیب پوش تو کرم غیب داں توئی خستہ دلاں خوف جلوہ وہ اماں توئی کار طبیب این بو جان و جانستاں توئی آنکہ گناہ بندگان در گذر انداں توئی</p>	<p>از تو کشاد جسم و جان خالق جسم و جان توئی نیت حد ضمیر ما کز تو نشانہ و مد شیشہ چرخ برہو آب بیضہ خاک پے سپر این سخنم بفضل تو حجت قاطع آمدہ سرچہ ز غم فرو برم ہر چہ بدل نہاں کنم گرچہ نظر بر جنت از غضب تو خایم روز بروز نفس را شربت و عطا میدہم چوں حسن آنکہ از گنہ در گذشت آن منم</p>	
<p>۸</p>	<p>ہیچ وجود گم ہم بر سر رہ نہی رود مرحلہ نجاست را رہبر ہسبیل توئی</p>	<p>۱۴۱</p>

<p>چہرہ روز مرا بد خواہ بودی نیک شب منزلم را ماہ بودی تو رہن بستہ در خگر بودی در ان معیت تو شاہنشاہ بودی مگر کز عشق من آگاہ بودی سفر کردم تو ام ہمراہ بودی تو حاجت بخش حاجت خواہ بودی</p>	<p>چو از شبہائے من آگاہ بودی نہ روزے در دل من مہر کردی من از تو چون شفق در طشت خونم ز ملک حسن میشد در ازل ذکر مرا گفتے سفر کن یا بدل کن بدل جستم کسے چون تو ندیدم علاؤ الدین والدین کہ دایم</p>	
	<p>حسن این راہ صاحب ہمتاں بود تو بارے فی امان اللہ بودی</p>	
<p>فی المثنویات مدح سلطان اعظم و شہنشاہ معظم سلطان السلاطین علاؤ الدین والدین خلد اللہ ملک و سلطانہ انچہ دیو کی فتح کردہ بدہلی آمد</p>		
<p>ز درہاچہ داری بروں کن ز جیب بہ از درچہ باشد ترا پیش کش درے در طبق نہیہا پیش شاہ فلک و ارتاج سر ہر کہ بست ہما یوں ترش وارد از صد ہماے ز ہفتم کرہ بگذرانیدہ رخس</p>	<p>بیایے گہر جوے در یائے غیب چو آئی دریں بندگی بندہ و شس طبق از ورق کن در از نظر خواہ شہنشاہ در یاد لے ابر دست خداوند عالم کہ عالم خداے علاؤ الدین آن خسرو گنج بخش</p>	

یک تن پناہ ہمہ عالم است
 چو انصاف او دید انصاف داد
 فرشتہ سر آستین پوشدش
 سکندر سیریل سلیمان سریر
 کہ وہم مراد رکشا شش فگند
 سر شش فتح نام ویت
 بختہ ز عرف آمدہ بر زمین
 بر آورد و حضرت ذوالجلال
 رواں کردہ از بہر احسان شش
 ز زرد ادت اندر زمین جوئے زر
 ترا ختم شد مملکت و آستن
 میں اختلافت ازین شد خطا
 ز بالاتراں نیز بالاتری
 پلنگینہ پوشے نبی چون تشر
 تو از صد نسریدون آری مار
 صد آئینہ در رائے روشن راست
 کہ ہر جرحہ است بہتر از جام او
 نمی شاید ایخبا سخن در فگند
 بیدے کہ چون میکشد این سپاہ

محمد شاہ ہمہ عالم است
 فلک کے چہ دور است از انصاف و داد
 شے کا سما نہا زمین پوشدش
 مبارک جہاں بخش آفاق گیر
 کما شش چنان سخت دیدم بند
 کمنہ شش کہ گیتی بام ویت
 سمندش یکے برق در زیر زمین
 خیمے گلبن ملک را نونہال
 رواں کردہ از بہر میدان خویش
 ز خورشید بر آسمان گوئے زر
 برای و برایت برافراشتن
 توئی در خلافت بحق دستیا
 زہر پاز شاہ ہے تو والاتری
 کیومرث اول جہاں ویر
 فریدوں اگر کیں کشید از دو مار
 سگندر یکے آئینہ کرد راست
 چہ پرسی کہ گنجد و نام او
 ز رستم ز ظہور شش دیو بند
 اگر رستم از بندگان تو شاہ

نگر و بے گرز ذکر دستاں خوش
 شنیدم ز مہور ش دیو بند
 دلیران خود ہیں بہ تیغ و تیر
 ازاں پیل زوراں حکایت خواہ
 ہم پیل زورند در تاختن
 ز بے آفتاب ستارہ پاہ
 ازاں فتح ہر گ کہ یاد آیدم
 بہ تیغ چو سیلاب زور جنگ
 ز تیغ تو خون سیل زور میں
 سپاہ تو نگداشت ازاں بوم و
 وز انجا بفرخندہ تدبیرت
 رسیدی چو ابرے ز ہندوستان
 ز دی خیمہ ملک چوں آفتاب
 دریں کارہاکت ہمیں کار باد
 نہ بہ بخت این تخت گاہ قدیم
 رکاسب تو اورا گرانمایہ کرد
 راہین زمانہ چو بر میدہد
 کہ دریا تم عزت پائے ہوس
 منہم میں کہ کردم بصدگو نہ ناز

نشستی چو زائے دریاوان خوش
 گرفتت دیوے نجم در کمنہ
 گرفتت ہمہ عصہ دیو گیر
 کہ ہر یک از ارکان میں بارگاہ
 ز خود پس گیرند ہر تاختن
 فلک جستہ در سایہ تو پناہ
 زہرستخ با بے کشتا و آیدم
 نمودہ ہمہ خاک شکر و رنگ
 ازاں برق باراں چہ باشد ہمیں
 ز شمشیر ہندی زہند و اثر
 شدہ اتفاق جہانگیریت
 در افشا نہ بر تارک دوتان
 ز شرق مغرب کشیدی طناب
 خدایا ربودست ہو یا رباد
 کہ از حضرت یافت جام عظیم
 چو تو آفتابے بر و سایہ کرد
 بدریائے دولت گز میدہم
 ز شادی زدم بر ہم چرخ کوس
 بردے ہمایوں تو دیدہ باز

بھی قیمت یک جہانے زور
 نشہ بہ از صد سکندر بذات
 فلک خواجہ کوش دریں بزنگاہ
 چنین محلے را کہ شد لا نظیر
 زمین باید این بزم را غلغلے
 جہاں بخت شاہ حسن خاکست
 اگر غیبتش باشد و گر حضور
 دعا ہائے روشن تر از آفتاب
 سخن گرچہ دارم چہ نو چہ کہن
 سخن گوہرست بے گہر بخش شاہ
 گہر ہا کہ سختت نظر ہم بزم
 ترا خود چہاں داد طالع شرف
 اگر آں گہر ہا ز کان میکشند
 ز بے جوہر جاں زیادت قوی
 تن ملک راتا ابد جاں تو باش
 ز ہفت اخترت باد آن یاوری
 سکندر صفت ملک عالم ہراں
 سعادت طراز قبائے تو باد
 تو شاہ جہان و جہاں یار تو

کذاں نور چشم ہراں باو دور
 خضر ساقی و باد و آب حیات
 ملک آفرین خوان این بزنگاہ
 زمین چون ندیے بود ناگزیر
 چنین باغ را این چنین بلبلے
 چو اقبال دستش بفراتست
 نباشد دے از دعائے تو دور
 بہ آیں روشن دلاں مستجاب
 دعائے تو دارم مراد از سخن
 گہر جز گوہر فردشاں خواہ
 نثار تو زہینہ بند این گوہر ہم
 کہ گوہر ہی یابی از ہر طرف
 بہیں کیں جوہر ز جاں میکشند
 بہیں جانے آن قالب خسری
 جہاں را ہمیشہ جہان بان تو باش
 کہ ہر ہفت کشور بدست آوری
 خضر وار تا دور عالم ہراں
 سر سرور اں زیر پائے تو باد
 جہاندار مطلق نگہدار تو

این نیز در مدح دارالسلام

<p> چو پیداشت کلید فتح از دور ز بانگ کوس نوبت خانہ شاہ من از بالین عنسہم سر بر گرفتہ بحق حق ہواں کردم نفس را کریے کوست روزی بخش ہر روز کس اورا شکر گفتن کے تو نہ خدائے غیب دل از عیب خالی بقدرت گوشمال خود پرستان گنہ نشوے ضعیفان فیض جودش سکون و بخشش این شیب و بالا بساط چرخ و چندان مہرہ نور چو خواہد تا جہاں بر پائے وارو چنانک امروز از زمین عنایت شہ اسلام شاہنشاہ آفاق علاء الدین والدینا کہ پیوست محمد نام و انکہ صبح تا شام خجے سلطان جاں بخش و جہانگیر </p>	<p> فلک را فتح شد معمورہ نور بر آمد آیت نصر من اللہ سعادت را سپاس از سر گرفتہ کہ بے نامش روانی نیست کس را شب امید ہارا مشعل افروز کہ پیش روز روزی میرساند عمل فرمائے ملک لایزال برحمت دستگیر زیروستاں بساط عنفوت انکم از جودش کہ یار و داشتین جز حق تعالی ہمہ صنعت ز صنع او ست معمور جہانہ اران عادل را سپارو بشہ بخشید ملک بے نہایت بدانائی و دانا پروری طاق خدایش داد بر دنیا و دین دست بنام ایزد پناہ دین ہم نام ہمایوں باد چہ آسماں گیر </p>
---	--

بزم مغربی دادن چو خورشید
 بسنگ مغربی بدخواہ را پست
 کہ شکستش شرح نتوان داد ہرگز
 فلک نیمے روز سے باز گشتہ
 بہ فتح آسمانی آسمانے
 فریدوں را ایما فرخندہ ریا
 کر اسکر کہ تو تا بد گردن امروز
 کہ یار و باخدا خصمی نمودن
 فروشانند این غبار وحشت از راه
 شنبہ بدروز و القعدہ سیومہ روز
 فلک شد بر سماع کوس قاص
 بہ پائے پس دیدیم و سرود
 جہاں از آں تو چند را کہ خواہی
 شہ فرمان وہ کشورستان باش
 حسن حیاں ست از شرح دادن
 شنائے مسیحو تو گیتی حسد از ہند
 کہ ہر موجود را جودت نہانت
 کہ سوسن یک زبان خویش وہ کرد
 بروجر خطبہ ملک شہ پخت

بجام زر طلب کردن چو ہمیشہ
 جہاں کردی بزم مغربی مست
 مبارک باد بر تو فتح اس ڈر
 حصارے با فلک ہمز گشتہ
 گرفتہ بے حصارے بل جہانے
 شہاں شہنشاہ کثورکشا یا
 ترا طالع قوی و بخت فیروز
 خدا چوں با تو خواہد یار بودن
 غلوے بندگان دولت شاہ
 بسال ہفت صد فتح دل افروز
 پس از اخلاص چندیں بندہ خاص
 عدوے بے سرو پا را دریں کار
 برآمد از جہاں مقصود شاہی
 جہاں تا بہت تو شاہ جہان باش
 کہ یار و اینچنین کشورکشدون
 چگونہ مختصر عقلی چو من پسند
 شنائے تو نہ کار یک زمانست
 مگر خلق تو در گلزار رہ کرد
 بنہ پایہ سپہر از منبری ساخت

فلک چوں پیش تخت است کرسی
 اگر کوکب کند با هم قرانی
 نباشد تا باشد دور افلاک
 ترا از غیب غیب است جوشن
 درین عالی حصار سخت بنیاد
 دو گونه قوم یک دل بوده بودند
 دورنگی می نمودند آن دو دونان
 ز قوت یک عطار و آتش افروخت
 ترا گردون گردان چون غلام است
 چراغ تو چنان افروختند
 کلاهت راره از حفظ الهی
 بود نام کلاه چرخ گردان
 سرت پاینده باد و ملک باقی
 سعادت قرین با تو قرین باد
 بزور بازوان عالم کشادی
 مقرر بر تو هر چه از بازوت خاست
 خضر خان و مبارک شمع گلشن

حدیث سعد و نخس او چه پری
 ز بسند طالع میموی زمانه
 چو تو صاحب تیران از قران پاک
 ازین آئینه انجسبم اچر روشن
 که مشکل او ندارد آدمی یاد
 بکفران و بگنہ آلوده بودند
 ز حل پروردگان مریخ خونان
 دل مریخ با جان زحل سوخت
 ستاره کیست سیرا که دام است
 که مهر و مر ز نورش سوختند
 ز بے سر کیس کلاه شهنشاهی
 سروئے ازان سر کرنگردان
 شربت آب حیوان خضر ساقی
 طغر به دست و نصرت سمنشین باد
 ازین اقبال برخوردار بادی
 النغان معطس بازوئے راست
 دو چشم ملک و ملک از هر دو روشن

ترا عمرے که سیخو اهد دل تو
 مراد هر دو عالم حاصل تو

مدح شاہزادہ

ایک در درج شہسپاری روشن گہرے چو چشم نور ہم روح فزائے چشم بنیش سیارہ آسمان دولت دیب چہ رحمت الہی شہزادہ از نژاد شاہاں آوردہ بصد سعادت و جاہ سلطان جہاں علای دنیا تا باشد دین و دنیا آباد سرمایہ عیش خضر خاش شہزادہ شہید خاں ہمیشہ ہر یک ہزار ناز و شادی در حضرت شاہ پادشاہاں این جملہ دعا کہ کردہ شد یاد	پیرایہ ملک تاجداری اے چشم بدان زوے او دور ہم چشم و چراغ آفرینش در جہہ اونشان دولت گل دست باغ بادشاہی در صدف جہاں پناہاں فتح ابدی بکفرت شاہ از دولت او بقائے دنیا بر دنیا و دینش و تنگ باد جان گرے مزید جانش انصاف طراز عدل پیشہ با کام و نشاط کعبادی چوں گل ہو اے صبحگاہاں ار فضل خدائے انجمن باد
--	--

مدح الغ خان محظّم رسم اللہ بفقیرانہ درانیچہ فتح سومناٹ کو

چو خواہد جہاں خالق بے نیایا	کہ خلق جہاں لٹو کار ساز
-----------------------------	-------------------------

نہ عالم کیے را بر آرو علم
 چنانک آج ان نخت بر کشید
 سر خسرواں خسرو پیل زور
 جہانگیر شکر کشش کا مگار
 معزول عزت اسلام زور
 شدہ دیدہ دشمنان رنگ
 الٰہ خان اعظم ممالک پناہ
 جہاں دیدہ این نخت فیروزہ رنگ
 بلند اخترے خاست روشن ضمیر
 فریدیوں فرے بل تہمتن تنے
 صنم خانہ ہا بر زمین کرد پست
 خود اسال آں کرد براہل ہند
 چناں راند بر قلعہ بہ خواہ تند
 ز حضرت براں گویہ لشکر کشید
 بسر سبز انجب چوزد بارگاہ
 بیخ آں سیاہی چناں شہت پاک
 قوی پایہ تر معبد کفر گاہ
 برا فکند و بر کند و شکست و سوخت
 ہماں بت کہ معبود شان بود خاص

کہ بر لوح الصاف راند قلم
 کہ بر کاف کفر خنج کشید
 بہ خب ز شیراں بر آورد و شور
 خراسان و ہند و ستان مدار
 منور شدہ ہفت اظلام ازو
 ز الماس پیکان الماس سنگ
 قوی دولت از دولت پاوشاہ
 ز دیدہ چنوں خان فیروزہ جنگ
 چو خورشید ز بخش آفاق گیر
 منات افگنے سومات آسکنے
 شکستہ بت و سوختہ بت پرست
 کہ اقتد پسندیدگان را پسند
 کہ شد باد و پاد و پیمائش کند
 کہ موج سپا ہمیش پدیرا رسید
 جہاں دید کیسز ہند و سیاہ
 کہ نگذاشت یک خال بر رو خاک
 کہ ہر گم ہے را بد و بود راہ
 چنین شاید از مشرکان کینہ دوخت
 بدر کردہ تر مسیح و زر خلاص

<p> خداوند خان شہر یار و لیر چو گردوں بر آورد شمشیر قہر کہ تا مسجد جمعہ بر ہر شش ز بے پاک دین خسرو نام جو سے ز گجرات تا عرصہ سومات ہی جست ہندو زمیند و پناہ چو اسپ اندراں تعبیدہ در فگند بیاد و چون بخت بدش دلیل چہ پیلان جہاں دیدہ در روز جنگ قیامت نمودہ بشکل شکوہ بدین فتح شد روح محمود شاہ ز ریل بالا کہ این نماں کشید ز بے عدو گوہر سیریاں جواہر زہر جنس چندان گرفت چنان در کف آورد دہا بزور غنیمت چہ پر سی جگوم کہ چند ہم از بابت عطر و اریا گلہ بر گلہ اسپ تازی نژاد شنیدہ کفای شاہ کند زریں </p>	<p> چو خاش بصد خواری افکند زیر بگردوں کشاں می برد سوتے رود پاسے اسلامیایاں بر ہر شش بنام نکو از جہاں بردہ گو سے جہاں ضبط کرد از چہ از زور ذات دلی خان اعظم ز اقبال شاہ قرہ کرد و شکست شاہ پیل بند بیک پیل مال از عدو مال پیل جہاں کردہ در دیدہ پنجم تنگ قیامت نباشد رواں گشتہ کوہ ہم عاقبتہا شش محمود باد بصد پیل محمود نتوان کشید نہ غشتے دریں نے غبار سے دریاں کہ در چون صدف لبہاں گرفت کہ در ہفت دریا در افتاد شور نہ اندازہ دانشش ہو شنید بہتر خود چہ با شہد شتر بارہا کہ جو ش آتشش کہ پویہ باد بدین نژادہ نہادہ پارہ زمین </p>
--	---

نگر و بے گرز کردستان خویش
 شنیدم ز طہور ش دیوبند
 دلیران خود میں بہ تیغ و تیر
 ازاں پیل زوراں حکایت خواہ
 ہم پیل زورند در مآخترن
 زبے آفتاب ستارہ سپاہ
 ازاں فتح ہر گہ کہ یاد آیم
 بہ تیغ چو سیلاب در جنگ
 ز تیغ تو خون سیل نہ بر زمین
 سپاہ تو نگذاشت ازاں بوم و
 وز انجا بفرخندہ تدبیرت
 رسیدی چو ابرے زمیند و ستاں
 زوی خمیر ملک چوں آفتاب
 دریں کار ہاکت ہمیں کار باو
 زبے بخت این تخت گاہ قدیم
 رکاب تو اورا اگر نمایہ کرد
 مرا بین زمانہ چو بر میدہ
 کہ دریا فتم غزت پائے بوس
 منم این کہ کردم بصدگوز نماز

شستے چو زائے در ایوان خویش
 گرفتت دیوبند و کجمن
 گرفتت ہمہ عصمت دیو گیر
 کہ ہر یک از ارکان این بارگاہ
 ز خود پس گیرند ہر تا ختن
 فلک جستہ در سایہ تو پناہ
 زہر نستع با بے کشا و آیدم
 نمودہ ہمہ خاک شکر ف رنگ
 ازاں برق باراں چو باشد ہمیں
 ز شمشیر ہندی زہرند و اثر
 شدہ اتفاق جہانگیریت
 در افشا نہ بر تارک دوستاں
 ز شرق مغرب کشیدی طناب
 خدایا ربودست ہو یا رباد
 کہ از حضرت یافتی عابد عظیم
 چو تو آفتاب بے بر و سایہ کرد
 بدریائے دولت گزریا بہ
 ز شاہی ز دم بر نیم چرخ کوس
 بردے ہمایوں تو دیدہ باز

بھی قیمت یک چہانے ز نور
 شستہ بر از صد سکندر بذات
 فلک خواہی کش دریں بزنگاہ
 چنین مجلسے راکشہ لاناظیر
 زمین باید این بزم را غفلے
 جہاں بخت شاہ حسن خاکست
 اگر غیبتش باشد و گر حضور
 دعا ہائے روشن تر از آفتاب
 سخن گرچہ دارم چہ نو چہ کہن
 سخن گوہر تباہے گہر بخش شاہ
 گہر ہا کہ سفتت نظم بزم
 ترا خود چہناں داد طالع شرف
 اگر آں گہر ہا ز کان میکشند
 زبے جوہر جہاں زیادتی قوی
 تن ملک راتا ابد جہاں تو باش
 زہفت اخترت باد آن باوری
 سکندر صفت ملک عالم براں
 سعادت طراز قبائے تو باد
 تو شاہ جہان و جہاں یار تو

کذاں نور چشم ہاں باد و دور
 خضر ساقی و بادہ آب حیات
 ملک آفرین خزان این بزنگاہ
 زمین چون ندیے بود ناگزیر
 چنین باغ را این چنین بلبلے
 چو اقبال دستش بفرات گت
 نباشد دے از دعائے تو دور
 بہ آیں روشن دلاں مستجاب
 دعائے تو دارم مراد از سخن
 گہر جز گوہر فرودشاں خواہ
 نثار تو زہبت ہاں گوہر ہم
 کہ گوہر ہی یابی از ہر طرف
 بہیں کیں جوہر ز جہاں میکشند
 بہیں جانے آن قالب خسری
 جہاں را ہمیشہ جہان بان تو باش
 کہ ہر ہفت کشور بدست آوری
 خضر وار تا دور عالم ہماں
 سر سرور اں زیر پائے تو باد
 جہاندار مطلق نگہدار تو

ایں نیز در مدح دارالسلام

<p> چو پیدایش کلید فتح از دور وز بانگ کوس نوبت خانہ شاہ من از بالین عنقبم سر بر گرفتیم بحق حق یواں کردم نفس را کریمے کوست روزی بخش بہروز کس اورا شکر گفتن کے توانہ خدائے غیب دل از غیب خالی بقدرت گوشمال خود پرستان گذشتہ ضعیفان فیض جودش سکون و بخش این شیب و بالا بساط چرخ و چنداں مہرہ نور چو خواہد تا جہاں بر پائے دارو چنانک امر و زار زمین عنایت شہ اسلام شاہنشاہ آفاق علاؤ الدین والدینا کہ پیوست محمد نام و انکہ صبح تا شام خجے سلطان جاں بخش و جہانگیر </p>	<p> فلک را فتح شد معمورہ نور بر آمد آیت نصر من اللہ سعادت را سپاس از سر گرفتیم کہ بنامش روانی نیست کس را شب امید ہارا مشعل افروز کہ پیش روز روزی میرساند عمل فرمائے ملک لایزال برحمت دستگیر زیروستان بساط عفوت کم از جودش کہ یار و داشتن جز حق تعالی ہر صنعت ز صنع اوست معمور جہانہ اران عادل را سپارد بشہ بخشید ملک بے نہایت بدانائی و دانای پروری طاق خدایش داد بر دنیا و دین دست بنام از دستاہ دین ہم نام ہمایوں باد چہ آسماں گیر </p>
--	---

بزم مغربی داون چو خورشید

بسنگ مغربی بدخواہ را پست

کہ شکلش شرح نتوان داد ہرگز

فلک نیچے رہ ازوے باز گشتہ

پستح آسمانی آسمانی

فریدوں را ایما فرخندہ ریا

کر اسکر کر تو تا بد گردن امروز

کہ یار و باخدا خمی نمودن

فروشند این غبار وحشت از راه

شعبہ بد زو والقعدہ سیوم روز

فلک شد بر سماع کوس قاص

بہ پائے پسیل دیدیم و سردار

جہاں از آں تو چنداں کہ خواہی

شہ فرمان وہ کشورستان باش

حسن جیساں ست از شرح دادن

شائے مسیح تو گیتی حسد اند

کہ ہر سو جو در اجودت فہانت

کہ سو سن یک زبان خویش وہ کرد

برو جہر خطبہ ملک تہ پودخت

بجام زر طلب کردن چو جمشید

جہاں کردی بزم مغربی مست

مبارک باد بر تو فتح اس در

حصارے با فلک ہمز گشتہ

گفتی نے ہزارے بل جہانے

شہاں شہاں شہاں کشورکشا یا

ترا طالع قوی و بخت فیروز

خدا چوں با تو خواہد یار بودن

غلوے بندگان دولت شاہ

بسال ہفت صد فتح دل افروز

پس از انحصار چندین بندہ خاص

مدوے بے سرو پا را دریں کار

برآمد از جہاں مقصود شاہی

جہاں تا بہت تو شاہ جہان باش

کہ یار دایمیں کشورکشا دن

چکوہ مختصر عقلی چوسن چسند

شائے تو نہ کار یک زبانت

مگر خلق تو در گلزار رہ کرد

بنہ پایہ سپہر از مہتری ساخت

فلک چوں پیش تخت تست کرسی
 اگر کو کب کند با ہم قرانی
 نباشد تا ببا شد دور افلاک
 ترا از غیب غیب ست جوشن
 درین عالی حصار سخت بنیاد
 دو گون قوم یک دل بود بودند
 دورنگی می نمودند آن دو دومان
 ز قوت یک عطار و آتش افروخت
 ترا گردون گرداں چوں غلام است
 چرخ تو چنان افروختندند
 کلاهت زاره از حفظ الهی
 بود نام کلاه پسخ گرداں
 سرت پاینده باد و ملک باقی
 سعادت قرین با تو قرین باد
 بزور بازوان عالم کشادی
 مقرر بر تو هر چه از بازوت خاست
 خضر خان و مبارک شمع گلشن

حدیث سعد و نخس او چه پری
 ز بسند طالع میموی زمانے
 چو تو صاحب تیراں از قران پاک
 ازین آئینه انجسہم اچہ روشن
 که مشکل او ندارد آدمی یاد
 بکفران و بکفر آلوده بودند
 ز عل پروردگان مریخ خونان
 دل مریخ با جان زحل سوخت
 ستاره کیمت سیر او کدام است
 که مهر و مر ز نورش سوختندند
 ز بے سر کیس کلاب شین و شاهی
 سروئے ازان سر کرگرداں
 شربت آب حیوان خضر ساقی
 طغر به دست و نصرت هم نشین باد
 ازین اقبال بر خود اربادی
 الفغان معطس هم بازوئے راست
 دو چشم ملک و ملک از هر دو روشن

ترا عمرے کے سجدہ ابدی ہے

مرا و ہر دو عالم میں تو

مدح شاہزادہ

ایک در ذبح شہ سیری روشن گہرے چو چشم نور ہم روح فراتے چشم بنیش سیارہ آسمان دولت ویسا چہ رحمت الہی شہزادہ از نژاد شاہاں آوردہ بصد سعادت جاہ سلطان جہاں علای دنیا تا باشد دین و دنیا آباد سرمایہ عیش خضر خاش شہزادہ نسریدیاں ہمیشہ ہر یک ہزار ناز و شادی در حضرت شاہ پادشاہاں ایں جلد دعا کہ کردہ شد یاد	پیرایہ ملک تاجداری اے چشم بدان زوے اودھ ہم چشم و چراغ آفرینش در جہہ او نشان دولت گل دستہ باغ بادشاہی در صدف جہاں پناہاں فتح ابدی بحضرت شاہ از دولت او بقائے دنیا بر دنیا و دینش و شگ باد جان گرے مزید جانش انصاف طراز عدل پیشہ با کام و نشاط کیبادی چوں گل بہو اسے موجاہاں از فضل خدائے انجمن باد
--	--

مدح النعمان معظمہ رحمہ اللہ بجزانہ درانیچہ فتح سومناریہ کی

چو خواہد جہاں خالق بے نیان	کہ خلق جہاں لثوہ کار ساز
----------------------------	--------------------------

ز عالم یکے را بر آرد مسلم
 چنانک آن حج اس نخت بر کشید
 سر خسرواں خسرو پیل زور
 جہانگیر شکر کشش کامگار
 معزول عزاسلام زو
 شدہ دیدہ دشمنان رنگ رنگ
 الٹخ خان اعظم ممالک سیاہ
 جہاں دیدہ این نخت فیروزہ رنگ
 بلند اخترے خاست روشن ضمیر
 فریدیوں فرے بل ہمتن تنے
 صنم خانہ ہا بر زمین کرد پست
 خود اسماں آں کرد براہل ہند
 چناں را ند پر قلبہ بد خواہ مند
 ز حضرت ہراں گونہ شکر کشید
 بسر سبز انجب چوزو بارگاہ
 پیچ آں سیاہی چناں شہت پاک
 قوی پایہ تر مہبہ کفر گاہ
 ہرا گندہ بر کند و شکست و سوخت
 ہاں بت کہ مہبود شان بود خاص

کہ بر لوح انصاف را ند قلم
 کہ بر کافہ کفر منجب کشید
 پنجبہ شیراں بر آورد و شور
 خراسان و ہندوستان مدار
 منور شدہ ہفت اظلام ازو
 ز الماس پکاں الماس سنگ
 قوی دولت از دولت پادشاہ
 ز دیدہ چنوں خان فیروزہ جنگ
 چو خورشید رخس آفتاب گیر
 منات افگنے سومات آفگنے
 شکستہ بت و سوختہ بت پرست
 کہ افتد پسندیدگان را پسند
 کہ شد باد پاد پاد پایش کند
 کہ موج سپاہش ہر یار سپید
 جہاں دید کیسے ہندو سپاہ
 کہ نگذاشت یک خال بر رو خاک
 کہ ہر گم ہے را بد و بود راہ
 چنیں شاید از مشہ کان کہنہ دوخت
 بدر کردہ تر صبیح و زر خلاص

چو خاش بصد خواری افکند زیر
 بگردون کشاں می برد سوت
 رود پایے اسلامیاں بر سرش
 بنام نکو از جہاں برودہ گوے
 جہاں ضبط کرد از چہ از زور ذات
 ولی خان اعظم ز اقبال شاہ
 قرہ کرد و شکست شایں پیل بند
 بیک پیل مال از عدو مال پیل
 جہاں کردہ در دیدہ پنجم جنگ
 قیامت نباشد روان گشتہ کوہ
 ہمہ عاقبتہا شش محمود باد
 بعد پیل محمود نتوان کشید
 نہ غشتے دریں نے غبارے دران
 کہ در چون صدف لبندہاں گرفت
 کہ در ہفت دریا درافت اور شور
 نہ اندازہ دانش ہوشمند
 شتر خود چہ باشد شتر بارہا
 کہ جوش آتش گہ پویہ باد
 بدیں شردہ نہ سادہ پابریں

خداوند خان شہسوار ولیر
 چو گردوں بر آورد شمشیر قہر
 کہ تا مسجد جمع نہ بر سرش
 زہے پاک دین خسرو نام جوے
 ز گجرات تا عرصہ سو منات
 ہی بست ہندو زمین و پناہ
 چو اسپ اندراں تعبیدہ درنگند
 پیادوں چوں بخت بدش دلیل
 چہ پیلان جہاں دیدہ در روز جنگ
 قیامت نمودہ شکل شکوہ
 بدیں فتح شروع محمود شاہ
 ز پیل بالا کہ این خان کشید
 ز بے عدو گوہ سر بکراں
 جواہر زہر جنس چندان گرفت
 چنان در کف آورد در ہا بزور
 غنیمت چہ پرسی حکویم کہ چند
 ہم از بابت عطر خسرو ارباب
 گلہ بر گلہ اسپ تازی نژاد
 شنیدہ کجاں شایں کند زیریں

<p> مزمین چنانک از ستاره سپهر یک جام صدفت از بیم خام نگنجد در کار گاہ خیال پلاس اطلس و خیمه دیاشده نخید مگر بر سر پرورد رنگ که این فتح کز خان اسلام خاست ز تحقیق آل بدگماں مانده ام خردمند خانانہ سر پرور ہیں مختصر عقل بشلنگ خوش بشرط دعا فگنسم بار خود دعا از من آید اجابت رغیب کہ فیروزہ سنجی و فیروزہ قال بقال حسن برد عا خستم کن بہر جا کہ باشد نگہبان تو باش ازاں نور چشم بدان باد دور برو سایہ سایہ کردگار </p>	<p> ہم خیمہ ز در زودہ خوب چہر بیک رشتہ یک رشتہ از غلام منقش ہر جا ہائے تقال سپاہ از سرو پائے زیبا شدہ پے یک گلیم آنکہ میخورد رنگ بحق خداے کہ بر حق خداست ندیم خودم و گر خواندہ ام چو اں دولت کشا سرور چہ دامن تناگفت زمیں مایہ پیش ہماں بہ کہ از بحر گفتار خود وعار اپروں آورم سرز جیب دعایت مرا فرض شہماہ و سال حسن قال خود میرنی این سخن الہی سپاہ العنقاں تو باش از ویافت چون چشم اسلام نور سر را پیش بر جہاں سایہ وار </p>
---	---

حکایت

علی برزده ز عالم دل

از غریب شنیدم این غم دل

<p> زان ہی ریخت بر جگر نکلے گوہرے از درون جان حسیقت مرہم سینہ جگر سوزاں بردر خوشم اتصالی بخش گنج نایاب راہی جویم کار ہا خاکیاں کند چون نذر عرشیاں دعلے روئے تواند یا بکوئے غمت بود و طم بجنابت کجا رسد درویش کہ بجائے دو دیدہ روشن چشم جلد جہاں مرا باشد خاطر خستہ را سبب می گیر ہر یکے از درے گرفتار نہ نبود جز بیاد تو خشم بگدائی تو کشایم و بس کایں قدر جاں کہ جلد عالم را بنام عشق بر ہا نہا پچو سزیر پاست اندازم دست از اندوہ تو گلو گیر است </p>	<p> وقت خوش داشت با خیال یکے این معانی بدرودل میگفت کاعے چراغ شب سیر روزاں حال من ہیں نظام حالے بخش تو کجا من کجا چہ میگویم از دو چشمت یک اتفات نظر پادشاہاں گدائے کوئے تواند من کہ باشم کہ لاف عشق زخم با چنین ہستی گستاخویش بار ہا آرزو برو دل من کاشکے حاجتم روا باشد ویں تمنا ہم اندرون ضمیر کہ زبانہا کہ مردماں دار نہ این ہمہ گر مرا بود چہ کنم بلکہ جلد زمان اہل نفس در سرم نیز کہ گایں سو دست گرم را باشد از ہمہ جاہنا یک یک اندرہ تو در بازم چکنم چون کنم چہ تدبیر است </p>
--	--

پنفس میتوان زون نہ نفیر
آنچنان دارگاہ و بیگا ہسم
مونس شادی و غم من باش
جان بندہ حسن کہ شد خاکت

ہم توی دستگیر و ستم گیر
کز تو جز تو نخواہم ارخواہم
آدمے ہست ہدم من باش
خاص گرداں بہ بند تراکت

در انچه ریات شاہ عالم بیرون آمد

مبارکباد عنرم شہریاری
ظفر آویزش چتر سیاہست
مبارک طالع تو یاور تو
بحکم تو امور بادشاهی
زہے شاهی کہ ہستی ختم شاہان
علاء الدین والدینا کہ عالم
محمد شاہ گیتی دار جان بخش
شہادت تسلیم گیر اتاج دارا
خلایت یار باوا بخت ہمہ
از انجا کار تقاع طالع تست
حسن را بردھا گوینت تفضل

تخت یار دولت سازواری
فلک در سایہ گرد سپاہست
ہمایوں ہست تو رہبر تو
بدست تو کلید ہر چہ خوی
در تو قبلہ مقصود و خوابان
شدش از شرق تا مغرب مسلم
جہان حئے و جہاں گہر جان بخش
دست رکن قوی دین خدا را
صدائے کوس تو نصر من شدہ
کواکب پیش تو بستہ کمر چست
دعا او گفتہ آئیں کرو جبرئیل

در کیفیت نوروز

مبارک باد بر سلطان اعظم

بہار نسج و نوروز عالم

مبارک باد گشت مرغ و ماہی مروح از نشاطِ جسا و دانی یکے بانیت بشکفتہ من اللہ ہنال ملک ملت بار دادہ نگرا از تہنیت گویان نوروز دعائے خواندہ و برشہ دمیدہ رواں بہر تار افشان این در ہوا از ابر در کافور ریزی کہ جاں راقوتست دیدہ راقوت در آمدہ بر رسم خدمتے پیش بر آوردہ بدح شاہ غفل سنانش بر دل بدخواہ خارا ز فراوست چون فردوس خرم کہ از بختش جوانست عالم پیر چو گل نو نوسن توح آوازہ بختاد بر آہنگ دعا گوئی نواساز جہاں ہر روز از نوروز کردہ	مبارک باد بر شہ جشن شاہی مبارک باد بزم خسروانی بجہتند ہایوں مجلس شاہ شہ انجام دست چل دیا کشادہ بر در کل موجودات امروز نخشیں صبح کز مشرق رسیدہ فلک میں دامن از خورشید پرور صبائے از بوئے خوش و مشک بیزی گل سوری طبق پر ز رو یا قوت سمن سیم خود و ز گس زر خویش برسم مال و جان خاص بلبل شہے کو باغ و دولت را ہسارا علاء الدین و الدنیا کہ عالم محمد شاہ جان بخش و جہاں گیر خدایش عسمر بے اندازہ بختاد حسن ہر دم چو مرغان خوش آواز پہریش بر جہاں فیروزہ کردہ
---	--

بر شمشیر شاہی بنیشتہ اند

در ہر مہفت کشور را کلید است

ز بے تیغی کہ فتحش بر مزید است

<p>زمانہ و رعایا و دولت شاہ چو دریا موج گوہر زائے دارد علاء الدین و الدنیا کہ عالم محمد شاہ تاج تارک بخت جہاں مضبوط بیخش طول با عرض ہے تانیغ را فیض است بنیاد سریش پانہادہ بر سر تیغ</p>	<p>ہمیشہ ورد او نصرت من شد گر در دست سلطان جائے دارد ہمہ شمشیر او دست مسلم بہ تیغ تا جداراں بندہ تخت ہو السلطان ظل اللہ فی الارض جہاں در قبضہ فرمان او باد بد اندیش و اسرار سر تیغ</p>
--	--

ہم دران معنی

<p>امروز کہ دل کشادہ داریم بنگر کہ چہ خرمی است امروز سر یافتنی بعد سعادت فتح آیت ناز خواندہ از بر سر یافتنی بعد ایادیت والا سیر از بزرگواراں فخر نسب جہاں پناہاں خورشید سپہر کا مکاری ستارہ سعد بندہ وارکش ناہست سرے بر آدمی زاد ہر شخص کہ سر کشد ز رایش</p>	<p>از دولت شاہ ہزادہ داریم عیشے بہبار کی دل افروز اسباب طرب شدہ زیادت تازہ شدہ نو نشاطی از سر بر ہر موئے ہزار شادی ست الحق ز نژاد تاجداراں روشن گہرے ز نسل شاہاں از آل و تبار شہریاری عز ابدی کند تبارکش شہ تاج سر ہمہ جہاں باو بادا ہمہ سالہ ز رایش</p>
--	--

در ہدیت تزویج

<p> امروز دریں سعادت آباد امروز دریں سراچہ سور امروز دریں سرانے شادی خیزید و ترقی بہ تخت بندید از نقرہ کشید فرش میدہا ہماں کہ ہی رسد زہرباب از لطف زبان شکر فتانید چوں ابر شوید گوہر افشاں ترتیب کنید بزم جمشید موجود کنید از پے شاہ نزدیک شد آن کہ شدہ در آید اینک علی بر آمد از نور آن کو کب مشتریست یا ماہ شاہ آمد و ماہ زیر مفتول شاہ آمد و ماہ در بنا گوش شاہ آمد و شاہیاں برابر شہ را نگرید چشمہ نور </p>	<p> از غیب سعادت و گر زاد نوبت ستارہ کلہ نور بکشاد فلک در ایادی قبہ بطنا ب بخت بندید از زر خلاصہ نقش ایوان در پیش برید نعتل و جلاب در سلک سخن گہر فتانید چوں گل بہمہ طرف زرافشاں با بجر صبح شمع خورشید طشت از فلک آفتابہ از ماہ نظارہ بہ بام و در بر آید آواز روار و آمد از دور یا کو کبہ سعادت شاہ چوں سرو سہی قبول مقبول شکر بدان و گل در آگوش گلزنک شدہ جہاں سراسر اے چشم بد از جمال او دور </p>
---	---

یاراں ہمہ ہمرا کاب بانشاہ یارب بوفائے نیک مرداں با اول دوستاں دریں کا با خاطر جمع اہل ایریں سور اقبال چو بخت یارشاں باد فالے کہ ز مند باد مسعود ایں فال نکو ہن سال بادا	چوں انجمن ستارہ با ماہ زین خانہ بلائے بد بگرداں بشگفتہ چو گل میان گلزار زین جمع نشان فتنہ بادور شادی و نشاط کارشاں باد ختم ہمہ کار باد محسود وین عیش ہزار سال بادا
---	--

در تہنیت ولادت

بس خوش خبرے شنید امروز نوگشت پہر کہنہ در سیر از زادن این خلاصہ عہد امروز بوقت پاداداں برداشت زمانہ با صد امید صبح آمد و کرد گوہر افشاں احنت زہت لطیف غیب خورشید و شے چو ماہ منظور اقبال چو بخت داوک او از دایہ ز سرہ پیشکار	کز اختر سعد و بخت پیروز نوزاد سعادتے دریں دیر نوگشت نشاط این کہن ہمد زین مژدہ چہ غنہ زمانہ شاداں زین دہلے ز جہم شہ شہید از ہر طرف زرافشاں بخشیدہ غیب دان بے عیب طفلی و چہ لفعل آیت نور آئید خبا اناکب او وز چنبر چرخ گا ہوارہ
--	--

بند از سر دلف و طسره حور
 انگندہ جلائے از جلالت
 باشت نعیم و انتک ناز
 عمرے چو زمانہ دہ در از شش
 فرخندہ قدم بر اہل آفاق
 بر مادر و بر پدر مبارک
 افزوہ نشاط کیتبادی
 این دقت دعاش باد و آل ہم
 کردہ در دولت آسماں باز
 از کوکب سعد و فال مسعود
 این شادی صد ہزار دیگر

گہوارہ نگر چو کلبہ نوز
 بروے بسعادتی حالت
 پر داخستہ باہزار اعزاز
 یارب تو بصد ہزار نازش
 کار ہمہ جمانیاں طاق
 خود ہست بفضل حق تبارک
 ہر روز دریں سرے شادی
 تاہست زمین و آسماں ہم
 ہر روز دریں سراچہ ناز
 ہر روز دریں مہتام محمود
 ارزانی باد تا ہمیشہ

در شہر شدن شاہ ہزاروہ

در مقصود ہا کشاہ امروز
 گہر سعد بر نہ مانہ نشاد
 دہل آفتاب بر د بام
 ملک اندر حصار بادی شد
 این ہمہ عیش و عشرت از چہ صیت
 شہی شاہ ہزاروہ آفاق

صبح دولت جمال داد امروز
 مشتری کرد از یمن و یار
 آسماں بر سبیل شادی عام
 زہرہ اندر سرود شادی شد
 ہیج دانی کہ این نشاط از چہ صیت
 ہست از روئے بہترین میثاق

این فلک قدر آفتاب تھا
 نور چشم شہ زمان وزین
 شاہ تسلیم گیر ملک پنا
 کلمہ کنوں دعائے شہ آغاز
 اے فلک آں چناں کہ منجواہی
 شد دریں عرصہ بہشت نشاں
 بخت را میں بوئے پیتھانی
 فتح بسنگر کہ خادمان سرے
 چرخ باہفت قبہ گرداں
 بر کشیدہ مغنیاں ہر دم
 شاد باش اے مراتب شاہی
 ہر طرف قبہ ہائے خوش منظر
 مرکبانی ز چرخ برودہ گرو
 تنق ز رنگار ز اوج سپہر
 وقت آں شد زرشہ در آید شاہ
 اینک اینک بید موبک شاہ
 نزل شامانہ پیش شاہ برید
 گوہر افشاں کیند چون باراں
 تخت کسری و کرسی جمشید

خضر خاں بچو خضر و بر بقا
 شاہ عالم علاء دنیا و دین
 خسر و خسر و اں محمد شاہ
 شاہ کشور کشائے بندہ نواز
 بشنوا ز من حصارہ شاہی
 ابر زاب حیات قطرہ فشاں
 رفتہ کرد از بساز مہسمانی
 دست بردست ایستادہ بہ پائے
 یکے از بندگان ایں دوراں
 کھن داؤد در سراچہ جسم
 رونقے آں چناں کہ می خواہی
 یک جہاں پیل از عماری نر
 ہر یکے با چہ سا رگاں مہ نو
 نصب کردہ و رائے کلمہ مہر
 تا چنانست شادی شہ باد
 ماہی از آفتاب کردہ کلاہ
 میوہ در طشت مہر ماہ برید
 بر سر شاہ و بر ہمہ یاراں
 عود از مسج و مجمر از خورشید

لہ آواز یک از چند ساز و چند طلق کمر تہ بر آید

شاہ پاک اعتقادِ خوبِ خصال
 باد ہر روز ہر زمان افزوں
 باد تا روزِ حشرِ ارزانی
 ملک بر شاہ جاودانی باد
 حسن از ما و حالِ این در گاہ
 این دعا ہائے خوش کہ او گفته است
 ختم بر نامِ شاہ باید کرد
 خلد اللہ ملکِ آسین

تا در آید شد مبارک فال
 یارب این شادے کہ بہت کنوں
 یارب این کام و نمازِ سلطانی
 شاہ در عیش و کامرانی باد
 جاوداں باد روز دولت شاہ
 این گہر ہائے ترکہ او سفند است
 نسخہ بر روئے ماہ باید کرد
 شاہ شاہاں علاء دنیا و دین

ہم در ان معنی

شاہ مارا بکن مبارک باد
 وز فتوحاتِ عالم لاریب
 عقد شہزادہ می شود امروز
 این از ان چشمہ چشم بد میں دور
 شادی تستہ شادی اسلام
 شادی شہزادگان دگر

اے سعادت در اے خسر و شاد
 کہ ز فضلِ خداے بخششِ غیب
 عیش آمادہ می شود امروز
 شدہ خضر خاں کہ بہت چشمہ نور
 اے شدہ شش جہات ہفت اقلام
 بعد ازین ہم بریں طریق نگر

حکایت

بارے از سگ طریق فقر آموز

شیر مردے چہ خوب گفت امروز

پنج خصلت درو پندیدست
 خان و مانے معینش نبود
 ہر کجا شب رود شبستانش
 نان شیرینش کم رسد جہاں
 پیش تو در گر سنگی گزرد
 شب بہ بیداریش رود ہمہ شب
 "عجبا للحب کیف ینام"
 از خداوند خود نباشد دور
 او بدم لایہ اندر آید پیش
 چیزے از خود ز حبس نگرارد
 این جہاں و ان جہاں برابر است
 سگ لغت نفس سگ بتراست
 از سگ آموز آدمی گرنی
 با خداوند بے نیاز جوئے
 سگ کوئے تو پنجہ بردن شیر
 حرمت شیر و حرمت آن سگ
 بسکی دست قبول کن

سگ کہ بر خاک خوار غلطید است
 اولیں آنکہ مسکنش نبود
 کج ادبار باشد ایوانش
 دو میں آنکہ آشکار و نہاں
 عمر او چوں کسے نکو نگرد
 سو میں رسمش آن بود کاتب
 ہست گونی محب زلف ظلام
 چار میں آنکہ وقت شیون سو
 خصم اگرچہ بر اندش از پیش
 پنجم آن دم کہ رخ بجاک آرد
 پوشینی کہ دارد اندر پوست
 اے حسن خفته مانده خطر است
 وہ اگر نیت در نیت سرنی
 چوں سگ اندر رہ بزاز ہوئے
 کائے وظینہ وہ گر سمند و میر
 شیر را حمل دادہ سگ راتگ
 کز در فضل کم فضولم کن

گرچہ لابن نام بہ طوق شکار
 دولت داغ خود در بلیغ مدار

ولہ

<p> دے کم کر وہ ام باز از کہ جویم؟ نہ از دل آگہم نزد لبر خویش رسیدہ سیل و رہ کر وہ یہ بنیاد ز ما سیرغ رحمت کیمیا شد دل من خستہ و از ہجران بجانم نہ انم کسین خدنگ از ترکش کسیت چہ کردم تا بدین روز افتادم دل من کا خیر بختش بگوں شد نہ ہرگز من سوالے کردہ ام بد نہ من پروانہ رار اندم از نور نہ من نقتے فرو شتم ز کاخے نہ من آزاد نفسے بندہ کردم نہ بر بادوی طمع کردم ہوئے نہ از جام جنایک جرعہ خوردم چہ گفتم ہرچہ گفتم از کم و بیش نہ انتم چو قدر و صلت یار کسے کش با فراخے اتصااست الہی ہرچہ رفت ہذا ناپندم </p>	<p> چہ گویم حال خود پیش کہ گویم؟ چہ روز آمد مرا امروز در پیش کسے فریاد خواہم نیست فریاد مسلماناں مسلماناں کجا شد کہ رہ داد این ہلا ہارا نہ انم تھے کا نہ دولت از آتش کسیت چہ افتاد اینک از خود نیست یاد بپا داشت کہ امیں جرم خوں شد نہ من با ہیچ نیکی بودہ ام بد نہ من یاری زیالے دشتم دور نہ من برگے جدا کردم ز شاخے نہ من برگریہ کس خندہ کردم نہ بر مورے ستم کردم ہوئے نہ ہر افتادہ افسوس کردم ہمہ از خویش دیدم آفت خویش شدم لا بد بدین محنت گرفتار نہ ناشکری ایام و صلاست گیری کاں ہمہ از خوں فلندم </p>
--	--

چو برجامم در نعمت کشادی
می کان یا فتم از دست مردان
حسن را راه بر او فضل گر گد

مزیدی کن ہمیں نعمت کہ دادی
ز دور ناسپاسی صاف گرداں
بخوت گاہ خاص لی مع اللہ

حکایت

شنیدم کشتی در موج گاہے
در اں کشتی در اغلب اہل ایماں
سلماناں بر آشفند گاہ کار
چو نور آشنائی ہست بر ما
بدریا افکنیم این گبر را زود
چو بشنید این سخن اں مرد گمراہ
پس آنکہ با سلماناں چنین گفت
گرازمائیر شومی کیے گبر
چرا صدق نودن مومن پاک
در انجا پیر دانا بود مردے
بیاراں گفت بگذارید این را
مہیں در جو دست ناکس کس
دریں بودند کا دازے بر آمد
ز غرقاب آمد این کشتی بیایاب

ہمی شد غرقہ نے روونہ را ہے
کیے گبر نودن تن مسلمان
ہم از ہم صحبتاں آمد پدیدار
بلازیں مرد بیگانست بر ما
خلاص مانخواہد جز چنین بود
بر آورد از دل نومید خود آہ
کہ خار از راہ خود نے خود تو اں رفت
بلاخیزد چہ تدبیر است جز صبر
اثر نہ دہد دریں حال خطر ناک
رسید اندر دلش زیں حرف درد
بیشترید در راہ رضا پائے
دریں جا دستگیری نہا بس
کہ اینک روز محنت با سر آمد
علا مت را ہمیا گشت اسباب

حسن چوں ملک ملک بے نیاز
صلاح خود مبین و فسق غیرے
خدا و نذا بحال مانظ کن
ز ما خود جز لیمسی سے نزاید

سر اندازی دریں راه سرفراز بست
بہر حال از عذامی خواہ خیرے
دریں ظلمت چراغ فضل بر کن
تو خود کن کز کریمے تو آید

حکایت در علومت و سخاوت

شنیدم بود گبرے از کریاں
ز رو سیم و متاع و اسپ و اشتر
برو خواہندگان بشاقتندے
مگر سکنے از افلاس در ماند
نشاں پر سید آمد بر سراو
بدو گفتند کو در جگاہ است
تو بنشیں کوچہ باز آید ز پیکار
توقف در توقف داد درویش
بمیدان آمد و ہر سو طلب کرد
فنا د است آن طرف پہلو درید
بے آئین زر بخشیش بود است
بہر دناں خرابش کردہ ساقی
چو آمد بر سراو مرد محسروم

درو نور سخا چوں نور ایماں
جو اہر سلک و سلک از لعل از در
عرضہا خواستندے یافتندے
ز شہر خویش سونے شہر اوراند
کہ تا وجہ برد از دست او
از اینجا تا بدو یک میل راہ است
بزر دادن ترا چوں زر کند کار
گرفت آن راہ جلاں گاہ او پیش
جوانی گفت اینک آن جوانمرد
چو تو پہلوئے خود بارے ندیدہ
کنوں آہنگ جان بخشیش نمود
ہنوزش نیم جانی بست باقی
دعایش کرد کردش قصد معلوم

کہ چندیں وہ بامیدے دویدم
 سولے داشتتم ہنگام آن نیست
 چو آن نامہ گوش خستہ افتاد
 دروید آہے از سینہ برآورد
 بگفتہ بس اشارت کردش از دست
 بیار آن سنگ دندانم بروں گیر
 مسافریں سخن دندان لب ماند
 بگفتش دل ترا بس نیست خستہ
 وگراں مرد دنیا بخش بے دیں
 بگفتا وقتے از جور جہانم
 بدارو چوں نہ پیوست ای برادر
 در دندان سر ز رشتہ چند
 تو ز ربتاں مگر نامے برآید
 وہ بیخ آنکہ کشاوی لب دعار
 بدرد مرگ دندان بر زمین بود
 ہزاراں آفریں بر جان پاکے
 سخن در ہمت است زرقشانی
 اگر فاسق سخائے ہر زدائے دوست
 وگر زاہد کند با بخل پیوند

چو دیدم از خودت نوید دیدم
 دریں ہنگامہ جز تاراج جان نیست
 بجیلہ چشم خون آلودہ بکشاد
 دم ہر از صف کیسہ برآورد
 کہ زیر سر مرا یک سنگ کیست
 ز لب نوش را در موج خون گیر
 وزاں دندان شکستن در عجب ماند
 وگردناں چہ میخواہی شکستہ
 فغانے بر کشید از جان مسکین
 ہی جنسید دندان در وہانم
 مرا دندان بزر بر بست ماور
 چو جان کنیدہ شد دندان تو کند
 ز دندان منت کا مے برآید
 کزین نہ چرخ دندان خائے مارا
 چہ شاید کرد دندان قسمت این بود
 نیزد نزد او ملکہ بنجا کے
 حساب کفر و ایماں را تو دانی
 حبیب اللہ طراز دولت دوست
 خدایش دشمن او خلق صد چند

بدہ اے خواجہ ورنہ ہی باعزاز
درم داوہ بدرویش و دعا کرد
چو خواب آید عواقب باز دیدن
حسن جاں بر جو انمرداں فدا کرد
چو اہل ہمت ماورد خواہنے

بصد خواری جہاں بتانمت باز
خدایت مدح بریم قدس جا کرد
بمردادی ہر شتے را خریدن
جو انمردی ہمین است اے جو انمرد
بخوبی خواند از ایشان استانے

حکایت منع و مسلمان

بود مسلمانے از اقصائے رے
مختب آمد بصلابت بروں
منع زمیاں گفت کہ این عدل نیست
جز یہ وہم تلخ چہ رانی سخن
حکم براں شد کہ ز منع بگزید
دید مسلمان کہ چنین بے ہشند
گفت ظریفانہ کہ اے انجمن
کز پے اسلام نخواہید کشت
گرچہ کہ این بے ادبی طرف نیست
حالی از اں یک سخن خندہ ناک
مختب آں جہت از وغور کرد
مرد ہاں بہ کہ در امید و بیم

با منغے اندر رمضان خوردے
گفت بریزند ازیں مردوخوں
جانب من روزہ و روزی کمیت
آنکہ بدین است برو حکم کن
دست سیاست بہ مسلمان برید
منغ بگزارند و مسلمان کشند
علت من شد گر اسلام من
من منعم و منع بچہ ہفتا و پشت
بے ادب آنکس کہ دین حرف نیست
گردن او جت ز تیغ ہلاک
سر بہ چنین جائے کشد عقل مرد
بر کبند از آب حوادث گلیم

رکن دولت گر بخداوند راست بار خدا یا بخدائی خویش عفوکن از بندہ حسن ہرچہ گفت برمن و برہر کہ چومن زسیت خام	اگر بظواہر حلال افتد رواست یک نظرے بر دل صدجائے ریش از ہمہ بتواں ز تو نتواں نہفت فصل کن اے فصل تو دریائے عام
--	---

ایضاً

میر ہر سخن تا سپہریں نہ سر یافتہ نام معنی نہ بن گہر بایت بر حسن نسبت بہ از خندہ روشن نماید زدو چہ باشد چو طالع شود آفتاب بیک صنعت طرفہ چندیں پیچ	بری پیش سحر آفریں آفریں لقب چوں نہی ہر سخن را سخن کہ جبہ اگر لعل شد لعل نیست چو دریا زند شب ہمہ موج نور صدف پارہ خشک بر روئے آب کہ در جنب بہر آدنیچست بیچ
---	--

متضمن حساب میزان

بہ ترتیب ہر حرف سرتا بہ بن بہ میزان بہ آید دریں شیوہ رفت بریں تا شود جمع ہر خانہ راست	یکے میگزار و دیگر جمع کن ز وہ نہ ز نہ ہشت از ہشت زیادت چہ می بایت آن تراست
---	--

میزان جہان

ز یک سیر تا یک من بے درنگ	بہ یک بار برکش دریں چارنگ
---------------------------	---------------------------

یکے و سہ و نہ دگر نسبت بہت	بہ میراں بہ آید دین وزن رفت
----------------------------	-----------------------------

بستہ حسابی است

واں وہ باقی نہ افزوں کن نہ کم	از یکے تضعیف کن تا نہ رسم
بعد نہ چار و چار صد ہشتاد و نہ	ثبت کن گراں حساب ای سہ نہ ؟

در استخراج جمیع نسبت

تا جمع کنند کل نسبت در ماہ کنند ماہ در سال سی را بہ دو از وہ چہ ترسی ایں بیت ہمیشہ بردت باد گفت از دو ہزار و پانصد نسبت	گر جمیع شوند اہل نسبت اں خوب کہ ضرب ہنہ فی اہل گویم بصریح بہت درسی ور ایں دوسہ بیت بایدت یاد گفتم کہ تمام نسبت از چیست
---	--

لطیفہ در حساب میل

جنت طاقت طاق جنت ہمیں پنج در یازوہ چہ باشد سہ پنج در یازوہ ہماں پنج است	دوستے از جہل چہ گفت بہ میں راست گفتم دین مدارا ندہ خود مرا خاطرے ہنہ سنج است
---	--

ایں چند ثنوی در صفت بابت

باب البرکات آسانیت	ایں در کہ بناے شادمانیت
--------------------	-------------------------

ایں درہم ازاں صحیفہ باقی ایں دروسے از مزید لاریب ایں در بستیوح بخت مفتوح ایں در ہمہ عمر باد معہور	اریاب صلاح را مآبی دارالکتاب معانی غیب سرمایہ روح راحت روح ہر کج جو پنج گنج مشہور
--	--

ایں نیز در اں معنی

ز دولت ہارسد گوئی بشارت عمارت ہا کہ در آفاق باشد اگر خانہ بہ نہ بہت بوستانست دل یار از حضور یار جاں یافت دگر غمے پے دولت ہمیں است نکوئی کُن بہ ہر را ہے کہ پوئی جہاں میں گر جہانے یادگار است جہاں ز اچوں وفائے نیست حاصل کر میانے کہ از ما پیش را مند نگر خود تا چہ ماندست اندر ایام عزیزے کیں نصایح را کند گوش نکو روشن ضمیرے کز دل پاک قوی مقبل کے کز بُر و باری	چو مردم را شود غم عمارت چناں بہ کز لطافت طاق باشد غرض دروے حضور دوستا ز ہے دولت گراں دولت تو اں یافت دلے را شاد کن دولت ہمیں است نکوئی را چہ آید بسز نکوئی ہنوزش بقیاری برقرار است بندید از جہان بے وفا دل کرم را یادگار خویش مانند از اں نام آوراں رفتہ بجز نام مراد ہر دو کون آرد در آغوش صفا و زرد دریں معمورہ خاک ضعیفے را تو اند کرو یاری
--	--

<p>ز جامِ جود آرد دہر را مست چو در نیک بد عالم یہ بسیند ز نیکی گل بر آید وز بدی گرد ز آزار دل مردم یہ پرہنر گو بر روئے حاجت خواہ سرد بر آور حاجت محتاج پیوست ترا گر صدق رغبت ہست بند ہمیشہ این بسنا معمور بادا برفت راست چوں کاشانہ ماہ سعادت بخش یارب بر استان را</p>	<p>بخلق نیک گیر خلق را دست بدی بگزارد و نیکی گزیند ہر آنکو این بدانند او بود مرد دلا بازار رعنائی مکن تیز منہ بر جان حاجت مند ورد دراں درگہ ترا ہم حاجت ہست تہا مست این کہ خواندی نکتہ چند دراواز شمع دولت نور بادا ہمیشہ راستاں را اندراوراہ خصوصاً صاحب این آستان را</p>
---	---

این نیز در آن معنی

<p>علم بیرون برازمیدان ہستی طلب کن صحبت بیدار سخنتے خدا را شو خلافت از ہر دو عالم بخد مت کوش گر ہستنت میسر تواضع کن براں رفعت توافت اساس کار خود بر مردمی نہ طریق مردمی در مرد معنی است</p>	<p>بروں آ از خودی و خود پرستی دل صاحب دلاں در یاب تلختے ازاں عالم بزبان گر میزنی دم بیا بوسی تو ان شد بر سراں سر ہر آنکس این عمل در زیداں یافت دریں دنیا کے نامردم ہمیں بہ کہ مردم نمیتاں کش مردمی نیست</p>
---	---

کہ یک نیکی تو یاد آورد کس
 کہ از نیکیت ہرگز بد نیاید
 کشادے چشم دارد از در تو
 بطبع خوش نشیں با ہم نشیناں
 نخست از خود خوش پیش آرخوانے
 کہ دولت ہاست در ہماں نوازی
 کرم کن کر تو آں آید دگر مسیح
 بر آور نامے اندر نیک نامی
 دولت را در مقام شاد دارد

ترا خود آں نکوئی در ہماں بس
 دولت آں بہ کہ در نیکی گراید
 خصوصاً آں کسے آید بر تو
 غنیمت دار ویدار قسریناں
 چون نزدیک تو آید میہمانے
 چہ بہ کا سباب ہماں بسازی
 کرم کردن زرافشانیت ز میچ
 سخاوت و رزوا از طبع گرامی
 خدایت این مقام آباد دارد

ایں نیز در آل معنی

چنین راحت سرے میہماناں
 کہ دل داری خطا پوش عطا پاش
 چہ بازی ہا کشد از پرودہ بیرون
 جہاں ہم با جہاں داراں چہا کرد
 بنام ہر بزرگی بسام خواہی
 چو گردوں عیش را گرداں کنی
 دہی مرد دستاں را دوستگانی
 تو و پیوستگان تو سلامت

زہے پر واختہ چوں کارواناں
 بدولت خوش نشیں انجا خوش باش
 نکووانی کہ این گردندہ گردوں
 ستارہ ہسربانی چوں رہا کرد
 ہماں بہ کز بزرگی نام خواہی
 بہ مجلس شاد بنشین و پر نور
 قرح کوری دشمن می ستانی
 باں پیوستہ خرم تا قیامت

در دولت کشادہ خصم در بند | بیابی ہرچہ خواہی از خداوند

دیگر

زہے خرم بنائے دولت آباد | کہ ہم برپائے دولت یافت بنیاد
فلک کردار عالی بارگاہے | ستارہ کیست اینجا بار خواہے
مروح منظرے فرخ مقامے | در استحکام و زیبائی مقامے
عطار و دید ستغفے آسماں گیر | چہ گفتہ کاش اینجا بودے تیر
بگونہ گونہ نقش روح پرورد | ہمیشہ با ارم قلب و ذمہ کرد
سعادت ہاست روئے رخ بہاد | جہاں بروے در دولت کشادہ
چو ایوانِ قمر از روشنائی | چو دورانِ فلک در دیر پائی
ظرافت بخش اوقات قربیاں | مقام ہمدان و ہم نشیناں
ہمہ نورست از نزدیک و از دور | حضور دوستاں نور علی نور
چہ خوشتر ز آنچه اینجا خوش نشینم | زمانے روئے یک دیگر بہ منیم
حضور دوستاں فتح مبین است | سرچلہ غنیمت ما ہمین است
خداوند از زمین این مکان را | بدہ قدرے کہ وادی آسماں را
مبارک فال کن بر بار و بردوست | خصوصاً بر کسے کو بانی اوست

این عشق نامہ است توحید باری عزوجل

بیای کی یاد کن از حضرت پاک
درش را بندہ شو کا زادمانی

دلانا چنداں آسایش خاک
خدا را یاد کن تناسل دمانی

خدا کے بے نیاز از رنگ از بو اگر خشم آورد کونین خاکست بلے خورشید فضلش چوں دہ تاب خداوند اکرمیا دستگیرا توئی روزی رساں از روز تاب تو اندازہ نہی ہر پایہ را محمد را تو داوی تاج لولاک شب افروزی کہ طاہر داشت بدو دادی کلید حنا دین کہ آرد کورساند جز تو داور درو ماہ زلف مشکبارش جز او اثنی کہ ایں حاجت بر آری دل از تو ہر چه حاجت خواست کیا ہے بروہ از تو بوسے طیبے ز دل بیدار سر گنجے کشادی حسن را طبع بخشیدی و تمیز سخن کہ عشق خیزد مایہ دارست	ہمہ اور اطلب گار اے ہمہ او چو رحم آرد زنا پاکی چه باکست گناہ آنجا چه گویم حسیت سیما گنہ بخشا پیشمانی پذیرا تو داری رایت ہر یک مرتب تو بخشی مایہ ہر بے مایہ را کہ شد کین خسرونہ تخت افلاک ز خون و اشعی ہم چاشت از نو درو دندانہا از سین یا سین بروح او سلام روح پرور بہ یاراں ہم خصوصاً چار یارش مرا در سلک ایں دولت در آری چو تو حاجت روانے کے تو اں یا ہمہ کس را ز گنج تو نصیبے پہر سر سرے از حکمت نہادی سخن دادی و عشقے بر سخن نیز جہاں عشقت دیگر خاک و خوارست
--	--

سبب نظم کردن قصت

مرا ہم داستان شد دوستے دوست

سخن مینے ز باش حلقہ در گوش

چو گل روتازہ چوں سوکن زباں تر
 حکایت کرد از عشق جو اسنے
 حدیث عشق خود جاں می نواز د
 شراب عشق از ہریشکر نیست
 نہالے کاں زوجے عشق نہ یافت
 گلے کور اسیم عشق داوند
 عجب راہبست راہ عشق بازی
 غرض را با شمع کنوں زین مثل خند
 مرا تقریر آل مرد خوش آزاد
 حدیث خوش مقام خوش گزیند
 حسن گوش تو بر گفتار نغز بست
 چو بزم عشق را ترتیب دادی
 بیا مطرب سماع گرم در وہ
 بر رقص آرا میں دل پر درد مارا
 بیالے شعر خواں شعرے فرود خواں
 چہ داری از غزل ٹے حسن یارو
 بیاساقی بیار آن چشمہ نور
 کہ آن چشمہ زوجے آشنائیت

میان سمع چوں شمعے زبان در
 کہ در ہر گالبد نور بخت جانے
 نیاز و عشق ہر کو جاں نیاز د
 نہ بینی در او بے درد سر نیست
 درخت سدرہ با ہم خود قدم یافت
 بہار غیب در سنش نہادند
 چہ بے سازی اگر باکے بازی
 در مقصود باید زد اجل چند
 بنظم این حکایت رنختے داد
 چو از دل خیزد اندر جاں نشیند
 سماع نغز نیر و بخش مغز بست
 ازیں ترتیب بر خوردار بادی
 ز صوت جاں فزا جاں را خبر وہ
 بجنباں طبع غم پرورد مارا
 بساط عشق را بیدق فروزاں
 ہمان خواں کت ہماں فرمود استا
 مداراں چشم را از چشم بد دور
 صفائش چشم جانرا روشنائیت

دُعائے پادشاہ اسلام خلد اللہ ملک و سلطنت

دُعائے حضرت شاہ معظم
 بکینہ جاں ستان در ہر جاں بخش
 ہی بوند بر در گاہ او خاک
 درش اسلام را حسن المآبے
 چناں شاہ مبارک می ہند چہ
 جہاں بخشے چناں بروے بود شاہ
 کہ دروے جان سلطان جائے خوش کرد
 کہ آں خورشید بروئے زمین تافت
 جہاں ز اور جہاں گیری پناہے
 سر آں سیل کوہ افکن کہ دارد
 عطار دکتہریں تیرے پشتش
 زباں چوں زخمہ چوب خشک گشت
 شجاع تیغ زن لرزان تر از تیغ
 زحل ہم جان خود را پاسبانے
 کنوں بشنو صفات بزم کا پیش
 رواں خون خضر دروے دما دم
 زحل از لولیاں ہندوی گوئے

دو عالم را یکے حرزیت عظم
 شہنشاہ جہاں گیر جہاں بخش
 علاء الدین والد دنیا کہ افلاک
 محمد نام اسکنہ رخطا بے
 صلاح تخت دہلی میں کہ بروے
 بقائے تخت گیتی میں کہ ناگاہ
 جہاں جان خود آں شب پیش کش کرد
 فلک روئے خود آندم بر زمین یافت
 بنام ایزد مبارک باد شاہے
 چو روز رزم تیغ کیں بر آرد
 زماہ نوکماں سنی پشتش
 ہر سے در دل زہرہ گزشتہ
 شہ چارم زرہ پوشید از میغ
 شہ بر عیس بر خود مدح خوانے
 چو گفتم نکتہ از رزم گاہش
 خجستہ مجلس چوں باغ آدم
 در آں مجلس کف دریا عطا جوئے

بخدمت مشتری از خانہ خویش ہمہ برنائے ترکی رقص بہرام فلک کردہ دف خورشید را گرم عطارد تیرنے از بہر زرمش مہ نوجرہ دان مجلس اوست حسن بنیاد صنعت نوہادی چو جام عیش پیشت میکشد بخت بیامطرب طریق باز نو ساز بیاد خسرو کیش نیست ثانی بیالے شعر خوان مدحت شاہ بخوان تا اہل مجلس شاد گردند بیاساقی کہ مے بہ از ہمہ چیز کمیں نوشتے کہ من از جام بر جوش	گہے ماہی کشد خود کہ کماں پیش ہنوادہ خنجر برداشستہ جام سرود زہرہ گاہے تیزو کہ نرم کمینہ تیرے از ایوان بزمش نمی گنجد بدیں تشبیہ دہ پوست بہر صنعت سخن را داد وادی بعشرت خانہ مقصود کیش خبت کہ ہم آوازہ داری و ہم آواز نوائے کن نوائے خسروانی کہ نوشتش عطارد بر رخ ماہ حریفان خراب آباد گردند چو مے دادی بدہ نقل از لہم نیز کنم بر یاد شاہے نامور نوش
--	---

آغاز قصہ

شنیدم والے در عہد شاہے فلک باسخت بنیادی اوست سوادش چوں خط معشوق لکش زنان سیم سیمائے سمن ساق	عمارت کرد در ناگور چاہے تکلف ماہمہ موزون اوست در آبے چو اشک عاشقان و ش بچوں بل چو خورشید از بتاں طاق
--	---

<p>خرد آشوب و سخاہ آمدند سے چوسر وے سوے خانہ می چمیدند دو چشم از آب رفتن چشمه ش دید نہادہ چشم بر سر چشمہ خاک ز وہ چندیں دل یعقوب را راہ بد لو خور رسن ہا در کشید سے بہ بست جوئے یوسف کردہ آہنگ نہ دانی قصہ یوسف درازست</p>	<p>ہمہ سالہ براں چاہ آمدند سے چو آب از چاہ بیروں بر کشیدند جوانے کاں گروہ آکبش دید رسیدند سے غریبان ہوسناک بتاں یک یک چو یوسف بر سر چاہ فلک آں چاہ آں یوسف جوئے گرفتہ دلورا سیارہ در چنگ حسن افسانہ را باش اینچ راز است</p>
--	---

عاشق شدن جوانے بریکے از خوباں

<p>جوانے زندہ دل مقبول پیراں میان اہل ہندش اعتبار سے کہ دل بردش دلارام دل افروز بسوے آں چہ ہاروت چہ ماروت کہ ازوے خون ازوے آب می بلب شکر بہ غمزہ شورش انگیز طناب عاشقی در حلق او کرد کشید از جوئے چشمش دلو ہا خوں چناں کاتش بروں زد دل سنل</p>	<p>ہمانا نو خطے بود از دبیراں ز حل در پیش او چوں پیشکار سے ازاں سو طوف میگردست یک روز در آمد چوں بگرد چشمہا حوت ستادہ دید جاوہ دخترے سیت بت ہند نسب چوں ترک نفس ریز بیک رشتہ کہ اندر چہ فرو کرد بیک دلوے کہ برد از چاہ بیروں جواں آہے بر آورد از دل تنگ</p>
--	---

نگار سنگدل در تنگدل دید
غریبے دید گشتہ شہر بندے
بخود نزدیک شد ہر سو نظر کرد
خطر بائے ملامت را خبر داشت
بماند آن زخم خوردہ بر سر چاہ
ہمہ روز از غم آن ماہ تا شب
چو شب شد با ستارہ رازی گفت
چو رایات سحر گہ سر بر آورد
رسید آن شمس خوبان ختن باز
جوانے بیدل از دیدار آن حور
دراو دیدہ بہ سجدہ سر نہ کرد
دراں سجدہ دعائے خواند بردوست
پس آنکہ بر زد از سینہ خروشی
مرا کشتی نگونی مذہبت چسپیت
مرا دیدی کہ بخود چوں فنادم
بخوں در آشنا کردی تو بارے
چہ ولداری چہ ولداری تو اے ماہ
چہ ریزی خون مسکیناں با نوسوں
بدیں چہ خون چہ می ریزی بریں سال

یکے گشتہ را پا بگل دید
ز زلف خود گرفت ار کندے
بہر سے درد دل پاکش گزر کرد
بزودی زان خطر گہ گام برداشت
چو ماہی می طپید از رفتن ماہ
ز دیدہ بر زمین می ریخت کوکب
غم مر با ستارہ بازمی گفت
جمنش را شاہ حسین از پا در آورد
جمنش در چین زلف او رفتن باز
دگر وہ زندہ شد چوں شمع از نور
نماز عاشقاں آن بود کو کرد
دعا در سجدہ گہ خواندن چہ نیکوست
کہ اے در جان من افکنده جو شے
چمنیں بیچارہ کشتن مذہب کسیت
ز دست دل بوج خون فنادم
گزشتی از سرم بیگانہ وارے
چہ خون خلق می ریزی دریں چاہ
ازیں چہ آب خواہی خور یا خوں
چو خون ریزی دیگر در زخمدال

یکے چاہے مکن نامش بزنہ کور
 مرا آنجا بست خود در افکن
 زیارت خانہ کن آن خواگہ را
 چه میگویم ترا با من چه کارست
 نخواهی برو داغم اے دلارام
 اگر فتم کز مزاج نازینست
 نمی گوئی سخن جانان نسبت
 ز مردم مردمان دم ساز گیرند
 نہ من دیوے نہ دیوے می پرستم
 سخن کو تہ کنتم آخر سلا مے
 پیامے گرفتستی نام یام
 بجنباں طرہ چون زلف شمشاد
 بر آوردستے از عاشق نواری
 بے زین گو نہ بروے داستاں خواند
 بتے عاشق فریے رایگاں کش
 ز چنداں نقش کاں صاحب نظر
 رواں شد چوں ہے در منزل خوش
 جوان مست کار از دست رفته
 ہما نجا سر نہادہ زار بگریست

میری کابوے شیریت پاشورا
 چو از خاکم بمن خاکے در افکن
 چو جوئے خضر سزاں پیر چہ را
 گہر با خاک نام ایزد کہ عارست
 مراد زندگی و مردگی نام
 بدیاں از دم کہ باشم ہم نشینت
 قدے چون نخل بر نخل رطب نصبت
 سخن از دیو مردم باز گیرند
 اگر دیو نہ ام خواہم کہ ہستم
 ازاں لعل شکر پیامے
 دریں آشفستگی آرام یام
 مگر بوے بہ تخفہ آورد باد
 مکن بیچارہ را چاہ سازی
 بر افسوں گزسانہ کے تو اں خواند
 کہ برداز آدمی صبرے پری و ش
 نظر نہ داخت کاں جانب کست
 جراحت تازہ کردہ بردل ریش
 دلش بر بار و بار از دست رفته
 بجز گریہ سبیل ناشقان چست

تو خداں کن دریاں صوت صباہی
 ز زنجیرے کہ داری گوہرے بخش
 چو چنگی زخمہائے چنگ ہمدار
 سماع نغز دیدی نغز تر گیر
 عروس تاک را پوشیدہ پیش آر
 غمے بیروں کغم زیں جاں غم کش

بیا مطرب کہ گریاں شد صراحی
 سرم را از سرودے افسرے بخش
 بیائے شعر خواں آہنگ ہمدار
 ہما نجاگرفرو آرد تو بر گیر
 بیا ساقی مے جو شیدہ پیش آر
 گر با او بر آرم خلوتے خوش

زارسی کردن عاشق در نظر معشوق

کشید از چاہ مشرق دلو خورشید
 برج دلو طالع گشت آں ماہ
 چو گرد ماہ روشن اخترے چند
 ہی آمد چو سرے نو خراماں
 برو کس نازدہ آسیب جز باد
 دو طرہ چوں دو ہند و تیغ در دست
 بنزع افکنده عاشق را کماں و ش
 از و در ہر دے تاریک تابے
 دہن چوں روزی محنت کشاں
 بریں شکلے کہ گفتم چشم بدور
 زواندر دامن دلدار خود دست

چو دیگر روزایں دولاہ بید
 چو خورشیدے کہ جوید در حمل راہ
 رسیدہ گرد گردش دخترے چند
 نکو روئے میان نیک ناماں
 چو سرے از ہمہ آلائش آزاد
 دو چشمش چوں دو ترک تیر در شست
 گرہ بستہ برابر دے کمانش
 رُخے چوں منہ گویم کافتا بے
 لے دادہ بہ صاحب دو لٹاں رنگ
 چو آمد سوئے جان چشمہ نور
 جوان دل شدہ از جائے برست

<p> چو از جاں دست شسته شخص بیمار سر نام تو گردم چسبیت نامت کہ آں شب گرد ناقص را نمائی کہ چون رفتار خوش گفتار داری اگر حوری بہشت تو کد امست چہ بودست آنکہ دل بردی بستی نہ نامم باز پرسیدی نہ ننگم زدی سنگم نہ گفتی کس سگ کسیت بدیں بے التفاتی بر شکستن نہ از من ثمرت و نہ از خدا پاک بکشتی و رہا کردیم بر جائے کہ بر وارو اگر تو بر نہ داری نہ دانم بر چه طالع زادہ آہ ز محنت مایہ دار از صبر درویش نہ در صحراست آرامم نہ در کوہ غمے چون کوہ در دل جا گرفته بمجنونی سمر گشتم چہ تدبیر اگر لیلی تویی مجنوں کمن بیش چہ خواهد خواست از افقادن من </p>	<p> بنا لید از غمش نالیدن زار پس از صد نال گفت اے من غلامت چہ نامی از کدانی آسمانی چہ کیکی از کد میں کو ہساری بہشتت یا ہمہ حوراں غلامت فدایت ہستی من ہر چہ ہستی صلحے عرض کردی و نہ جنگم سرت گشتم نہ پرسیدی غرض چسبیت نمی شاید در انصاف بستن رہا کردی مرا در خون و در خاک شکارے وار بر خونم زدی رائے مرا بردار کافا دم بخواری شبے طالع نہ گشتی بر من اے ماہ نہ از خانہ تہر دارم نہ از خویش رہے گم کردہ در صحرائے اندوہ قرار سینہ ام صحرا گرفت باندرکن جنبش زلف چو زنجیر منم مجنوں مطیع لیلی خویش چہ دل بستی دریں جاں ادن من </p>
---	---

<p> خطے از روئے لوح پاک گشته چه داری ماه را در میخ محبوب یکے خون ریز خالے زیر چادر تو از مادر ہی ترسی من از خال طامت ہار سد از تو برویم مرانیز آن طامت یاد باشد نہ سگ از بیچ در پائے شو پاک بقسمت در ازل رفتت کارے تراہرہ بدست آمد مرا مار تو اند صد چو من خاشاک راست کہ کار نا توانے را بر آری دل سنگت نختے نرم گرداں دلہم را چند بیچانی چو مویت یکے از دفتر فردا بیندیش مکن چندیں خدائے ہست آخر دل و دلدار ہر دو رفت از دست ہمہ نظرگی را گریہ بکشاد ازیں سونا لہ زان سونعرہ باخاست جگر پر تاب جاں را رشتہ بر تاب </p>	<p> غریبے کشتہ گیر و خاک گشتہ بر افکن پردہ باز از رخ خوب نخمے پوشیدہ ماہ از ترس مادر مرا خال تو میدار و دریں حال اگر صد سال با تو راز گویم دلت زان گفتہ گو آزاد باشد نہ در یار بود از بیچ سگ باک بر آور و ند پیش از ما شمارے تو خرما سپردند و من خار کسے کاں روئے آتشک افروخت توانی از پس صد زخم کاری یکے رخس رعایت گرم گرداں امیدم تازہ کن مانند رویت بیچاں چوں دل نامہ دل ریش عملہا را جزائے ہست آخر گفت افقاد پس از پائے چوں مست براں بے دستگہ کز یاد افقاد بر آمد ہائے ہائے از چپ ہست بتان آبکش را دید پر آب </p>
---	---

<p>بصد حسرت از آنجا باز گشتند از آن گوشه نشین چوں کرد در گوش نه در وے دید نے در ہم نشیناں شکر در بند و مرہ در زہرہ کردہ پری می شد دل دیوانہ با او بدونیک از پئے نظارہ می باخت کہ پروانہ سرے در باخت بانور کشادے چشمہ خورشید از سر چو ماہ نخب آں مہ بر سر چاہ بر آوردے دگر بار از جگر جوش ہماں سوز گزشتہ ساز کردے زمیں می کندے وہی بیختے گل نہ شبہا خفتہ نے روز آرمیدہ زبان کا مگارش بر سر کار چو راز از پردہ پیدا شد چہ جیلہ میان سایہ پنہاں کے بود نور کہ کرد این حرف را بروئے دفتر زد دفتر ہا مہ آں یک ورق بس بیک فیش آں منافع مل میشود راست</p>	<p>ہمہ جانسوز دل و مساز گشتند شکر لب آں سماع خوشتر از نوش زنازے کان بود در نازینناں رواں شد ورج لولو ہرہ کردہ دگر خواہاں ہمہ تاحسانہ با او فلک ہر روزاں صنعت ہی ساخت شد این قصہ میان شہر مشہور بوقت صبح کیں دریائے اخضر شدے طالع برسم خویش ناگاہ غریب خانماں کردہ فراموش ہماں شور و شغف آغاز کردے جگر می خوردے وہی کو فتنے دل ازیں دیوانہ شکلی دیو دیدہ دو چشمش باز ماندہ در صبح یار نظارہ مردماں از ہر سبیلہ بجیلہ عشق نتواں داشت مستور حسن را نیز عشقے بود در سر بیامطرب ز بر بطن حال برس ہماں بازو کہ دروے ہست کل خاست</p>
--	---

بیایے شعر خواں بکشا سنینہ
 فروریز آنچه نزدت ہست معلوم
 بیاساتی بیار آں کان یا قوت
 بمن دہ تا بدار یا قوت حمرا

دے در گوش ماکن زان خزینہ
 در مشور یا تو لوسے منطوم
 کہ جاں راقوتست و چشم راقوت
 اگر دامن و فائے درد و غم را

آمدن جماعتی از برہمنان پند و اولن مرعاشوق را

کے کز عاشقی بر بست بارے
 نہ بیند فال نے تقویم خواند
 بود فالش جمال فسرخ یار
 غریبے بے دل از جاں گیر شتہ
 نظر میکرد روزے از سر چاہ
 برہمن اصل افسوں خواں بتے چند
 در ایشان بود کار آگاہ پیرے
 و قوفش بر مزاج چرخ و اختر
 شد آہستہ بہ پیش خستہ نشست
 نصیحت ہائے پیرانہ فرورخت
 رطب را از شکر خالی بخل کرد
 کہ اے غافل ز شمشیر زمانہ
 جہاں تیغے بگفت در ترک تازی

نصائح را ندارد اعتبارے
 بدونیک از نگار خویش داند
 شب نیکیش سرگیوے دلدار
 رہ غم را بصد محنت نوشتہ
 از اہل خویش قومے دید ناگاہ
 کشا وہ از در ہر دانستے پند
 رسانیدہ بہر پر خاش تیرے
 در انگشتش حساب ہفت دفتر
 سخن را از عبارت کلہا بست
 غبار غم ز صحن دل فرورخت
 پس آنگہ رخ بدار شوریدہ دل کرد
 خبر داری ز خوریزیش یا نہ
 تو در بازی بہانہ عشق بازی

لکن بازی بعقل خویش باز آئے
 جوانی تیز طبعی ہو شرداری
 وراى عقل سر را افسرے نیت
 چرا باید کہ آن گنجینه پاک
 مرن در شیوہ صغریاں دست
 دریں میخانہ مستی ناصوابست
 لکن کیں کار تو روئے ندارد
 ہماں یارے کہ اورا دوست داری
 نہ فرمان تو وقتے کار بندو
 دریں مدت کہ جان تو بسفٹہ است
 چنین بیت را چرا تومی پرستی
 چو بشتیداں جواں این پیدا ز پیر
 بنا لید از دل نالندہ چوں چنگ
 کہ آہ اے ناصحاں اے پند گویاں
 چه چندی سر ز نش کردن زمستی
 مرا میگوں بے کردست سر مست
 من این مستی نہ از ہر جام دارم
 از اں آہو کہ چشم شیر دارو
 چناں شمشیر ہا ویدم بخوں تیز

اگر کردی براں دیگر میفرزے
 مدہ کز کف زمام ہو شکاری
 سعادت بخش زو ترا حقیرے نیت
 شود از دست چوں تو گو ہرے خاک
 شواز بادہ سودا ئیاں مست
 نہ آخر آخر مستی خرابست
 گل پندار تو بوئے ندارد
 نہ دروے دوستی بنیم نہ یاری
 نہ در روئے تو روزے باز خندو
 شنیدم یک سخن با تو نگفتہ است
 ازیں صورت نظر بردار رستی
 نفیر انگینت چوں مرغان شہگیر
 در اں نالش گری برداشت آہنگ
 ز معجون فساد سلاح جویاں
 نہ مستم از شراب خود پرستی
 ہو مینا و صبرم پست کردست
 ز چشم آہو انشس وام دارم
 بہر یک عنزہ صدم شمشیر دارو
 چه ترسا نیدم از شمشیر خوں ریز

<p> چہ خوانیدم بصدور ہوشمندی مرا با من گزارید اندر این چاہ براں بندے کہ دارم عود بودے غم دنیا کہ خواہی خورد یا دیں خود را ہوشش یا تدبیر یا رے نحوست باست اندر روزگارم کلامی جائے می بینی در و راست تو بے حاجت کمن کار آزمانی سخن را نوع دیگر داد ترکیب غمے آوردش اما شادی انگیز زور آسماں صاحب خبر باش ولے بپذیر بہر نقتے کہ بندم یہ صحت چاشنی دادن چہ با کست کہ شاخ بخت خواهد داد بر لب شمارے کردہ ام در اختر تو بدیدم از ضمیر حکمت اندوز غم و شادی عالم را سبب باست ہم آنجا زہرہ با و عشرت افزا در آن آشفگی این حرف میگفت </p>	<p> من و جانے بہ بند عشق بندی شما دانید و اوج عرت و جاہ مرا گر روز من مسعود بودے تو لے فرزا نیز پیر مصلحت میں سرم را راست خواہی کرد یا پائے من این آشفگی تنہا ندارم مریخ از گردن آستہ کہ کز نجات مرا کاریست افتادہ خدائی دگر بارہ حکیم خوب تشبیب طامت کرد لیکن راحت آمیز بدو گفت اے جوان آہستہ تر باش ترا گرچہ موافق نیست بندم اگرچہ داروئے من تلخ کست حذر کن چند روزے از خطر ہا سعادتہا بر آرد آں بر تو از آں روزے کہ زاوی تا بہ امر و بشد دور تعب زین پس طربہا ہم اکنون مشتری آید فلاں جا و را خاطر ز طالع میں بر آشفست </p>
--	--

<p> کہ آگاہ سیم از آگاہی تو نگین را ہم چه علم از دور خاتم بنفش کعبتیں می ماند این راز تو خواهی خوش بیار و خواہ ما خوش بدین منوال می دهن نقش انجم نہ بر جیس آگہ از خیریت خویش کہ بر ہر کار خانہ کار را نیست نزاری از گل این باغ بابو سے حروف کاں خواندستی چه خوانی بیانختے فر شو اندریں چاہ ہمہ سالہ چرا موقوف چاہست رسن در گردن چسبہ کہ افگند برو پستر چو شاگرد رسن تاب چو در و جمع آن گوش اندر افگند ز دیگر روز نامہ می شود صرف سر افگندہ از آنجا باز گشتند ز ماہ خویش پرسد ہر چہ پرسد کہ دروسے احسن تقویم بندند مکن در دور مجلس ہرزہ کاری </p>	<p> کہ با من از ستارہ کترک جو چه دانند اختران دور عالم بگویم سعد و نحس آسمان باز نہ شش دانکہ آمد نام من شش نہ خود راجع میداند کہ خبسم نہ کیوان سر خود داندم و میش ازین ہا باز برتر کار را نیست تو لے افسانہ خوان و استاں گو چه کردی گرد عسلی کاں ندانی چه حاجت ببحث از خورشید و از ماہ چو آب از روے ظاہر بے گناہست و گر آب از گناہے ماند و ریند گنہ کار این و خلق اور رسن یاب ازین دیوانہ گانہ نکستہ چند چو دیدند آن رسن بندان آن حرف ہمہ یکبارہ راحت ساز گشتند حسن عاشق ز انجم بر چہ پرسد چو اہل عشق بر تقویم خستند بیامطب چو طبع زہرہ داری </p>
--	---

ندیم است و توئی ساقیت مارا بیالے شعر خواں باشعر خورسند چومن حرنے بخواں زین تخمہ خاک بیامطرب طرب را وقت دریا مرا با وقت با ساعت چه کار است	سعادتہا ست زین تنگیت مارا تو طالع میں نہ از شعریت پرسند کہ از غم تخمہ دل را کنی پاک منم خورشید کش ساقی سطرلاب چوی آید ہمہ وقت اختیار است
---	--

خبر یافتن شحنے از عشق و بندہا دن

چو عشق بیدے باد لستانے زن مرد از حدیث آن زن مرد مگر مردے ز نزدیکان آن زن بہ پیش شحنے آمد خاک بر سر بدہ دادے کہ بیداوی بیست جانے نام مارا خاک کردست ز نخلستان ماگشتہ رطب جوئے پس آنکہ کرد از آن سرگرہ باز بدو نیکی کہ پیش شحنے بودند بخواندش شحنے زنجیرے در دست ایرے بند محنت ماگشیدہ بہ بندش در کشید آن چرخ قتال	شد اندر ہر دیارے داستانے بہر جائے کہ میشد قصتہ میکرد شدہ تیرہ ز طعن دوست دشمن کہ ریزم خون خود با خاک این در ہمہ آب کساں از نا کسی رفت دل از شرے کہ باید پاک کردست کزاں نے رنگ خواہد یافت نے بوئے بہ پیش شحنے از انجام و آغاز بر آن وعویش اشہاد می نمودند بدگیر بند پایش کرد وہم دست ہمہ زنجیر صبر از خود بریدہ ہی گفت از سر حالت مر آن حال
---	---

<p>اکسے چرخ کماں پشت کیں ساز گرت بد کردہ ام بامن بدی کن پشدد، سچکس باورہ زوز مکس راسوختن ہر چار سو پر چنیں عاجز کشتی تاچند کردن دو دستم بر فلک از شوژن بخت کجارت آنکمی دید اختر من ز زہرہ دیدم ونے مشتری را ہمیں با این دو عقدہ بایدم زیست ہمیں نالید روز و شب بریں حال</p>	<p>سر انداز جوانمردان سر انداز وگر کیں میکنی با خود خودی کن بزیر پائے پیل انداختن مور ملخ را در سیاست خار در سر چومن تاچیز را در بند کردن دو بند آہنی در پائے با سخت سعادت کردہ نقش دفتر من بدر روزاں چہ جانیک اختری را ندامم راس کہ یا نحو ذنب کیت باند آں بند بروے تا بیک سال</p>
---	---

خلاص یافتن عاشق از بند

<p>چون شد سال سلطان السلاطین بہ تخت ملک دہلی پادشا شد اشارت داد آں گیتی خداوند چہ در شہر و چہ در اطراف آفاق چو این حکم آمد از دہلی بناگور بیامد بند از آں بیچارہ برداشت چو دیوانہ بر دل آمد ز زنجیر</p>	<p>مغیث الحق غیاث دنیا و دین بسے محتاج را حاجت روا شد کہ بردارید از ہر بندے بند نہہ محبوس را فرمودہ اطلاق بحکم این اشارت شمعہ بر فور زگاہ خشک کوہ نما رہ برداشت رواں شد چو ازلے جہنہ نخبیر</p>
---	--

چوتھنہ کو لہو سے چہ خزاں
ہما نجاوید سر و سیم تن را
ہمی گفت آب در دیدہ کہ ایماہ
قضا بر چاہ من بندے برا فرود
دیں بندم نہ پر سیدی تو یک روز
دیں بند ارگستے بند بندم
ندانم کز چہ سنگ آمد دل تو
کہ نے زان سنگ امید گوہر ہم شد
شہم تار یک روز تیرہ چندیں
چو ہرگز دل نخواہی بست با من
بر آنم کا فگنم خود را دین چاہ
چو این گفت و گرفتندش چپے راست
صبوری کن صبوری روز کے چند
گرہ از کار ہر یک او کشاید
غممت بسیار شد امید شادی
نظیرے چند ازیں ساں یاد کرید
دای عاشق بلا بہ کے شود نرم
حسن تارو۔ نے پار خود نہ بیند
بیا مطرب ربا بت با کف کن

پس از سائے بچاہ خود بر آمد
بت شکر لب و شیریں دہن را
نبودم قانع از عشقت بدیں چاہ
غم این جائے و این بندے کرا بود
غلط کردم ترا کے باشد این سوز
نبودے این تمنا سوہ مندم
کہ میں آب تر کرد آن گل تو
نہ زان آب آتش دل کمترم شد
چہ جانے میکنم بر خیرہ چندیں
چہ درخوں میکشم پیش تو دامن
تو از من واری من از خود ایماہ
نمودندش کہ این رو راست سوہ است
منال از بند ما دل در خدا بند
کشاید از تو ہم چوں وقت آید
چنین امیدک کیقبادی است
بدیں لایہ دلش را شاد کردند
تنور از برف باران کے شود گرم
سر و سامان کار خود نہ بیند
طرب را حلقہ در گوش دفکن

پہ نئے زن گوگے ہم رنگ ہم راز
بیائے شعر خواں شعرے کہ خواندی
گلستانِ دگر را باز کُن در
بیاساقی بیاراں جام جان بخش
بن وقتانغے از دل بر آرم

بد مسازی دے باہدماں ساز
گلھے بود آں کہ برستاں فتاوی
دگر رہ تازہ گرداں مجلسِ قمر
بجاں در ماندہ دلہارا اماں بخش
وزو جان نو اندرتن در آرم

نرم شدن دل معشوق سخن گفتن با عاشق و عذر دادن لوصول

چنین گویند دانا یان این دیر
بزرگ خورد را روشن شد این حال
شبے افتانده ماہ چاروہ نور
تو گفتی مہ ز انجم ما یہ ایگنمت
بر آمدن صبح ناگہ واں درم خواند
بت بند و نثر او آن شب بیازی
ہمہ شب با پری رویان شب یا
چو وقت صبح دم شد یاد کوش
پشیمان گشتاں مشوق زیا
شکلیہ بانہی بروں آمد ز پرودہ
و دل بر کشاد آن شکل را
بیاراں گفتن ماہ یکبار رفتار

کہ چوں بچند شد ستیاریہ را سیر
بدیں حالت بر آمد چاروہ سال
غبار ظلمت از آفاق شد دور
ز بہر چاروہ بازی درم رنیت
گر گشت روز پر وین کلان درم ماہ
چو ترکان غمزا در ترک تازی
چو چشم یار خود بود دست بیدار
کہ یاد آمد از ازل دہما کے سر دوش
کہ بود از عاشقے چندیں شکلیہ
کلمہ رحمت اندر دست آورد
بشستہ از سکنہ بخش انوش
کہ ز وایار خواہم بود ایار

چه خوب آید ز خواباں دستگیری
 فراق چند سالہ باز پرسم
 گہش طوفی دہم از بازوئے خوش
 کشم دانگہ بوسہ جاننش بخشم
 کہ سر بر کرد صبح عالم افزوز
 بر آورد آن فروماندہ سرازنگ
 گمے لعل از مژہ میر بخت گمے در
 عتابے بر خیال بخت مسکرد
 دل تنگے بجاں آمد بجائی
 بر اندازی بنائے غم ز بنیاد
 چہ خستت این بیابا آشتی ساز
 فتم بر دم دل جاوہ فسونے ؟
 مہ خود کاسہ رامنزل بگرداں
 کہ رحم آرد بدیں درد دل من
 ز روئے دل غبار درد بنخواست
 چو گنجے رخ بہادہ در خرابے
 شگفتہ چون گل فرو ز نو روز
 گرفتش دست و بوسے داد برد
 حساب پار رفت امسال چو نیست

روم دستش بگیرم زان اسیری
 سخن گویم وز وہم راز پرسم
 گہے مرہم ہنم برسینہ ریش
 ز لب احمت زرخ ریچانش بخشم
 دریں اندیشہ بوداں ماہ تاروز
 چو زیں مینا بروں زو لعل گل رنگ
 سراز سوداے لعل دستان پر
 فسوسے بر وصال دوست میخورد
 کہ اے بخت این چہ سختی می نمائی
 نیامد وقت آن کز من کنی یاد
 چہ نامست آن ز من افزوز کنی ناز
 فن خود ساز آن یار فنونے
 سوارم را عنان دل بگرداں
 یکے آن سخت دل اور دل انگن
 دریں بودست کز رہ گرد بر خاست
 بروں آمازاں گرد آفتابے
 ہماں ہر روزہ سرو گلشن افزوز
 درآمد شاد پیشس یار بنشت
 بہ پر سیدش کہ چونی حال چو نیست

<p> جگر چوں خورد چندیں گاہ خوں تاب چه محنت با کشیدی در سراقم چو سنگی سر نہادہ بر سر چاہ کشیدہ چوں دل من سختی از بند بخون دیدہ از جاں دست شستہ کہ من از شوخی خود شرمسارم گناہ از من گیر از بخت خود گیر فلک رخس و فارا گرم رو کرد ذیل حال نیکو فال نیکوست شب اندوہ را داغ حبش کن فتور خویش خواہی دید منتہ بخلوت جائے خود خواہیم کردن بروا شتر خریدن را بسے مال فروشد پیل وارے زر بماند سفر را عزم مطلق میکند باز درون دل قدم در نہ کہ جانی شود خارے کہ در راہ است کیسے نثار چوں تو جانان باں نشانم رہ غم را بسیا بانہا بریدہ </p>	<p> دولت چوں بود چندیں سال در تاب چه خوں با خوردی اندراشتیا تم چو خاک کے خوار ماندہ بر سر راہ چو عیش خود چشیدہ تلخی از بند رہائی را رہ و روئے بختہ خدا داناست ای دیرینہ یارم بتقصیرے کہ کردم عذر بپذیر کنوں چون بخت عہد کہنہ تو کرد قوی دل شوک زین پس حال نیکوست بفال نیک روز خویش خوش کن دریں یک ہفتہ چوں ماہ دو ہفتہ من و تو جام خوش خواہیم خوردن مراجعتے امت باز رگان سپر سال رود در بادیا شتر ستاند ہم کنوں با شریکان سفر ساز چو او از خانہ شد تو جا بمانی ہمیں کو پائے بیرں آرد از کونے ترا در زم گاہ وصل خواہم چو آن زنجیر کعبہ را ندیدہ </p>
---	---

شنید آں زمزمہ بر چاہ زمزم
 بلا پرورد آں مہجور سکیں
 بہر جانب نظر افگند نختے
 سرے درپائے او آور وہ میگفت
 توئی یا خواب دیدم یا خیالست
 کہ امیں آوردیت لے گل اینجا
 چه دولت بود کز من یاد کردی
 چه رحم آمد دل کافر و شت را
 من اندر خورد چون تو میہمانے
 چه آرام پیش کش از ہر چه خوشتر
 زجاں با سیتہ تر باشد تبارے
 بو مسلم وعدہ داوی راست یارا
 سخن ہائے کہ گفتی لے پری رو
 تو خود بابے بیاری می نہی پیش
 بو عدت روشنائی تامست
 چه خوش باغیست روشن چشمہ سارے
 رسید ابرو بر آمد کشت محتاج
 شبان ہم از برہ گوید بشارت
 بخندید آں گل از گفتار یارش
 حضور کعبہ برد از حاجیاں غم
 نہ دل با او در اں نظار نے ویں
 نگوں نختے سختے شدہ بیدار نختے
 کہ لے کس با تو ترقاق اینزداں جفت
 کہ صلح آب در آتش محاست
 گل اینجا بہ کہ باشد بلبل اینجا
 خرابی را بہ نطف آباد کردی
 کہ نرمی داد طبع کشت را
 مہیلے کے تو انم کرد خوانے
 چه دارم جان خشک دیدہ تر
 بمقدار قدم چون تو یارے
 ز تو بخشش زمین درخواست یارا
 بیالائے تو ماند یا سیمیں بو
 وے تر سم ز بخت بد کم و بیش
 ولیکن اختر من تیرہ فامست
 اگر باد خزاں نمار و غبارے
 اگر فوج بلخ ناید بت سارج
 اگر گرگش نخواہد کرد وفارت
 گرفت از دلنوازی در کنارش

<p>چو بزم و عده در طبعش بیاراست ازاں خلوت چو آمد سوسے خانہ جہاں کو آرزو بارا کند خاک حدیثاں جگر ہائے کہ خون شد بیامطرب بگو مارا سرود سے سرودت را بود از رود ما آب بیای شعر خواں تو کار خود کن بخواں نقشے کہ مارا نور بخشد بیاساتی بیار آں میوه روح بیاتا در صف متاں نشینم</p>	<p>بجام بوسہ مستش کرد و برخاست ہمی جست آں تمنا را بساز زد اندرد امن مقصود شاں خاک بدیگر دستاں گویم کہ چون شد اگر گوئی دہم از دیدہ رود سے تو قدر این سرود و رود دریا دل سرگشتہ مارا مدد کن شفائے در تن رنجور بخشد پے راحت وہ دل ہائے مجروح جدائی ہائے عالم را بہ بینم</p>
--	---

تین مقبوض و ختن او خیر رسیدن عاشق و ختن او بر وقت فوق

<p>چو ترک رومی از روز شب تار تو گفتی شب چو صبح آتش افزوت بت بند و سرشت از خواب برخاست بشوہر دید غم نرم راہ کردہ بیامد برگ رہ ترتیب کردش از آلاتے کہ اندر راہ شاید چو ہم خانہ ز خانہ سر بروں کرد</p>	<p>بر آورد آتشی روشن عب و ار بر ہم بند و اں خود را در اں سوت نقاب ابراز ہبتاب برخاست بسج کوچ منسزل گاہ کردہ براں زاوے کہ بود از کرم و سرش بادش ہر متاعے کاں بیاید تو گوئی خانماں را سزنگوں کرد</p>
---	--

ہماندم تپ گرفت آن دل ستان را
 پتے سوزندہ تراز آتش تیسز
 سہ روزاں ناز میں فنا و تباہ
 چہارم روزش آن بت تیر تر شد
 چو جان او ز سببہ قصد لب کرد
 ہماور گفت اے تاج سر من
 مراد وہ کہ جانم بار بر بست
 بگو تا ز آتش و ہیزم در آرنند
 مرا خود آتش دل ہست بیدار
 ہمیں اسباب من با من پسندست
 زانم با کہ خواہد گفت این راز
 کہ یارد دیدہ جانش را در آن سوز
 منش وعدہ دہم بس رخت بندم
 چہ گویم با کہ گویم پیت تدبیر
 جگر بیت کا نم و بیرون کشم دل
 گر آید آں مخالف بخت بد روز
 با گویندش کہ رفت او دل ہمیں جا
 بگفت این ہمہ پیوست دیدہ
 خروشنے زار از آن خانہ برآمد
 نہ دل را بلکہ کار افتادگان را
 گدازاں شدتن شمع شکر ریز
 بیکبارہ ہماذ از خود و از خواب
 گل سیراب را گونہ و گر شد
 بجاں در ماند ماور را طلب کرد
 صدف ساں برو مارا گوہر من
 گل من رخت از این دار بر بست
 و گرزین سوختہ دو دے بر آرنند
 تنے چوں ہیزم خشک از غم یار
 کسے کو اینچیں مردہ است زند
 براں پیرانہ ساز خانہ پرداز
 کہ بنید طالع اورا بدان سوز
 کند بر خویش یا بر بخت بندم
 کہ در دل شست ناول در جگر تیر
 کنم ہر دو بیک جا در تیر گل
 خبر پرسد ز دل بند دل افروز
 ہمیں رہ رفتن منزل ہمیں جا
 قفس بر جا و مرغ از قے پریدہ
 بہر دل زان خبر دودے برآمد

<p> ہر آنکس کو شنید آں درو جانگاہ بر آئینے کہ باشد ہندواں را ز ناخویشاں و از خویشاں گروا نہال نوبراں خاشاک بروند بر آتش در زودناں خواگہ را یکے از دوستان آں سید روز در آمد نزد آں کار او فتادہ بگفتش چند پرسی از سرچاہ سفینہ غرق کن گوہر فرورخت برد آں مکہ و صلت عدہ میدا چو این شربت بدیں بیمار دادند بر آورد از دل شوریدہ شورے چو سگ جانم بچندیں داغ دیدن کرا زہرہ کہ او بر تابداں کار بدیں غمہا کہ اورا پائے و سرنے مژہ پر آہم و سببہ پر آذر گرفتند از جہاں بہرہ ہمہ کس بدیں سیرت بے لریادہ کرد نشانے جست از آں چوں نشافت بصراراند درو از شہر بر تافت </p>	<p> بر آورد از جگر جوش زجاں آہ بروں بردند آں سر و جواں را بر آوردند ہمیزم با چو کوسہ گلستانے بخارستاں سپردند بمریخے قراں دادند مہ را چو زان آتش رسید اندر دلش سوز ہم از دل ہم زد لبر او فتادہ کہ دریا موج بر زد آہ کن آہ سعادت خشم کرد اقبال گبر یخت کنوں شہریت از مرگش بفریاد تو گفتی بند بندش بر کشاوند کہ بازاری چہ یابد مچو روزے ز بے غم کش بچندیں غم کشیدن کرا طاقت کہ او بر آرداں بار ہمیں من تا مزو باشم دگر نے مرا از بہراں می زاد مادر مرا بہرہ ہمیں بود از جہاں بس ازیں ساغر بے خوننا بہا خورد بصراراند درو از شہر بر تافت </p>
--	---

<p>بروں آمد چو افیوں خوردہ مستے چو آں آتش بر او پیدا شد از دور کہ احسنت ای دلارام وفاداً بگفتی با تو رو در روشنیم میجم و عدہ وہی خونم کشائی تو عوری عور در آتش نباشد مرا گفتی نخواہم ساخت بزے برائے دوستان این بزم سازند ز تو یاری چنین آمد زہے یار روا باشد اگر مقصودت نیست من اینک رہ تو خواہم کشاون دریں منزل نشدگر وصل را ساز بگفت این و بجائے خود رواں شد رسیدند اقربا و اولیایش بز دوست و محبت از پیش ایشان دروں آتش آمد یار خود دید شرزین سورسید و شعلہ زان سو ورا پوشش گرفت زارمی سخت نظارہ گر کرد او زن و مرد</p>	<p>صفت امید را دیدہ شکستہ فغانے بر کشید آں جان رنجور چنین میعاد ساز دیار با یار نو روپنہاں کنی من در کہ ہم بہشتم گفتہ دوزخ می نمائی مرا اندر کام اثر در خوش نباشد کہ دادم با حریفی تو عزے حریفان را بدین مجلس نوازند چنین باشد سرو کارت زہر کار دلہ با جان پاکت ہمیشین است بہم خواہم بیت سر خواہم نہاد دران عالم ہم خواہم شد باز چو باوے جانب آتش رواں شد گرفتند از لطف دست پایش سرے چون روزگار خود پریشان بکار عاشقی ہم کار خود دید ہماں جا تکیہ زد پہلو پہلو فلک میں یار را با یاری سخت سراسیمہ شدہ زان داغ ذراں</p>
--	--

تو اور شوہمہ عالم تراشد

جو انمرداوست کو مرد خدا شد

حکایت

کہ تا بازش کند بالکب بازی
 در آن صید افکنی خوش گشت خندید
 ہماناں روئے خود نمود جائے
 سپاہش را طمع از جائے بردہ
 کہ چون خورشید رو از سایہ می تافت
 تو ہم ہمسایہ اقبال گردی
 من اندر سایہ اقبال شاہم
 دو عالم پیش او جینی کمر بند
 مباد اگر از او ماند از خدا ماند
 بدست خویش گوش خویش مہمال
 بدو دادی امانت نقد جان را
 سردستش طناب گردن تست
 شبان گرگی کند دشوار کارے
 تو با عذرا آوران شیشہ بازی
 لگیر از خرمن مہین گشت یک جو
 کہ بر خوبی بیدہری کشی سر

سوئے نچیر شد محسوس و غازی
 لب جوئے و مرغ چند را دید
 چیس گویند کاں جانب ہمائے
 ملک پائے طلب بر جافشردہ
 چو سرسپس کرد ایاز خویش را ایافت
 ملک گفت از چوایشان رہ نوری
 بگفت اقبال از آن سایہ چہ خوام
 غرض چون بندہ شد خاص خداوند
 کسے کو کام دل را از خدا ماند
 کجائی اے گرفتار مل مال
 امین خویش دانستی جہاں را
 ہمہ در بند غارت کردن تست
 امیں گرہ زند مشکل شمارے
 رہے در پیش با چندین درازی
 قدم بر گیر و رہ می بین وے زو
 بخوبی خوش ز عمر خویش بر خور

<p>چہ بندی مروے را در بہ زنجیر از ایشان بہل باشد چند مانند اگر آں گنج در خلوت بیانی بگو پارینہ یارا نرا چہ شد حال کہ در دل داغہما دارم دریں سوز ورق بشکن ہمیں یک حرف بس بود ترا ہم ہست آں رہ رفتنی پیش علاج این درون ریش را باش منم بانالہ وزاری و با یار ازیں مجموعہ بر خوال داستانی بہرحمن از ہوا مرغان در آرد بداں خون خویش خوانم را فروشاں کہ مستان فارغند از چیز و ناچیز</p>	<p>کنند مرگ ازیں کوتہ گلو گیر یکے در دوستان میں چند راندند چو ایشان را طلب کردن شتابی گلے را کز زمین بر روید امسال مرا لایق ترے پر سپیدامروز حسن گر باتو دروے ہم نفس بود اگر رفتند یارانت رہ خویش بیامطب تو راہ خویش را باش برار از چنگ نالاں نالا زار بیایے شعر خواں بنشین زمانے بر آہنگے کہ مرغ صبح زارو ییا ساقی بیازاں خون جوشاں بدہ نامست گردم بے خبر نیز</p>
---	--

ذکر نطف ملک اعز الدین

<p>مزید روزگار خویش جوید ز بیجاں کارئی دوراں پیچید بباید کرد شکر نعمتش یاد ازو نام آوری از بندہ اخلص</p>	<p>کے کو نعمتے را شکر گوید عیاذاً باشد پیچید مرا ہم منعمے چوں نعمتے داد بنام او کھنم این نامہ را خالص</p>
---	--

<p>یکے کز برج گردونش سز قصر ستوده سیرت و فرخنده آئیں محمد اسم و رسمش جمله محمود چراغ دود اعظم نفاختاں بدانش، بمنشین عفتل والا کرم در عہد او نامے گرفتہ گنجشش فقیر از کاں برآرد بدروادن کم از دریا نکو شد کرا از تنگ بزتنگت در پیش بمرکب یافتن شہرے از و فتاد اگر دستش رسد بر قرص خور ازاں چنداں ملوک نزل فرما خدایش بر صلاح کار دارد بزرگا، کراما، عالی نسبتا چہ گویم مدحت چوں تو کریمے کرم فرمودن خود خود بیندیش مرازاں شرف دریلے خطرنا پس اندر صد دولت راہ داوی ز سداں گنجیم آوردی و تشریف</p>	<p>سر حیدر ملوک سرور عصر کریم الخلق الحق عزوالدین وجودش خاص بہر جود موجود ملک خوانچہ کش زرش فلک خول بہمت از مقام وہم بالا جہاں از عدلش آراے گرفتہ ز کام ہر صدف دنیاں برآرد وے خوش بخشداو دریا بجوشد نشستہ تنگہا بخشد بہ درویش نخلے باد پایاں نزد اباد رواں بخشد بجائے تنگہ زر بہیں یک ذات او ماندست برجا ز شاخ عمر بر خوردار دارد سرت در سردری پایندہ باوا صفاے فازی خلقے عظیمے خصوصا در حق بیچارہ خویش تو آوردی بروں چوں گوہر پاک محل دست بوس شاہ داوی عطاے خود در انجا کردہ تصنیف</p>
--	---

<p>من این را کے تو انم شکر گفتن ازاں بیمار پرسی ما کہ درت بست بشریت ہائے خاضم تازہ کردی نکردی کم بدیں تتواں فسزودن بدست تو چہ باشت جزو عایج ملک را از ہمہ آفت نگہدار ملک اہر دم ازوے دولت و افزاں بدیشاں چشم بد میں نار سیدہ بزن در کاسہ طبتور خود چنگ نثار وقت ما کن ہر چہ داری کہ بر خوش گوئی و خوش خاں آفریں با مے رخشاں دروچوں لعل سنگ خرد گو نیست شومن ہست کرم</p>	<p>منزخم تو بگرفتی ز خفتن چو بیمار او فدا دم آنچنان سست نوازش ہائے بے اندازہ کردی زرز بخششی و جان بخششی نمودن حسن اینجار سیدی در دعا تیج الہی شاہ را بر تخت گد دار شہنشاہ قمر ہا با ملک مقروں ملک را وہ ملک را نوز ویدہ بیا مطرب نوارا بر کش آہنگ بیائے شعر خواہنا در چہ کاری بخواں ہر گفنتہ خوش کایدت یا بیا ساقی بیاراں جام گلزنک بمن وہ تا بنوشم مست کرم</p>
---	---

مہتمم

<p>ازیں پردہ چہ بازی میکشی باز بروں آراز خریطہ ہر چہ داری دل ویرانت از گنجینہ آباد ہنوزت حقہ پر لولوے ناست</p>	<p>الالے قصہ پرداز سخن ساز حکایت ختم شد دیگر چہ داری ہنوزت ہست از آن افسانہ ہایا ہنوزت لبہ ہر از نظم خوشا</p>
---	--

سپہر سر بلند و بخت فیروز
 چو تو نامد دریں روز زمانہ
 نیاید از خساں این ہرہ سخن
 بدیں طرز انچہ می ماند تسامی
 زہے خوش گفتن آں پار ساپیر
 مرا بنگر زبے انصافی خویش
 چہ بے شرم کہ این درمی کشایم
 ز من بے شرم تر ہم مرد مانند
 چہ گفتیم کہیں سخن ناگفتنی بود
 ہی خواہم زیزداں تو ہر دم
 چہ کارست این ہوس کار بستن
 اگر خاطر نہ عشق این در کشادے
 حدیث عشق کز سرتازہ شد باز
 بخواہم کرد ترتیب شکر فی
 محبت لوح بود و عشق خانہ
 نمودم اندرین چنداں تفکر
 بسال ہفصد این در شدنودہ
 چو در نظم آمد این ابیات و لکش
 نہ از خود کردم این افسانہ منظم

ترا دادست ملک معنی امروز
 دو گانے گونے جاوے یگانہ
 نکو گویاں نکو دانست گفتن
 بنام ایزد چہ خوش گوید نظامی
 لطافت در سخن چوں شہد در شیر
 گرفتہ از فضول این پیشہ را پیش
 چناں گل دیدہ این گل مینمایم
 کہ این خواندہ از آں خوش خوانند
 رہ از خار خصومت رفتنی بود
 نہ از ناگفتنی از گفتنی ہم
 ز تو نقشے بہر دیوار بستن
 کجا طبع سخن را سر کشادے
 بعشق آرایم انجامش چو آغاز
 دریں نامہ ہشتم چند حرفی
 ازاں نامش ہنادم عشق نامہ
 سواد یکشبہ بود این ہمہ در
 دو شنبہ غرہ ذوالحجہ بودہ
 شہردم حاصل آمدش صد شش
 کہ مشہور است این قصہ در ان ہوم

<p>بیان عشق بے دنیاں خطا بود چو قائل زندہ دل باشد زیاں نیست ولیکن عشق دریا نیست دیگر ز کفر و دین برونست آن معانی دریں آتش کده در کبر بادے بیک قولم ہمہ اشکال حل کن فسونے نو دریں ہنگامہ بر گیر تو قبیح و متبول جاودا نے چو دیدی پیشہ ما چیت پیش آئے</p>	<p>اگر گوئی کہ این گفتن چرا بود بیان عشق کار ہر زباں نیست تو اں کردن بصد چشمہ زباں تر کہ کار عاشقی کاریت جانی بیا مطرب مکن از خویش یادے ز لحد تو لے کہ من گفتم بدل کن بیا اے شعر خواں این نامہ بر گیر تو بر خواں این مثال مہربانے بیا ساقی سر قرابہ بکشائے</p>
---	--

بدہ آں می کہ عشقتش مہر کرد دست
کزاں مے جز حسن دیگر نخود دست

تمام شد کلیات حسن



اغلاط نامہ

کلیات امیرسن

صحیح	غلط	۶	۶	صحیح	غلط	۶	۶
تر	ر	۵	۶۲	ار	از	۹	۹
زاں	ازاں	۷	۷۹	دلے	دل	۵	۱۸
چو	تو	۷	۸۲	چو	جو	۷	۷
کو	گو	۶	۸۵	ار	از	۶	۱۹
کو	گو	۱۰	۹۲	خواہدم	خواندم	۲	۲۱
مانیم	مایم	۱۵	۹۰	تذکیر	تذکبر	۷	۲۷
زو	زو	۱۱	۹۶	پیراہن	پیراہن	۶	۲۹
تاربا	زاربا	۱۳	۹۷	گامے	کامے	۳	۳۲
چو	چوں	۳	۱۰۳	رسد	رسید	۱۲	۳۴
بیدل کہ بیک	بیدل بیک	۷	۱۰۳	بیش	پیش	۱۵	۳۶
طیبیا	طیبیاں	۱۱	۱۰۶	پر	پز	۱۵	۳۶
چو	چوں	۱۳	۱۰۷	چو	پر	۵	۳۰
ہمچو	ہمچوں	۹	۱۱۱	زبخت	چہ بخت	۱۵	۳۳

صحیح	غلط	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	صحیح	غلط	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر
شستہ	شستہ	۱	۱۶۲	ادفتاد	افتاد	۸	۱۱۵
پھین	پھین	۵	"	سجادہ	سجاد	۱۳	۱۱۹
سگ	سگے	۶	۱۶۵	توتی	توتے	۱	۱۲۳
یا	با	۱۰	"	توتی	توتے	۱۳	۱۲۳
نونا	تو	۱۳	۱۶۶	کہ زدر	کہ در	۳	۱۲۵
دیدہ	دید	۵	۱۶۰	کز	کر	۱۵	۱۲۶
گوشو	کوش و	۷	۱۶۲	چہ	کہ چہ	۲	۱۳۱
گور	گورے	۱۱	"	مے جنیدی	مے جنیدی	۹	۱۳۷
بنیاد	میا	۱۰	۱۶۳	نشانی	نشانی	۱	۱۳۹
کو	گو	۱۰	۱۶۵	وار	و	۵	۱۴۰
سوز	سور	۱۳	"	نونا	تو	۲	۱۴۳
دل بہتاں	دل بتاں	۱۵	"	چوں	چول	۱۳	"
بچمن	بچمن	۵	۱۶۹	نوشیں	توشیں	"	"
چنگ	جنگ	۱۲	"	اگر	گر	۹	۱۴۲
زیر	ریز	۱۱	۱۶۶	ار	از	۱۲	۱۴۶
دشنام	دشنام	۲	۱۸۰	کراٹا کاتبیں	اما اکاتبیں	۱۱	۱۵۰
بہیدہ	بہیدہ	۳	۱۸۰	ار	از	۱۶	۱۵۲

صحیح	غلط	۱	۲	صحیح	غلط	۱	۲
میش	پیش	۴	۲۰۵	جنیدے	جنیدے	۵	۱۸۰
میہانیم	میہانم	۱۳	"	بعرے	بعرے	۱۵	"
دادہ	داد	۶	۲۰۶	چو	جو	۳	۱۸۱
ملک دل	ملک دل	۵	۲۰۸	دیدیم	دیدیم	۲	۱۸۳
گم	کم	۳	۲۰۹	خوانیم	خوانی	۴	"
زلف	رلف	۹	۲۱۰	ریز	زیر	۲	۱۸۴
کردند	کردد	۹	۲۱۱	چو	جو	۶	۱۸۵
چست	جست	۱۳	"	اوقند	افتد	۲	۱۸۶
نوازش	نوارش	۵	۲۱۴	اے کہ	اے	۱	۱۹۰
رنگ	زنگ	۸	"	خوں	چوں	"	"
چوں	چو	۳	۲۲۰	بر	بز	۵	۱۹۱
خال	حال	۱	۲۲۱	بکنج	بگنچ	۱۲	۱۹۳
تو کہ یکے	تو یکے	۱۱	۲۲۲	با	یا	۱	۱۹۶
جبار	جبار	۱۳	"	ار	از	۸	۱۹۸
بنال	بنال	۱	۲۲۵	اے کہ	اے	۸	۲۰۰
کنند	کند	۵	۲۳۳	اے ز تو	اے توز	۶	۲۰۳
حق کہ من	حق من	۶	"	دست	ست	۳	۲۰۵

صحیح	غلط	نمبر	نمبر	صحیح	غلط	نمبر	نمبر
قبول	قبولے	۲	۲۹۵	بخیرش	بخیرش	۷	۲۳۵
ثریاں	زیاں	۳	۳۰۹	میکاشتم	میکاشتم	۱	۲۳۸
اکنوں	کمنوں	۳	۳۱۳	کوہت	کوہت	۳	۲۵۰
نہم	نہد	۹	۳۱۶	رحمت	رحمت	۳	۲۵۱
وار	دار	۱۵	"	بجانے	بجانے	۱۱	۲۵۳
نیندیشی	نیندیشی	۲	۳۱۷	جہت	جہت	۲	۲۵۵
بند	بند	۷	۳۱۸	مو	مو	۱۰	۲۵۸
خرقہ	خرقہ	۱۰	۳۲۲	فضل	فضل	۱۳	"
ماہ	ا	۶	۳۲۳	از بارالہ	از بارالہ	۱	۲۶۰
جاناں	جاناں	۶	۳۲۶	ست	ست	"	"
از	ازاز	۶	۳۲۷	نور صحر	نور صحر	۵	۲۶۲
قرغاں	قرغاں	۱۰	"	گوہر	گوہر	۲	۲۶۳
بر	ہر	۳	۳۲۲	ماں	ماں	۱	۲۸۳
ار	از	۷	۳۲۳	نشان	نشان	۳	۲۸۷
با	یا	۱۳	۳۵۳	رواں	رواں	۱۳	"
ولے	ویے	۱۳	۳۶۶	تا	تا	۹	۲۸۹
درد	دروے	۴	۳۷۳	تعویذ	تعویذ	۱۱	۲۹۳

صحیح	غلط	۱	۲	صحیح	غلط	۱	۲
سرمانافان صبراً	سرمانافان صبراً	۱۴	۴۴۶	ززلت ار	زلت از	۱۴	۴۸۲
عزت	غیرت	۴	۴۴۸	بفلاں	بغلاں	۴	۴۸۴
چہا نیات	چہا نیات	۱۲	"	ز	چو	۵	۴۰۲
زہرا	رہرا	۱۴	"	گر	کز	۱۴	۴۰۴
سی صد است	سی صد	۱۸	۴۴۹	لعل دور	لعل در	۳	۴۰۶
چہ از قلعہ چہ اند	چہ از قلعہ چہ اند	۲	۴۵۳	تیر نکو	تیرے	۱۳	۴۱۰
پاکش	پاکش	۶	۴۶۵	نکو	نیکو	۱	۴۱۵
گل	کل	۲	۴۶۱	النہار	انہا	۳	۴۱۸
خندہ	صد	۳	"	نئی	نہ	۸	۴۲۵
خداش	خدایش	۱۲	۴۶۲	چو	چوں	۹	۴۲۶
کفے	کے	۱۵	۴۶۴	کشورے	کشورے	۳	۴۳۵
خرج	چرخ	۱	۴۶۹	قلع	قلعہ	۳	۴۳۶
مبادا	مبادہ	۹	"	بہ	بر	۶	۴۳۸
صدکامشتر	صدکامش	۱۰	"	تازگی	بارگے	۱۸	۴۳۹
ک	گ	۱۲	"	عطا	عطا	۱۵	۴۳۳
زہرہ	زہر	۱۴	"	حجاب	حجاب	۱۴	۴۴۴
نفل	نفل	"	"	بدعا	بدعا	۶	۴۴۶

صحیح	غلط	۶	صحیح	غلط	۶	صحیح	غلط
تیز	تیر	۱۵	۵۲۵	جہاں ستاں باد	جہاں ستاند	۳	۴۸۰
ہزار	ہرار	۱۳	۵۳۱	کل	گل	"	"
داب و	د	۱۱	۵۳۴	نہال	نہاد	۱۲	"
صورت	صوب	۱۶	۵۴۰	افروز	فیروز	۱۱	۴۹۰
چو	تو	۶	۵۴۲	روز	رور	۳	۵۰۰
برخوردار	برخودار	۱۵	۵۶۵	گیرند	گیرد	۲	۵۰۸
زیں	زمین	۹	۵۶۹	بہ بخشائے	بخشائے	۹	۵۱۱
می سفت	می سفت	۲	۵۷۰	شاماں	ساماں	۱۵	"
پیوست	پیوست	۶	۵۸۸	سافر خانہ	گوسفند بوج	حاشیہ	"
راستاں	براستاں	۱۰	"	چو شفق	زشفق	۲	۵۱۳
انتباہ۔ شمارہ صفحہ ۵۹۸ غلط چاندت تصحیح باید نمود				بفضل	بفضل	"	"
باش	ماش	۱۱	۵۸۹	دراں	ودراں	۱۳	۵۱۹
ویا خوں	ریا خوں	۱۸	۵۹۲	عقل فضل	عقل و فضل	۱۵	۵۲۱
خاصم	خاصم	۳	۶۲۱	ورابعہ	وہم رابعہ	۱۴	۵۲۲



دائم اقبالاً

سرمہاراجہ مہین لسلطنتہ بہادر صد اعظم باب حکومت

نے

از راہ علم و دوستی دیوان حسن کی دائمی اشاعت کا

حق

مکتبہ ابراہیمیہ کو عطا فرمایا ہے